انٹرنیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے علما اور فقہاء کے شرعی

جدید فقہی فیصلے

اردو ترجمہ

اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا

ترتیب جدید

محمد اسرار مدنی

مکتبہ عمر فاروق

عصر حاضر کے جدید معاشی، طبی، معاشرتی وسیاسی
اور سائنسی مسائل کے بارے میں انٹرنیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ
کے علماء اور فقہائے اسلام کے شرعی اور

جدید فقہی فیصلے

Modern Jurisprudence

اردو ترجمہ

اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا

ترتیب جدید

مولانا محمد اسرار مدنی

مقدمہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

سیکرٹری جنرل اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا

ناشر: مجلس تحقیقات اسلامی

نام کتاب	:	جدید فقہی فیصلے
تحقیق	:	مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، سعودی عرب
اردو ترجمہ	:	مولانا فہیم اختر ندوی، اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا
ترتیبِ جدید	:	مولانا محمد اسرار مدنی
نظر ثانی	:	محمد جان اخونزادہ، محمد اسعد مدنی، محمد فہد مردانی
ضخامت	:	۵۵۲ صفحات
اشاعت	:	۲۰۱۸
قیمت	:	۶۰۰ روپے
ناشر	:	مجلس تحقیقات اسلامی، 0315 9898998
ہول سیل اسٹاکسٹ	:	مکتبہ عمر فاروق، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

ملنے کے پتے:

☆ کتاب محل، نزد داتا دربار لاہور 0300 4827500

☆ مؤتمر المصنفین جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

☆ سعید بک بینک، جناح سپر مارکیٹ اسلام آباد

☆ ندوۃ المصنفین، اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ حقانیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک (مولانا ادریس اعوان)

☆ مکتبہ امام اہل سنت، گوجرانوالہ 0300 4949823

فہرست

(۳) قرآنیات (Quranic Laws) ۶۰

(۴) عبادات Worships ۶۴

(زکوٰۃ Zakat) ۶۵

(۱۲) مضاربہ، مشارکہ، مرابحہ ۱۶۲

Muzarabah - Musharkah - Advance Purchase

(۲۱) جنایات (Indemnity) ۲۸۳

(۲۲) حظر واباحت (Permissible & Non Permissible) ۲۹۵

(۲۶) اسلام اور مغرب (Islam & the West) ۳۹۴

(۴۷) انسانی حقوق اور اسلام (Human Rights & Islam) ۴۳۹

(۴۸) عورت اور اسلام (Women & Islam) ۴۶۶

(۲۹) ضمیمہ

انتساب

اپنے تین بزرگ ارباب علم وقلم

- سابق سینیٹر قاری محمد اللہ صاحب (بنوں)
- مولانا عبدالقیوم حقانی (صدر القاسم اکیڈمی)
- شاعر وادیب مولانا محمد ابراہیم فانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

عرض مرتب

کئی برس پہلے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی ذاتی لائبریری میں عربی کتاب "قرارات وتوصیات مجمع الفقہ الاسلامی الدولی " ہاتھ آئی۔فہرست اور عنوانات کو پڑھ کر طالبان علوم فقہ کے لئے مفید پایا، اردو ترجمے کے لئے بے چین تھا مگر کام مشکل اور محنت طلب تھا، کچھ عرصہ بعد برادرم مفتی سعید خان کی معروف ومشہور لائبریری ''الندوہ'' میں ''شرعی فیصلے'' کے نام سے اس کا اردو ترجمہ مل گیا، جو فقیہ العصر مولانا خالد سیف رحمانی صاحب کے ادارے اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کے انچارج علمی امور مولانا فہیم اختر ندوی نے انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا، جب بعض اہل علم کی خدمت میں اس کی اشاعت کا عندیہ ظاہر کیا تو انہوں نے ترغیب دی اور فوراً کام شروع کرنے کا حکم فرمایا، عربی کتاب اور اس کے اردو ترجمے کی ترتیب اکیڈمی کی اجلاسوں کی ترتیب پر تھی، جس کی وجہ سے مسئلے کی تلاش میں قاری کو دقت محسوس ہوتی تھی اس لئے ترتیب جدید میں راقم نے درج ذیل امور کا خیال رکھا۔

☆ کتاب کو اجلاسوں کی بجائے فقہی ابواب میں تقسیم کیا گیا تاکہ ہر مسئلے کی تلاش میں قاری کو آسانی ہو۔

☆ ہر فقہی قرارداد اور اس کے اجلاس کا حوالہ اس قرارداد کے نیچے درج کیا گیا۔

☆ اکیڈمی کے خدمات اور منصوبہ جات کو ضمیمے کے طور پر آخر میں شامل کیا گیا۔

☆ معیاری کمپوزنگ کیساتھ ساتھ اصول املا وترقیم کا خیال رکھا گیا۔

☆ اہم عنوانات کا انگریزی ترجمہ شامل کیا گیا۔

امید ہے دنیا بھر کے اہل علم کے ساتھ ساتھ سوسائٹی کے تمام طبقات اس مجموعے سے استفادہ کریں گے۔ان شاء اللہ

محمد اسرار مدنی

0332-9174191

پیش لفظ

الحمد لحضرۃ الجلالۃ والصلوۃ والسلام علی خاتم الرسالۃ

اہل علم وفضل کا مقام ،وراثت نبوت ہے اور اس وراثت کی تمام ذمہ داریوں اور فرائض تعلیم وتعلم ،تدریس وتصنیف ،دعوت وتبلیغ کے لئے بے پناہ صلاحیت واستعداد ،اساتذہ فن کی صحبت وتربیت ،طلب علم کی راہ میں جانکاہی وجگرسوزی ،تقوی وتدین کی ضرورت ہے، جس کے بغیر یہ فریضہ ،وراثت ادا نہیں ہوسکتا۔

مگر ان تمام ذمہ داریوں میں پل صراط پر چلنے سے زیادہ نازک ذمہ داری افتاء وقضا کی ہے، خصوصاً ہر دور میں پیش آمدہ مسائل اور فقہ اسلامی کی روشنی میں اس کا حل نکالنا کارے دارد۔ کیونکہ اس کی شرائط وصفات اتنی ہی نازک ،حساس اور عمیق ہیں، جس کیلئے صرف ذکاوت اور ذہانت اور وسعت مطالعہ نہیں بلکہ علماء راسخین کا رسوخ ،تبحر علمی ،قرآن وسنت کے وسیع متنوع قدیم وجدید ذخیروں پر عبور ،تغیرات وتبدلات زمانہ سے باخبری اور ہر لمحہ پیدا ہونے والی تہذیبی ،معاشرتی ،سماجی وعرفی حالات اور عہد جدید کے پیدا کردہ مسائل اور چیلنجوں سے واقفیت کے ساتھ ساتھ ہر مسئلے کے شرعی ،فقہی ،طبی ،سائنسی ،معاشی ،معاشرتی اور عائلی پس منظر سے آگہی ضروری ہے۔

الحمدللہ ہر دور کے فقہا میں یہ صلاحیت واستعداد موجود رہی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں صفحات پر مشتمل عظیم فقہی ذخیرہ معرض وجود میں آیا۔

عہد جدید مسلمانوں کے لئے ماضی سے زیادہ خطرناک وخوفناک ہے، جس میں عالم اسلام اور مسلمانوں کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے ،مغرب کے تہذیبی ،معاشی اور سیاسی غلبے نے ہزاروں مسائل جنم لئے ،یہ تمام مسائل مسلمان اہل علم ومحققین ،فقہاء کرام سے خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ کئی ممالک میں اس تصادم کی وجہ سے ابھرنے والے پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے باقاعدہ اسلامی فقہی اکیڈمیاں قائم ہوئیں، جس میں سب سے مستند اور موثر ادارہ انٹرنیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی (المجمع الفقہ الاسلامی) ہے جو مسلمانوں کی عظیم تنظیم او آئی سی (OIC) کے تحت ۱۹۸۳ء میں قائم ہوئی اور اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ ایک ایسی اکیڈمی تشکیل دی جائے جس

کے تمام ممبران عالم اسلام کے فقہاو علماء اور فقہی ،ثقافتی اور اقتصادی علوم کے مختلف میدانوں کے ماہرین ومفکرین ہوں، تاکہ وہ عصر حاضر کے مسائل ومشکلات کا مطالعہ کریں، اور گہرے غورواجتہاد کے ذریعے مسائل ومشکلات کا ایسا حل پیش کریں جو اسلامی سرمایہ پر مبنی اور اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہو۔

۱۹۸۴ء میں اکیڈمی کا خصوصی اجلاس مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا جس میں اکیڈمی کے آفس، اس کے تین شعبہ جات، منصوبہ بندی، شعبہ بحث وتحقیق، اور شعبہ فتویٰ قائم کئے گئے اسی طرح اسلامی ممالک سے جدید مسائل کے بارے میں دریافت کیا تو کئی قسم کے موضوعات زیر بحث آئے۔ وہ تمام موضوعات اور مسائل انتہائی اہمیت کے حامل تھے، جس میں موجودہ تمام مسائل کے علاوہ کئی تحقیقاتی پروجیکٹ بھی تھے، مثلاً مختلف قدیم فقہی مخطوطات کی تدوین جدید، فقہی کتابوں کی فہرست سازی، فقہی انسائیکلو پیڈیا، فقہی اصطلاحات کی فہرست، ممبر ممالک میں اسلامی قانون سازی، تفسیر، حدیث، سیرت اور دیگر علوم اسلامی علوم وفنون میں جدید خطوط پر تحقیقات کے ساتھ ساتھ اصول فقہ، فقہ وفتویٰ کے میدان میں اہم ترین عنوانات وموضوعات کا انتخاب کیا گیا۔

اکیڈمی کی مجلس مختلف اسلامی علوم کے ماہرین ومفکرین اور علماء وفقہا پر مشتمل ہوتی ہے، اکیڈمی پیش کئے گئے مسائل وموضوعات پر تحقیق اور غوروفکر کے لئے چند ماہرین علماء کو ذمہ داری دیتی ہے کہ وہ متعلقہ موضوعات کے تمام فقہی پہلوؤں کو احاطہ کرتے ہوئے مقالہ لکھ کر شرعی رائے ظاہر کریں، پھر ایسے تمام مقالات کا خلاصہ اکیڈمی کے اجلاس میں ممبران، ماہرین اور موضوع کے ایکسپرٹس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس پر ہمہ جہت بحث ومباحثہ کیا جائے، طویل وغوروخوض کے بعد متفق علیہ تجویز یا شرعی حکم کا اعلان ہوتا ہے جس کو ''قرارداد'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، یا موضوع کے بعض پہلوؤں پر مزید مطالعہ وتحقیق کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے آئندہ اجلاس تک موخر کیا جاتا ہے

زیر نظر کتاب ''جدید فقہی فیصلے'' عالم اسلام کے ان جید فقہاء وعلماء کرام کے طویل غوروخوض اور نتائج فکر کا خلاصہ ہے، جس میں امت مسلمہ کو درپیش ہر مسئلے کا حل انتہائی سہل انداز میں

پیش کیا گیا ہے، گویا کہ عصر حاضر کے سلگتے مسائل پر علماء اسلام کا 'اجماع' ہے۔ کتاب وزرات اوقاف متحدہ عرب امارت سے شائع ہوئی، اسکے مرتب دکتور احمد عبدالعلیم ابوعلیو مدظلہ ہیں۔

کتاب فقہی اجلاسوں اور ۱۸۵ قراردادوں پر مشتمل ہے جو کہ ۱۹۸۵ء سے ۲۰۱۱ء تک کی طویل مدت میں زیر بحث آئے، یہ بیشتر علمی کام ہمارے محترم و مکرم دوست جناب شیخ صالح بن حمید مدظلہ صدر انٹرنیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی کی قیادت میں ہوا۔

عزیزم محمد اسرار مدنی حفظہ اللہ، سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اس کے اردو ترجمہ کے لئے کوشاں تھے، اسی دوران اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کی طرف سے اس کا اردو ترجمہ آیا جو فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی نگرانی میں مولانا فہیم اختری ندوی نے انجام دیا۔

کتاب اصل عربی کے مطابق تھی، جو کہ پہلے اجلاس سے لے کر اٹھارویں اجلاس تک ہے، جس میں طالب فقہ کے لئے کسی خاص عنوان کو نکالنے میں دقت محسوس ہو رہی تھی، دوسری یہ کہ کتاب پاکستان میں مارکیٹ میں نایاب تھی۔ اسی لئے عزیزم محمد اسرار مدنی نے انتہائی عرقریزی سے اس کو ازسرنو مرتب کیا، فقہی ابواب میں تقسیم کیا، ہر اجلاس اور قرارداد کا حوالہ دیا، جبکہ اکیڈمی کی خدمات، طریقہ کار کو آخر میں ڈالا، نیز اہم موضوعات و عنوانات کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا۔

کتاب کے عنوانات اور موضوعات کو پڑھ کر میری رائے ہے کہ تمام مدارس دینیہ، تخصصات، دارالافتائیں اور فقہی درسگاہیں اس کتاب کو مطالعے کی حد تک شامل نصاب فرمائیں۔ جدید ترین فقہی مسائل کا مختصر انداز میں جو حل پیش کیا گیا ہے وہ سینکڑوں مقالہ جات اور ہزاروں صفحات کا عصیر ہے، اس عظیم علمی سوغات کو اہل علم تک پہنچانے میں عزیزم محمد اسرار مدنی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ امید ہے ان کی یہ کاوش بھی قارئین اور محققین سے داد و تحسین وصول کرے گی۔ ان شاء اللہ

از

(مولانا) **سمیع الحق**

خادم العلم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

مقدمہ

حضرت علیؓ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر کوئی مسئلہ پیش آئے، اور قرآن وحدیث میں اس کے متعلق وضاحت نہیں مل سکے، تو ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایسے لوگوں سے مشورہ کرو جو اصحاب علم بھی ہوں اور عبادت گذار بھی اور تنہا اپنی رائے دینے سے بچو،'' شاوروا فیه الفقهاء العابدين ولا تمضوا فيه رأي خاصة " (مجمع الزوائد للہیثمی ۱/۱۷۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نئے مسائل کے حل کے سلسلہ میں ایک بنیادی اصول کی حیثیت رکھتا ہے، اور وہ اصول یہ ہے کہ اللہ تعالی نے گو انسان کو سب سے اشرف مخلوق بنایا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ عجز اور قصور بھی اس کی سرشت میں رکھا گیا ہے، جوانی کے ساتھ بڑھاپا، صحت کے ساتھ بیماری، طاقت وقوت کے ساتھ ضعف وکمزوری، علم ومعرفت کے ساتھ بہت سی حقیقتوں سے بے خبری وناآگہی، اس کی زندگی کے لوازم میں سے ہیں، اور یہی چیز ہے جو اسے خدا کے سامنے جھکنے پر مجبور کرتی ہے۔

انسانی عقل وفہم بھی اس پہلو سے خالی نہیں، وہ قدم قدم پر پیتل کو سونا اور سراب کو آب سمجھتی ہے، یہی حال اخلاق وکردار کا بھی ہے، نیک سے نیک انسان سے بھی خطائیں سرزد ہوتی ہیں، اور متقی وخداترس انسانوں کو بھی کبھی کبھی نفس دھوکا دے جاتا ہے، اور اس سے انبیاء کرام کے سواء کسی کا استثناء نہیں۔ اجتہاد اور نئے مسائل کے حل کے لیے جو شخصیتیں مطلوب ہیں، ان میں بنیادی وصف علم اور ورع وتقوی ہے، علم نادانستہ غلطی سے بچاتا ہے، اور تقوی دانستہ غلطی سے انسان کو روکتا ہے، افراد واشخاص میں یہ دونوں اوصاف کم جمع ہو پاتے ہیں، خاص کر موجودہ دور میں جب کہ حرص وہوس کا غلبہ ہے، اور راہ علم کی آبلہ پائی کا مزاج باقی نہیں رہا۔

اجتماعیت اس کمی کو پورا کرتی ہے، جب مختلف لوگ مل کر کسی مسئلہ پر غور کرتے

ہیں، تو اگر کوئی پہلو ایک شخص کی نظر سے اوجھل رہ گیا، تو دوسرا شخص اس جانب متوجہ کرتا ہے ، اور اگر خدانخواستہ ایک کی رائے خدا کی خوشنودی کے جذبہ کے بجائے وقتی مفادات پر مبنی ہوئی تو دوسرا اس کے پھسلتے ہوئے قدم کو سنبھال لیتا ہے، اور اس طرح اجتماعی طور پر جو نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے، اس میں غلطی اور ہوا پرستی کا امکان کم ہو جاتا ہے، اسی لیے قرآن مجید نے مسلمانوں کو اپنی زندگی میں شورائی طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے،" وأمرهم شورى بينهم " (سورۂ شوری:۳۸)اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے،"ید اللہ علی الجماعۃ"۔

اس پس منظر میں موجودہ دور میں نئے مسائل کی تیز گامی کو دیکھتے ہوئے عالم اسلام اور دوسرے ممالک میں مختلف اکیڈمیاں قائم ہوئی ہیں، ان میں نہایت ہی اہم اور فعال ترین اکیڈمی وہ ہے جو اسلامی کانفرنس کی تنظیم OIC کے تحت ۱۹۸۳ء میں قائم ہوئی ، جس کا صدر دفتر جدہ میں ہے، اور جس کے اب تک ۱۴ سیمنار ہو چکے ہیں، ان سیمناروں میں مجموعی اعتبار سے ۱۳۳ معاشی ، معاشرتی ،طبی اور اجماعی مسائل پر بحث ہو چکی ہے، اور اس کے فیصلے پوری دنیا میں قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

اسی جذبہ کے تحت اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا قیام عمل میں آیا ہے، اور بحمد اللہ اس اکیڈمی کے بھی اب تک ۱۴ سیمنار منعقد ہو چکے ہیں، اکیڈمی کوشاں ہے کہ نئے مسائل کے بارے میں علماء ہند کے نقطۂ نظر کو عالم اسلام تک پہنچائے ، چنانچہ اکیڈمی (انڈیا) کی تجاویز اردو کے علاوہ عربی ، انگریزی ، فارسی اور بعض زبانوں میں بھی شائع ہو چکی ہیں اور ساتھ ہی عالم اسلام کے اہل علم کی آراء سے ملت اسلامیہ ہند کو استفادہ کا موقع فراہم کرے، اسی مقصد کے تحت اس سے پہلے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے زیر نگرانی المجمع الفقہی الاسلامی کی تجاویز کا اردو ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے، اور اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشن نکل چکے ہیں، اب OIC کے زیر انتظام قائم مجمع الفقہ الاسلامی (اسلامک فقہ اکیڈمی) جدہ کی قراردادوں کا یہ ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

ان تجاویز کا ترجمہ کسی قدر دشوار کام ہے، کیونکہ اس میں بہت سی فنی اصطلاحات

بھی آتی ہیں، بعض ایسے مسائل بھی زیر بحث آتے ہیں، جو کسی خاص علاقہ سے متعلق ہیں، اور برصغیر کے لوگوں کے لیے وہ نامانوس مسائل ہیں، اللہ تعالی جزائے خیر دے محبّ عزیز ور لائق فاضل جناب مولانا مفتی محمد فہیم اختر ندوی (انچارج علمی امور اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا) کو، کہ انھوں نے بڑی محنت اور توجہ کے ساتھ اس مجموعہ کو اردو کا پیکر دیا، پھر پروفیسر شیث اسماعیل اعظمی اصلاحی ندوی نے زبان وبیان کے پہلو سے نظر ثانی کی، حضرت قاضی صاحبؒ نے بھی اپنی سخت علالت کے زمانہ میں اس کے ابتدائی حصہ پر نظر ثانی فرمائی تھی، اور کچھ حصہ اس حقیر نے بھی دوبارہ دیکھا ہے، پس اس طرح امید ہے کہ یہ مجموعہ علماء ارباب افتاء کے لیے تو ایک قیمتی سوغات ہوگا ہی، دوسرے اصحاب ذوق کے لیے بھی نشان راہ ثابت ہوگا۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو صواب وسداد پر قائم رکھے، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے فیضان علمی کے دائرہ کو وسیع فرمائے، اور اکیڈمی کے مؤسس وبانی فقیہ العصر حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کو اس شجرہ طوبیٰ کے لگانے اور بار آور کرنے پر بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے، ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم

خالد سیف اللہ رحمانی

جنرل سکریٹری، اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا

۱۰/ ذو قعدہ ۱۴۲۵ھ

۲۴/ دسمبر ۲۰۰۴ء

عقائد و ایمانیات

قادیانیت

اکیڈمی نے اپنے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰-۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/ دسمبر ۱۹۸۵ء میں کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی مجلس الفقہ الاسلامی کے پیش کردہ اس سوال پر غور کیا کہ قادیانیت اور اس سے نکلنے والے لاہوری فرقہ کا شمار مسلمانوں میں ہے یا نہیں اور کسی غیر مسلم کو اس مسئلہ میں فیصلہ کا کیا اختیار ہے؟

گذشتہ صدی میں ہندوستان میں ظاہر ہونے والے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جانب منسوب قادیانی اور لاہوری فرقوں سے متعلق ارکان اکیڈمی کی پیش کردہ مستند تحریروں اور دلائل کو پیش نظر رکھا گیا، نیز ان دونوں فرقوں کے بارے میں ذکر کردہ معلومات پر غور کیا گیا اور یہ ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوی کرتے ہوئے خود کو نبی مرسل قرار دیا ہے جس پر وحی آتی ہے، یہ دعوی اس کی کتابوں سے ثابت ہے جن میں سے بعض کتابوں کو وہ اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی بتاتا ہے، وہ زندگی بھر اس دعوی کی اشاعت کرتا رہا اور اپنی تحریر واقوال سے اپنی نبوت ورسالت کی دعوت لوگوں کو دیتا رہا، نیز بہت سی وہ باتیں جن کا جزو دین ہونا قطعی طور پر ثابت ہے جیسے جہاد، ان سے بھی اس کا انکار کرنا ثابت ہے۔ نیز المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کے فیصلہ متعلقہ قادیانیت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: مرزا غلام احمد کی جانب سے نبوت ورسالت اور وحی نازل ہونے کا دعوی سیدنا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت ورسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر وحی نازل نہ ہونے کے قطعی اور یقینی عقیدۂ دین کا صریح انکار ہے، اس دعوی کی وجہ سے مرزا غلام احمد اور اس دعوی کو تسلیم کرنے والے اس کے سارے متبعین اسلام سے خارج اور مرتد ہیں، لاہوری فرقہ بھی قادیانی فرقہ ہی کی طرح مرتد ہے باوجودیکہ وہ مرزا غلام احمد کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز قرار دیتا ہے۔

دوم: کسی غیر مسلم عدالت یا جج کو اسلام یا ارتداد کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے، خصوصاً جب کہ وہ علماء اسلام اور مسلم اکیڈمیوں کی جانب سے امت مسلمہ کے متفقہ فیصلہ کے خلاف ہو کیونکہ اسلام یا ارتداد کا فیصلہ کسی ایسے مسلمان عالم ہی کا قابل قبول ہوسکتا ہے جو ان تمام چیزوں سے واقف ہو جن کی بنیاد پر کوئی دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے، یا ارتداد کی وجہ سے اسلام سے خارج قرار پاتا ہے، نیز اسے اسلام یا کفر کی حقیقت کا ادراک ہو اور قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت احکام پر اس کی نظر ہو، لہذا اس سلسلہ میں کسی غیر مسلم عدالت کا فیصلہ باطل ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۴۰ (۴/۴)

فرقہ بہائیہ

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے چوتھے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/فروری ۱۹۸۸ء میں اس بات کے پیش نظر کہ پانچویں اسلامی چوٹی کانفرنس منعقدہ ۲۶ تا ۲۹ جمادی الاولی ۱۴۰۷ھ (مطابق ۲۶/ تا ۲۹/ جنوری ۱۹۸۷ء) بمقام کویت کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ قرآن کریم اور سنت مطہرہ کی تعلیمات سے متصادم تباہ کن مذاہب کے سلسلہ میں اسلامک فقہ اکیڈمی اپنی رائے صادر کرے نیز اس حقیقت کے پیش نظر کہ بہائیت اسلام کے لیے خطرہ ہے، اور دشمنان اسلام کی طرف سے اسے مالی تعاون حاصل رہتا ہے۔

اور اس فرقہ کے عقائد کے سلسلہ میں کافی غوروفکر کے بعد جس سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ کا بانی البہاء مدعی رسالت ہے، اور دعوی کرتا ہے کہ اس کی کتابیں نازل شدہ وحی ہیں، وہ اپنی رسالت پر ایمان لانے کی تمام لوگوں کو دعوت دیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا وہ منکر ہے اور کہتا ہے کہ اس پر نازل ہونے والی کتابوں نے قرآن کریم کو منسوخ کردیا ہے، اسی طرح وہ تناسخ ارواح کا بھی قائل ہے۔

اوراس روشنی میں کہ بہاء نے فقہ کے بہت سے فروعی احکام میں تبدیلی کردی ہے یا انہیں ساقط کردیا ہے، مثلاً اس نے فرض نمازوں کی تعداد اوران کے اوقات میں یہ تبدیلی کردی کہ اس نے نو نمازیں مقرر کی ہیں جو تین اوقات میں پڑھی جاتی ہیں، صبح میں،

شام میں، اور زوال کے وقت، تیمّم کے طریقہ میں یہ تبدیلی کہ تیمّم کرنے والا بہائی شخص بسم اللہ الأطہر الأطہر کہہ دے، روزے میں تبدیلی کر کے انیس دنوں کا کر دیا جو ہر سال ۱۲/ مارچ کو نو روز کی عید کے دن میں ختم ہو جاتے ہیں، قبلہ کو تبدیل کر کے اس نے مقبوضہ فلسطین کے عکا میں واقع بیت البہاء کو قرار دیا ہے، جہاد کو حرام اور حدود کو ساقط کر دیا ہے، میراث میں مرد اور عورت کو برابر قرار دیا ہے اور اس نے سود کو حلال کر دیا ہے۔

اور ان مقالات کو دیکھنے کے بعد جو ''اسلامی اتحاد کے میدان'' کے موضوع پر پیش کئے گئے ہیں جن میں تباہ کن تحریکات سے آگاہ کیا گیا ہے جو امت میں تفرقہ ڈالتی ہیں، اتحاد کا شیرازہ بکھیر کر امت کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرتی ہیں اور نتیجۃً اسلام سے دوری اور ارتداد کا شکار بنا دیتی ہیں۔

اکیڈمی درج ذیل فیصلہ کرتی ہے:

بہاء کی جانب سے کئے گئے رسالت، نزول وحی، اپنے اوپر نازل ہونے والی کتابوں کے ذریعہ قرآن کریم کی منسوخی کے دعوی اور تواتر سے ثابت فروعی شرعی احکام میں تبدیلی، یہ ضروریات دین کا انکار ہے، اور ایسے منکر پر بالاتفاق کفار کے احکام جاری ہوں گے۔ نیز اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ پورے عالم میں جتنی اسلامی تنظیمیں ہیں وہ سب اپنی تمام امکانی کوششوں کے ساتھ اس ملحدانہ رجحان کے مقابلہ کے لیے آگے آئیں جو اسلامی عقیدہ وشریعت اور نظام حیات کے لیے خطرہ ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۳۴ (۹/۴)

سیکولرزم

اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ منامہ، بحرین مؤرخہ ۲۵-۳۰/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴-۱۹/نومبر ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اور مناقشات جن میں امت اسلامیہ پر اس کے خطرات اور سنگینی کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے، کی روشنی میں درج ذیل فیصلے کئے گئے:

اول: سیکولرزم ''علمانیت'' (جو درحقیقت دین اور زندگی کے درمیان جدائی کا نام ہے) کا نظریہ کلیسا کی ظالمانہ کارروائیوں کے ردعمل میں پیدا ہوا۔

دوم: سیکولرزم اسلامی ممالک میں استعمار اور اس کے حامیوں کے بل بوتے پر اور مستشرقین کے اثرات سے پھیلا، اس نے امت اسلامیہ میں انتشار اور عقیدہ صحیحہ میں تشکیک پیدا کی، ہماری امت کی تابناک تاریخ کو داغدار کیا اور نئی نسل کو باور کرایا کہ نصوص شریعت اور عقل میں تضاد ہے، اس نے شریعت غراء کو ہٹا کر اس کی جگہ انسانی ساختہ نظاموں کو رائج کرایا، اباحیت، اخلاقی انارکی اور بلند اقدار کی گراوٹ کو رواج دیا۔

سوم: سیکولرازم ہی سے وہ بیشتر تباہ کن افکار پھوٹے ہیں جنھوں نے نسل پرستی کمیونزم، صہیونیت اور ماسونیت وغیرہ کے مختلف ناموں سے ہمارے ملکوں کو تاخت وتاراج کیا، جس کے نتیجہ میں امت کے سرمائے تباہ وبرباد ہوگئے، اقتصادی حالت کمزور ہوگئی اور ہماری زمین کے کچھ حصوں مثلاً فلسطین اور القدس پر قبضہ کر لیا گیا، یہ تمام باتیں بتاتی ہیں کہ سیکولرزم اس امت کے لیے کوئی بھی خیر فراہم کرنے میں ناکام ہے۔

چہارم: سیکولرزم ایسا وضعی نظام ہے جو الحاد کی بنیاد پر قائم ہے، وہ اسلام سے اجمالاً وتفصیلاً کسی طرح جوڑ نہیں کھاتا، ہاں عالمی صہیونیت، اباحی اور تباہ کن دعوتوں سے

وہ ضرور میل کھاتا ہے، پس یہ الحادی مذہب ہے جس سے اللہ و اس کے رسول اور مؤمنین کا ہرگز تعلق نہیں۔

پنجم: اسلام دین، حکومت اور زندگی کے ایک کامل نظام کا نام ہے، وہ ہر زمانہ اور ہر مقام کے لیے قابل عمل ہے، وہ دین و دنیا کی علاحدگی کو تسلیم نہیں کرتا، وہ ضروری قرار دیتا ہے کہ تمام احکام کا مأخذ دین ہو، عملی زندگی کو اسلام ہی کے رنگ میں رنگا جائے، خواہ سیاست کا میدان ہو یا معاشیات کا، سماجیت کا ہو یا تعلیم و تربیت یا ذرائع ابلاغ کا یا کوئی اور میدان۔

سفارشات:

اکیڈمی درج ذیل سفارش کرتی ہے:

الف: مسلم سربراہان کی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں اور ان کے ملکوں سے سیکولرزم کے اسالیب کو روک دیں اور اس سے مسلمانوں کے تحفظ کے لیے ضروری تدابیر اختیار کریں۔

ب: علماء کا فریضہ ہے کہ اپنی دعوتی کوششوں کے ذریعہ سیکولرزم کا پردہ چاک کریں اور اس سے آگاہ کریں۔

ج: مدارس، یونیورسٹیز، تحقیقی مراکز اور معلومات کے ذرائع کے لیے ایک جامع اسلامی تربیتی منصوبہ تیار کیا جائے تاکہ منصوبہ ایک ہو اور ایک تربیتی نقشہ ہو، مسجد کے پیغام و کردار کو زندہ کیا جائے، خطابت اور وعظ و ارشاد کا اہتمام کیا جائے، اور انہیں انجام دینے والوں کو اس طرح تیار کیا جائے کہ وہ زمانہ کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں، شبہات کا جواب دے سکیں اور شریعت حقہ کے مقاصد کا تحفظ کرسکیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۹۹ (۱۱/۲)

فکری یلغار

اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۷-۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹-۱۴/مئی ۱۹۹۲ء میں فکری یلغار کے موضوع پر جو مقالات آئے ہیں ان سے یہ واضح ہوا کہ فکری یلغار کا آغاز کس طرح ہوا، اس کی سنگینی اور نقصانات کتنے دوررس ہیں، عرب اور مسلم ممالک میں اس نے کیا نتائج برپا کیے، ان مقالات میں اس بات کا بھی جائزہ لیا گیا کہ کیا کیا شبہات اور الزامات اسلام کے تئیں پھیلائے گئے ہیں، اور کون کون سی سازشیں اور منصوبے کام کررہے ہیں، جنھوں نے اسلامی معاشرہ کی چولیں ہلادیں اور دعوت اسلامی کی اشاعت کو متاثر کردیا ہے، ساتھ ہی ان مقالات میں اس رول کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو امت کی حفاظت، اور اس یلغار سے تحفظ میں اسلام نے ادا کیا ہے اور بہت سارے منصوبوں اور سازشوں کو ناکام بنایا گیا ہے۔ دوسری جانب یہ بیان کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ اس یلغار کے دفاع اور امت کے تحفظ کے لیے مختلف میدانوں اور مختلف سطحوں پر کن کن کاموں کی ضرورت ہے۔

ان مقالات پر ہونے والے بحث ومباحثہ کی روشنی میں اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

۱- اسلامی شریعت کو نافذ کیا جائے اور علاقائی اور عالمی سیاسی تعلقات میں شریعت اسلامیہ ہی کو اصل بنایا جائے۔

۲- تعلیم وتربیت کے مناہج کو صاف وپاک کیا جائے اور انہیں اعلی معیار پر

لایا جائے تا کہ معاصر اسلامی تربیت کی بنیادوں پر نسلیں تیار کی جائیں، اور اسی طرح انہیں تیار کیا جائے کہ وہ اپنے دین کی بصیرت رکھتے ہوں اور ثقافتی یلغار کے مظاہر سے محفوظ ہوں۔

۳- داعیان دین کی تیاری کے مناہج کو ایسا اعلی بنایا جائے کہ انہیں انسانی زندگی کی تشکیل میں اسلامی روح اور اسلامی مناہج کا ادراک ہو اور ساتھ ہی انہیں عصری ثقافت سے بھی واقفیت ہو تا کہ جدید معاشروں میں وہ پوری بصیرت اور شعور کے ساتھ دعوتی کام کر سکیں۔

۴- ثقافتی یلغار کے تمام مظاہر اور اس کے نقصانات کے مقابلہ کے لیے مسلمانوں کی زندگی میں مسجد کو اس کا مکمل تربیتی مقام دیا جائے اور مسلمانوں کو ان کے دین سے صحیح اور مکمل واقف کرایا جائے۔

۵- دشمنان اسلام کے پھیلائے ہوئے شبہات کا مثبت اور علمی اسلوب میں اور اسلام کی کاملیت پر پورے اعتماد کے ساتھ ازالہ کیا جائے، کمزور دفاعی اسلوب سے بالکل گریز کیا جائے۔

۶- باہر سے آنے والے افکار اور مبادی کے مطالعہ کا اہتمام کیا جائے اور ان کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو پوری امانت اور معروضیت کے ساتھ واضح کیا جائے۔

۷- اسلامی بیداری پر توجہ دی جائے، صحیح اسلامی شخصیت کی تعمیر کے لیے اسلامی دعوت وعمل کے میدانوں میں کام کرنے والے اداروں کے ساتھ تعاون کیا جائے، جو انسانی معاشرہ کے سامنے سیاسی، سماجی، ثقافتی اور اقتصادی تمام میدان ہائے حیات میں انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر اسلام کے نفاذ کی روشن عملی تصویر پیش کر سکے۔

۸- عربی زبان کی اشاعت اور پوری دنیا میں اس کی تعلیم پر توجہ دی جائے کہ وہی قرآن کریم کی زبان ہے، عرب واسلامی ممالک کی دانش گاہوں اور مدارس میں عربی کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔

۹- اسلام کی اس کشادہ دلی کو پھیلایا جائے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ہر انسان کی بھلائی چاہتا ہے، عالمی سطح پر اور دنیا کی تمام زندہ زبانوں میں یہ پیغام عام کیا جائے۔

۱۰- ذرائع ابلاغ کے جدید طریقوں سے منصوبہ بند اور مکمل استفادہ کرتے ہوئے بغیر کسی کوتاہی کے دنیا کے تمام گوشوں میں کلمہ حق و خیر کی اشاعت کی جائے۔

۱۱- معاصر مسائل کے اسلامی حل پیش کئے جائیں اور موجودہ مشکلات کے اسلامی حل کو عملی روپ میں سامنے لانے کی کوشش کی جائے کہ عملی نفاذ ہی دعوت و اشاعت کا مؤثر طریقہ ہے۔

۱۲- مسلمانوں کے اتحاد کے مظاہر کو تمام سطحوں پر سامنے لایا جائے، ان کے باہمی اختلافات اور نزاعات کو اسلامی شریعت کے مطابق مصالحانہ طریقہ سے دور کر کے مسلمانوں کے مابین انتشار کو ہوا دینے اور اختلافات ونزاعات کی بیج بونے کی تمام اسلام دشمن سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔

۱۳- مسلمانوں کو طاقت ور اور اقتصادی وعسکری طور پر خود کفیل بنانے کی کوشش کی جائے۔

۱۴- اسلامی اور عرب ممالک سے اپیل کی جائے کہ وہ دنیا کے مختلف گوشوں میں ظلم وجبر کے شکار مسلمانوں کی مدد کریں، اوران کے مسائل میں تعاون کریں اور حاصل وسائل کے ذریعہ ان کو ظلم وجبر سے بچائیں۔

نیز اجلاس امانت عامہ سے سفارش کرتا ہے کہ اس موضوع سے متعلق مختلف مسائل کو اکیڈمی کے اجلاس اور سمیناروں میں پابندی سے لایا جائے کہ فکری یلغار کا موضوع انتہائی اہم ہے، اور اس کے مظاہر اور نت نئی صورتوں کے مقابلہ کے لیے ہمہ گیر اسٹریٹجی بنانے کی ضرورت ہے، بہتر ہے کہ آئندہ سمینار میں ''استشراق'' اور ''عیسائی مشنری'' کا موضوع رکھ کر اس جانب پیش رفت کیا جائے۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۶۹ (۷/۷)

علم

(Sciences)

جدید مسائل کی کتب فتاوی سے استفادہ

اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ منامہ ،بحرین مؤرخہ ۲۵-۳۰/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴-۱۹/نومبر ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اور مناقشوں کی روشنی میں درج ذیل فیصلے کئے گئے:

۱- مختلف النوع فقہی فتاوی (نوازل) کے سرمایہ سے استفادہ کیا جائے تاکہ نو پیدا مسائل کے حل دریافت کئے جاسکیں خواہ ان کا تعلق اجتہاد واستنباط تخریج ور قواعد فقہیہ کی روشنی میں مناہج فتوی سے ہو یا ان کا تعلق ان فقہی فروعات سے ہو جن کے نظائر پر فقہاء نے اپنے زمانوں میں عملی تطبیقات کے اندر بحث فرمائی ہے۔

۲- اہم کتب فتاوی کی تحقیق کی جائے ،اور معاون فقہی کتب کا احیاء کیا جائے جیسے کتاب ''التنبیہات علی المدونۃ'' از قاضی عیاض، ''برنامج الشیخ عظوم''، ''فتاوی امام غزالی''، ''تقویم النظر'' از ابن الدہان ، مذہب مالکی اور اس کے علمی شہروں فاس ،قیروان وقرطبہ میں ''کتب العمل''، ''معروضات ابوالسعود'' وغیرہ کتابیں جو فقہ کی حیویت وزندگی کو نمایاں کرنے کی ایک راہ ہے۔

۳- ایک ایسی مفصل کتاب تیار کی جائے جس میں افتاء کے اصول ،مفتیوں کے مناہج ،مختلف فقہی مسالک کی اصطلاحات ، ہر مسلک میں مقررہ ترجیح وتخریج کے طریقوں کی وضاحت کی گئی ہو، ساتھ ہی مذہب مالکی وغیرہ میں جس پر عمل رہا ہے اسے جمع کیا جائے، اور اکیڈمی کے صدر کی کتاب ''المدخل إلی فقہ النوازل'' شائع کی جائے۔

۴- بقیہ کتب فتاوی کو بھی ''معلمۃ القواعد الفقہیہ'' کے منصوبہ میں شامل کیا جائے تا کہ ان قواعد تک بھی رسائی ہو جن پر فتاوی مبنی ہیں اور فقہی مدونات میں ان کا ذکر نہیں ہے۔

اور اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

۱- ایسے فتاوی سے اجتناب برتا جائے جو کسی شرعی اصل اور معتمد شرعی دلائل پر مبنی نہ ہوں، بلکہ شرعاً غیر معتبر موہوم مصلحت پر مبنی ہوں جو خواہشات کی پیداوار اور احکام ومقاصد شریعت کے مخالف عرف واحوال سے اثر پذیر ہوں۔

۲- افتاء سے تعلق رکھنے والے علماء، اداروں اور کمیٹیوں سے گذارش کی جائے کہ وہ فقہی اکیڈمیوں کے فیصلوں اور سفارشات کو اختیار کریں تا کہ عالم اسلام میں فتاوی کے اندر یکسانیت وانضباط لانے کی کوشش ہو سکے۔

۳- صرف ایسے حضرات سے استفتاء کیا جائے جو علم، پرہیزگاری، خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کے اوصاف سے آراستہ ہوں۔

۴- فتاوی دینے والے افراد علماء کے بیان کردہ ضوابط افتاء کی رعایت کریں، بالخصوص درج ذیل ضوابط کی:

الف۔ ادلہ شرعیہ یعنی کتاب وسنت اور اجماع وقیاس وغیرہ کی پابندی کریں، استدلال واستنباط کے قواعد کا التزام کریں۔

ب۔ مصالح کے حصول اور مفاسد کے ازالہ میں ترجیحات کی ترتیب کا خیال رکھیں۔

ج۔ فقہ واقع، عرف، ماحول کے تغیرات اور زمانی حالات جو کسی شرعی اصل سے نہ ٹکراتے ہوں، کی رعایت کی جائے۔

د۔ تہذیبی ترقی جو مصلحت معتبرہ اور شرعی احکام کے التزام کی جامع ہو، کے احوال سے ہم دوش رہا جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۴ (۱۱/۷)

نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کی اسلامیت

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی مجمع الفقہ الإسلامی کا پندرہواں فقہی سمینار ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء کو مسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کی اسلامیت کے موضوع پر موضوع پر موصول ہونے والی تحریروں اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات کی روشنی میں درج ذیل سفارشیں کرتی ہے:

۱- نصاب تعلیم کو اسلامی بنانے کا عمل تعلیم وتربیت کے خاص نظام کی تشکیل سے مربوط ہے، اس طور پر کہ تعلیم وتربیت کا ایک ایسا جامع منصوبہ تیار کیا جائے جس کے مقاصد، مشمولات، طریقے اور انداز کار سب اس وسیع تر اسلامی نظریہ کے مطابق ہوں جو انسان، کائنات اور زندگی کو محیط ہے، تاکہ ایک ایسا انسان تیار ہو سکے، جو صالح، اپنے دین کی اخلاقی قدروں کا پابند زمین میں خلافت کی ذمہ داریوں کو اٹھانے اور اسلامی اصولوں کے مطابق اس کی تعمیر کا اہل ہو۔

۲- تعلیم وتربیت کا کام اس مقصد کے تحت ہو کہ نئی نسل کے اندر اسلامی قدروں کے پودے لگائے جائیں اور اس کی آبیاری کی جائے اور اس کو اس قابل بنایا جایے کہ وہ اپنی عملی زندگی میں انہیں جگہ دینے اور ان کی نمائندگی کرنے پر قادر ہوں۔

۳- تعلیم کے موضوع اور نصاب کو خالص اسلامی تصور کے مطابق بنایا جائے، اور

نصاب کے عام مشمولات میں اسلامی نقطہ (عقیدہ، شریعت، اور منہج حیات) کو اجاگر کیا جائے۔

۴- جدید تعلیمی وسائل اور معاصر تعلیمی تکنیک سے استفادہ کرتے ہوئے تعلیم و تربیت کے اسلوب میں اسلامی منہج کا بھرپور لحاظ رکھا جائے، اور ساتھ ہی مقصدیت کے دائرہ میں اسلامی مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے مخصوص پروگراموں کی بھی تنفیذ کی جائے۔ مثلاً نمایاں اور مثالی طالب علموں کے لیے انعامات مخصوص کیے جائیں۔

۵- تعلیم و تربیت کے خوب و ناخوب کا جائزہ لینے کے لیے تجزیہ کے جدید اسلوب سے استفادہ کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار کو بھی محفوظ رکھا جائے، اور ممالک اسلامیہ کے درمیان معلومات کے تبادلہ اور اشتراک عمل کو یقینی بنایا جائے۔

۶- عالم اسلام میں رائج نظام تعلیم و تربیت کی تنقیح کی جائے، اور اس میں اس طرح تبدیلی لائی جائے کہ وہ اسلامیت اور ضرورت زمانہ کو اپنے اندر جمع کرلے، اور یہ کام ذاتی طور پر کسی خارجی مداخلت کے بغیر سرانجام دیا جائے۔

۷- تعلیم کے تمام مراحل میں عربی زبان کی تعلیم عام کی جائے، تاکہ تعلیم قرآن وحدیث کی زبان میں ہوں، تاکہ اسلامی تشخص کی حفاظت ہوسکے، اور عربی زبان میں مدون ہونے والے علمی ورثہ سے ربط باقی رہے۔

۸- اسلامی اصولوں میں مختلف میدانوں کے اندر دخیل مفاہیم سے علوم کو پاک کیا جائے۔

۹- نظام تعلیم و تربیت میں جدت، تعمیری تنقید، مذاکرات اور اعتدال پسندی کی روح کو تقویت دی جائے۔

۱۰- اخلاقی، تعلیمی اور تربیتی اعتبار سے اچھے معلم کو تیار کرنے پر توجہ مبذول کی جائے، اسی طرح ایسی کتابوں کو تیار کرنے کا بھی اہتمام کیا جائے جو اسلامی اصول اور قدروں سے ہم آہنگ ہوں۔

۱۱- ناخواندگی پر قابو پانے اور نئی نسل کو اسلام کے مبادیات اور موجودہ ثقافت سے روشناس کرانے کے لیے تمام اسلامی ممالک میں بنیادی تعلیم لازمی اور مفت بنائی جائے۔

۱۲- موجودہ نظامہائے تعلیم کی دوری کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے، اور اس کے لیے اس طریقہ کو اختیار کیا جائے کہ زمانے کے تقاضوں اور تخصص کی ضرورتوں میں خلل ڈالے بغیر تعلیم وتربیت اسلامی ترجیحات کی بنیاد پر ہوئے، اور طالب علموں کو حال و مستقبل کے چیلنجز کا مقابلہ کرنی کی قدرت حاصل ہوجائے۔

۱۳- اسلامی تربیت کے اصولوں اوراس کی بنیادوں پر توجہ مرکوز کی جائے، تاکہ تعلیمی نظام میں تربیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہو، اور اخلاقی تربیت کا اس طرح لازمی اہتمام کیا جائے کہ ایک طالب علمی اسلامی اخلاق وعادات سے آراستہ ہوکر نکلے۔

۱۴- نصاب تعلیم میں ایسے مضامین بھی شامل کئے جائیں جو اسلامی وحدت اور دنیا کی دیگر قوموں کے ساتھ مثبت بقائے باہم کی اہمیت دلوں میں جاگزیں کرنے والے ہوں۔

۱۵- بین الاقوامی مجمع الفقہ الاسلامی کے جنرل سکریٹی سے مجلس مطالبہ کرتی ہے کہ وہ تنظیم اسلامی برائے تربیت وثقافت (ایسسکو) اور اس قسم کے دیگر تعلیمی اداروں کے تعاون واشتراک سے ''نصاب تعلیم کا اسلامائزیشن'' کے موضوع پر ایک خصوصی سیمینار منعقد کرے جس میں اس نوعیت کی سابقہ کوششوں سے استفادہ کیا جائے اور عالم اسلام میں نصاب تعلیم کے اسلامائزیشن کو فروغ دینے کے لیے ایک جامع خاکہ تیار کیا جائے اور اسے تنظیم اسلامی کانفرنس کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اسلامی ممالک کے وزراء تعلیم آگے کے لائحہ عمل کے لیے اس کو مدنظر رکھیں۔

قرارداد نمبر: ۱۳۸(۴/۱۵)

فتوی: شروط وآداب

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترہواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، ''فتوی: شروط وآداب'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- فتوی اور مفتی کی تعریف اور فتوی کی اہمیت:

مسئلہ دریافت کرنے کی صورت میں اس کے شرعی حکم کو بیان کردینے کا نام فتوی ہے، لیکن بسا اوقات بغیر دریافت کئے بھی لوگوں کے حالات واعمال کی اصلاح کے لیے پیش آمدہ مسائل کا شرعی حکم بیان کرنا بھی فتوی کے ذیل میں آتا ہے۔

اور مفتی اس شخص کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ اور مسائل وحوادث سے واقف ہو، نیز اس میں اتنی علمی صلاحیت ہو کہ وہ شرعی دلائل سے احکام شرعیہ مستنبط کرکے پیش آمدہ مسائل وحوادث پر انہیں منطبق کرسکے۔

فتوی ایک کار عظیم ہے؛ کیوں کہ یہ رب کائنات کی شریعت کی ترجمانی کرنا ہے، مفتی اللہ تعالی کی طرف سے اس کے حکم پر دستخط کرتا ہے، اور شریعت کے احکام کی وضاحت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتا ہے۔

۲-مفتی کے لیے مطلوبہ شرائط:

فتوی وہی شخص دے سکتا ہے جس میں امور افتاء سے متعلق تمام شرطیں پائی جاتی ہوں، ان شرطون میں سے اہم شرطیں حسب ذیل ہیں:

الف- کتاب اللہ، حدیث رسول اور ان دونوں سے متعلق علوم سے واقفیت رکھتا ہو۔

ب-متفق علیہ مسائل، مختلف فیہ مسائل، فقہی مسالک وآراء سے واقف ہو۔

ج- اصول فقہ، اس کے مبادیات وقواعد اور مقاصد شریعت سے پوری طرح آگاہ ہو، نیز ان علوم پر بھی گہری نظر رکھتا ہو، جو مذکورہ علوم کے لیے معاون ہوتے ہیں جیسے: نحو، صرف، بلاغت اور منطق وغیرہ۔

د- لوگوں کے احوال، اور عرف وعادت سے واقف ہو، دور حاضر کے بدلتے ہوئے حالات پر اس کی نظر ہو، نیز ایسے معتبر عرف پر مبنی مسائل میں جو نصوص شرعیہ سے متصادم نہ ہوں عرف میں تبدیلی کی وجہ سے مسائل میں تبدیلی کی رعایت کو ملحوظ رکھتا ہو۔

ہ-نصوص سے احکام شرعیہ مستنبط کرنے کی اس میں صلاحیت ہو۔

و- دریافت کردہ بعض مسائل میں صورت مسئلہ کو سمجھنے کے لیے مختلف شعبوں کے ماہرین سے مراجعت کرنا ضروری ہے، مثلاً طبی اور اقتصادی مسائل میں۔

۳- اجتماعی فتوی:

موجودہ حالات میں چوں کہ اکثر مسائل پیچیدہ اور متعدد مسائل سے مربوط ہوتے ہیں، اس لیے ان کو سمجھنے اور ان کے حکم شرعی کو دریافت کرنے کے لیے اجتماعی فتوی کی ضرورت پڑتی ہے، جس کے لیے مختلف دارالافتاء، فقہ اکیڈمیوں اور تنظیموں سے مراجعت ضروری ہوتی ہے۔

۴-فتویٰ پر عمل کا التزام:

فتویٰ کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا قضاء لازم نہیں ہوتا؛ البتہ دیانۃ لازم ہوتا ہے، لہذا جب فتویٰ کے درست ہونے پر دلیل موجود ہو تو پھر کسی مسلمان کے لیے اس کی مخالفت درست نہیں ہے۔

نیز تمام اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے ضروری ہے کہ اپنے شرعی مشاورتی بورڈس کے فتووں کا فقہ اکیڈمیوں کے تجاویز کے دائرے میں رہتے ہوئے التزام کریں۔

۵-کس کا فتویٰ غیر مقبول ہوگا؟

(۱) فقہ میں تخصص کیے ہوئے اور مذکورہ بالا شرائط کے حاملوں کے ماسوا کے فتوی غیر مقبول ہوں گے۔

(۲) مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ شائع ہونے والے اکثر فتوی صرف مستفتی کے لیے ہی لائق عمل ہوتے ہیں؛ البتہ دوسرے شخص کے لیے بھی اس وقت قابل عمل ہوں گے جب کہ اس کی صورتحال مستفتی سے ملتی جلتی ہو۔

(۳) نصوص قطعیہ اور متفق علیہ فتووں سے مختلف فتوی قابل قبول نہیں ہیں۔

۶-آداب افتاء:

مفتی کے لیے ضروری ہے کہ اپنے فتوی میں مخلص ہو، باوقار اور سنجیدہ مزاج ہو، اپنے گرد وپیش کے احوال سے واقف ہو، بذات خود پاک دامن اور متقی ہو، جواز وعدم جواز میں اپنے فتوی پر خود بھی عمل پیرا ہو، شک وشبہات کے مقامات سے دور رہتا ہو، متشابہ اور مشکل مسائل میں جلد بازی سے کام نہ لیتا ہو؛ بلکہ اہل علم سے مشورہ کرتا ہو، مطالعہ ومراجعت کی پابندی کرتا ہو، لوگوں کے رازوں کا امین ہو، اپنے فتوی میں درست رائے اختیار کرنے کی اللہ تعالی سے دعاء کرتا رہتا ہو، اور جس مسئلہ سے وہ ناواقف ہو یا جو مسئلہ قابل مراجعت یا تحقیق طلب ہو اس میں توقف سے کام لیتا ہو۔

دارالافتاؤں کے لئے تجاویز وسفارشات:

(۱) نت نئے مسائل اور حوادث ونوازل سے واقفیت کے لیے اکیڈمی عالم اسلام کے تمام ہی دارالافتاء سے ہمیشہ ایک دوسرے سے مربوط اور ہم آہنگ رہنے کی اپیل کرتی ہے۔

(۲) دینی جامعات، شرعی تعلیم گاہوں، اسی طرح قضاء، اور امامت وخطابت کی تربیت دینے والے درس گاہوں میں ایک مستقل فن کی حیثیت سے فتوی نویسی کی تعلیم ہونی چاہیے۔

(۳) فتوی کی ضرورت اور نئے مسائل کے حل کے لیے لوگوں کو اس کی حاجت بتلانے کے واسطے گاہے گاہے پروگرام منعقد کرنا ضروری ہے۔

(۴) اکیڈمی اس بات پر زور دیتی ہے کہ اس کے فیصلہ: ۱۰۴(۱۱/۷) سے استفادہ کیا جائے جو خاص طور پر فتوی سے طریقۂ استفادہ پر مشتمل ہے، بالخصوص ان دفعات سے استفادہ کیا جائے، دجو درج ذیل سفارشوں پر مشتمل ہیں:

(الف) ان فتووں سے گریز جن کی بنیاد کسی شرعی اصول یا شرعاً معتبر دلائل پر نہ ہو؛ بلکہ شریعت کی نگاہ میں باطل اور لغو وموہوم مصالح پر ہو، جو دراصل خواہشات نفسانی، اور مبادیات دین اور مقاصد شریعت کے مخالف عرف سے بے جا تأثر کے زیر اثر معرض وجود میں آتے ہیں۔

(ب) علماء، ادارے اور اکیڈمیوں کے ارباب افتاء کو اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ فقہی کانفرنسوں کے فیصلوں اور تجاویز کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں اور پورے عالم اسلام کے فتووں میں یکسانیت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

قرارداد نمبر: ۱۵۳(۱۷/۲)

مقاصد شریعت اور احکام کے استنباط میں ان کا کردار

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارہواں سمینار از ۲۴تا۲۹/ جمادی الآخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کو بوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا۔'' مقاصد شریعت اور احکام کے استنباط میں ان کا کردار'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- مقاصد شریعت سے مراد وہ اہداف، عمومی حکمتیں اور مقاصد ہیں جن کو دنیا وآخرت میں بندوں کے مفادات کے پیش نظر شارع نے اپنے صادر کردہ احکام میں ملحوظ رکھا ہو۔

۲- اجتہاد میں مقاصد شریعت سے استفادہ کے لیے درج ذیل امور ضروری ہیں:

الف- تمام نصوص شرعیہ اور احکام شرعیہ پر گہری نظر ہو۔

ب- مقاصد شریعت کو فقہاء کے مابین اختلافات میں وجہ ترجیح کی حیثیت سے ملحوظ رکھا جائے۔

ج- مکلفین کے اعمال کے انجام کار پر غور وفکر کرتے ہوئے احکام شریعت کو منطبق کیا جائے۔

۳- مقاصد شریعت کے مختلف مراتب کو انسانی حقوق کے بنیادی اور مناسب دائرہ کار کے طور پر تسلیم کیا جائے۔

۴- اجتہاد میں مقاصد شریعت کے استحضار کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

۵- مقاصد شریعت کو صحیح طور پر مناسب مقام میں استعمال کیا جائے، اس طرح کہ اس سے نصوص شرعیہ قطعیہ اور اجماع امت کا اہمال لازم نہ آئے۔

۶- معاشرتی، اقتصادی، تربیتی اور سیاسی تمام پہلوؤں میں مقاصد شریعت کے تمام جہات پر غور وخوض کی اہمیت کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۷- شرعی احکام کو صحیح معنوں میں سمجھنے کے لیے مقاصد شریعت کو ملحوظ رکھنے کے اثرات ونتائج پر غور کیا جائے۔

۸- خرید وفروخت، اور مالی معاملات سے متعلق اس دور کے نئے مسائل پر احکام شرعیہ کو منطبق کرنے کے تعلق سے مقاصد شریعت سے استفادہ کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے؛ تاکہ اس کے ذریعہ اسلامی طریقۂ کار اور انداز نظر کی خصوصیات سامنے آسکیں، اور غیر اسلامی عام انسانی اصولوں سے اس کو مستغنی کر دیا جائے۔

سفارشات:

۱- اکیڈمی کے سیکریٹریز سے اپیل کی جاتی ہے کہ مقاصد شریعت کی تعریف اور اس سے متعلق محققین کی کاوشوں کے عنوان پر مزید مقالات لکھوائیں۔

۲- علمی مراکز اور اکیڈمی کو اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے تعلیمی نصاب میں مقاصد شریعت کو شامل کریں۔

قرارداد نمبر: ۱۶۷(۱۸/۵)

عرف

اکیڈمی نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱-۶/ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء میں عرف کے موضوع پر ارکان و ماہرین کی آنے والی تحریروں اور بحث و مباحثہ کی روشنی میں درج ذیل فیصلے کئے:

اول: عرف سے مراد ہر وہ قول، عمل یا کسی چیز کا ترک ہے جس کے لوگ عادی ہو جائیں اور اختیار کرنے لگیں، عرف کبھی شرعاً معتبر ہوتا ہے اور کبھی غیر معتبر۔

دوم: عرف اگر خاص ہو تو اہل عرف کے نزدیک وہ معتبر ہوگا، اور اگر عام ہو تو تمام لوگوں کے حق میں وہ معتبر ہے۔

سوم: شرعاً وہ عرف معتبر ہے جس میں درج ذیل شرائط پائی جائیں:

الف۔ وہ عرف شریعت کے مخالف نہ ہو، لہذا اگر کوئی عرف کسی شرعی نص یا قواعد شرعیہ میں سے کسی قاعدہ کے مخالف ہو تو وہ فاسد عرف ہے۔

ب۔ عرف مسلسل ہو یا اکثری (غالب) ہو۔

ج۔ تصرف کی ابتداء کے وقت سے وہ عرف برقرار ہو۔

د۔ عاقدین عرف کے خلاف کی صراحت نہ کری، اگر انھوں نے عرف کے خلاف کی صراحت کردی تو عرف کا اعتبار نہیں ہوگا۔

چہارم: کسی فقیہ کے لیے خواہ وہ مفتی ہو یا قاضی جائز نہیں ہے کہ وہ تبدیلی عرف کی رعایت کئے بغیر صرف فقہاء کی کتابوں میں منقول احکام پر جمود اختیار کئے رہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۴۷(۵/۹)

رخصت پر عمل کرنے کے احکام

اکیڈمی نے اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندرسیری بیگاؤں (برونائی) مورخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/ جون ۱۹۹۳ء میں ''رخصت پر عمل کرنے کے احکام'' پر موصولہ تمام مقالات اور مباحثات پر غور وخوض کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کرتی ہے:

۱- ''رخصت شرعی'' سے مراد وہ احکام ہیں جو کسی عذر کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں کو سہولت پہنچانے کے لیے مشروع کیے گئے ہیں حالاں کہ حکم اصلی کا تقاضہ کرنے والے اسباب موجود ہیں۔

شریعت کی دی گئی سہولتوں پر عمل کرنا اگر اس کے اسباب موجود ہوں، باتفاق جائز ہے، بشرطیکہ رخصت اختیار کرنے کے اسباب بھی موجود ہوں اور دی گئی رخصت کے دائرے سے تجاوز نہ کیا جائے، نیز رخصت پر عمل کے سلسلہ میں شریعت کے مقررہ اصول وضوابط کی رعایت کی جائے۔

۱- ''رخص فقہیہ'' سے مراد وہ فقہی اجتہادات ہیں جن میں کسی چیز کو مباح قرار دیا گیا ہو جب کہ ان کے بالمقابل دوسرے فقہی اجتہادات میں اس چیز کو ناجائز قرار دیا گیا ہو۔

''رخص فقہاء کو اختیار کرنا'' یعنی مجتہدین کے اقوال میں سے آسان قول پر عمل کرنا شرعاً چند شرائط کے ساتھ جائز ہے، جن کا ذکر دفعہ (۴) میں آرہا ہے۔

۳- عام مسائل میں رخصتوں کا حکم بھی اصل فقہی مسائل کی طرح ہوگا جب کہ

رخصت شریعت کی معتبر مصلحتوں کو پورا کرتی ہو، نیز مختلف اقوال میں ترجیح کی صلاحیت رکھنے والے اور تقوی وعلمی امانت کی صفات سے آراستہ علماء نے اجتماعی اجتہاد کے ذریعہ اس کی اجازت دی ہو۔

۴- مختلف فقہی مسالک کی دی ہوئی رخصتوں پر محض خواہش نفسانی کی وجہ سے عمل کرنا جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ اس طرح شریعت کی پابندی اٹھ جائے گی، بلکہ رخصت پر عمل کرنے کے لیے درج ذیل ضوابط کی رعایت ضروری ہوگی:

الف۔ رخصت وسہولت پر مبنی فقہاء کے اقوال جن کو اختیار کیا جانا ہو، وہ شرعاً معتبر اقوال ہوں، شاذ اقوال میں وہ شمار نہ کئے جاتے ہوں۔

ب۔ رخصت پر عمل کرنے کی ضرورت کسی مشقت کو دور کرنے کیلئے ہو، خواہ وہ سماج کی عمومی ضروریات ہوں یا خصوصی، یا کسی شخص کی انفرادی ضرورت ہو۔

ج۔ رخصت پر عمل کرنے والا بذات خود ترجیح کی صلاحیت رکھتا ہو یا کسی دوسرے ایسے شخص پر اعتماد کر رہا ہو جو ترجیح کی صلاحیت رکھتا ہے۔

د۔ رخصت پر عمل کے نتیجہ میں دفعہ (۶) میں ذکر کردہ ممنوع تلفیق کا ارتکاب نہ لازم آتا ہو۔

ھ۔ اس قول کو اختیار کرنا کسی غیر مشروع مقصد تک رسائی کا ذریعہ نہ بنتا ہو۔

و۔ رخصت اختیار کرنے والے کا دل رخصت پر مطمئن ہو۔

۵- مسالک فقہیہ کی تقلید میں تلفیق کی حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک ہی مسئلہ کے اندر جس میں ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والے دو یا دو سے زائد پہلو موجود ہوں، کوئی مقلد مختلف ائمہ کے اقوال پر اس طرح عمل کرے کہ ان میں سے کوئی امام اس عمل کا قائل نہ ہو۔

۶- درج ذیل صورتوں میں تلفیق ممنوع ہے:

الف۔ محض خواہش نفسانی کے لیے رخصت پر عمل کرنا لازم آجاتا ہو، یا رخصت پر عمل کے لیے مقررہ ضابطوں میں سے کسی ایک ضابطہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو

(جن کا ذکر اوپر آچکا ہے)۔

ب۔ قاضی کے کسی فیصلہ سے متصادم ہو۔

ج۔ ایک ہی واقعہ میں بہ طور تقلید پہلے کیے گئے عمل کی خلاف ورزی لازم آتی ہو۔

د۔ اجماع یا اجماع کے تقاضوں کی مخالفت لازم آتی ہو۔

ھ۔ ایسی مرکب (دوہری) حالت پیدا ہوتی ہو جو کسی مجتہد کے نزدیک قابلِ تسلیم نہ ہو۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۷۰(۱/۸)

سدّ ذرائع

اکیڈمی نے اپنے نویں اجلاس منعقدہ ابوظبی، متحدہ عرب امارات مورخہ ۱-۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/ اپریل ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر آنے والے مقالات اور اس کے مناقشات سننے کے بعد طے کیا کہ:

۱- سدذرائع شریعت کا ایک اصول ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایسے جائز امور کی بھی ممانعت کردی جائے جو مفاسد اور ناجائز امور تک پہنچاتے ہوں۔

۲- سدذرائع کا نفاذ صرف اشتباہ واحتیاط کے مواقع پر نہیں ہوتا بلکہ ان تمام امور میں ہوتا ہے جو کسی حرام تک پہنچاتے ہیں۔

۳- سدذرائع کا تقاضا ہے کہ ایسے حیلوں کو ممنوع قرار دیا جائے جن سے کسی ناجائز امر کا ارتکاب یا کسی شرعی حکم کا ابطال ہوتا ہو البتہ حیلہ اور ذریعہ میں ایک فرق ہے، حیلہ میں قصد وارادہ پایا جاتا ہے، ذریعہ میں نہیں۔

۴- ذرائع کی چند قسمیں ہیں:

اول۔ جن کی ممانعت پر اتفاق ہے: یہ وہ ذرائع ہیں جن کی ممانعت قرآن کریم یا حدیث نبوی میں منصوص ہے، یا جو یقینی طور پر یا عام طور پر اکثر کسی مفسدہ کا سبب بنتے ہیں، خواہ وہ ذریعہ مباح یا مندوب یا واجب ہو، اس قسم میں وہ عقود آتے ہیں جن سے کسی حرام کے وقوع کا قصد ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تذکرہ خود عقد میں موجود ہو۔

دوم۔ جن کی اجازت پر اتفاق ہے: یہ وہ ذرائع ہیں جن میں مصلحت کو

مفسدہ پر ترجیح حاصل ہو۔

سوم۔ جن میں اختلاف ہے: یہ وہ تصرفات ہیں جو بظاہر تو درست ہیں، لیکن کسی پوشیدہ حرام تک رسائی کا خدشہ ان میں موجود ہے کیوں کہ زیادہ تر ان سے حرام ہی کا قصد کیا جاتا ہے۔

۵- کسی ذریعہ کی اباحت کا ضابطہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مفسدہ تک رسائی بہت شاذ و نادر ہو یا اس عمل کی مصلحت اس کے مفسدہ پر راجح ہو۔

کسی ذریعہ کی ممانعت کا ضابطہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مفسدہ تک رسائی یقینی یا عمومی ہو یا اس عمل کا مفسدہ اس سے پیدا ہونے والی مصلحت پر راجح ہو۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۹۲(۹/۹)

مصالح مرسلہ اوران کی معاصر تطبیق (اصول فقہ)

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الإسلامی'' کا پندرہواں فقہی سمینار ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء کومسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی نے مصالح مرسلہ سے متعلق موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع سے متعلق مناقشہ اور بحث ومذاکرہ کے بعد، نیز مسلمانوں کے اس اجماع کی روشنی میں یہ شرعی احکام مصالح کے حصول اور مفاسد کے سدباب پر مبنی ہیں درج ذیل فیصلے کئے:

۱- مصلحت سے مراد شارع کے مقصود پر کاربند رہنا ہے، اور شارع کا مقصود دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت ہے۔

اور مصلحت مرسلہ، اس مصلحت کو کہتے ہیں جس کے معتبر ہونے یا نہ ہونے کی شارع نے کوئی صراحت نہ کی ہو، نہ بعینہ اس مصلحت کے بارے میں نہ اس نوعیت کی کسی اور مصلحت کے بارے میں ایسی مصلحت دین کے عمومی مقاصد کے ذیل میں آتی ہو۔

۲- فقیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مصلحت کے درج ذیل اصول وضوابط کو ملحوظ رکھے:

- یہ کہ مصلحت حقیقی ہو، توہماتی نہ ہو۔
- کلی ہو، جزوی نہ ہو۔
- عمومی ہو، خصوصی نہ ہو۔
- کوئی دوسری اس سے اہم مصلحت یا اس کے مساوی مصلحت اس کی

معارض نہ ہو۔

- مصلحت مقاصد شریعت کے مطابق ہو۔

علماء نے مصالح کی قسموں کے درمیان تمیز اوران مصالح کے متعلقات کے بیان کی بنیاد پر ان کے درمیان ترجیح کے لیے بڑی دقیق معیار متعین کئے ہیں، چناں چہ لوگوں کی زندگی سے ان مصالح کے ربط وتعلق کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں بیان کی ہیں، اور ان کے درجۂ اعتبار کے مطابق اسے ترتیب دیا ہے، وہ اقسام یہ ہیں:

ضروریات، حاجیات، تحسینیات

۳- فقہی ضابطہ ہے کہ ولی امراء اور حاکم کا رعیت پر کیا گیا کوئی بھی تصرف مصلحت سے مربوط ہوگا، چناں چہ حاکم کے لیے کارحکومت کی تنفیذ میں اس کالحاظ ضروری ہے، اور امت پر اس سلسلہ میں اس کی اطاعت لازم ہے۔

۴- معاشرتی امور، نیز اقتصادی، اجتماعی، تربیتی، انتظامی اورعدالتی میدان میں مصلحت مرسلہ کو وسیع پیمانہ پر منطبق کیا جاسکتا ہے۔

اسی سے شریعت کا دوام اور تغیر پذیر انسانی سوسائٹی کا ساتھ دینے کی صلاحیت اجاگر ہوکر سامنے آتی ہے، اور اس سیمینار میں پیش کئے گیے مقالات میں اسلام کے انہیں محاسن کو بحسن وخوبی بیان کیا گیا ہے۔

قرارداد نمبر: ۱۴۱(۷/۱۵)

قرآنیات

(Quranic Laws)

قرآن کریم اور دینی نصوص
کی جدید تفسیر وتشریح

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سولہواں فقہی سمینار جو ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات میں منعقد ہوا، اس میں '' قرآن کریم اور دینی نصوص کی جدید تشریح'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز پاس کیں:

اس قراءت کا جو نصوص کے معانی میں تحریف کا باعث ہو:

۱- وہ طرز عمل جو دینی نصوص کی جدید قراءت کے نام سے موسوم ہے یعنی اس کی ایسی انوکھی تشریح جو نصوص کے معانی میں تحریف کا باعث ہو، خواہ اس کی بنیاد شاذ اقوال ہی پر ہو، اگر وہ نصوص متفق علیہ معانی سے نکل جائیں، اور شرعی حقائق سے متصادم ہوں تو اس کوشش کو ایک قابل تردید بدعت اور اسلامی سوسائٹی، اور اس کی ثقافت وتہذیب کے لیے ایک عظیم خطرہ قرار دیا جائے گا، اس طرح کا رجحان رکھنے والے بعض حضرات تفسیر میں تجدید کے نام پر گمراہ کن غلطیوں کا شکار ہوگئے، چوں کہ تفسیر قرآن وحدیث کو غلطیوں سے بچانے والے معیاروں سے وہ ناواقف تھے یا شرعی ضابطوں سے آزادانہ تجدید کی ہوس ان میں تھی اور یہ خطرہ اس وقت اور بڑھ گیا جب بعض یونیورسٹیز نے اس قسم کی تشریحات کا منہج

اختیار کیا اور نشر واشاعت کے مختلف ذرائع سے اس قسم کی تحریریں عام کیں، اور ڈگری کے مقالات میں ایسے موضوعات کے انتخاب کی ہمت افزائی کی، لیکچرز اور سمیناروں میں ان کو خصوصیت سے اہمیت دی گئی، اور ان موضوعات پر لکھی گئی تحریروں کا مختلف غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ کرنے اور بعض اداروں کے ان کی زہریلی کتابوں کی اشاعت پر خاص توجہ دی گئی۔

۲- ان تشریحات پر قدغن لگانا اور ان کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا فرض کفایہ ہے، اس مقصد میں کامیاب ہونے اور اس خطرہ کو دبانے کے لیے ہمیں درج ذیل جہتوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے:

الف: اسلامی حکومتوں کو دعوت دی جائے کہ وہ اس اچانک آدھمکنے والے خطرہ کا مقابلہ کرے، اور رائے کی ایسی آزادی جو اپنے اندر ذمہ داری کا احساس رکھتے ہو، با مقصد ہو، اور دین کے ثابت شدہ اصولوں کا احترام کرتی ہو اور مطلق و بے لگام آزادی کے درمیان فرق کو واضح کرے؛ تاکہ یہ حکومتیں ثقافتی اداروں، ذرائع ابلاغ اور نشر واشاعت کے مراکز کی راست نگرانی کے لیے ضروری کاروائیاں کرسکیں، نیز نئی نسلوں اور نوجوانوں کے درمیان اسلامی بیدرای کو فروغ دے سکیں، اس طرح اجتہاد شرعی، تفسیر صحیح اور حدیث نبوی کی تشریح کے معیار کا بھی تعین کرسکیں۔

ب: مناسب وسائل (مثلاً مجالس مذاکرات وغیرہ کا انعقاد) کا استعمال محض اس غرض سے کیا جائے کہ علوم شریعت کی تعلیم اور اس کی اصطلاحات کے گہرے مطالعہ کا رجحان پیدا ہو، اسی طرح ایسے اجتہاد کو فروغ دیا جائے جو شرعی ضوابط اصول لغت اور معروف دینی ہدایات واصطلاحات کی روشنی میں ہو۔

ج: اس رجحان کے حاملین کے ساتھ مثبت موضوعی مذاکرات کے وسیع تر مواقع فراہم کئے جائیں۔

د: اسلامی علوم میں اختصاص رکھنے والے ماہرین کی ہمت افزائی کی جائے تاکہ وہ

اس فکر کی نمائندہ تشریحات کے سنجیدہ، علمی، اور اطمینان بخش جوابات دے سکیں اور مختلف میدانوں میں اس فکر کے حاملین کے خیالات پر نقد وجرح کرسکیں، خاص طور سے نصاب تعلیم کے سلسلہ میں ان کے رجحانات وتصورات کا کھل کر تجزیہ کرنے کا موقع مل سکے۔

ھ: عقیدہ، حدیث اور شریعت کے موضوعات پر اعلی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو ایسے مقالات کا انتخاب کرنے کی ہدایت دی جائے جو حقائق کو عام کریں اور ان نام نہاد مفسرین کے خود ساختہ خیالات اور بے بنیاد دعووں کی عمدہ تردید کرسکیں۔

و- بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کے ماتحت ایسی ٹیم تشکیل دی جائے جس کی نظر میں اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں پر مشتمل پوری ایک لائبریری ہو، جو اس موضوع پر ہر نئے چھپنے والے مواد پر کڑی نظر رکھے، اور اس کا فوری جواب دے، نیز عالم اسلام کے اندر، اور اس کے باہر کام کرنے والے مختلف تحقیقی اداروں کے ریسرچ اسکالرز کو ان موضوعات پر سنجیدہ مقالات لکھنے کی ترغیب دی جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۴۶ (۱۶/۴)

عبادات

Worships

(۱) زکوٰۃ

(۲) صوم

(۳) حج

زکوٰۃ

(Zakat)

قرض کی زکاۃ

تنظیم مؤتمر اسلامی (OIC) کے ذیلی ادارہ ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰-۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/ دسمبر ۱۹۸۵ء میں قرض کی زکاۃ سے متعلق پیش کی گئی تحریروں کا جائزہ لینے اور موضوع پر مختلف پہلوؤں سے مکمل غور وخوض کرنے کے بعد درج ذیل نکات سامنے آئے:

اول: قرآن اور حدیث میں قرض کی زکاۃ سے متعلق تفصیل موجود نہیں ہے۔

دوم: قرض کی زکاۃ کے طریقہ ادائی کے سلسلہ میں صحابہ کرام اور تابعین عظام سے متعدد نقطہ ہائے نظر منقول ہیں۔

سوم: اسی بناء پر فقہی مسالک میں اس بابت کافی اختلافات ہیں۔

چہارم: ان اختلافات کی بنیاد اس اصول میں اختلاف ہے کہ جس مال کا حصول ممکن ہو کیا اسے حاصل شدہ مال کی طرح سمجھا جائے گا؟

چناں چہ اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: اگر مقروض مال دار ہو اور قرض واپس ملنے کی امید ہو تو قرض خواہ پر ہر سال کی زکوۃ واجب ہوگی۔

دوم: اگر مقروض تنگ دست ہو یا ٹال مٹول کرنے والا ہو تو قرض خواہ پر اس وقت زکوۃ واجب ہوگی جب قرض واپس مل جائے اور اس پر قبضہ کے دن سے ایک سال گذر جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱(۲/۱)

کرایہ پر دی ہوئی جائیداد اور غیر مزروعہ اراضی کی زکاۃ

مجمع الفقہ الاسلامی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰-۱۶/ربیع الآخر۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء میں اس موضوع پر پیش کی گئی تحریروں کو سننے اور ان پر بھر پور بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل امور اکیڈمی کے سامنے آئے:

اول: کرایہ پر دی گئی اراضی اور جائداد پر وجوب زکاۃ سے متعلق کوئی واضح نص منقول نہیں ہے۔

دوم: کرایہ پر دی گئی غیر مزروعہ اراضی اور جائداد کی آمدنی پر فوری وجوب زکاۃ سے متعلق بھی کوئی نص منقول نہیں ہے۔

چناں چہ اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: کرایہ پر دی گئی اصل اراضی اور جائداد میں زکاۃ واجب نہیں ہے۔

دوم: جائیداد کی آمدنی میں ڈھائی فیصد زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر قبضہ کے دن سے ایک سال گذر جائے بشرطیکہ زکاۃ کی شرائط پائی جاتی ہوں اور کوئی مانع نہ ہو۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۳ (۲/۲)

اتحاد اسلامی فنڈ کے مصرف میں زکاۃ کا استعمال

اکیڈمی کے چوتھے سمینار منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/ فروری ۱۹۸۸ء میں اسلامی اتحاد فنڈ اور اس کے وقف کے موضوع پر پیش کیے گئے تشریحی نوٹ اور اس چوتھے سمینار میں اتحاد اسلامی فنڈ کے مصرف میں زکاۃ کے استعمال کے موضوع پر آنے والے مقالات پر نظر ڈالنے کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل فیصلہ کیا:

اول: اسلامی اتحاد فنڈ کے وقف کے تعاون کے لیے زکاۃ کی رقم استعمال کرنی جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں قرآن کریم کے مقرر کردہ زکاۃ کے شرعی مصارف میں وہ استعمال نہیں ہو رہی ہے۔

دوم: اسلامی اتحاد فنڈ کے لیے یہ درست ہے کہ وہ اشخاص اور اداروں کی جانب سے وکیل بن کر درج ذیل شرائط کے ساتھ زکاۃ کو اس کے شرعی مصارف میں خرچ کرے:

الف وکیل اور مؤکل دونوں کے اندر وکالت کی شرعی شرائط پائی جائیں۔

ب۔ فنڈ اپنے دستور اساسی اور مقاصد میں ایسی مناسب ترمیمات کرے جس کے بعد اس کے لیے اس قسم کے کاموں کی انجام دہی ممکن ہو جائے۔

ج۔ اتحاد فنڈ زکاۃ کی مد میں حاصل ہونے والی رقومات کا علاحدہ مخصوص حساب رکھے تاکہ اس کی رقم دوسری ایسی آمدنیوں سے مل نہ جائیں،

جو زکاۃ کے شرعی مصارف کے علاوہ مدات جیسے رفاہ عام کے کام وغیرہ میں بھی خرچ کیے جاسکتے ہیں۔

د۔ فنڈ کے لیے جائز نہیں ہے کہ زکاۃ کی مد سے حاصل ہونے والی رقومات میں سے کچھ بھی حصہ انتظامی اخراجات اور اسٹاف کی تنخواہوں وغیرہ ایسے مصارف میں خرچ کرے جو زکاۃ کے شرعی مصارف کے ذیل میں نہیں آتے ہیں۔

ھ۔ زکاۃ ادا کرنے والے کو یہ حق ہے کہ وہ فنڈ کے اوپر یہ شرط لگائے کہ اس کی زکاۃ کی رقم آٹھ مصارف زکاۃ میں سے اس کے طے کردہ مصرف ہی میں خرچ کرے، اور فنڈ ایسی صورت میں اس شرط کا پابند ہوگا۔

و۔ فنڈ اس بات کا بھی پابند ہوگا کہ زکاۃ کے یہ اموال ممکنہ قریب ترین وقت میں اور زیادہ سے زیادہ ایک سال کے اندر مستحقین تک پہنچادے تاکہ مستحقین کے لیے ان سے استفادہ آسان ہو۔

اتحاد فنڈ کے سلسلہ میں اکیڈمی کی اپیل:

اسلامی اتحاد فنڈ کو اس قابل بنانے کے لیے کہ وہ اپنے اعلیٰ مقاصد (جو اس کے دستور اساسی میں مذکور ہیں) کی تکمیل کرسکے، جو اس کے قیام کی غرض ہے، اور دوسری اسلامی چوٹی کانفرنس کی اس قرارداد کی پابندی کرتے ہوئے جس میں کہا گیا ہے کہ اس فنڈ کو قائم کیا جائے اور ممبر ممالک اس کی فائنانسنگ کریں، اور اس بات کے پیش نظر کہ بعض ممالک اپنا رضاکارانہ تعاون پابندی کے ساتھ پیش نہیں کرتے ہیں، اکیڈمی حکومتوں، ممالک، اداروں اور مسلم اہل ثروت سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس فنڈ کے مالی تعاون کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری انجام دیں تاکہ یہ فنڈ امت مسلمہ کی خدمت کے عظیم مقاصد کی تکمیل کرسکے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۲۷ (۴/۲)

کمپنیوں کے شیئرز پر زکاۃ

اکیڈمی نے اپنے اس اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/ فروری ۱۹۸۸ء میں کمپنیوں کے شیئرز میں زکوۃ کے موضوع پر آنے والے مقالات کی روشنی میں طے کیا کہ:

اول: شیئرز کی زکاۃ شیئرز ہولڈرس پر واجب ہوگی، اور کمپنی انتظامیہ ان کے نائب کی حیثیت سے زکاۃ نکالے گی بشرطیکہ کمپنی کے دستور اساسی میں اس کی صراحت کردی گئی ہو، یا جنرل اسمبلی نے ایسی کوئی تجویز پاس کی ہو، یا ملکی قانون کمپنیوں کو زکاۃ نکالنے کا پابند بناتا ہو، یا شیئرز ہولڈرس کی جانب سے کمپنی انتظامیہ کو ان کے شیئرز کی زکاۃ نکالنے کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہو۔

دوم: کمپنی شیئرز کی زکاۃ اسی طرح نکالے گی۔ جس طرح اشخاص اپنے اموال کی زکاۃ نکالتے ہیں، چناں چہ تمام شیئرز ہولڈرس کے تمام اموال کو ایک شخص کے اموال کی طرح سمجھا جائے گا، اور اس مال کی نوعیت جس میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، نصاب زکاۃ اور واجب شدہ مقدار زکاۃ میں وہی احکام واصول ہوں گے جو کسی ایک شخص کی زکوۃ کے لیے ہوتے ہیں، یہ رائے ان فقہاء کے نقطہ نظر پر مبنی ہے جو تمام ہی اموال زکوۃ میں ''شرکت'' (خلط) کو مؤثر مانتے ہیں۔

البتہ ان شیئرز کے حصے مستثنی کردیے جائیں گے جن میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی ہے، جیسے سرکاری خزانہ کے شیئرز، خیراتی وقف کے شیئرز، خیراتی اداروں اور غیر مسلموں کے شیئرز۔

سوم: اگر کمپنی کسی سبب سے اپنے اموال کی زکاۃ نہ نکالے تو شیئرز ہولڈرس پر اپنے

شیئرز کی زکاۃ نکالنی واجب ہے، اگر کمپنی کے حسابات دیکھ کر کسی شیئر ہولڈر کو یہ اندازہ ہوجائے کہ اگر کمپنی مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق زکاۃ نکالتی تو خود اس کے اپنے شیئرز پر کتنی زکاۃ واجب ہوتی؟ تو اسی اعتبار سے وہ اپنے شیئرز کی زکاۃ نکالے گا، کیوں کہ شیئرز کی زکاۃ کی صورت میں اصل طریقہ یہی ہے۔

لیکن اگر شیئرز ہولڈر کے لیے اس بات کی واقفیت ممکن نہ ہو:

تو اگر کمپنی میں شرکت سے اس کا مقصود اپنے شیئرز پر سالانہ منافع کا حصول ہو، تجارت کی نیت نہ ہو تو وہ صرف منافع کی زکاۃ ادا کرے گا، اور دوسرے سمینار میں غیر منقولہ جائداد اور کرایہ پر لگائی جانے والی غیر زراعتی اراضی پر زکاۃ کی بابت اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلہ کے مطابق ایسے شخص کے اصل شیئرز پر زکاۃ واجب نہیں ہوگی، صرف حاصل ہونے والے منافع پر زکاۃ واجب ہوگی، یعنی شرائط زکاۃ موجود ہوں اور موانع نہ ہوں تو منافع پر قبضہ کے دن سے ایک سال گذر جانے پر چالیسواں حصہ واجب ہوگا۔

اگر شیئرز ہولڈر نے تجارت کی غرض سے شیئرز خریدے ہوں تو وہ اموال تجارت کی طرح زکاۃ ادا کرے گا، چنانچہ جب زکاۃ کا سال آجائے اور شیئرز اس کی ملکیت میں ہوں تو وہ بازاری قیمت پر شیئرز کی زکاۃ ادا کرے گا، اگر شیئرز کا بازار نہ ہو تو ماہرین کی طے کردہ قیمت پر زکاۃ ادا کرے گا، لہذا اس قیمت میں سے اور اگر شیئرز پر نفع ہو تو نفع میں سے بھی ڈھائی فیصد زکاۃ نکالے گا۔

چہارم: اگر شیئرز ہولڈر درمیان سال ہی میں اپنے شیئرز فروخت کردے تو اس کی قیمت اپنے دیگر مال میں شامل کر کے سال پورا ہونے پر مال کی زکاۃ کے ساتھ اس کی زکاۃ نکالے گا، اسی طرح شیئرز کا خریدار بھی اپنے خریدکردہ شیئرز پر مذکورہ طریقہ کے مطابق ہی زکاۃ نکالے گا۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۲۸ (۴/۳)

حصول آمدنی کی غرض سے لئے گئے شیئرز پر زکاۃ

اکیڈمی کے تیرہویں اجلاس منعقدہ کویت، مؤرخہ ۷-۱۲/شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲-۲۷/دسمبر ۲۰۰۱ء میں اس موضوع پر پیش کئے گئے مقالات دیکھے گئے، اور ارکان وماہرین کا مناقشہ سنا گیا۔

کمپنیوں کے شیئرز پر زکاۃ سے متعلق اکیڈمی کی قرارداد نمبر: ۲۸(۳/۴) بھی دیکھی گئی جس کی عبارت ہے:

اگر کمپنی کسی سبب سے اپنے اموال کی زکاۃ نہ نکالے تو شیئرز ہولڈرس پر اپنے شیئرز کی زکاۃ نکالنی واجب ہے، اگر کمپنی کے حسابات دیکھ کر کسی شیئرز ہولڈر کو یہ اندازہ ہوجائے کہ اگر کمپنی مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق زکاۃ نکالتی تو خود اس کے اپنے شیئرز پر کتنی زکاۃ واجب ہوتی؟ تو اسی اعتبار سے وہ اپنے شیئرز کی زکاۃ نکالے گا، کیونکہ شیئرز کی زکاۃ کی صورت میں اصل طریقہ یہی ہے۔

لیکن اگر شیئرز ہولڈر کے لیے اس بات کی واقفیت ممکن نہ ہو:

تو اگر کمپنی میں شرکت سے اس کا مقصود اپنے شیئرز پر سالانہ منافع کا حصول ہو، تجارت کی نیت نہ ہو تو وہ صرف منافع کی زکاۃ ادا کرے گا، اور دوسرے سمینار میں غیر منقولہ جائداد اور کرایہ پر لگائی جانے والی غیر زراعتی اراضی پر زکاۃ کی بابت اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلہ کے مطابق ایسے شخص کے اصل شیئرز پر زکاۃ واجب نہیں ہوگی، صرف حاصل ہونے والے منافع پر زکاۃ واجب ہوگی، یعنی شرائط زکاۃ موجود ہوں اور موانع نہ ہوں تو

منافع پر قبضہ کے دن سے ایک سال گذر جانے پر چالیسواں حصہ واجب ہوگا۔

ان سب کی روشنی میں اکیڈمی فیصلہ کرتی ہے کہ:

اگر کمپنیوں کے پاس ایسے اموال ہوں جن پر زکاۃ واجب ہوتی ہے جیسے نقد مال، سامان تجارت یا مال دار مقروضوں پر کمپنی کے قرضے، اور ان اموال کی زکاۃ نہیں نکالی گئی ہو اور شیئرز ہولڈر کو کمپنی کے حسابات سے اس بات کا پتہ نہ چل پاتا ہو کہ موجودہ اموال زکاۃ میں سے اس کا اپنا حصہ کتنا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس پر واجب ہوگا کہ حتی الامکان اندازہ وتحری کرے اور موجودہ اموال زکاۃ میں سے اپنے شیئرز (حصے) کے بقدر مال کی زکاۃ ادا کرے، بشرطیکہ کمپنی کسی ایسی بڑی پریشانی کی حالت میں نہ ہو کہ اس کے موجودہ سامانوں کے بقدر اس پر قرض بھی ہو چکا ہو۔

اگر کمپنیوں کے پاس ایسے اموال نہ ہوں جن میں زکاۃ واجب ہوتی ہے تو ان پر وہ حکم ہوگا جو قرارداد نمبر ۲۸ (۴/۳) میں بیان ہوا ہے، یعنی وہ شخص صرف نفع کی زکاۃ نکالے گا، اصل شیئرز کی زکاۃ نہیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۲۰ (۱۳/۳)

زکاۃ کی رقم مستحقین کو مالک بنائے بغیر نفع بخش منصوبوں میں مشغول کرنا

اکیڈمی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مؤرخہ ۸-۱۳/ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں موضوع کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے اور ارکان و ماہرین کی آراء سننے کے بعد فیصلہ کیا کہ:

اصولی طور پر درست ہے کہ اموال زکاۃ کی ایسے منصوبوں میں سرمایہ کاری کی جائے جو بالآخر مستحقین زکاۃ کی ملکیت میں آجاتے ہیں، یا وہ منصوبے زکاۃ کی جمع و تقسیم کے ذمہ دار کسی شرعی شعبہ کے ماتحت ہوں، بشرطیکہ مستحقین کی فوری اور اہم ضروریات پوری کی جاچکی ہوں اور نقصانات سے تحفظ کی اطمینان بخش ضمانت موجود ہو۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۵(۳/۳)

کاشت کی زکاۃ

اکیڈمی کے تیرہویں اجلاس منعقدہ کویت، مؤرخہ ۷-۱۲/شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲-۲۷/دسمبر ۲۰۰۱ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات دیکھنے اور ارکان و ماہرین کا مناقشہ سننے کے بعد درج ذیل فیصلے کیے گئے:

اول: زکاۃ کی مقدار سے کھیتی کی سینچائی پر آنے والے اخراجات منہا نہیں کیے جائیں گے، کیوں کہ شریعت نے زکاۃ کی مقدار مقرر کرنے میں سینچائی کے اخراجات کی رعایت رکھی ہے۔

دوم: زکاۃ کی مقدار سے زمین کی اصلاح، نالیاں کھودنے اور مٹی منتقل کرنے کے اخراجات منہا نہیں کیے جائیں گے۔

سوم: بیج، کھاد اور زراعتی آفات سے حفاظت کے لیے جراثیم کش اشیاء وغیرہ کی خریداری سے متعلق اخراجات اگر زکاۃ نکالنے والے شخص اپنے مال سے پورے کیے ہوں تو وہ زکاۃ کی مقدار سے منہا نہیں کیے جائیں گے، لیکن اگر اپنے پاس مال موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کو قرض لینے کی ضرورت پیش آگئی ہو تو ان اخراجات کو زکاۃ کی مقدار سے منہا کیا جائے گا، اس کی دلیل بعض صحابہ کرام سے مروی آثار ہیں، جن میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ ہیں، وہ یہ کہ کاشت کار نے اپنے پھل کے لیے جو قرض لیا ہوا سے نکال لے گا، پھر بقیہ کاشت کی زکاۃ ادا کرے گا۔

چہارم: کھیتی اور پھلوں پر واجب مقدار میں سے وہ اخراجات منہا کیے جائیں گے جو زکاۃ کو ان کے مستحقین تک پہنچنے میں لازمی طور پر آتے ہوں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۱۹(۱۳/۲)

غربت کے ازالہ کے لیے زکوۃ کا کردار اور فقہی اجتہادات سے استفادہ کرتے ہوئے اس کے آمد وصرف کی ترتیب

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی '' کا اٹھارہواں سمینار از ۲۴تا۲۹/ جمادی الأخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹تا۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کو بوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا، ''غربت کے ازالہ کے لیے زکوۃ کا کردار، اور اس کے آمد وصرف کی ترتیب میں فقہی اجتہادات سے استفادہ.....'' کے موضوع پر اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- جن مالوں کے بارے میں شریعت میں کوئی تفصیل نہیں کہ ان میں زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ ان کی زکوۃ یا عدم زکوۃ کا مسئلہ اجتہادی ہے، اجتہاد کی شرطیں اور شرعی ضوابط موجود ہوں تو ان کے بارے میں اجتہاد کیا جاسکتا ہے۔

۲- اموال زکوۃ کی تقسیم کے وقت زکوۃ دینے والے کے لیے زکوۃ کے آٹھوں مصارف میں خرچ کرنا ضروری نہیں، ہاں اگر امام یا اس کا نائب اموال زکوۃ کی تقسیم کا ذمہ دار ہو تو آٹھوں مصارف کو استفادہ کا موقع دیا جائے گا، اور یہ اس وقت ہے جبکہ مال زکوۃ میں گنجائش ہو، سارے مصارف میں احتیاج موجود ہو اور ان کو پہنچانا بھی ممکن ہو۔

۳- اصل تو یہ ہے کہ مال میں شریعت کا حق مقرر ہوتے ہی یا بقدر نصاب مال حاصل ہوتے ہی زکوۃ ادا کردی جائے ؛ لیکن کسی مصلحت کے پیش نظر یا کسی رشتہ دار ضرورت مند کے انتظار میں یا بے بس فقراء کی بار بار پیدا ہونے والی معاشی ضروریات کو دیکھتے ہوئے وقتاً فوقتاً زکوۃ نکالنے کی نیت سے ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز ہے۔

۴- **فقراء ومساکین کا مصرف:**

☆ فقراء ومساکین کو زکوۃ میں سے اتنا دیا جائے گا، جس سے ان کی ضرورت پوری ہوجائے، نیز ان کے لیے اور ان کے زیر کفالت افراد کے لیے ممکن حد تک کافی ہوجائے ، اور اس کا اندازہ وصولئ زکوۃ کے مخصوص اداروں کی صوابدید کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

☆ فقیر کو، جبکہ پیشہ اختیار کرنا اس کی عادت میں داخل ہو اتنا دیا جائے ، جس سے وہ اپنے پیشہ سے متعلق ضروری سامانوں کی خرید کرسکے، اگر ایسا فقیر ہو جو اچھی طرح تجارت کرسکتا ہو تو اتنا دیجائے، جس سے وہ تجارت کرسکے، اگر کھیتی اچھی طرح کرسکتا ہو تو اسے ایسا کھیت دیدیا جائے، جس سے پیدا ہونے والے غلہ سے ہمیشہ اس کی ضرورت پوری ہوتی رہے، اس نوعیت کے کاموں کی افادیت محسوس کرتے ہوئے یہ بھی ممکن ہے کہ مال زکوۃ کو چھوٹے چھوٹے منصوبوں میں لگا کر فقیروں کو اس سے فائدہ پہنچایا جائے ،مثلاً سلائی اور پارچہ بافی کے لیے گھریلو کارخانے بنادیے جائیں اور چھوٹے پیمانے پر ہی سہی ورکشاپ قائم کیے جائیں، اور یہ فقیراء ومساکین کی ملکیت میں ہوں۔

☆ اکیڈمی کے فیصلہ نمبر: ۱۵(۳/۳) کے مطابق مال زکوۃ سے مصنوعات تیار کرنے یا خدمات کے مواقع فراہم کرنے کے لیے منصوبے بنانا جائز ہے۔

۵- **زکوۃ کے دوسرے مصارف:**

الف: عاملین (زکوۃ کے کاموں پر مامور افراد:

۱- (عاملین زکوۃ) میں معاصر تطبیق کے اعتبار سے شرعی اصولوں کے مطابق مال داروں سے زکوۃ وصول کرنے والے اور ان کو فقراء میں تقسیم کرنے والے ادارے اور ان کے نمائندے شامل ہیں۔

۲- ضرورت ہے کہ زکوۃ کے ادارے حکومت کے دوسرے شعبوں سے بالکل الگ مالی اور انتظامی امور میں خودمختار ہوں، ہاں معاملات میں شفافیت اور انتظامی ہدایات کی تنفیذ کے لیے کسی نگران کمیٹی کے زیرنگرانی کام کرنا ضروری ہے۔

۳- جن اداروں کو زکوۃ کی وصول یابی اور تقسیم کا کام سپرد کیا گیا ہو، زکوۃ کے مال پر ان کا قبضہ قبضۂ امانت ہے تعدی (زیادتی) یا کوتاہی کی استثنائی صورت کے علاوہ وہ اس مال کے ضائع ہونے پر ضامن نہیں ہوں گے، اور زکوۃ دینے والا ان اداروں کو مال زکوۃ حوالہ کردینے کے بعد بری الذمہ ہوجائے گا۔

ب: **مؤلفۃ قلوب:**

۱- جب تک زندگی باقی ہے، مؤلفۃ قلوب کا مصرف بھی باقی رہے گا یہ مصرف نہ ساقط ہوا ہے نہ منسوخ، اس پر ضرورت اور مصلحت کے اعتبار سے عمل کیا جائے گا، جہاں جیسی مصلحت یا ضرورت ہو اسی اعتبار سے اس مصرف کو قابل عمل بنایا جائے گا۔

۲- نومسلم کو جادۂ ایمان پر قائم رکھنے اور اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بسا اوقات ہونے والے کسی مالی نقصان کی تلافی کے لیے تالیف قلب کے طور پر زکوۃ دینا جائز ہے، اسی طرح کافر کو بھی دیا جائے گا، جب کہ اسلام قبول کرنے کی امید ہو، یا مسلمانوں سے اس کے شر کو ختم کرنا مقصود ہو۔

۳- مال زکوۃ کے فنڈ سے قدرتی آفت، زلزلے، سیلاب، قحط سالی وغیرہ سے دوچار ہونے والے غیرمسلموں کی بھی مدد کی جائے گی۔

ج: گردنوں کے چھڑانے میں:

۱- "فِی الرِّقَاب" (گردنوں کے چھڑانے میں) مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرانا بھی داخل ہے۔

۲- اغوا شدہ اور نظر بند مسلمانوں اور ان کے خاندانوں کو شرپسندوں سے آزاد کرانے کے لیے زکوۃ دینا جائز ہے۔

د: قرض دار:

قرض داروں کا حصہ:

قرض داروں کے مصرف میں وہ تمام لوگ شامل ہیں، جن کی نجی ضرورتوں کے لیے ان پر قرض آ گیا ہو، یا جس نے شرعی اصولوں کے مطابق آپس میں تعلقات درست کرنے کے لیے قرض حاصل کیا ہو، غلطی سے قتل کر دینے والوں پر مرتب ہونے والی دیتوں کے لیے قرض لینا بھی اسی میں شامل ہے، جب کہ ان کی طرف سے کوئی خون بہا دینے والا نہ ہو، اسی طرح میت نے اگر کوئی ترکہ اپنے پیچھے نہ چھوڑا ہو اور اس پر قرض ہو تو زکوۃ کے مال سے اس کا قرض دیا جا سکتا ہے، یہ اس وقت ہے، جب کہ اس کے قرض کی ادائیگی بیت المال (خزانۂ عام) سے ممکن نہ ہو۔

ھ: فی سبیل اللہ (راہ خدا میں):

اس مصرف کا تعلق راہ خدا میں لڑنے والے مجاہدین اور اپنے ملکوں کا دفاع کرنے والے افراد سے ہے، اور جنگ کے مختلف مشروع مفادات بھی اسی مصرف سے متعلق ہیں۔

و: مسافر:

۱- مسافر سے مراد گھر سے مسافت سفر پر نکلا ہوا وہ شخص مراد ہے، جس نے کسی معصیت کے لیے سفر نہ کیا ہو، اور اس کے ہاتھ میں اتنا مال نہ ہو کہ وہ اپنے شہر

لوٹ سکے، اگر چہ وہ اپنے مقام پر مال دار شمار ہوتا ہو۔

۲- جنگوں، سیلاب، قحط سالی اور زلزلوں وغیرہ کی وجہ سے ترک وطن کرنے والے لوگوں کی وطن کے اندر یا باہر امداد کے لیے مخصوص فنڈ قائم کرنا بھی اس مصرف میں داخل ہے۔

۳- ایسے حاجت مند طلبہ کا تعاون جن کو اپنے ملکوں کے باہر حصول تعلیم کے لیے تعلیمی وظائف نہ ملتے ہوں، اس سلسلہ میں جس معیار کا لحاظ کیا جاتا ہو، اسی کو معیار بنانا بہتر ہوگا۔

۴- اپنے وطن سے ہجرت کر جانے والے ایسے اشخاص جو دوسرے ممالک میں غیر مرتب طریقہ پر مقیم ہوں اور اپنے وطن واپس ہونے کے لیے ان کے پاس وسائل نہ ہوں، تو وطن واپسی کے لیے ان کو زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

۵- ایسے طلبہ اور مسافر جن کے پاس اپنے اوپر خرچ کرنے کے لیے بھی کچھ نہ ہو، ان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

نظام زکوۃ کو مستحکم کرنے کے لئے سفارشات:

اس وقت پوری امت کی اجتماعی ضرورت ہے کہ زکوۃ کی وصول یابی اور اس کی تقسیم کے لیے شرعی اصولوں اور عصری تقاضوں کے مطابق مستحکم نظام بنایا جائے، اسی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اکیڈمی کا یہ سمینار عالم اسلام کے مختلف اداروں کو آپسی تعاون واشتراک کے ساتھ اس سلسلہ میں پیش قدمی کرنے اور فقراء ومساکین کی امداد کے لیے مشترک منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آگے آنے کی دعوت دیتا ہے۔

اکیڈمی درج ذیل سفارشیں بطور خاص کرتی ہے:

۱- لوگوں کو ان مخصوص اداروں کو زکوۃ ادا کرنے پر ابھارا جائے، جو حکومتوں کی جانب سے مجاز ہوں، چوں کہ اس طرح مستحقین تک مال زکوۃ پہنچانا اور دینی، ترقیاتی، معاشرتی اور معاشی اعتبار سے زکوۃ کے کردار کو موثر بنانا آسان ہوگا۔

۲- زکوۃ کے اشتہاری پہلو پر توجہ: اور یہ اس طرح کہ معاشرہ میں زکوۃ کی اہمیت اور اقتصادی ومعاشرتی پہلوؤں کی اصلاح میں زکوۃ کے کردار کے تعلق سے معاشرہ میں بیداری پیدا کرنے کے لیے ہر طرح کی ویڈیو اور آڈیو ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جائے۔

۳- زکوۃ اور اس سے متعلق امور مثلاً زکوۃ سیونگ بکس وغیرہ کے لیے شرعی اور محاسباتی معیار قائم کیے جائیں۔

۴- زکوۃ کے حساب وکتاب کے لیے کچھ نمونے اور طریقے متعین کیے جائیں، جو ہر زکوۃ بکس کے حساب وکتاب کی الگ الگ ہدایات پر مشتمل ہوں، اس سے زکوۃ کے شرعی معیار کی روشنی میں عملی تطبیق میں مدد ملے گی۔

۵- امت کو زکوۃ کے معاشی اور معاشرتی فوائد سے روشناس کرانے کے لیے مواصلات کے مختلف ذرائع مثلاً انٹرنیٹ، ٹی وی چینلز وغیرہ سے استفادہ کیا جائے۔

۶- مختلف ممالک سے زکوۃ ادا کرنے والوں کے لیے ٹیکس میں تخفیف کرنے کا مطالبہ کیا جائے، اور وہ اس طرح کہ جو مالیت وہ زکوۃ کے طور پر ادا کر رہے ہیں، ان پر لازم ہونے والے ٹیکس میں سے اتنے حصہ کو کم کر دیا جائے؛ تاکہ مالداروں کی زکوۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہمت افزائی ہو۔

۷- یونیورسٹیز اور مدارس میں زکوۃ کے مسائل اور اس کے حساب وکتاب کے موضوع کو اس حیثیت سے پڑھایا جائے کہ وہ اسلام کا تیسرا فریضہ ہے۔

قرارداد نمبر: ۱۶۵(۱۸/۳)

فکسڈ ڈپوزٹ، نقدی انشورنس، پنشن اور اسلامی انشورنس کمپنیوں کے حصوں کی زکوٰۃ

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سولہواں فقہی سمینار جواز ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات میں منعقد ہوا، اس میں ''فکسڈ ڈپوزٹ، نقدی انشورنس، پنشن و بونس اور اسلامی انشورنس کمپنیوں کے حصوں کی زکوٰۃ'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات کے مطالعہ، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

ا: سرمایہ کاری کی غرض سے ودیعت کردہ امانتوں کی زکوٰۃ:

الف- سرمایہ کاری کی غرض سے ودیعت کردہ امانتوں (ڈپازٹس) اور ان کے منافع میں ان کے مالکین پر زکوٰۃ واجب ہے، اور یہ اس وقت جبکہ زکوٰۃ کی دیگر شرطیں پوری ہورہی ہوں، خواہ یہ امانتیں طویل المیعاد ہوں یا کم مدتی، اس صورت میں بھی یہی حکم ہوگا جب کہ اکاؤنٹ سے کوئی بیلنس ایشو نہ کیا گیا ہو، خواہ اس وجہ سے کہ سرمایہ کاری کرنے والی کمپنی کی جانب سے یا اکاؤنٹ ہولڈر کی جانب سے ایسی

شرط لگی ہوئی ہو۔

ب- چالو کھاتہ کی رقم میں زکوۃ واجب ہے، اس کا مسئلہ پر کوئی اثر مرتب نہ ہوگا کہ رقم اس کے مالک کی کسی ضرورت کے لیے یا نفع بخش منصوبوں میں شامل کرنے کے لیے کھاتہ میں جمع کی گئی ہو، ہاں اگر اس پر لازم شدہ کسی قرض کی ادائی کے لیے جمع کی گئی ہو تو اس رقم پر زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

۲- معاملات کو مؤکد کرنے کے لیے محفوظ کیے گئے فنڈس کی زکوۃ:

الف: وہ رقم جو کسی معاملاتی وعدہ کو مستحکم کرنے کے لیے اور انکار کی صورت میں اس سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لیے پیشگی جمع کی جائے؛ اگر فکسڈ ڈپوزٹ نہ کرائی گئی ہو، یعنی سرمایہ کاری کے فنڈ میں بطور امانت نہ رکھی گئی ہو یا ٹنڈرس (ٹھیکے) میں شامل ہونے کے لیے ابتدائی انشورنس میں نہ لگائی گئی ہو تو جس ادارہ کے پاس یہ بطور امانت رکھی گئی ہو، اس کے اموال زکوۃ میں سے اس کو الگ رکھا جائے گا، اور اس کا اصل مالک اس کو اپنے موجودہ اموال زکوۃ میں شمار کرکے اس کی زکوۃ نکالے گا، اور اگر اس پر کئی سال گذر گئے ہوں تو جس وقت مالک کو رقم واپس کی جائے؛ اس وقت صرف ایک سال کی زکوۃ اس پر واجب ہوگی۔

رہی بات اس صورت کی جب یہ رقم فکسڈ ڈپوزٹ کرائی گئی ہو تو اس پر دفعہ (ا/الف) کا اطلاق ہوگا۔

ب: ٹھیکوں کی انشورنس کی گئی رقم یا ان نقدی بیموں کی رقم جو افراد اور اداروں سے مخصوص خدمات فراہم کرنے کے عوض لی جاتی ہے، جیسے ٹیلیفون اور بجلی، یا قطعات اراضی اور صنعتی آلات کو کرایہ پر لینے کے لیے انشورنس کی گئی رقم کی زکوۃ وہ ادا کرے جس نے یہ رقم جمع کی تھی، اور یہ زکوۃ قبضہ کے بعد صرف ایک سال کی واجب ہوگی۔

ج: بیعانہ کی رقم کو بائع اپنے اموال زکوۃ سے الگ نہیں کرے گا، بلکہ اس پر اس کی زکوۃ واجب ہے، چوں کہ وہ اس کا مالک ہوجاتا ہے، خواہ مشتری عقد کو فسخ کرے یا اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

۳: قانونی ودیعت (ڈیپازٹ):

قانونی ودیعت سے مراد وہ رقم ہے جس کو مخصوص ادارے کمپنی کو لائسنس فراہم کرنے کے لیے کمپنی پر بینک میں ڈیپازٹ کرنا ضروری قرار دیتے ہیں، اگر یہ رقم عارضی طور پر محفوظ ہو تو کمپنی اپنے اموال زکوۃ کے ساتھ شمار کرکے اس کی زکوۃ ادا کرے، اور اگر وہ مستقل طور پر محفوظ رہے تو جب کمپنی کو لوٹائی جائے اس پر اس مال کی ایک سالہ زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔

۴: محفوظ سرمایہ (ریزروفنڈ):

کمپنیوں کی زکوۃ کے حساب کے وقت متداول اصول کی تطبیق کی صورت میں کمپنی اپنے موجودہ اموال زکوۃ کے ساتھ اس کی بھی زکوۃ ادا کرے گی۔

۵: اسلامی انشورنس کمپنیوں کی زکوۃ:

الف: تکنیکی وجوہات کی بنا پر محفوظ کردہ رقم، انشورنس کے پالیسی ہولڈرس کی جمع شدہ رقوم، ان مطالبات کی رقوم جن کی ادائیگی کسی وقت بھی لازمی ہوسکتی ہے، یا ان مطالبات کی رقوم جو فوری طور پر قابل ادا ہیں، ان سب کی زکوۃ کمپنی پر لازم نہیں، بلکہ اس کے موجودہ اموال زکوۃ میں سے اس قسم کی رقم کو الگ کرلیا جائے گا، چوں کہ یہ کمپنی کے ذمہ واجب الادادین کی قبیل سے ہیں۔

ب: محفوظ سرمایہ، خطرات کے پیش نظر مختص فنڈ، اضافی طور پر مخصوص کی گئی رقوم، لائف انشورنس کا ریزروفند، دوبارہ انشورنس کرنے سے روک دی گئی رقم موجودہ اموال زکوۃ میں سے الگ نہیں کی جائے گی، بلکہ کمپنی ان کی زکوۃ ادا کرے گی، چوں کہ یہ کمپنی کی تحویل سے خارج نہیں ہوئی ہیں۔

۶-نوکری ختم ہونے پر حاصل ہونے والی رقوم:

مزدور یا ملازم پر نوکری ختم ہونے کے بعد حاصل ہونے والی رقوم کی زکوۃ:

الف- **بونس:** بونس اس مالی حق کو کہتے ہیں جو متعینہ شرطوں کے ساتھ قانوناً یا عقد میں طے شدہ وعدہ کے مطابق مزدور یا ملازم کے لیے واجب الادا ہو، اس کی مقدار ملازمت کی مدت، نوکری ختم ہونے کے سبب، اور مزدور یا ملازم کی تنخواہ کے اعتبار سے متعین کی جاتی ہے، اور ملازمت ختم ہوتے ہی مزدور یا ملازم یا ان دونوں کے اہل وعیال کو دیا جاتا ہے۔

نوکری کے درمیان مزدور یا ملازم پر اس کی زکوۃ واجب نہیں، چوں کہ اس کو اس پر ملکیت تامہ حاصل نہیں ہوتی، اور جب اس کے مقدار کی تعیین ہو جائے، اور مزدور یا ملازم کو اس رقم کے یک مشت یا قسط وار دینے کا فیصلہ کر دیا جائے تو اس وقت سے اس کی ملکیت تام ہو جاتی ہے، اور اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے موجودہ اموال زکوۃ میں اس رقم کو ملا کر اس کی زکوۃ ادا کرے۔

ب: **پنشن:** پنشن اس رقم کو کہتے ہیں جو حکومت یا کسی خاص ادارے پر مزدور یا ملازم کی نوکری ختم ہو جانے کے بعد اس کے لیے قانون، نظام اور کام کے معاہدات کی رو سے ماہ بماہ لازم ہو، اس کی بھی زکوۃ اسی طرح ادا کرے جس طرح بونس کے بارے میں دفعہ (۶/الف) میں ذکر کیا گیا۔

ج: **معاوضۂ سبک دوشی:** وہ کٹی ہوئی رقوم جو حکومت یا خاص ادارہ مزدور یا ملازم کو اجتماعی انشورنس کے قوانین کے تحت اس وقت دیتا ہے جب اس میں پنشن کے استحقاق کی شرطیں پوری نہ ہوں، اس مال کی زکوۃ بھی دفعہ (۶/الف) کے مطابق دی جائے گی۔

د: **پراویڈنٹ فنڈ:** یہ ایک متعینہ مقدار ہوتی ہے جو تنخواہ یا مزدوری میں سے کاٹ لی جاتی ہے، اور ادارہ کی جانب سے اس میں متعین تناسب سے ایک مزید رقم

بڑھادی جاتی ہے، اس کی سرمایہ کاری کی جاتی ہے، اور نوکری ختم ہونے پر مزدور یا ملازم ایک ہی بار کل رقم یا نظام کے مطابق اس کا مستحق ہوتا ہے۔

اس کی زکوۃ کا حکم اس اکاؤنٹ کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہوگا جس میں یہ محفوظ کی گئی تھی، اگر مزدور یا ملازم کے مفادات کے لیے کسی خاص اکاؤنٹ میں رکھی گئی تھی، اور اس کو اس کی سرمایہ کاری کا حق بھی حاصل ہو، تو سال اور نصاب کے اعتبار سے اس کے موجودہ اموال زکوۃ میں یہ بھی محسوب ہوگی، اور اگر اس کو اس اکاؤنٹ پر کوئی اختیار حاصل نہ ہو تو اس پر اس کی زکوۃ واجب نہیں ہے، چوں کہ اس پر اس کو ملکیت تامہ حاصل نہیں، ملکیت تامہ اس وقت حاصل ہوگی جب اس نے قبضہ کیا، چناں چہ قبضہ کے بعد صرف ایک سال کی زکوۃ اس میں واجب ہوگی۔

ملازم کو نوکری ختم ہونے کے بعد حاصل ہونے والی رقوم کی زکوۃ اداروں اور کمپنیوں پر ہوگی:

جب بونس، پنشن اور معاوضۂ سبکدوشی وغیرہ کی رقوم خاص اداروں یا کمپنیوں کے پاس محفوظ ہوں تو ان کی ملکیت سے خارج نہیں سمجھی جائیں گی، اسی طرح پراویڈنٹ فنڈ کی رقوم اگر خالص اداروں یا کمپنیوں کے اکاؤنٹس میں ہوں تو انہیں کی ملکیت سمجھی جائیں گی، اور وہ ان کے پاس موجود اموال زکوۃ سے الگ نہیں کی جائیں گی، بلکہ ان کی بھی زکوۃ ان اداروں اور کمپنیوں پر واجب ہوگی، اور اگر اس قسم کے فنڈ سرکاری اداروں کے پاس ہوں تو سرکار پر زکوۃ ادا کرنا ضروری نہیں؛ چوں کہ ان کا تعلق بھی مال عام سے ہوگا۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۴۳(۱/۱۶)

صوم

(Fasting)

قمری مہینوں کے آغاز میں وحدت

اکیڈمی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰-۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/ دسمبر ۱۹۸۵ء میں اس موضوع پر پیش ہونے والے مقالات نیز پیش کردہ عرض پر بھرپور بحث ومباحثہ اور قمری ماہ کے آغاز میں حساب پر اعتماد کرنے سے متعلق آنے والی آراء سننے کے بعد اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: اسلامک فقہ اکیڈمی کی امانت عامہ کو ذمہ داری دی جائے کہ فلکیاتی حساب اور فضائی موسمیات کے قابل اعتماد ماہرین کی مستند علمی تحقیقات فراہم کرے۔

دوم: آئندہ سمینار کے موضوعات میں اس موضوع کو شامل کیا جائے تاکہ فقہی وشرعی اور فنی دونوں پہلوؤں سے موضوع پر مکمل بحث کی جاسکے۔

سوم: امانت عامہ کو ذمہ داری دی جائے کہ ماہرین فلکیات کو کافی تعداد میں مدعو کرے جو فقہاء کے تعاون سے مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کی ایسی تصویر کشی اور وضاحت کریں جس کی بنیاد پر حکم شرعی بیان کیا جاسکے۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۱۱ (۲/۱۱)

رؤیت پر اعتماد واجب
جبکہ فلکیاتی حساب کی رعایت بھی کی جائے

اکیڈمی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مؤرخہ ۸-۱۳/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں اس موضوع سے متعلق درج ذیل دو مسئلوں کا جائزہ لیا:

اول: تمام مقامات پر ایک ساتھ مہینہ کا آغاز ہو اس پر اختلاف مطالع کس حد تک اثر انداز ہے؟

دوم: فلکیاتی حساب کی مدد سے قمری مہینوں کے آغاز کو ثابت کرنے کا حکم۔

اس مسئلہ پر ارکان و ماہرین کی جانب سے پیش کردہ تحقیقات کو سننے کے بعد اکیڈمی نے فیصلہ کیا کہ:

اول: اگر کسی ملک میں رؤیت ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کی پابندی ضروری ہے، اور اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ تمام ہی مسلمان روزہ اور افطار کے مخاطب ہیں۔

دوم: رؤیت ہی پر اعتماد کرنا واجب ہے، البتہ فلکیاتی حساب اور رصد گاہوں سے مدد لی جائے گی، تاکہ احادیث نبوی اور سائنسی حقائق دونوں کی رعایت ہو سکے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۸(۶/۳)

روزہ توڑنے والے علاج

اکیڈمی کے دسویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۲۳-۲۸/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸/جون-۳/جولائی ۱۹۹۷ء میں اس موضوع پر پیش کیے گیے مقالات دیکھے گئے، نیز المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية اور ''اسلامک فقہ اکیڈمی'' ودیگر اداروں کے باہمی تعاون سے مراکش کے دارالسلطنت الدار البیضاء میں ۹ تا ۱۲/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ تا ۱۷/جولائی ۱۹۹۷ء کو منعقد نویں طبی فقہی سمینار کے تحقیقی مقالات اور اس کے جاری کردہ سفارشات پر غور وخوض کیا گیا، ان مقالات وسفارشات نیز سمینار میں شریک فقہاء اور اطباء کی طرف سے موضوع کے سلسلہ میں کیے گئے مباحثات اور قرآن، سنت اور اقوال فقہاء کی روشنی میں اکیڈمی درج ذیل فیصلہ کرتی ہے:

اول: درج ذیل چیزوں کو مفطرات (روزہ توڑ دینے والی اشیاء) میں شمار نہیں کیا جائے گا:

۱- آنکھ یا کان میں دوا ٹپکانا، کانوں کی دھلائی، ناک میں دوا ٹپکانا، ناک کی پچکاری سے صفائی بشرطیکہ حلق تک پہنچ جانے والی دواؤں کو نگلا نہ جائے۔

۲- انجائنا (ذبحہ صدریہ) کے علاج کے لیے زبان کے نیچے رکھی جانے والی دوا کی گولیاں بشرطیکہ انہیں نگلا نہ جائے۔

۳- شرمگاہ میں رکھی جانے والی شیاف یا اس کی صفائی یا اس میں معائنے کے آلے کو داخل کرنا یا طبی معائنہ کے لیے انگلی داخل کرنا۔

۴- رحم کے معائنے کے لیے اس میں دوربین یا طبی آلات داخل کرنا۔

۵- عورت یا مرد کے مجری البول (پیشاب کی جگہ) میں کسی نلکی یا دوربین یا شعاعوں پر سایہ ڈالنے والا مادہ یا دوا یا مثانہ کی صفائی کے لیے کوئی محلول داخل کرنا۔

۶- دانتوں میں سوراخ کرنا، داڑھ اکھاڑنا، دانتوں کی صفائی، مسواک یا ٹوتھ برش کا استعمال کرنا بشرطیکہ جو کچھ حلق پہنچ جائے اسے نگلا نہ جائے۔

۷- کلی کرنا، غرارہ کرنا یا منہ کے اندر پچکاری کے ذریعہ علاج کرانا بشرطیکہ حلق تک پہنچ جانے والی چیز کو نگلا نہ جائے۔

۸- عضلاتی، وریدی اور جلدی انجکشن برائے علاج لینا، غذا کے طور پر انجکشن لینا یا گلوکوز چڑھانا اس سے مستثنی ہیں۔

۹- آکسیجن گیس لینا۔

۱۰- بے ہوش کرنے والی گیس چڑھنا، مریض کو دیا جانے والا غذا بخش سیال اس سے مستثنی ہے۔

۱۱- جو چیزیں کھال میں جذب ہوکر جسم میں داخل ہوں، جیسے روغن، مرہم، جلدی امراض کے لیپ جن میں دوا ملی ہوئی ہوتی ہے۔

۱۲- قلب یا اس جیسے دیگر اعضاء کی تصویر لینے اور علاج کے لیے شرائین میں کسی باریک نلکی کو داخل کرنا۔

۱۳- آنتوں کے معائنے یا ان کے آپریشن کیلئے پیٹ میں کسی خوردبین کو داخل کرنا۔

۱۴- جگر یا اس جیسے دوسرے اعضاء کے نمونے لینا بشرطیکہ کوئی محلول نہ داخل کیا گیا ہو۔

۱۵- معدہ کے معائنہ کے لیے خوردبین داخل کرنا بشرطیکہ اس کے ساتھ کوئی محلول نہ داخل کیا گیا ہو۔

۱۶- دماغ یا حرام مغز میں کسی آلہ کو یا کسی دوا کو داخل کرنا۔

۱۷- ایسی قے جو بالقصد نہ ہو۔

دوم: مسلمان طبیب کو یہ مشورہ دینا چاہیے کہ مذکورہ بالا علاج کی صورتوں کو اگر افطار

کے بعد تک کے لیے مؤخر کردینے میں نقصان کا اندیشہ نہ ہوتو روزہ دار انہیں مؤخر کردے۔

سوم: درج ذیل صورتوں کے بارے میں فیصلہ کوملتوی کیا جاتا ہے، کیوں کہ ان پر مزید غور وتحقیق کی ضرورت ہے جس میں دیکھا جائے کہ روزہ پر ان کا کہاں تک اثر ہے، نیز اس سلسلہ میں احادیث نبوی اور صحابہ کے اقوال کو پیش نظر رکھا جائے:

الف: دمہ کی حالت میں ''ان ہلیر'' لینا یا بھاپ لینا۔

ب: فصد کھلوانا، پچھنا لگوانا۔

ج: طبی جانچ کے لیے خون نکلوانا، یا خون چڑھوانا یا دینا۔

د: گردوں کے ناکارہ ہوجانے کی صورت میں صفاق کے اندر یا مصنوعی گردہ کے اندر استعمال ہونے والے انجکشن۔

ھ: میرز میں کسی پچکاری یا خوردبین کا داخل کرنا، یا طبی جانچ کی غرض سے انگلی کا داخل کرنا۔

و: عمومی بے ہوشی کے ذریعہ آپریشن کرنا جبکہ مریض رات سے روزہ دار ہو اور اسے رقیق غذا نہ دی گئی ہو۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۹۳ (۱/۱۰)

ذیابیطس اور ماہ رمضان کے روزے

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترہواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، ''ذیابیطس اور ماہ رمضان کے روزے'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں۔

تجاویز:

مزید تحقیق ومطالعہ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس موضوع سے متعلق فیصلہ کو مؤخر کیا جاتا ہے، اور اکیڈمی ''تنظیم اسلامی برائے طبی علوم کویت'' سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں ذیابیطس اور ماہ رمضان کے روزوں سے اس کے تعلق کا جائزہ لینے کے لیے اطباء وفقہاء کی ایک کمیٹی تشکیل دے۔

قرارداد نمبر: ۱۶۲(۱۱/۱۷)

ذیابیطیس (ڈائبٹیز) اور رمضان کا روزہ

بتاریخ ایک تا پانچ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سمینار میں ''اسلامی تنظیم برائے میڈیکل سائنس اور بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے درمیان تعاون سے متعلق طے شدہ معاہدے کی بناء پر نیز اکیڈمی کا تنظیم کو'' ڈائبٹیز اور رمضان کے روزے'' کے موضوع پر ریسرچ کرنے کی ذمہ داری دینے کے بعد اور ۲/ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ مطابق ۴/نومبر ۲۰۰۷ء، ۸/اپریل ۲۰۰۸ء کو تنظیم کی جانب سے منعقد دونوں سمیناروں کے نتائج کی بنیاد پر اور اکیڈمی کو'' ڈائبٹیز اور روزہ'' کے موضوع پر موصول شدہ تمام مضامین کو دیکھنے اور موضوع سے متعلق بحث ومباحثہ سننے کے بعد نیز ڈائبٹیز کے مریضوں پر روزے کے اثرات کے تعلق سے فقہی اور طبی پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد مجلس نے درج ذیل فیصلے صادر کیے:

۱- ڈائبٹیز کی مختصر تعریف:

خون میں شوگر کی مقدار کا توازن اس قدر بگڑ جائے کہ آدمی مریض ہوجائے اور بالخصوص وہ مقدار فطری تناسب سے اوپر ہوجائے، ڈائبٹیز کا مرض اس انسولین ہارمون کے ختم ہوجانے سے شروع ہوتا ہے۔ جسے جسم کے خلیے خاص طور پر خلیہ (ب) اس انسولین کو (B.Cells) (Pancreas) میں جدا کرتے ہیں اس انسولین کی مقدار کی کمی ہے، یا بعض حالات میں جسم کے خلیے کا انسولین کو قبول کرنے کی وجہ سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔

۲- ڈائبٹیز کے اقسام:

ڈائبٹیز کی بہت ساری قسمیں ہیں جو ایک دوسرے سے اسباب مرض اور علاج کے طریقہ میں بہت ہی جداگانہ ہیں، اور یہ اقسام ڈائبٹیز کے ماہر انٹرنیشنل میڈیکل آرگنائزیشن کی جانب سے متفق علیہ طور پر بنائی گئی ہیں۔

۱- ڈائبٹیز کی پہلی قسم انسولین پراعتماد کرتی ہیں اور دن میں کئی خوراک لیتی ہیں۔

۲- ڈائبٹیز کی دوسری قسم انسولین پراعتماد نہیں کرتی ہیں۔

۳- (Gestitionl Diabetes) حمل میں پیدا شدہ ذیابیطیس۔

۴- اس کی دوسری قسمیں:

الف- (Pancreas) کے کسی مرض سے پیدا شدہ ڈائبٹیز۔

ب- ہارمون خراب ہونے کی وجہ سے ڈائبٹیز کا ہونا خاص طور سے (Gland Pituitary) اور (Adrenal Gland) اور (Pancreas Cells) میں۔

ج- بعض دواؤں سے ہونے والی ڈائبٹیز۔

۳- طبی نقطۂ نظر سے ڈائبٹیز کے مریضوں کے اقسام:

طبی نقطۂ نظر سے ڈائبٹیز کے مریض کی درج ذیل چار قسمیں کی جاتی ہیں:

پہلی قسم: ایسے مریض جن کے بارے میں طبی نقطہ نظر سے یقینی طور پر اس بات کا بہت احتمال ہوتا ہے کہ وہ مزید خطرناک صورتحال میں مبتلا ہوسکتے ہیں، اور ان کی بیماری کی حالت جداگانہ طور پر کچھ اس طرح ہوجاتی ہے:

☆ رمضان سے پہلے تین مہینوں کے اندر شوگر میں بہت تیزی سے کمی آجاتی ہے۔

☆ ایسے مریض جن کے اندر گلوکوز یعنی شکر کا خون کے ساتھ گھٹنا بڑھنا بار بار ہوتا رہتا ہے۔

☆ ایسے مریض جو گلوکوز کے ڈاؤن ہونے کا احساس ہی نہیں کر پاتے اور یہ صورت حال بعض مریض کی ہوتی ہے، خاص طور پر ڈائبٹیز کے ایسے مریض کو لاحق ہوتی ہے جن کے اندر ایک لمبے عرصے تک گلوکوز میں شدید کمی بار بار ہوتی رہتی ہے۔

☆ ایسے مریض جو لمبے عرصے تک شوگر پر بڑی مشکل سے کنٹرول حاصل کرنے میں مشہور ہوتے ہیں۔

رمضان سے پہلے والے تین مہینوں کے اندر (DNA Diabetic Ketoacidosis) یا

(Sugar Coma) میں زیادتی کا پیدا ہوجانا۔

پہلی قسم کی ڈائبٹیز:

☆ ڈائبٹیز کے ساتھ ساتھ دیگر شدید امراض کا ہونا۔

☆ ڈائبٹیز کے وہ مریض جو بدرجہ مجبوری مشقت آمیز، جسمانی محنت کرتے ہیں۔

☆ ڈائبٹیز کے وہ مریض جو Dialysis کے شکار ہوں۔

☆ وہ عورت جو اثنائے حمل ڈائبٹیز کا شکار ہو۔

دوسری قسم:

وہ مریض جن کے بارے میں اس بات کا شدید احتمال ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض میں اضافہ ہوجائے گا اور ڈاکٹروں کو مرض میں اضافہ ہونے کا غالب گمان ہو اور ان بیماریوں کی صورت حال کچھ اس طرح سے ہوسکتی ہیں:

☆ وہ مرض جو خون میں گلوکوز کی مقدار زیادہ ہونے میں مبتلا ہوتے ہیں، بایں طور کہ بطور شرح (۱۸۰ سے ۳۰۰ ملی گرام تک) (۱۰ ملی میٹر سے ۵۔۱۶ ملی میٹر) اور ہیموگلوبین کی شرح جو ۱۰ فیصد سے زیادہ ہوجائے۔

☆ کڈنی میں کمی کے مریض۔

☆ بڑی رگوں کی بیماریوں کے مریض (مثلاً دل اور رگوں کی بیماریاں)۔

☆ وہ مریض جو الگ تھلک رہتے ہیں انسولین کے انجکشن لینے کے ذریعہ علاج کرتے ہیں یا .... میں انسولین کو پیدا کرنے والی Cell کو حرکت دے کر شوگر کم کرنے والے انجکشن استعمال کرتے ہیں۔

☆ وہ مریض ایسے امراض میں مبتلا ہوں جو ان کے لیے مزید خطرے کا باعث بن جائے مثلاً سن رسیدہ دیگر امراض میں مبتلا حضرات۔

☆ وہ مریض جو ایسے علاج کرواتے ہوں جن کا اثر عقل و دماغ پر پڑتا ہو۔

پہلی اور دوسری قسم کے مریضوں کا حکم:

ان دونوں اقسام کے مریضوں کی حالت اگر ایسی ہے کہ انہیں شدید ضرر پہنچنے کا یقین ہو یا کسی بھروسہ مند ماہر ڈاکٹر کے اس بات کا اندازہ کے مطابق اسے گمان غالب ہو جائے کہ انہیں روزے کی وجہ سے شدید ضرر لاحق ہو سکتے ہے تو ایسے مریض پر شرعاً افطار ضروری ہے اور روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اپنے نفس سے ضرر کو دور کرنا واجب ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ: ۱۹۰)

''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''

اور نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بڑا ہی مہربان ہے'' (النساء: ۲۹)

ایسے مرض کا علاج کرنے والے ڈاکٹر کے لیے ضروری ہے کہ ان مریضوں کے لیے روزہ رکھنے کی وجہ سے خطرناک صورتحال میں مبتلا ہو جانے یا بیماری میں شدت اختیار کرنے کی وجہ سے ان کی صحت اور زندگی کے خطرے میں پڑ جانے کے گمان غالب کے متعلق انہیں آگاہ کرے۔ ڈاکٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام مناسب طبی کاروائیاں مکمل کرلے جس سے مریض کو بغیر نقصان اٹھائے روزہ رکھنے کا موقع مل سکے۔ رمضان کا روزہ توڑنے کے احکامات پہلی اور دوسری قسم کے مریضوں کے لیے ان کے مرض کی وجہ سے منطبق ہوتے ہیں۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالی ہے:

''پس تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو ایسے مریضوں کو دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور جو لوگ روزے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں انہیں ایک مسکین کو فدیہ کے طور پر کھانا کھلانا ہے'' (سورۃ بقرہ: ۱۸۴)

اور اگر کوئی روزے کیوجہ سے نقصان پہنچنے کے باوجود روزہ رکھتا ہے تو اس کا روزہ اگرچہ صحیح ہوگا لیکن وہ گناہ گار ہوگا۔

تیسری قسم:

ایسے مریض جو روزہ رکھنے کی وجہ سے مزید خطرے سے دوچار ہونے کا متوسط درجے کا احتمال رکھتے ہوں اور اس طرح کے مریض اکثر وبیشتر ڈائبٹیز کی ایک جیسی حالت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اوران مناسب علاج کے ذریعے گلوکوز کم کرنے پر قابو پالیتے ہیں۔ جو انسولین پیدا کرنے والی Cell کو متحرک بناتی ہیں۔

چوتھی قسم:

ایسے مریض جن کے اندر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض میں اضافہ ہونے کا احتمال کم ہوتا ہے اور اس طرح کے مریض اکثر وہی ہوتے ہیں جن کی ڈائبٹیز کی حالت قابل اطمینان ہوتی ہے اور جو محض پرہیز یا گلوکوز کم کرنے والی ان دواؤں کا استعمال کر کے شوگر پر قابو پالیتے ہیں ۔ جو دوائیں انسولین پیدا کرنے والی Cell کو متحرک نہیں بناتی ہے بلکہ ان کے اندر موجود انسولین کی تاثیر میں اضافہ کرتی ہیں۔

تیسری اور چوتھی قسم کا حکم:

ان دونوں قسموں کے مریضوں کے لیے افطار صوم جائز نہیں ہے کیوں کہ طبی سہولیات ان کی صحت اور زندگی کو نقصان پہنچانے کے احتمالات کی طرف اشارہ نہیں کررہی ہے، بلکہ اس کے برعکس اس طرح کے مریض روزے سے استفادہ بھی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر کے لیے اس حکم کی پابندی ہر حال میں ضروری ہوگی اور مریض کی مختلف حالتوں کے اعتبار سے مناسب علاج کرنا ہوگا۔

شوگر کے حوالے سے چند سفارشات:

۱- ڈاکٹروں سے گزارش ہے کہ اس موضوع پر شرعی احکام کی ایک حد تک معلومات رکھیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ اس معلومات کی فراہمی مخصوص دینی اداروں اور ذمہ داران کے ذریعہ کی جائیں۔

۲- علماء اور فقہاء سے بھی گزارش ہے کہ حکم شرعی دریافت کرنے کے لیے ان کی طرف رجوع کرنے والے مریضوں کی ان ڈاکٹروں سے مشورہ کے ساتھ جو روزے کو طبی اور دینی نقطہ نظر سے اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ شرعی احکام کی رہنمائی کریں اور ہر حالت کیلئے مناسب خیرخواہانہ مشورہ دیتے وقت اللہ سے ڈریں۔

۳- مریضوں کی صحت اور ان کی زندگی کے سلسلے میں ڈائبٹیز کی شدت اختیار کرنے کی وجہ سے پیدا شدہ بڑے حقیقی خطرات کے پیش نظر رہنمائی، خیرخواہی، اور معلومات کی فراہمی کے تمام ممکن وسائل اور ذرائع کو اختیار کرنا ضروری ہوگا جن میں مسجدوں کے خطبے، مختلف ذرائع ابلاغ وغیرہ شامل ہیں۔ تاکہ مریضوں کو گزشتہ احکامات کے بارے میں صحیح رہنمائی دی جاسکے، کیوں کہ مرض کو اچھی طرح سے سمجھ لینا اور اس کے ساتھ صحیح سلوک برتنے سے مریض ہلکا ہوجاتا ہے اور شرعی احکامات اور طبی رہنمائیوں کو علاج کے لیے قبول کرنا آسان ہوجاتا ہے

۴- اسلامی میڈیکل سائنس کی تنظیمیں بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے ساتھ تعاون کرنے کا ذمہ لیں بایں طور کہ اس کی اس موضوع سے متعلق عربی اور دیگر زبانوں میں رہنما لٹریچر تیار کریں اور اس کی ڈاکٹروں اور علماء کے مابین تشہیر کریں۔ اور اس کے علمی مواد کو انٹرنیٹ پر بھی شائع کریں تاکہ مریضوں کو اس سے استفادہ کے لیے زیادہ سے زیادہ واقفیت ہوسکے۔

۵- اسلامی ممالک میں صحت کی وزارتوں (ہیلتھ منسٹریز) سے یہ مجلس مطالبہ کرتی ہے کہ علاج اور پرہیز کے میدان میں نیز ڈائبٹیز اور اس کے شرعی احکامات کی قبولیت کی ذہن سازی کے سلسلے میں قومی پروگراموں کو مزید فعال بنائیں۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۸۳(۱۹/۹)

حج وعمرہ

(Hajj & Umrah)

حج وعمرہ کے لیے ہوائی جہاز اور پانی جہاز سے آنے والوں کا احرام

اکیڈمی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مؤرخہ ۸-۱۳/ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں اس موضوع پر پیش کیے گئے مقالات کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کیا کہ:

سنت نبوی میں جو میقاتیں مقرر کی گئی ہیں، حج یا عمرہ کی نیت سے زمینی، فضائی یا بحری کسی بھی طور پر ان سے یا ان کے برابر سے گذرنے والوں پر ان ہی مقامات سے احرام باندھنا واجب ہے، کیوں کہ احادیث نبویہ شریفہ میں ان مقامات سے احرام باندھنے کے احکام عام ہیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۹(۳/۷)

اضحیہ

(قربانی)

(Sacrifice)

ذبیحہ سے متعلق

اسلامک فقہ اکیڈمی کے دسویں اجلاس منعقدہ جدہ،سعودی عرب مؤرخہ ۲۳-۲۸/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸/ جون-۳/ جولائی ۱۹۹۷ء میں ذبیحہ سے متعلق تحقیقی بحوث پیش ہوئے اور اس موضوع پر مناقشہ ہوا جس میں فقہاء،اطباء ماہرین تغذیہ نے یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے شرکت کی کہ ذبیحہ ان امور میں سے ہے جو کتاب وسنت سے ثابت شرعی احکام کے تابع ہے،اوران کے احکام کی رعایت کا مطلب شعائر اسلام کا التزام ہے اور اس پرعمل درآمد سے مسلم اور غیر مسلم کے درمیان امتیاز باقی رہتا ہے،کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے ہماری نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ ایسا مسلم ہے جس کی ذمہ داری خدا اور اس کے رسول پر ہے، چنانچہ اکیڈمی نے درج ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ انجام پاتا ہے:

ذبح کے مختلف طریقے

۱- **ذبح**: یہ حلق، غذا کی نلی اور دونوں شہہ رگ کے کاٹنے سے ہوتا ہے، بکروں، گائیوں اور پرندوں کو ذبح کرنے میں یہی طریقہ شرعاً قابل ترجیح ہے، اور دوسرے جانوروں میں بھی یہی طریقہ جائز ہے۔

۲- **نحر**: اس سے مراد لبہ میں نیزہ مارنا ہے، لبہ گردن کے نیچے والے گڑھے کو کہتے ہیں، اونٹ اور اس جیسے جانوروں کے ذبح میں یہ طریقہ شرعاً راجح ہے، گائے میں اس طریقہ کی اجازت ہے۔

۳- **عقر**: اس سے مراد قابو میں نہ آنے والے جانور کے کسی بھی حصہ بدن کو زخمی کرنا ہے، خواہ شکار کا مباح وحشی جانور ہو یا وہ پالتو جانور جو وحشی ہوگئے ہوں، ہاں

اگر شکاری اس کو زندہ حالت میں پالتے تو اسے ذبح کرنا یا نحر کرنا واجب ہوگا۔

ذبح صحیح ہونے کی شرائط

دوم: ذبح کے صحیح ہونے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

۱- ذبح کرنے والا بالغ یا باشعور، مسلمان یا کتابی (یہودی یا عیسائی) ہو، چناں چہ بت پرستوں، لادینوں، ملحدوں، مجوسیوں، مرتدوں اور غیر کتابی تمام کفار کے ذبیحے کھانا جائز نہیں ہوگا۔

۲- ذبح کسی ایسے تیز دھار والے آلہ سے کیا جائے جو اپنی دھار سے کاٹ دے، خواہ وہ آلہ لوہے کا ہو یا اس کے علاوہ ایسے چیز کا جو خون بہادے، البتہ دانت اور ناخون نہ ہوں۔

پس ''منخنقة'' یعنی گلا گھونٹ کر مارا گیا جانور خواہ خود سے گلا گھٹا ہو یا کسی دوسرے کی وجہ سے ہوا ہو، ''موقوذة'' یعنی کسی وزنی چیز کے ضرب جیسے پتھر لکڑی وغیرہ سے مارا گیا جانور، ''متردية'' یعنی جو جانور کسی اونچی جگہ سے گر کر یا کسی گڈھے میں گر کر مر جائے، ''نطيحة'' یعنی آپسی لڑائی میں سینگ کی ضرب سے مر جانے والا جانور اور تربیت یافتہ وشکار پر چھوڑے گئے کتے کے علاوہ دوسرے درندوں یا پرندوں نے جس جانور کو پھاڑ کھایا ہو، ان تمام جانوروں کو کھانا حلال نہیں ہوگا۔

البتہ اگر ان میں سے کسی جانور کو پوری طرح زندہ حالت میں پالے اور ذبح کردے تو اس کو کھانا جائز ہوگا۔

۳- ذبح کرنے والا ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے، ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ بسم اللہ کا استعمال کافی نہیں ہوگا، ہاں اگر کوئی بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حلال ہوگا۔

سوم: ذبح کرنے کے کچھ آداب ہیں جن کا حکم اسلامی شریعت نے ذبح کرنے سے پہلے، ذبح کے بعد اور دوران ذبح جانوروں کے ساتھ نرمی برتنے کی غرض سے

دیا جائے ، چناں چہ ذبح کیے جانے والے جانور کے سامنے ہی چھری کو تیز نہ کیا جائے ، نہ ہی ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کیا جائے ، نہ کند آلے سے ذبح کیا جائے ، اور نہ ذبیحہ کو تکلیف پہنچائی جائے ، جب تک کہ جانور کی روح پوری طرح نکل نہ جائے ، نہ تو اس کے بدن کا کوئی حصہ کاٹا جائے نہ ہی اس کی کھال اتاری جائے ، نہ اسے گرم پانی میں ڈالا جائے اور نہ ہی اس کے پر نوچے جائیں۔

چہارم: ذبح کیا جانے والا جانور کسی متعدی مرض کا شکار نہ ہو، نہ ہی اسے کوئی ایسی بیماری ہو جو گوشت کے رنگ اور مزہ میں ایسی تبدیلی پیدا کردے کہ اس کے کھانے والے کو ضرر پہنچے ، بازار کے لیے ذبح کیے گئے گوشت اور درآمد کیے جانے والے گوشت کے بارے میں اس اصول صحت کی اہمیت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

پنجم (الف): شرعی ذبح میں اصل یہ ہے کہ جانور کو بغیر بے ہوش کیے ذبح کیا جائے ، اس لیے کہ اسلامی طریقہ ذبح ہی اپنے آداب وشرائط کے ساتھ جانوروں کے ساتھ نرمی ، اچھی طرح ذبح اور کم سے کم تکلیف پہنچانے میں مثالی ہے، چناں چہ ذبح انجام دینے والے اداروں سے یہی مطالبہ ہے کہ وہ بڑے جانوروں کے ذبح میں وسائل ذبح کو مزید ایسی ترقی دیں کہ اس شرعی طریقہ کے مطابق مکمل طور پر ان کا ذبح انجام پائے۔

(ب): فقرہ (الف) میں مذکور تفصیل کی رعایت کے ساتھ اگر جانوروں کو بے ہوش کرنے کے بعد شرعی ذبح کر دیا جائے تو ان کو کھانا حلال ہوگا، بشرطیکہ وہ تمام فنی شرائط موجود ہوں جن سے متیقن ہوتا ہو کہ جانور کی موت ذبح سے پہلے نہیں ہوئی تھی ، اس تیقن کی تعیین کے لیے موجودہ وقت میں ماہرین نے درج ذیل تفصیل طے کی ہے:

۱: بجلی کے تار دونوں کنپٹیوں پر لگائے جائیں یا سامنے پیشانی کے حصہ پر۔

۲: وولٹیج ۱۰۰ سے لے کر ۴۰۰ تک کے درمیان ہو۔

۳: کرنٹ کی شدت ۷۵ (۰ سے ۰،۱۱) ایمپیئر، بکریوں کے لیے ہو، اور گائے کے لیے ۲ سے ۲،۵/۱۲،۱۱ ایمپیئر کے درمیان ہو۔

۴: الیکٹرک کرنٹ کا استعمال (۳ سے ۶ سیکنڈ) کے درمیان مکمل ہو جائے۔

ج: ذبح کیے جانے والے جانور کو بے ہوش کرنے میں ایسی پستول کا استعمال جس میں چبھنے والی سوئیاں ہوں، یا کلہاڑی یا ہتھوڑی کا استعمال درست نہیں ہے، نہ ہی انگریزی طریقہ پر پھونک مار کر بے ہوش کرنا درست ہے۔

د۔ الیکٹرک شاک سے مرغیوں کو بے ہوش کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس کے نتیجہ میں ایک اچھی تعداد ذبح سے پہلے ہی مر جاتی ہے۔

ھ۔ ایسے ذبح کیے گئے جانور حرام نہیں ہیں جنہیں ذبح سے قبل بے ہوش کرنے میں سکنڈ مسکڈ کاربن ڈائی آکسائیڈ استعمال ہوا ہو، یا آکسیجن یا گیند نما سر والے پستول کا استعمال اس طرح کیا گیا ہو کہ اس کے نتیجہ میں ذبح سے قبل موت نہ ہو جائے۔

ششم: غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بغیر بے ہوش کیے اسلامی طریقہ پر ذبح کرنے کی قانونی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ہفتم: غیر مسلم ممالک میں جانے والے یا قیام کرنے والے مسلمانوں کے لیے اہل کتاب کے ایسے ذبیحہ کا کھانا جائز ہے، جو شرعاً مباح ہے، بشرطیکہ اس بات کا یقین کر لیا جائے کہ ان میں کسی حرام کی آمیزش نہیں ہے، لیکن اگر ثابت ہو جائے کہ انہیں شرعی طریقہ پر ذبح نہیں کیا گیا ہے تو ان کو کھانا جائز نہیں ہوگا۔

ہشتم: بہتر تو یہ ہے کہ مرغیاں وغیرہ ہاتھ سے ذبح کی جائیں، مرغیوں کے ذبح میں مشین کا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ دفعہ دوم میں مذکور شرعی ذبح کی شرائط پائی جائیں، اور ہر اس مجموعہ جانور پر ایک تسمیہ کافی ہوگا جس کا ذبح مسلسل انجام پاتا رہے، جب سلسلہ منقطع ہو جائے تو تسمیہ دوہرایا جائیگا۔

نہم: الف۔ اگر گوشت ایسے مما لک سے درآمد کیا جائے جہاں کے باشندوں کی اکثریت اہل کتاب کی ہو اور ان کے جانور مذبح میں ان شرائط کے ساتھ ذبح کیے جائیں جو دفعہ دوم میں بیان کی گئی ہیں تو وہ گوشت حلال ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ (المائدہ:۵)

(اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے)

ب: ایسے مما لک سے درآمد شدہ گوشت جہاں غیر اہل کتاب کی اکثریت ہو حرام ہوگا، کیوں کہ اس میں گمان غالب ہے کہ ان (جانوروں) کی جان ایسے لوگوں کے ہاتھ نکلی ہوگی جن کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

ج: دفعہ (ب) میں مذکور مما لک سے درآمد شدہ گوشت اس وقت حلال ہوگا جب کسی قابل اعتماد مسلم ادارہ کے تحت شرعی طور پر ان کو ذبح کیا گیا ہو اور ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا کتابی ہو۔

اور اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ حلال ذبیحہ کے متعلق عالم اسلام کے لئے سفارشات:

اول: غیر اسلامی حکومت میں جہاں مسلمان رہتے ہوں اس بابت کی کوشش حکومتی سطح پر کی جائے کہ مسلمانوں کو بغیر بے ہوش کئے اسلامی طریقہ پر ذبح کرنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

دوم: غیر مسلم مما لک سے گوشت درآمد کرنے کی وجہ سے پیش آنے والی مشکلات سے مکمل طور پر خلاصی پانے کے لیے مندرجہ ذیل امور کی رعایت کی جائے:

الف: اسلامی مما لک میں جانوروں کی افزائش نسل پر توجہ دی جائے تا کہ یہ خود کفیل ہوسکیں۔

ب: گوشت درآمد کرنے میں حتی الامکان مسلم مما لک پر اکتفا کیا جائے۔

ج: زندہ جانور درآمد کئے جائیں اور ان کو اسلامی مما لک میں ذبح کیا جایے تا کہ شرعی طریقہ پر ذبح کی انجام دہی یقینی ہو۔

د۔ آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس سے گذارش کی جائے کہ وہ ایک ایسا متحدہ اسلامی ادارہ منتخب کرے جو درآمد کئے جانے والے گوشت کی نگرانی کرے، خواہ اس کے لیے کوئی نیاادارہ قائم کیا جائے جواس کام سنبھالے اور اس کے لیے پوری طرح یکسو ہو، شرعی ذبح کی تمام شرائط پر مشتمل مفصل لائحہ عمل بنادیا جائے، اوراس کام کی نگرانی کو منظم رکھا جائے، اس کے لیے شرعی اور فنی ماہرین سے تعاون لیا جائے، اور ادارہ کی جانب سے جو گوشت قابل قبول طے پائے اس پر کوئی تجارتی مارکہ لگایا جائے جو رجسٹرڈ ہو اور قانوناً اس کا استعمال دوسرے نہ کر سکتے ہوں۔

ھ: نگرانی کا عمل صرف مذکورہ بالا ادارہ ہی انجام دے جس کا ذکر اوپر دفعہ (د) میں آیا ہے، اور کوشش کی جائے کہ تمام اسلامی ممالک اس کو تسلیم کریں۔

و: جب مذکورہ بالا دفعہ (د) کی سفارش روبہ عمل نہ آئے تو گوشت درآمد اور برآمد کرنے والوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اسلامی ممالک میں برآمد کئے جانے والے گوشت کے اندر شرعی ذبح کی شرائط گارنٹی دیں تاکہ گوشت کی درآمدات میں شرعی ذبیحہ کی تحقیق میں تساہل برت کر مسلمانوں کو حرام میں مبتلا نہ کردیں۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۹۵ (۱۰/۳)

Endowment

”اوقاف اورعوامی نفع بخش امور کی تعمیر میں معاملہ تشکیل وتشغیل اور واپسی کے نظام کی تنفیذ (B.O.T)“

بتاریخ ایک تا پانچ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/ اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سمینار میں ”اوقاف اورعوامی نفع بخش امور کی تعمیر میں معاملہ تشکیل وتشغیل اور واپسی کے نظام کی تنفیذ (B.O.T)“ کے خاص موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے تمام مباحث ومقالے نیز موضوع سے متعلق بحث ومباحثہ سننے کے بعد درج ذیل قراردادیں پاس کیں:

۱- عقد تشکیل وتشغیل اور اعادہ سے مراد یہ ہے کہ کسی مالک یا اس کے نمائندہ کا کسی سرمایہ دار (پروجکٹ کمپنی) کے ساتھ مل کر کوئی فرم کھولنا اور اس کے انتظام ومینجمنٹ کے لیے معاہدہ کرنا (یہ عقد تشکیل ہوا) پھر اس فرم سے حاصل شدہ منافع کے کل یا طے شدہ مقدار پر مقررہ وقت کے اندر اس نیت کے ساتھ قبضہ کرنا کہ مناسب فائدہ ہوجانے کے بعد انوسٹ کی ہوئی پونجی واپس لے لیں گے (یہ عقد تشغیل ہوا) پھر اس فرم کو اس سے متوقع منافع کی ادائی کی امکانی حالت میں سرمایہ دار کو سپرد کردینا (یہ عقد اعادہ ہوا)۔

۲- یہ معاملہ تشکیل وتشغیل اور اعادہ کا کنٹریکٹ (Contract) نئے دور کی ایجاد ہے، عقد کی یہ شکل اگر چہ بعض صورتوں میں فقہی طور پر معروف معاہدوں اور انوسٹ کے ذرائع کے مشابہ معلوم ہوتا ہے، لیکن بسا اوقات یہ عقد ان معاہدوں سے

مختلف بھی ہو جاتا ہے۔

۳- اس قسم کے عقد کو اختیار کرنا اوقاف اور عوامی نفع بخش امور کی تعمیر میں جائز ہے۔

سفارش:

اس عقد تشکیل و تشغیل اور اعادہ کی تمام شکلوں سے متعلق فقہی مطالعوں کا مشن تیز کر دینا چاہیے، تاکہ ان کے مختلف احکامات کو منضبط کر کے ایسے نصوص میں ڈھال دیا جائے جس کی بناء پر اس مسئلہ کے متعلق بحث و مباحثہ اور فیصلہ کرتے وقت ان ضوابط کی طرف رجوع کرنا اور فیصلہ کی بنیاد بنانا آسان ہو جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۸۲(۱۹/۸)

وقف، اس کی پیداوار اور آمدنی میں سرمایہ کاری

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الإسلامی'' کا پندرہواں فقہی سمینار ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء کو مسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی نے اس موضوع پر پیش کیے گئے مقالات، مناقشات اور موضوع سے متعلق اکیڈمیوں کے سابقہ فیصلوں اور سفارشوں کی روشنی میں درج ذیل فیصلے باتفاق رائے صادر کیے:

اول: اموال وقف کی سرمایہ کاری

۱- اموال وقف کی سرمایہ کاری سے مراد سرمایہ کاری کے شرعاً مباح طریقوں سے موقوفہ اموال کو بڑھانا ہے خواہ وہ اصل سرمایہ موقوفہ میں ہو یا اس سے حاصل شدہ منافع وآمدنی میں ہو۔

۲- مال موقوف کی حفاظت ہر اس طریقہ پر ضروری ہوگی جو اس کے عین کو باقی رکھ کر اس کی منفعت کو دوام بخشنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۳- وقف کی اصل جائداد کی سرمایہ کاری ضروری ہے، خواہ وہ غیر منقولہ ہوں یا منقولہ، ہاں اگر براہ راست اس موقوفہ جائداد ہی سے فائدہ اٹھانے کے لیے وہ اشیاء وقف کی گئی ہو تو سرمایہ کاری واجب نہیں۔

۴- واقف نے اگر یہ شرط لگائی ہو کہ وقف کی اصل جائداد کو اس کی پیداوار کے ایک حصہ سے قابل نمو بنایا جائے تو اس پر عمل کیا جائے گا، اور اس کو تقاضائے وقف

کے خلاف نہیں سمجھا جائے گا ، اور اگر اس نے یہ شرط لگائی ہو کہ وقف کے پیداوار اور آمدنی کل کی کل اس کے مصارف میں صرف کی جائے تو اس پر بھی عمل کیا جائے گا، اور اصل جائیداد میں اضافہ کے لیے اس سے کچھ بھی نہیں لیا جائے گا۔

۵- وقف علی الاولاد کی شکل میں اگر وقف نے مطلق وقف کیا ہو، سرمایہ کاری کی شرط نہ لگائی ہو تو آمدنی کے کسی حصہ کی سرمایہ کاری جائز نہیں تا آنکہ تمام مستحقین کا اتفاق نہ ہو جائے ، رہی بات خیر کے کسی اور کام کے لیے کئے گئے وقف کی تو اصل موقوفہ جائیداد کی بڑھوتری کے لیے اس کی آمدنی کے ایک حصہ کی سرمایہ کاری عمومی مصلحت کے لیے منصوص علیہ اصولوں کی روشنی میں درست ہے۔

۶- اصل جائیداد وقف یا آمدنی میں اضافہ کے لیے آمدنی کے زائد حصہ کی سرمایہ کاری جائز ہے، اور یہ اس وقت جب کہ آمدنی کے مستحق افراد کو ان کا حق دے دیا گیا ہو، وظائف اور ضروری اخراجات علیحدہ کر لئے گئے ہوں ، اسی طرح آمدنی کے اس جمع شدہ مال کی سرمایا کاری بھی درست ہے جس کو بعد میں صرف کیا جاتا ہے۔

۷- آمدنی کے جمع شدہ وظائف کی بھی حفاظت، تعمیر نو اور اس قسم کے دیگر مشروع مقاصد کے تحت سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔

۸- مختلف اوقاف کے اموال کی سرمایہ کاری کسی ایک جہت سرمایہ کاری میں بھی کی جاسکتی ہے، ہاں یہ شرط ہے کہ واقف کی کسی شرط کی مخالف نہ ہو اور وقف میں جن لوگوں کا استحقاق ہے ان کی حق تلفی نہ ہوتی ہو۔

۹- اموال وقف کی سرمایہ کاری کے وقت درج ذیل ضابطوں کی پابندی ضروری ہے:

الف- سرمایہ کاری کے طریقے مشروع ہوں، اور مشروع کام میں سرمایہ کاری کی گئی ہو۔

ب- سرمایہ کاری کی جہتوں میں تنوع کو ملحوظ رکھا جائے تا کہ خطرات کم سے کم

ہوں ، اس پر ضمانت اور کفالت ضرور لی جائے ، اور معاہدات خوب پختہ ہوں ، اور سرمایہ کاری منصوبوں کے لیے ضروری اقتصادی منافع کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے۔

ج- سرمایہ کاری کے ان وسائل کو اختیار کرنا جو زیادہ محفوظ ہوں اور تجارتی عرف کے تقاضہ کے مطابق خطر آمیز سرمایہ کاری سے احتراز کیا جائے۔

د- وقف کے اموال کی سرمایہ کاری ایسے مشروع کاموں میں کی جائے جو موقوفہ جائیداد کی نوعیت کے زیادہ مناسب ہوں ، اس میں وقف کی مصلحت بھی ہو ، اور اصل موقوفہ مال کی اس میں زیادہ حفاظت ہوتی ہو ، جن افراد پر وقف کر گیا ہے ان کے مصالح بھی محفوظ رہتے ہوں ، چناں چہ اگر موقوفہ اموال اشیاء ہوں تو ان کی سرمایہ کاری ایسی چیزوں میں کی جائے جن سے ان کی ملکیت زائل نہ ہو سکے اور اگر نقد رقم ہو تو تمام مشروع طریقوں پر سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی مثلاً مضاربہ ، مرابحہ اور استصناع وغیرہ میں۔

ز- سرمایہ کاری کے سلسلہ میں ایک ماہانہ واضح رپورٹ جاری کی جائے اور اس سلسلہ میں موجودہ عرف کے مطابق معلومات کی اشاعت واعلان کیا جائے۔

دوم: نقد رقم کا وقف

۱- شرعی اعتبار سے نقد رقم کو وقف کرنا جائز ہے ، کیوں کہ وقف کا مقصد شرعی اصل کو روکتے ہوئے اس کی منفعت کو کارِ خیر میں صرف کرنا ہے ، اور وہ یہاں پایا جا رہا ہے ، اور چوں کہ نقد رقم متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتی بلکہ اس کا بدل اس کے قائم مقام ہوتا ہے۔

۲- قرض حسن کے لیے بھی نقد رقم کو وقف کرنا جائز ہے ، اسی طرح سرمایہ کاری کے لیے بھی وقف کرنا جائز ہے خواہ براہ راست ہو یا وقف کرنے والے چند لوگ ایک ہی جہت میں مشترکہ طور پر سرمایہ کاری کریں ، یا وقف پر حوصلہ افزائی کے

لیے اور وقف میں اجتماعی شرکت کو بروئے کار لانے کے لیے نقد حصص کے اجراء کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

۳- جب وقف شدہ نقدی مال کو کسی چیز میں لگادیا جائے، مثلاً متولی ونگران اس سے کوئی زمین خرید کرلے یا کوئی چیز بنوالے، تو وہ چیز نقدی کی جگہ پر بعینہ وقف نہیں بنے گی، بلکہ سرمایہ کاری کے تسلسل کے لیے اس کو بیچنا جائز ہے، اور اصل نقد رقم ہی وقف ہوگی۔

اس سلسلہ میں اکیڈمی کی سفارشات:

۱- تنظیم اسلامی کانفرنس کے ممبر ممالک اور غیر اسلامی ممالک کے اسلامی معاشروں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وقف کی دیکھ ریکھ اس پر توجہ، ناجائز قبضہ دستبرد سے اس کی حفاظت اور وقف کی بعض قسموں کے احیاء کا اہتمام کریں مثلاً وقف علی الاولاد جس کو بعض عربی اور اسلامی قانون سازیوں نے منسوخ قرار دیا ہے۔

۲- عالم عرب، عالم اسلام، امور وقف کی نگرانی کرنے والے اداروں اور خصوصی بین الاقوامی تنظیموں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ بالعموم پورے فلسطین کے اوقاف کی فکر کریں اور بطور خاص قدس شریف کے اوقاف کی بازیافت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، اس کے آثار کی بقا کے لیے ہر ممکن کوشش کریں، اس کے مقاصد کو بروئے کار لانے اور اس کے پیغام کو عام کرنے کے لیے اس کو فروغ دینے کی دعوت کو عام کریں۔

۳- اسلامی حکومتوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جاتی ہے کہ وہ وقف کو چلانے کے لیے اس کے بعض اہم مصارف کا تکفل کریں کہ یہی مصلحت عام کا تقاضہ ہے، اور اس لیے بھی کہ یہی حکومتیں ممکن حد تک ملک وقوم کے مفادات ومصالح کے تحفظ کی پابند ہیں۔

۴- وقف کے نگراں ومتولی کے فرائض منصبی میں داخل ہے کہ وہ خاص اہلیت رکھنے والی انجمنوں کو دعوت دے کہ وہ شرعی مالی اور انتظامی رہنمائی کے لیے شرعی

ومحاسبی معیار متعین کرے۔ یہ نگران فرد واحد ہو یا کوئی جماعت، ادارہ ہو یا وزارت، اور مناسب ہے کہ وقف انتظامیہ، شرعی نگرانی، انتظامی، مالی اور محاسبی کے قواعد وضوابط کی پابند رہے۔

۵- وقف کے اخراجات کے لیے کچھ معیاری ضابطوں کی ترتیب کی بھی ضرورت ہے خواہ ان اخراجات کا تعلق مارکیٹ سے ہو یا میڈیا سے انتظامیہ سے ہو یا مزدور کی اجرت یا کسی قسم کے معاوضہ سے تاکہ انہیں ضابطوں کو نگرانی، تفتیش اور محاسبہ کے وقت مرجع اور اصل کی حیثیت حاصل ہو۔

۶- نظام وقف کا اس کی ان تمام جہات وانواع کے ساتھ احیاء کیا جائے، جس کا اسلامی تہذیب وثقافت کی تعمیری تاریخ میں اور انسانی، علمی، معاشرتی اور اقتصادی فروغ وترقی میں نمایاں کردار رہا ہے۔

۷- بعض اسلامی اور عربی ممالک میں نظام وقف کی ادارت، حفاظت اور اس کے ترقی وفروغ کے سلسلہ میں کیئے گئے بعض مفید اور کارآمد تجربات سے استفادہ کی کوشش کی جائے۔

۸- اسلامی ممالک کے اوقاف کی سرمایہ کاری کو اولیت دینے کی بھی ضرورت ہے۔

قرارداد نمبر: ۱۴۰(۱۵/۶)

مناکحہ ورضاعت

(Marriage and Fosterage)

دودھ بنک سے حرمت رضاعت

اکیڈمی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰-۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/ دسمبر ۱۹۸۵ء میں دودھ بنک کے موضوع پر پیش کی جانے والی فقہی اور طبی تحریروں پر غور اور موضع کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث ومناقشہ کے بعد درج ذیل امور سامنے آئے:

اول: دودھ بنک کا تجربہ مغربی اقوام نے کیا، لیکن فنی اور سائنسی اعتبار سے اس کے بعض منفی نتائج سامنے آنے کے بعد اس تجربہ سے گریز کا راستہ اختیار کیا گیا اور اس سے دل چسپی کم ہوگئی۔

دوم: اسلام میں رضاعت کا رشتہ نسب کے رشتہ کی مانند ہے، اور مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ رضاعت سے بھی وہ سارے رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں اور نسب کی حفاظت شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہیں، دودھ بنک سے نسب میں اختلاط وشبہ پیدا ہوسکتا ہے۔

سوم: عالم اسلام میں ایسے سماجی تعلقات ہیں جو ناقص الخلقت، کم وزن والے یا مخصوص حالات میں انسانی دودھ کے ضرورت مند بچوں کے لیے دودھ پینے کا فطری انتظام فراہم کرتے ہیں، اس لیے دودھ بنک کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔

چناں چہ اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: عالم اسلام میں ماؤں کے دودھ بنک قائم کرنا ممنوع ہے۔

دوم: دودھ بنک کے دودھ سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ٦(٢/٦)

سن بلوغ کی تعیین اور تکلیف شرعی پر اس کے اثرات

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارہواں سمینار از ۲۴تا۲۹/ جمادی الأخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹تا۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کو بوترا جایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا،'' سن بلوغ کی تعیین اور تکلیف شرعی پر اس کے اثرات'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد، مزید برآں یہ خیال رکھتے ہوئے کہ عقل تکلیف شرعی کی بنیاد ہے، اور بچہ شرعاً اس وقت تک مکلّف قرار نہیں دیا جا سکتا، جب تک کہ یہ گونہ عقل وشعور کے مرحلہ کو نہ پہنچ جائے، اس کی کچھ تو جسمانی علامتیں ہیں، اور اگر جسمانی علامتیں ظاہر نہ ہوں تو ایک خاص عمر کو بلوغ کے لیے معیار بنانا عین شریعت کے اصولوں اور مقاصد کے مطابق ہے؛ اور یہ کہ شریعت حدود میں اس درجہ احتیاط کا موقف اپناتی ہے کہ شبہات کی بنا پر ان کو ساقط کر دیتی ہے؛ اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- سن بلوغ کے مرحلہ سے پہلے سن تمیز کا معیار سات سال کی عمر ہے؛ لہذا جو بچہ اس عمر کو نہ پہنچا ہو اس کے تصرفات باطل ہوں گے؛ البتہ صبی ممیّز (تمیز کی صلاحیت رکھنے والا بچہ) کے مالی تصرفات کی تین قسمیں ہیں: ایسے تصرفات جو خالص مبنی برفائدہ ہوں تو یہ تصرفات صحیح ہوں اور نافذ بھی ہوں گے، ایسے تصرفات جن میں نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہو وہ مالک وولی کی اجازت پر

موقوف ہوں گے، اور ایسے تصرفات جس میں سراسر نقصان ہوتو ان تصرفات کا کوئی اعتبار نہ ہوگا؛ بلکہ یہ تصرفات باطل ہوں گے۔

۲: اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ بلوغ کا تعلق جسمانی نشو ونما اور ایک ایسے مرحلہ تک پہنچ جانے سے ہے، جہاں انسان میں کامل شعور پیدا ہوجاتا ہے؛ لہٰذا فطری بلوغ کا اعتبار ان علامتوں کا ذریعہ ہوگا، جو بالغ ہونے پر دلالت کرتے ہوں، یا عبادات سے متعلق تکلیفی مسائل میں مکمل پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جانے سے ہوگا؛ البتہ مالی تصرفات اور جنایات کے باب میں حاکم کو اختیار ہوگا کہ حالات، مقامات اور آب وہوا کے فرق کو محوظ رکھتے ہوئے حسب مصلحت کوئی مناسب عمر مقرر کردے۔

۳: نابالغ پر حدود وقصاص کی سزا نافذ نہیں ہوگی؛ بلکہ اس کی سزا تعزیر وتادیب کے ذریعہ ہوگی، اور یہ حاکم کے صوابدید پر موقوف ہے کہ نابالغ کی عمر وغیرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مناسب سزا تجویز کرے۔

۴: نابالغ سے مالی تاوان، مثلاً: کسی چیز کو تلف کرنے کا ضمان، اور دیت وغیرہ جیسا کہ شریعت نے متعین کیا ہے، ساقط نہیں ہوگا۔

قرارداد نمبر: ۱۶۸(۶/۱۸)

بیوع

(معاملات)

(Transactions)

بیع سلم اور اس کی جدید شکلیں

اول ۔ بیع سلم:

اکیڈمی نے اپنے نویں اجلاس منعقدہ ابوظبی ، متحدہ عرب امارات مؤرخہ ۱-۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/ اپریل ۱۹۹۵ء میں اس سلسلہ میں آنے والے مقالات کو دیکھنے اور اس موضوع پر ہونے والے مباحثہ کو سننے کے بعد درج ذیل فیصلے کئے :

الف۔ وہ سامان جن میں عقد سلم جاری ہوسکتا ہے شامل ہے ہر اس سامان کو جس کی بیع جائز ہو اور جس کی صفتوں کو متعین کرنا ممکن ہو اور جو دین فی الذمہ بن سکتے ہوں، چاہے وہ سامان خام مال ہو یا زراعتی یا صنعتی پیداوار ہو۔

ب۔ عقد سلم میں وقت ادائی کا معین کرنا ضروری ہے، چاہے کوئی معینہ تاریخ ہو یا کوئی ایسا امر ہو جس کا وجود میں آنا یقینی ہو۔ اگر میعاد کسی خاص امر کے وجود کو قرار دیا گیا ہو اور اس امر کے وجود میں تھوڑا بہت وقت کا ایسا فرق پڑ سکتا ہو جس سے باہمی جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو، جیسے کٹنی کا موسم وغیرہ تو ایسا وقت مقرر کرنا بھی جائز ہوگا۔

ج۔ مجلس عقد ہی میں راس المال (قیمت) پر پیشگی قبضہ ہونا چاہئے، البتہ دو یا تین دنوں کی تاخیر بھی خواہ بغیر شرط کے ہو، درست ہے، لیکن تاخیر کی مدت سلم کے مقررہ وقت کے مساوی یا اس سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔

د۔ شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی خریدار بیع سلم کی صورت میں بائع سے کوئی شی رہن لے لے یا کسی کو ضامن مقرر کرائے۔

ھ۔ خریدار کے لیے جائز ہے کہ وقت ادائی آ جانے کے بعد خریدی ہوئی شے کو اسی جنس کے ساتھ یا دوسری جنس کی کسی شے کے ساتھ تبادلہ کرے، لیکن یہ تبادلہ نقد کے ساتھ نہیں ہوسکتا، اس جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کے تبادلہ کی ممانعت میں نہ کوئی نص ثابت ہے نہ اجماع، واضح رہے کہ اوپر لکھی ہوئی صورت اسی وقت جائز ہوگی جبکہ بدلہ میں لی ہوئی شے ایسی ہو جسے سلم میں دی گئی قیمت کے مقابلہ میں مبیع (مسلم فیہ) بنایا جاسکتا ہو۔

و۔ اگر بائع مسلم الیہ مقررہ وقت پر مسلم فیہ (بیچا ہوا سامان) کی حوالگی سے قاصر ہو تو خریدار کو اختیار ہوگا کہ یا تو مسلم فیہ کے پائے جانے تک انتظار کرے یا عقد کو فسخ کرکے راس المال واپس لے لے، اگر بائع اپنی مفلسی کے باعث سامان حوالہ کرنے سے عاجز ہے تو اسے سہولت حاصل ہونے تک مہلت دی جانی چاہئے۔

ز۔ مسلم فیہ کی حوالگی میں تاخیر پر کسی مالی اضافہ کی شرط لگانا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ معاملہ دین کا ہے اور دیون کے اندر تاخیر کی صورت میں زیادتی کی شرط درست نہیں ہوتی ہے۔

ح۔ دین کو بیع سلم میں راس المال بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ دین کی بیع دین سے ہوجاتی ہے۔

دوم۔ سلم کی جدید شکلیں:

موجودہ دور میں عقد سلم اسلامی اقتصادیات اور اسلامی بینکوں کی سرگرمیوں میں ایک اچھا اور نفع بخش طریقہ ہے، کیونکہ اس کے اندر لچک اور نرمی ہے، اور وہ مالیات کی مختلف ضروریات کی تکمیل کرتا ہے، خواہ طویل مدتی مالی فراہمی ہو یا وسط مدتی یا قلیل مدتی، نیز مختلف اور متعدد پیشہ ور لوگوں مثلاً کاشت کار، صنعت کار، ٹھیکہ دار اور تاجرین وغیرہ کی ضروریات اور اسی طرح روزمرہ اخراجات کے لیے مالی فراہمی کی تکمیل کرتا ہے۔

عقد سلم کی موجودہ چند شکلیں ہوتی ہیں:

الف۔ مختلف زراعتی کاموں کی مالی فراہمی کے لیے عقد سلم کیا جاسکتا ہے، اسلامی بینک ایسے کاشت کاروں کے ساتھ معاملہ کرے جن سے یہ توقع ہو کہ وہ فصل کی کٹائی کے موقع پر اپنی پیداوار میں سے اور اگر اپنی فصل نہ ہوسکی تو دوسروں سے خرید کر سامان حوالہ کرسکیں گے، اس طرح بینک ایسے کاشتکاروں کو ایک اچھا نفع فراہم کرسکتا ہے اور پیداوار کے حصول کی راہ میں ہونے والی دشواریوں کو ان سے دور کرسکتا ہے۔

ب۔ زراعتی اور صنعتی سرگرمیوں کی فائنانسنگ خصوصاً رواج پذیر سامانوں کی پیداوار اور برآمدگی کے ابتدائی مراحل کی فائنانسنگ کے لیے بھی عقد سلم کیا جاسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایسے سامانوں کو پیشگی (بطور سلم) خرید لیا جائے اور پھر مناسب قیمت پر ان کی مارکٹنگ کی جائے۔

ج۔ عقد سلم کے ذریعہ اہل پیشہ، چھوٹے کاشتکاروں اور صنعت کاروں کے لیے مالی فراہمی کی یہ شکل بھی ممکن ہے کہ پیداوار کے ضروری آلات ومشین اور خام اشیاء انہیں بطور راس المال دیئے جائیں، اور ان کے عوض ان کی پیداوار کا ایک حصہ حاصل کرکے دوبارہ بازار میں فروخت کردیا جائے۔

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ مزید تحقیقی مقالات کی تیاری کے بعد سلم کی دیگر عملی شکلوں کو سامنے لایا جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۸۵(۹/۲)

عقد استصناع اور اس کی شرائط

اکیڈمی نے اپنے ساتویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۷-۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹-۱۴/مئی ۱۹۹۲ء میں مذکورہ موضوع پر آنے والے مقالات کے جائزہ اور بحث ومباحثہ کی روشنی میں، نیز لوگوں کے مصالح سے وابستہ شریعت کے مقاصد اور عقود وتصرفات سے متعلق فقہی قواعد کی رعایت کے ساتھ، اور اس بات کے پیش نظر کہ صنعتی سرگرمیوں میں عقد استصناع کا رول بہت ہی اہم ہے اور اسلامی اقتصادیات کے فروغ اور سرمایہ کاری کے وسیع میدان اس سے کھلتے ہیں، درج ذیل فیصلہ کیا:

اول: عقد استصناع ایسا معاملہ ہے جس میں بائع کوئی عمل کر کے کسی سامان کو تیار کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے، یہ عقد طرفین کے لیے لازمی ہوتا ہے بشرطیکہ عقد کے ارکان اور شرائط موجود ہوں۔

دوم: عقد استصناع میں مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں:

الف۔ بنوائے جانے والے سامان کی جنس، نوعیت، مقدار اور مطلوبہ اوصاف کی وضاحت کردی جائے۔

ب۔ وقت کی تعیین کردی جائے۔

سوم: عقد استصناع میں کل قیمت کو مؤخر کردینا بھی جائز ہے اور اسے مقررہ اوقات میں منقسم متعدد قسطوں کی شکل دینا بھی درست ہے۔

چہارم: یہ بھی درست ہے کہ عقد میں فریقین کے باہمی اتفاق سے ''شرط جزائی'' (یعنی مقررہ وقت پر سامان کی تیاری میں تاخیر پر قیمت میں کمی کی شرط) عائد کی جائے، بشرطیکہ غیر اختیاری حالات نہ پیدا ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۶۵ (۷/۳)

عقد مزایدہ

(ڈاک بول کر خرید وفروخت کرنا)

اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤں (برونائی) مورخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/ جون ۱۹۹۳ء میں اس موضوع ''عقد مزایدہ'' سے متعلق مختلف مقالات آئے اور ان پر بحث ومناقشہ بھی ہوا، چوں کہ ڈاک لگا کر خرید وفروخت کا طریقہ اس دور میں بہت ہی رائج ہے اور بسا اوقات اس طرح خرید وفروخت کا عمل کرتے وقت کچھ بے ضابطگیاں بھی ہوتی رہتی ہیں، اس لیے اس طریقہ کو اس طور پر منضبط کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔ مختلف حکومتوں اور اداروں کی جانب سے بھی اس طریقہ پر خرید وفروخت ہوتی ہے اور انھوں نے مختلف انتظامی طریقے اپنائے ہیں۔ ذیل میں اکیڈمی اس عقد کے شرعی احکام کی وضاحت کرتی ہے:

(۱) عقد مزایدہ (ڈاک بول کر خرید وفروخت کرنا): ایسا عقد معاوضہ ہے جس میں سامان کی خریداری کی خواہش رکھنے والے افراد کو آواز لگا کر یا تحریری طور پر بولی لگانے میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے، اور فروخت کرنے والے شخص کی رضامندی سے معاملہ مکمل ہوتا ہے۔

(۲) ڈاک کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، کبھی اس کی شکل بیع کی ہوتی ہے، کبھی اجارہ کی اور کبھی کچھ اور۔ یہ ڈاک کبھی اختیاری ہوتی ہے، جیسے لوگوں کے درمیان ڈاک لگا کر خرید وفروخت، اور کبھی جبری ہوتی ہے، جیسے عدالت کی جانب سے کسی سامان کی ڈاک کے ذریعہ فروخت کا حکم ہو، اس دوسری صورت میں سرکاری ادارے، عمومی وخصوصی ادارے اور افراد شریک ہوتے ہیں۔

(۳) ڈاک میں اختیار کی جانے والی کارروائیاں ، جیسے تحریر، تنظیم، انتظامی اور قانونی شرائط وضابطے، ضروری ہے کہ یہ سب شریعت اسلامیہ کے احکام سے ٹکراتے نہ ہوں۔

(۴) ڈاک میں شرکت کرنے والوں سے ضمانت طلب کرنا شرعاً درست ہے ، البتہ جن شرکاء کے ساتھ معاملہ مکمل نہ ہوا نہیں بہ طور ضمانت لی گئی شے واپس کرنی ضروری ہے ، اور جس شخص کے ساتھ معاملہ مکمل ہوجائے اس کی ضمانت کی رقم سامان کی قیمت میں شمار کرلی جائے گی۔

(۵) شرکت کی فیس یعنی رجسٹر وغیرہ کے اخراجات جو حقیقی اخراجات سے زائد نہ ہوں، لینا شرعاً درست ہے، اس لیے کہ یہ داخلہ کی قیمت ہے۔

(۶) اسلامی بنک اور دوسرے ادارے سرمایہ کاری کے مختلف پروگرام لوگوں کے سامنے پیش کرکے اونچی شرح سے نفع حاصل کرتے ہیں تو یہ شرعاً درست ہے، خواہ سرمایہ کاری کرنے والا بنک کے ساتھ عقد مضاربت میں شریک ہو یا نہ ہو۔

(۷) نجش (یعنی قیمت پر قیمت لگانا) حرام ہے، اس کی چند صورتیں ہیں:

الف: ایک شخص سامان خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے، لیکن دوسرے خریدنے والے کو زیادہ قیمت پر ابھارنے کی نیت سے زیادہ قیمت پر خریدنے کا اظہار کرتا ہے۔

ب: ایک شخص جو سامان خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے ، اس سامان کے ساتھ اپنی پسندیدگی اور اپنی واقفیت کا اظہار کرتا ہے اور سامان کی تعریف کرتا ہے تاکہ خریدنے والا دھوکا کھا کر اونچی قیمت پر اسے خریدلے۔

ج: سامان کا مالک ، یا وکیل یا دلال جھوٹا دعوی کرتا ہے کہ اس نے سامان کی فلاں متعین قیمت ادا کی ہے تاکہ بھاؤ لگانے والے کو دھوکہ میں مبتلا کردے۔

د: نجش کی شرعاً ناجائز کچھ نئی صورتیں بھی ہیں جیسے مختلف ذرائع ابلاغ (ریڈیو، ٹی وی) اور اخبارات ورسائل کے ذریعہ کسی سامان کے ایسے اوصاف بتائے جائیں جن سے درحقیقت وہ سامان خالی ہوں ، یا قیمت بڑھا چڑھا کر ظاہر کی

جائے تاکہ خریدنے والوں کو دھوکہ ہو اور اونچی قیمت میں وہ خریداری کریں۔
واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۷۳ (۸/۴)

بیع الوفاء

(عقود فاسدہ)

اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۷-۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹-۱۴/ مئی ۱۹۹۲ء میں موضوع سے متعلق آنے والے مقالات اور بحث ومباحثہ کی روشنی میں اس بیع کی حقیقت یہ سامنے آئی کہ ''کسی سامان کی فروختگی اس شرط کے ساتھ کی جائے کہ فروخت کنندہ جب بھی قیمت واپس کرے گا خریدار اسے سامان لوٹا دے گا''۔

چناں چہ اکیڈمی نے طے کیا کہ:

اول : یہ معاملہ درحقیقت ایسا قرض ہے جس میں نفع حاصل کیا جاتا ہے، لہذا یہ سودی معاملہ کا ایک حیلہ ہے اور اکثر علماء کی رائے کے مطابق درست نہیں ہے۔

دوم: اکیڈمی کی رائے میں بھی یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۶۶ (۴/۷)

عقود اذعان کے معاملات

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چودھویں سمینار منعقدہ دوحہ، قطر مؤرخہ ۸-۱۳/ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶/جنوری ۲۰۰۲ء میں اس موضوع پر اکیڈمی کو پیش کئے گئے مقالات کو دیکھنے اور ان پر ہوئے مباحثوں کو سننے کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گیے:

۱- گرانٹ کے معاملات، ایک جدید مغربی قانونی اصطلاح ہے، اور ایسے معاملات ومعاہدوں پر اس کا انطباق ہوتا ہے جن میں درج ذیل تفصیلات اور شرطیں پائی جائیں:

الف- معاملہ ایسے سامان یا فوائد سے متعلق ہو جن کی ضرورت سبھی لوگوں کو ہوتی ہے جیسے پانی، بجلی، گیس، فون، ڈاک، ٹرانسپورٹ وغیرہ۔

ب- ان سامانوں یا فوائد یا ضروریات کے ذمہ دار کا ان پر قانونی یا عملاً پورا کنٹرول ہوتا ہے یا اتنا ہوتا ہے کہ ان میں مقابلہ محدود ہو جاتا ہے۔

ج- پیش کش کرنے والا فریق معاملہ کی تمام تفصیلات اور شرطوں میں پورا اختیار رکھتا ہے، دوسرے فریق کو اس بارے میں بحث کرنے، یا ترمیم وتبدیلی اور منسوخی کا کوئی حق نہیں ہوتا۔

د- پیش کش عام لوگوں کو کی جاتی ہے، اور تفصیلات وشرائط یکساں ہوتی ہیں اور ایک حالت پر برقرار رہتی ہیں۔

۲- عقود اذعان کے معاملات پیش کش اور اس کے قبول کرنے (حکمی ایجاب وقبول) سے منعقد ہوں گے، یہ ایجاب وقبول ہر وہ چیز ہوگی جو عرفاً طرفین کی

رضامندی اور عقد کرنے پر دونوں کے اتفاق کی دلیل بنتی ہو اور ان شرطوں کے مطابق ہوگی جو پیش کش کنندہ کی طرف سے ہوں، خواہ ان کا زبانی یا تحریری یا متعین شکل میں ذکر نہ ہو۔

۳- اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ اس طرح کے معاملات میں فریق غالب نرخوں اور شرطوں کی تعیین میں من مانی کا رویہ اختیار کرسکتا ہے اور ایسی زیادتی سے کام لے سکتا ہے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو، اس لیے ضروری ہے کہ ابتداء میں ہی یعنی معاملات کو مارکیٹ میں لانے سے پہلے ہی حکومت ان کی پوری نگرانی کرے، تاکہ جس صورت میں عدل ہے اسے باقی رکھا جائے اور جس شکل میں بھی دوسرے فریق کو نقصان ہے اسے منسوخ یا اس میں ترمیم کرکے شرعی انصاف کے مطابق کیا جائے۔

۴- فقہی طور پر عقود اذعان کے معاملات کی دوقسمیں ہیں:

۱- ایسا معاملہ جس میں قیمت منصفانہ ہو، اور اس میں فریق اول کی طرف سے ایسی شرطیں نہ ہوں جو فریق ثانی کو نقصان پہنچائیں، ایسا معاملہ شرعاً صحیح ہوگا، اور طرفین پر لازم ہوگا، اور حکومت یا عدلیہ اس میں کسی بھی منسوخی یا تبدیلی کی مجاز نہ ہوگی، کیوں کہ شرعاً حکومت کی مداخلت کا کوئی سبب نہیں، کہ فریق اول مال یا منفعت خرچ کررہا ہے اور خریدار کو شرعاً واجب قیمت کے ساتھ دے رہا ہے، جو عوض مثل ہے (یا اس میں تھوڑا سا غبن ہے جو معاف ہے کیونکہ مالی معاوضوں میں ان سے بچا نہیں جاسکتا اور عرف عام میں لوگ اس کو نظر انداز کرنے کے عادی ہوتے ہیں) اور اس لیے کہ مجبور کی بیع مناسب معاوضہ کے ساتھ بالاتفاق درست ہے۔

۲- وہ معاملہ جس میں فریق ثانی پر ظلم ہورہا ہے کہ قیمت بہت زیادہ ہے یا تو زیادہ غبن ہے، یا شدید ظالمانہ شرطیں ہیں، لہذا ایسے معاملہ کو مارکیٹ میں لانے سے پہلے حکومت کا اس میں مداخلت کرنا واجب ہوجاتا ہے، کہ وہ جبراً منصفانہ نرخ

متعین کرے اور جو لوگ اس مال یا منفعت کو خریدنے پر مجبور ہوں ، نرخ کو گھٹا کر ثمن مثل کے برابر کر کے یا ظالمانہ شرطوں کو منسوخ کر کے ان پر زیادتی نہ ہونے دے ، اور طرفین کے مابین معاملہ منصفانہ طور پر طے پائے ، اور اس سرکاری مداخلت کی دلیل یہ ہے:

الف- حکومت (ولی امر) پر یہ واجب ہے کہ کسی فرد یا کمپنی کی طرف سے کسی سامان یا عامۃ الناس کی ضروریات پر اجارہ داری کو ختم کرنے کے لیے مداخلت کرے اگر وہ شخص یا کمپنی مناسب قیمت پر اس سامان کو نہ بیچ رہے ہوں ، اور اسے حق ہے کہ جبری طور پر وہ خود مناسب نرخ متعین کرے جس میں دونوں کے حقوق کی رعایت ہو، قیمت یا شرائط میں اجارہ دار کی زیادتی سے پیدا ہونے والے ضرر کو لوگوں سے دور کرے اور اجارہ دار کو مناسب معاوضہ ملنے دی۔

ب- اس طرح کی نرخ سازی میں عمومی مصلحت (یعنی ضرورت مند لوگوں کے لیے سامان یا منافع کو عادلانہ قیمت پر خریدنے کی مصلحت) کو خصوصی مصلحت (یعنی ظالم اجارہ دار کے لیے ظالمانہ قیمت یا سخت شرائط پر بیچنے کی مصلحت) پر ترجیح دی جائے گی ، کیوں کہ فقہی ضابطوں میں یہ تسلیم شدہ ضابطہ ہے کہ مصلحت عامہ مصلحت خاصہ پر مقدم ہوگی ،اور ضرر عام کو روکنے کے لیے ضرر خاص کو برداشت کرلیا جائے گا۔

۵- پیٹنٹ ایکسپورٹ ایجنسیوں میں تین حالتوں میں فرق کیا جائے گا۔

ا- اس ایجنسی کا پروڈکشن ایسا نہ ہو کہ اس کی عام لوگوں یا کسی خاص گروہ کو ضرورت ہو، یعنی وہ تعیش کا سامان ہو جس کے بغیر گذارا ہوسکتا ہے ، یا ایسا ہو کہ ضرورت متعین نہ ہو، یعنی اس کا بدل موجود ہے اور مناسب داموں پر دستیاب ہے ، اس صورت میں ایکسپورٹ ایجنٹ کو حق ہے کہ جس نرخ پر وہ اور خریدار راضی ہوں اسے بیچ دے ، حکومت نرخ سازی کے لیے مداخلت نہیں کرسکتی ، کیوں کہ عقود میں اصل تراضی طرفین ہے۔ اور جس پر طرفین راضی ہوں وہی موجب ہے ،

اور پروڈکشن کے سول ایجنٹ کو شرعاً اس پر اجارہ داری حاصل ہے، اگر وہ ظلم نہ کر رہا ہو اور عام لوگوں کو نقصان نہ پہنچے تو وہ جو قیمت مناسب سمجھے اس پر اسے بیچ سکتا ہے، اس کی نرخ سازی جائز نہیں۔

۲- ایجنسی کے پروڈکشن سے عام یا خاص ضرورت وابستہ ہے، اور سول ایجنٹ اسے منصفانہ قیمت پر بیچ رہا ہے، جس میں نہ غبن ہے اور نہ ظالمانہ تحکم، اس صورت میں بھی حکومت اس میں مداخلت یا نرخ سازی نہیں کر سکتی، کہ اپنے پروڈکشن میں اس کا تصرف شرعاً جائز ہے، اس میں کسی پر زیادتی نہیں ہو رہی ہے نہ نقصان پہنچ رہا ہے، لہذا اس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔

۳- سول ایجنسی کے پروڈکشن سے عام یا خاص ضرورت وابستہ ہے لیکن ایجنٹ اسے زیادہ غبن اور ظالمانہ شرطوں کے ساتھ بیچ رہا ہے، ایسی صورت میں حکومت اس میں مداخلت کر کے جبری نرخ متعین کر سکتی ہے تا کہ محتاجوں اور ضرورت مندوں کے ساتھ انصاف ہو سکے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۳۲(۱۴/۶)

عقود میں باہمی وعدے اور اتفاق

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترہواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، ''عقود میں باہمی وعدے اور اتفاق'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز

۱- قاعدہ یہ ہے کہ فریقین کی جانب سے کیے گیے وعدوں کا پورا کرنا دیانۃً لازم ہے، قضاء لازم نہیں۔

۲- فریقین کا سود کے معاملہ میں حیلہ اختیار کرتے ہوئے کسی عقد پر اتفاق کرلینا، مثلاً عینہ پر اتفاق یا ''بیع وسلف'' (ایک ہی عقد میں خرید وفروخت اور قرض دونوں) پر اتفاق شرعاً ممنوع ہے۔

۳- ایسے حالات میں جب کہ بائع کی ملکیت میں مبیع کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے عقد بیع کی تکمیل ممکن نہ ہو، اور قانوناً یا کسی اور وجہ سے یا بین الاقوامی تجارتی عرف کی بنیاد پر مستقبل میں عقد کی تکمیل فریقین پر لازم کیے جانے کی عمومی حاجت ہو، جیسے کہ سامانوں کے درآمدات کے لیے دستاویزی کھاتہ کھلوانے میں ہوتی ہے؛ تو ایسی صورت میں حکومت کی جانب سے قانون بنا کر یا معاہدہ میں

مذکور متن پر باہمی اتفاق کے ذریعہ فریقین کی جانب سے کیے گیے اس وعدے کے پورا کرنے کو فریقین پر لازم کیا جانا جائز ہوگا۔

۴- دفعہ تین کی مذکورہ صورت میں وعدوں کے لازم الایفاء ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس باہمی معاہدہ کو مستقبل کی طرف منسوب بیع کے (عدم صحت) کا حکم دیا جائے گا، چنانچہ صرف اس معاہدہ کی بناپر مبیع کی ملکیت مشتری کی طرف منتقل نہیں ہوگی، اور نہ ثمن مشتری کے ذمہ میں واجب ہوگا، بلکہ بیع ایجاب وقبول کے ذریعہ باہمی طور پر طے کیے گیے وقت مقررہ پر ہی منقعد ہوگی۔

۵- جب دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک دفعہ تین کی مذکورہ صورتوں میں اپنے وعدہ سے مکر جائے، تو اسے عقد کی تکمیل پر یا اس کے اپنے کیے گئے وعدے سے منہ موڑ لینے کی وجہ سے دوسرے فریق کو پہنچنے والے حقیقی خسارہ کی ذمہ داری قبول کرنے پر قضاء مجبور کیا جائے گا۔ (اس دوران ضائع ہونے والے وقت کا خسارہ میں شمار نہیں ہوگا، اس لیے اس کا ضمان بھی وعدہ خلافی کرنے والے پر نہیں)۔

قرارداد نمبر: ۱۵۷(۶/۱۷)

بیعانہ کے ساتھ خرید وفروخت

مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندرسیری بیگاؤں (برونائی) مؤرخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷ / جون ۱۹۹۳ء میں ''بیعانہ کے ساتھ خریدوفروخت'' کے موضوع پر موصولہ تمام مقالات اور ان پر ہونے والے مذاکرات پر غوروخوض کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا:

۱- ''بیع عربون'' (بیعانہ) سے مراد سامان کی اس طرح فروختگی ہے کہ خریدار بیچنے والے کو طے شدہ قیمت کا ایک حصہ اس شرط کے ساتھ دے دے کہ اگر اس نے حسب معاملہ سامان لے لیا تو دی ہوئی رقم سامان کی قیمت میں محسوب ہوجائے گی، اور اگر نہیں لیا تو یہ رقم بیچنے والے کی ملکیت ہوجائے گی۔

اس سلسلہ میں اجارہ بھی بیع کی طرح ہے کیونکہ اجارہ منافع کی بیع کا نام ہے۔ البتہ اس سے ہر وہ بیع مستثنیٰ ہوگی جس کی درستگی کے لیے خرید وفروخت کی مجلس ہی میں عوضین میں سے ایک پر قبضہ (بیع سلم) یا عوضین پر قبضہ (ربوی اموال کا تبادلہ اور بیع صرف) شرط ہو، ''بیع المرابحۃ للآمر بالشراء'' (خریداری کا حکم دینے والے کے ہاتھ مرابحہ کے طور پر بیچنا) میں وعدہ کے مرحلہ میں بیع عربون کی گنجائش نہیں، ہاں وعدہ کے مرحلہ کے بعد بیع کے مرحلہ میں اس کی گنجائش ہے۔

۲- بیع عربون (بیعانہ والی خرید وفروخت) اس وقت جائز ہوگی جب کہ انتظار کی مدت متعین کردی گئی ہو، خریداری مکمل ہونے پر بیعانہ کا حصہ تصور کیا جائے گا، اور اگر خریدار خریداری سے پھر جائے تو بیعانہ فروخت کنندہ (بائع) کا حق مانا جائیگا۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۷۲ (۸/۳)

تجارتی کفالت کے متعلق (کفالۃ)

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سولہواں فقہی سمینار جواز ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات دبئی میں منعقد ہوا، جس میں ''تجارتی کفالت'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز پاس کیں:

تجاویز:

۱- تجارتی کفالت کا مقصد:

شرعی طور پر کفالت دین یا عین یا نفس کے مطالبہ میں کفیل (جو ذمہ داری لے رہا ہے) کی ذمہ داری کو اصل صاحب معاملہ کی ذمہ داری سے ملادینا ہے، یہ تجارتی کفالت نہیں ہے، تجارتی کفالت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایسا معاہدہ کیا جائے جس کے ذریعہ ملک کا شہری ایک بیرونی شخص کو کسی پیشہ کے اختیار کرنے یا کسی منصوبہ کی تکمیل میں اپنا لائسنس استعمال کرنے کا موقع فراہم کرے۔

۲- تجارتی کفالت کی اہم شکلیں:

۱- ایک ایسا شہری جو کسی تجارت کا لائسنس ہولڈر ہو ایک بیرونی شخص کے لیے اس لائسنس کو اس کے متعینہ مقصد میں استعمال کرنے پر اپنے حق سے دستبردار ہوجائے، سرمایہ اسی بیرونی شخص کی طرف سے لگایا جائے، شہری پر نہ عملاً اس میں شرکت کرنا ضروری ہو اور نہ سرمایہ لگانا، صرف جب بعض کاروائیوں کی ضرورت پڑے کہ ایسی جگہوں پر وہ شہری ہی منصوبہ کے اصل مالک کے طور پر سامنے آئے گا۔

۲- شہری کسی بیرونی شخص کے ساتھ ان منصوبہ معاملات میں شریک ہو جائے جہاں قوانین اجازت دیتے ہیں، اور شہری کسی مشترکہ کام کے لیے لائسنس کو استعمال کرنے کا حق دینے کے عوض اس بیرونی شخص سے ایک فوری یا میعادی رقم وصول کرے۔

۳-تجارتی کفالت کا حکم:

۱- پہلی صورت (بیرونی شخص کے لائسنس استعمال کرنے والی صورت) بالکل نئی شکل ہے، فقہ کی معروف اصطلاح کفالت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اور نہ اس کا تعلق شرکت وجوہ سے ہے؛ بلکہ یہ ایک معنوی حق ہے جو ایک شہری کو قانوناً حاصل ہے؛ پھر وہ اپنے حق سے بغیر کسی عوض کے دوسرے کے لیے دستبردار ہوتا ہے، یا بیع واجارہ کے طور پر عوض لے کر دستبردار ہوتا ہے۔

شرعاً اس معاملہ میں کوئی ممانعت نہیں، ہاں شرط یہ ہے کہ غرر، تدلیس، اور حاکم کی مخالفت نہ پائی جائے۔

۲- دوسری صورت (لائسنس کے استعمال کرنے میں شراکت والی صورت) یہ ہے کہ اس میں شہری کی جانب سے لائسنس پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مالی شراکت بھی ہوتی ہے، یا اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ لائسنس کی ایک منصفانہ قیمت لگائی جاتی ہے، قیمت لگانے میں لائسنس کو حاصل کرنے کے سلسلہ میں کی گئی دوڑ دھوپ، اور اس سے متعلق دوسرے مصارف کا اعتبار کیا جاتا ہے، اور اس طرح لائسنس فراہم کرنے والے کے حصہ کی تعیین بھی ہو جاتی ہے، یہاں وہ شہری مالی طور پر شراکت نہیں کرتا، اور دوسرا فریق (بیرونی شخص) تنہا مالی ذمہ داری سنبھالتا ہے، اس مالی ذمہ داری کے ساتھ اس کے اس کام کو بھی ملایا جاتا ہے جن کاموں کا اعتبار منافع کے تناسب کی تعیین میں بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے، تجارتی کفالت کا یہ معاملہ جائز ہے، چوں کہ اس میں منفعت کا تناسب طے

کرنے اور ساتھ ہی اپنے اپنے حصہ کے اعتبار سے خسارہ برداشت کرنے پر طرفین کا اتفاق ہوتا ہے۔

مشترکہ اسلامی مارکیٹ کا قیام:

اکیڈمی تنظیم اسلامی کانفرنس سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے اقتصادی اداروں کے ذریعہ ایک مشترکہ اسلامی مارکیٹ کے قیام پر غور کرے، جہاں اسلامی ممالک کے درمیان دولت، اشخاص اور تجارت کی منتقلی کی آزادی ہو، اور اس طرح یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اسلام کی مطلوبہ وحدت کو فروغ ہوگا، اور عالمی مارکیٹ کے طرز پر مسلمانوں کے درمیان مشترک طور پر منفعت کا حصول ممکن ہوسکے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۴۸ (۱۶/۶)

تجارتی نامہ اور لائسنس کی فروختگی

اکیڈمی نے اپنے چوتھے سمینار منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/ فروری ۱۹۸۸ء میں پیش کردہ تحریروں کو دیکھا جو باہم متضاد ہیں اور ان میں استعمال کی گئی اصطلاحات بھی متضاد ہیں کیوں کہ یہ اصطلاحات ان لغوی اصولوں کے تابع ہیں جن سے ان جدید مضامین کا ترجمہ کیا گیا ہے، اس وجہ سے یہ ساری تحریریں ایک موضوع پر نہیں آسکیں، اور نقطہ نظر مختلف ہوگئے، چنانچہ اکیڈمی اس روشنی میں طے کرتی ہے کہ:

اول: اس موضوع کو آئندہ پانچویں سمینار کے لیے ملتوی کردیا جائے تاکہ درج ذیل امور کی رعایت کرتے ہوئے تمام پہلوؤں سے موضوع کا مطالعہ کیا جاسکے۔

(الف) مقالات کے اندر تقریباً یکساں اسلوب اپنایا جائے، چناں چہ مقدمہ میں موضوع کی وضاحت اور مرکزی بحث کا دائرہ متعین کرتے ہوئے ان تمام رائج

اصطلاحات اور ان کے مترادفات کا ذکر کیا جائے جو حقوق سے متعلق تحریروں میں استعمال ہو رہے ہیں۔

(ب) موضوع سے متعلق گذشتہ تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی ہو اور اس کے بارے میں شرعی یا قانونی نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہو جس سے مسئلہ کی توضیح اور تقسیم کے احکام پر اثر پڑتا ہو تو اس کی طرف بھی اشارہ کیا جائے۔

دوم: ''تجارتی نام اور لائسنس کی فروختگی'' کے اس موضوع کو ایک عمومی موضوع کے تحت شامل کرنے کی کوشش کی جائے تا کہ مطالعہ زیادہ گہرا اور فائدہ زیادہ عام اور وسیع ہو، چنانچہ اسے ''معنوی حقوق'' کے عنوان کے تحت ذکر کیا جائے تا کہ دیگر حقوق مجردہ جیسے حق تصنیف، حق ایجاد، حق پیغام، ٹریڈ مارک، صنعتی وتجارتی فارمولے وڈیزائن کا حق وغیرہ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

سوم: مقالہ نگار کو اختیار ہو کہ یا تو مذکورہ حقوق میں سے کسی ایک معین حق پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں، یا عمومی موضوع کے دائرہ میں رہتے ہوئے دیگر حقوق کو بھی اپنے مقالہ میں زیر بحث لائیں۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۳۲ (۴/۸)

ضرورت سے زائد بارآور شدہ انڈے

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء میں یہ بات پیش نظر رکھی گئی کہ یہ موضوع کویت میں منعقد اس چھٹی فقہی طبی کانفرنس میں زیر بحث آچکا ہے، جو اکیڈمی اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے تعاون سے منعقد ہوئی تھی، اکیڈمی کے اجلاس میں مذکورہ کانفرنس کی تحقیقات اور سفارشات کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔

نیز اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے تیسرے اجلاس کویت میں طے کردہ تیرہویں اور چودھویں سفارشات بابت بارآور شدہ انڈوں کے استعمال اور تنظیم مذکور کے پہلے اجلاس منعقدہ کویت کی پانچویں سفارش کے پیش نظر یہ اجلاس درج ذیل فیصلے کرتا ہے:

اول: چوں کہ سائنسی طور پر یہ بات ممکن ہوچکی ہے کہ غیر بارآور شدہ انڈوں کو آئندہ استعمال کے لیے محفوظ رکھا جاسکے، اس لیے ضروری ہے کہ ہر مرتبہ بارآوری میں صرف بقدر ضرورت انڈوں ہی کی بارآوری کی جائے، تاکہ بارآور شدہ انڈے ضرورت سے زائد باقی نہ رہیں۔

دوم: اگر کسی بھی وجہ سے بارآور شدہ انڈے ضرورت سے زائد حاصل ہوجائیں تو انہیں کسی طبی اہتمام کے بغیر چھوڑ دیا جائے تاکہ فطری طور پر ان کی زندگی ختم ہوجائے۔

سوم: بارآور شدہ انڈے کو دوسری عورت کے اندر استعمال کرنا حرام ہے، اور اس بات کے لیے تمام ضروری احتیاطی تدابیر بروئے کار لانا ضروری ہے کہ بارآور شدہ انڈا کسی غیر مشروع حمل میں استعمال نہ ہونے پائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۵(۶/۶)

جدید معاملات

(شیئرز)

Transactions - Shares

جدید وسائل مواصلات کے ذریعہ تجارتی معاملات کے احکام

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/ مارچ ۱۹۹۰ء میں اس موضوع پر پیش کیے گئے مقالات پر غور کیا گیا، یہ بات بھی پیش نظر رکھی گئی کہ مواصلات کے وسائل میں زبردست ترقی ہوئی ہے اور مالی معاملات اور تصرفات کی جلد تکمیل کے لیے عقود کو طے کرنے میں ان کا بہت استعمال ہوتا ہے۔

نیز اس بات کو بھی مستحضر رکھا گیا ہے کہ فقہاء کرام نے عقود کو طے کرنے کے ضمن میں خطاب تحریر، اشارہ اور قاصد کے احکام پر بحث کی ہے، اور یہ بھی طے شدہ ہے کہ دو موجود اشخاص کے درمیان معاملہ کی صورت میں (وصیت، وصی اور وکیل بنانے کے احکام اس سے مستثنیٰ ہیں) یہ ضروری ہے کہ مجلس ایک ہو، ایجاب وقبول ایک دوسرے کے مطابق ہوں، اور فریقین میں سے کسی کی جانب سے کوئی ایسا اظہار نہ ہو جس سے کسی ایک کا معاملہ سے گریز معلوم ہوتا ہو اور عرف کی رو سے ایجاب وقبول میں اتصال ہو۔

اس روشنی میں اجلاس درج ذیل فیصلے کرتا ہے:

اول: اگر کوئی معاملہ کسی ایسے دو اشخاص کے درمیان کیا جائے جو ایک جگہ موجود نہ ہوں، نہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں اور نہ ایک دوسرے کی بات سن رہے ہوں، دونوں کے درمیان رابطہ کا ذریعہ تحریر، پیغام یا سفارت (قاصد) ہو، ٹیلی گرام، ٹیلکس، فیکس اور کمپیوٹر کے اسکرین پر یہ صورت صادق آتی ہے، تو ایسی

صورت میں مخاطب تک ایجاب کے پہنچنے اور اس کے قبول کرنے کے بعد عقد کی تکمیل ہو جائے گی۔

دوم: اگر معاملہ فریقین کے درمیان ایک وقت میں ہو اور وہ دونوں علاحدہ علاحدہ دو مقامات پر ہوں یہ صورت ٹیلی فون اور وائرلیس پر صادق آتی ہے تو ایسی صورت کو دو موجود اشخاص کے درمیان معاملہ تصور کیا جائے گا اور اس پر وہ سارے اصل احکام مرتب ہوں گے جو فقہاء نے بیان فرمائے ہیں اور اوپر ابتدائی سطروں میں جن کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

سوم: ان وسائل کے ذریعہ ایجاب کرنے والے شخص نے اگر ایجاب کو ایک معین مدت تک کے لیے وسیع کر دیا ہو تو اس مدت تک وہ اپنے ایجاب کا پابند ہوگا اور ایجاب سے رجوع درست نہیں ہوگا۔

چہارم: مذکورہ بالا قواعد نکاح پر منطبق نہیں ہوں گے کہ نکاح میں گواہ کا ہونا ضروری ہے، نہ بیع صرف پر کہ اس میں عوضین پر قبضہ ضروری ہے، اور نہ ہی بیع سلم پر ان کا انطباق ہوگا کیونکہ بیع سلم میں قیمت پیشگی دی جانی ضروری ہوتی ہے۔

پنجم: دھوکہ، فریب اور غلط بیانی سے متعلق امور میں اثبات کے عام ضوابط کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۲ (۲/۳)

اسلامی منڈی قائم کرنے کی شرعی شکلیں

اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندرسیری بیگاؤں (برونائی) مورخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/ جون ۱۹۹۳ء میں اسلامی منڈی قائم کرنے کی شرعی شکلوں کے موضوع پر پیش شدہ مباحث پر غور کیا گیا، یہ مباحث مالی منڈی اور اسلامی مالیاتی نقود کے ان سابقہ موضوعات کی تکمیل کے طور پر سامنے آئے تھے جن پر گذشتہ سمیناروں خصوصاً ساتویں سمینار منعقدہ جدہ اور متعدد ایسی خصوصی نشستوں میں بحث کی جاچکی تھی جن کا مقصد مالی منڈیوں سے متعلق چند مناسب طریقہ کار وضع کرنا تھا، کیوں کہ یہی وہ ذریعہ ہے جو اسلامی ممالک میں افزائش دولت کو کنٹرول کرتا ہے، وہاں کے ترقیاتی منصوبوں، خودکفالتی طریقے اورتوازن وہم آہنگی کی تکمیل کرتا ہے۔

نیز اکیڈمی نے ان مختلف عناصر سے استفادہ کے طریقہ پر غور کیا جن سے اسلامی منڈی تشکیل پاتی ہے جیسے حصص، دستاویزات اور مختلف قسم کے عقود تاکہ شرعی بنیادوں پر اسلامی منڈی قائم ہوسکے، اس کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

اول۔ حصص:

''مجمع الفقہ الاسلامی'' نے مالیاتی منڈیوں کے تعلق سے حصص، اختیارات، سامان اور کرنسی کی بابت ساتویں سمینار قرارداد نمبر:۶۳ (۱/۸) منظور کی ہے، اوران کے احکام کی وضاحت کی ہے، جس سے اسلامی مالیاتی منڈی کے قیام کے سلسلہ میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

دوم۔ دستاویزات (بانڈز):

الف۔ مضاربہ بانڈز (سندات المقارضہ) اور سرمایہ کاری بانڈز (سندات الاستثمار)۔

اکیڈمی نے سندات المقارضۃ کے سلسلہ میں چوتھے سمینار میں قرارداد نمبر: ۳۰(۴/۵) منظور کی ہے۔

ب۔ اجرت پر دینے کی دستاویزات یا اس طرح اجرت پر دینا جس میں کرایہ داری بالآخر ملکیت پر ختم ہوتی ہے، اس سلسلہ میں اکیڈمی کی طرف سے پانچویں سمینار میں قرارداد نمبر: ۴۴(۵/۶) منظور کی جاچکی ہے۔ اس کی روشنی میں اسلامی مالیاتی منڈی کے اندر یہ دستاویزات منافع کے میدان میں اچھا رول ادا کرسکتی ہیں۔

سوم۔ عقد سلم:

عقد سلم اپنی شرائط کیساتھ سرمایہ کاری کا ایک وسیع میدان ہے، خریدار اس کے ذریعہ اپنی زائد دولت کی سرمایہ کاری کرکے منافع کما سکتا ہے اور فروخت کنندہ پیداوار میں قیمت سے فائدہ اٹھاتا ہے، اکیڈمی نے اپنے ساتویں سمینار کے قرارداد نمبر: ۶۳ (۷/۱) میں وضاحت کی ہے کہ جس سامان کا عقد سلم ہوا ہے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ فیصلہ کے الفاظ ہیں: بطور سلم خریدے گئے سامان کو اس پر قبضہ سے قبل فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

چہارم۔ عقد استصناع:

عقد استصناع کے سلسلہ میں اکیڈمی نے ساتویں سمینار میں قرار داد نمبر: ۶۵ (۷/۳) منظور کی ہے۔

پنجم۔ ادھار معاملہ:

ادھار معاملہ سرمایہ کاری کے طریقوں میں سے ایک دوسرا عملی طریقہ ہے جو خریداری کے عمل کو آسان بناتا ہے، کیوں کہ خریدار سامان کے حصول کی فوری فراہمی سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ایک متعینہ وقت کے بعد قیمت کی ادائیگی کرتا ہے، اسی طرح فروخت کرنے والا قیمت کی زیادتی سے فائدہ اٹھاتا ہے اور نتیجۃً سامان کی تقسیم اور ترویج زیادہ وسیع

پیمانہ پر معاشرہ میں ہونے لگتی ہے۔

ششم۔ وعدہ:

خریداری کا حکم دینے والے کے لیے مرابحہ میں وعدہ کے سلسلہ میں اکیڈمی نے پانچویں سمینار میں قرارداد نمبر: ۴۰-۴۱ (۲اور۳/ ۵) منظور کی ہے۔

نیز اکیڈمی مندرجہ ذیل سفارشات کرتی ہے:

اکیڈمی دانشوروں، فقہاء اور ماہرین اقتصادیات سے درخواست کرتی ہے کہ جن موضوعات پر پوری گہرائی اور شرح وبسط کے ساتھ بحث نہیں ہوسکی ہے، ان پر وہ بحث وتحقیق کریں تاکہ ان کے نفاذ اور اسلامی مالیاتی منڈی کے اندر شرعاً استفادہ کے امکانات کا اندازہ لگایا جاسکے، یہ موضوعات درج ذیل ہیں:

الف۔ مشارکت کی مختلف اقسام کی دستاویزات۔

ب۔ اجرت پر دینے یا اجرت پر دے کر آخر میں مالک بنادینے کی دستاویزات کی نوعیت۔

ج۔ سلم کے قرض کا عوض دینا، اس میں شرکت اور تولیہ (بیع کی ایک قسم)، اس میں کمی کرنا اور اس پر مصالحت کرنا وغیرہ۔

د۔ مرابحہ کے علاوہ دیگر بیع کے اندر مواعدہ، اور خصوصاً بیع صرف (دونوں جانب سے) نقد کا تبادلہ میں مواعدہ۔

ھ۔ دیون کی بیع۔

و۔ مالیاتی منڈی کے اندر صلح (معاوضہ وغیرہ)۔

ز۔ مقاصہ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۴۷ (۸/۵)

حقوق انتفاع (ارتفاق) اور عصر حاضر کے مطابق مشترک جائیدادوں میں ان کی تطبیق

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارہواں سمینار از ۲۴ تا ۲۹/جمادی الأخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا ۱۴/جولائی ۲۰۰۷ء کو بوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا، ''حقوق انتفاع (ارتفاق) اور عصر حاضر کے مطابق مشترک جائیدادوں میں ان کی تطبیق'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- حقوق انتفاع کی تعریف:

حقوق انتفاع ان تمام نفع بخش چیزوں کو کہتے ہیں، جو ایک جائیداد کے لیے دوسری جائیداد پر ثابت ہوں، اور وہ چیزیں ایسی ہوں جن میں شرکت ممکن ہو۔

۲- حقوق انتفاع کی قسمیں:

حقوق انتفاع کی کئی قسمیں ہیں، اور ہر زمانہ میں ان کی نئی شکلیں بڑھتی جارہی ہیں، قدیم زمانے سے فقہاء ان کی جن شکلوں کا ذکر کیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

۱- **حق شرب:** کھیتیوں کی آب پاشی، جانوروں کی سیرابی، اور ایک زمین سے دوسری زمین میں پانی جاری کرنے کے لیے پانی سے فائدہ اٹھانے کی باری حق شرب کہلاتی ہے۔

۲- **حق مسیل:** ضرورت سے زائد پانی، یا گدلے پانی کو بلند زمین سے ایسی زمین کی طرف بہانا جس سے کسی کی منفعت متعلق ہو، یا اس سے گذار کر عام نالہ تک لے جانا۔

۳- **حق مرور:** اس سے مراد وہ حق ہے، جو ایک زمین کے لیے ضمناً ثابت ہوتا ہے اور اس حق کی بنیاد پر اس کے پڑوس کی زمین سے گذر کر اپنی زمین تک پہنچا جاتا ہے۔

۴- **حق تعلی یا حق علو:** دو یا کئی منزلہ عمارت کی بالائی منزل کا حق، اس حق کی بنیاد پر نیچے کی منزلوں پر جو دوسروں کی ملکیت ہوتی ہیں، بالائی منزل کے مالک کے لیے ٹھہرنا جائز ہوتا ہے۔

۳- حقوق انتفاع درج ذیل اسباب کی **بنیاد** پر **ثابت** ہوتے ہیں:

۱- مخصوص اموال میں مالک کی اجازت سے، خواہ معاوضہ لے کر ہو یا مفت۔

۲- ضرورت کی بنا پر۔

۳- بنجر اور غیر آباد زمینوں کو قابل کاشت بنا لینے سے۔

۴- پڑوس ہونے اور اور مشترکہ جائیداد کے سبب۔

۵- ممکن ہے کچھ اور بھی اسباب ہوں، جو نئے حقوق انتفاع کو ثابت کریں، اگر وہ اسباب شرعی نصوص اور شریعت کے عام قواعد کے مخالف نہ ہوں تو شرعاً معتبر ہوں گے، جیسے بجلی کے تار لگانے، ڈرینج کے پائپ، اور پانی کی نالیاں وغیرہ بنانے کا حق

۴- احکام:

۱- حقوق انتفاع کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نفع بخش چیزوں میں اصل ان کا حلال

ہوتا ہے اور ضرر رساں چیزوں میں حرمت۔

جہاں تک اس پانی کا تعلق ہے، جو کسی کا جمع کردہ ہو، اس پر عام حالات میں کسی کا حق نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ ضرورت ہو، اور اس کا ثمن مثل (اس جیسی شے کا عام نرخ) دیا جائے۔

۲- پانی کی باری یا پانی بہانے اور نالہ سے انتفاع کا حق: زمین اور کھیتوں کے لیے ثابت شدہ ہے، اس میں عرف وعادت کا اعتبار کیا جائے گا۔

جدید حقوق انتفاع میں ایک یہ بھی ہے کہ کارخانے اور ورکشاپ چلانے یا ڈرینج کے لیے پائپ ڈالنے کا حق ملے گا؛ لیکن اس قسم کا حق انتفاع کے لیے شرط ہے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے۔

۳- حق تعلّی (اوپر کا حق) اس کے مالک کو حاصل ہوگا، عوض یا بلاعوض وہ اپنے اس حق میں تصرف کرنے کا مجاز ہے، البتہ اس کے لیے جو حکم اور اصول وضابطہ طے شدہ ہوگا اس کی رعایت کرنی ہوگی۔

۵- حقوق انتفاع عصر حاضر میں:

جن چیزوں کو عصر حاضر کے عرف کے مطابق حقوق انتفاع میں شمار کیا جاتا ہے، ان میں عمومی خدمات کے وسائل کا گذارنا بھی ہے، جیسے مواصلات، بجلی، پانی، گیس، ڈرینج وغیرہ کے وسائل ہیں۔

۶- عصر حاضر کے حقوق انتفاع کا حکم:

پارکنگ کے مقامات اگر خاص ہوں، جیسے عمارتیں، بازار، اور تجارتی مقامات تو وہ اس عین کے تابع ہوں گے، جن کی وجہ سے وہاں گاڑی کھڑی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

قرارداد نمبر: ۱۷۱(۱۸/۹)

نئی کمپنیوں، قابض کمپنیوں اوران کے شرعی احکام
(سٹاک ایکسچینج اور کمپنیوں کے شرعی احکام)

''اسلامک فقہ اکیڈمی'' کے چودہویں سمینار منعقدہ دوحہ،قطر مورخہ ۸-۱۳/ ذوالقعدہ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶/جنوری ۲۰۰۲ء میں نئی کمپنیو،قابض کمپنیوں اوران کے شرعی احکام سے متعلق پیش کردہ مقالات کو سننے اوران پر ہوئی بحثوں پر غور کرنے سے بعد درج ذیل فیصلے کیے گئے:

۱-نئی کمپنیوں کی تعریف:

الف- زرکی کمپنیاں: یہ وہ کمپنیاں ہیں جن کی تشکیل حصہ داروں کے سرمایہ سے ہوتی ہے، اور ہر حصہ دار کی مستقل شخصیت سے بحث نہیں ہوتی، اوران کے شیئرز دوسروں کو دیئے جاسکتے ہیں،ان کی کئی قسمیں ہوتی ہیں:

الف- شیئرز کمپنی: یہ وہ کمپنی ہوتی ہے جس کا سرمایہ برابر برابر شیئروں میں تقسیم ہوتے ہیں، یہ شیئرز دوسروں کو دیے جاسکتے ہیں اور ہر حصہ دار سرمایہ میں اپنے حصہ کے بقدر ذمہ دار ہوتا ہے۔

ب- شیئرز دوسروں کو دے دینے والی کمپنی:ایسی کمپنی جس کا سرمایہ قابل منتقلی شیئرز سے تشکیل پاتا ہے،اس میں حصہ داروں کی دوقسمیں ہوتی ہیں:ایسے حصہ دار جو ضمانت رکھتے ہیں اور کمپنی کے تمام قرضوں کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور دوسری وہ

شرکاء جو اپنے شیئرز دوسروں کو دینے کی گذارش کر سکتے ہیں، ان کی ذمہ داری اپنے شیئرز تک محدود ہوتی ہے۔

ج- محدود ذمہ داری والی کمپنی: یہ وہ کمپنی ہے جس کا سرمایہ محدود تعداد کے حصہ داروں کی ملکیت ہو، یہ حصہ دار متعینہ تعداد سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں۔ (یہ تعداد مختلف جگہوں کے علاحدہ قوانین کے فرق سے مختلف ہوگی) اس میں شرکاء میں سے ہر شریک کی ذمہ داری اپنے حصہ کے بقدر تک محدود ہوتی ہے، اور اس کمپنی کے شیئرز قابل منتقلی نہیں ہوتے۔

۲- افراد کی کمپنیاں:

یہ ایسی کمپنیاں ہیں جن کا ڈھانچہ حصہ داروں کی شخصیت پر مبنی ہوتا ہے، وہ ایک دوسرے کو جانتے اور باہم اعتماد رکھتے ہیں۔ اس قبیل کی کمپنیوں کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں:

الف- باہمی ضمانت کمپنی: یہ وہ کمپنی ہے جو تجارت کے مقصد سے دو یا دو سے زیادہ افراد کے مابین اس بنیاد پر قائم ہوتی ہے کہ وہ آپس میں سرمایہ کو تقسیم کرلیں گے اور قرض خواہوں کے سامنے وہ اپنے خاص تمام اموال میں شخصی ذمہ داری رکھیں گے، یہ کمپنی اصلا حصہ داروں کی باہمی جان پہچان کی بنیاد پر بنتی ہیں۔

ب- عام سفارش کی کمپنی: یہ وہ کمپنی ہے جس میں ایک طرف ایک یا ایک سے زائد ایسے حصہ دار ہوتے ہیں جو ذمہ دار اور ضمانت والے ہوتے ہیں اور دوسری طرف ایک یا ایک سے زائد ایسے حصہ دار ہوتے ہیں جو انتظام سے علاحدہ ہوتے ہیں، انہیں سفارش کرنے والے حصہ دار کہا جاتا ہے اور ان کی ذمہ داری اپنے حصوں تک محدود ہوتی ہے۔

ج- شرکت محاصہ: یہ خفیہ شرکت ہوتی ہے، اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی، اور دو یا دو سے زیادہ لوگوں کے بیچ ہوتی ہے، سرمایہ میں ہر ایک کا حصہ معلوم ہوتا ہے اور نفع ونقصان کے بٹوارے پر سب کا اتفاق ہوجاتا ہے، تجارت ایک یا

ایک سے زیادہ میں ہوتی ہے، اور سارے شریک کرتے ہیں یا کوئی ایک حصہ دار اپنے خاص نام سے کرتا ہے، اور کرنے والے کی ہی عملاً ذمہ داری ہوتی ہے۔

۳- قابض کمپنی:

یہ وہ کمپنی ہے جو اپنے سے مستقل بالذات دوسری کمپنی یا کمپنیوں کے سرمایہ میں کچھ شیئرز یا حصے رکھتی ہے، اور ان حصوں کے بقدر ان کمپنیوں کے انتظامی امور اور ان کے عام منصوبوں کی تشکیل میں قانوناً اس کا حق ہو جاتا ہے۔

۴- ملٹی نیشنل کمپنی:

یہ ایسی کمپنی ہوتی ہے جو کئی برانچ کمپنیوں سے مل کر بنتی ہے، کسی ایک ملک میں اس کا ہیڈ آفس ہوتا ہے اور اس کی شاخیں مختلف دوسرے ملکوں میں ہوتی ہیں، متعدد کو وہیں کی شہرت بھی مل جاتی ہے، ہیڈ آفس ایک مکمل معاشی اسٹریٹجی، جس کا مقصد متعین سرمایہ کاری کے مخصوص مقاصد ہوتے ہیں، کے ذریعہ اپنی شاخوں سے رابطہ رکھتا ہے۔

دوم- کمپنیوں کے سلسلہ میں اصل یہ ہے کہ اگر وہ حرام سے خالی ہوں اور ان کی سرگرمیوں میں شرعی موانع بھی نہ ہوں تو وہ جائز ہوں گی، لیکن اگر اصل سرگرمی حرام ہو جیسے سودی بینک، یا کمپنی اصلاً یا جزواً حرام کاموں کی تجارت کرتی ہوں جیسے منشیات کی، جسموں کی یا سوروں کی تجارت، تو ایسی کمپنیاں حرام ہیں، ان کے شیئرز لینا اور ان کی تجارت کرنا جائز نہیں، یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تجارت دھوکہ اور باعث نزاع بننے والی جہالت سے بھی خالی ہوں یا اور بھی کوئی ایسا سبب نہ ہو جس سے شرعاً کمپنی باطل اور فاسد ہو جاتی ہے۔

سوم- کمپنی پر یہ حرام ہوگا کہ وہ خصوصی امتیاز رکھنے والے شیئرز یا قرض کے سرٹیفکیٹ جاری کرے۔

چہارم- سرمایہ میں گھاٹا ہونے کی حالت میں ہر حصہ دار کو اپنے حصہ کی نسبت سے خسارہ برداشت کرنا ہوگا۔

پنجم- کمپنی کا حصہ دار جتنے شیئرز لے گا کمپنی کے موجود اثاثہ میں غیر متعین طور پر اسی قدر کا مالک ہوگا، اور اس کی ملکیت تب تک رہے گی جب تک کسی بھی سبب سے وہ حصہ دوسرے کو منتقل نہ ہو جائے۔

ششم- قابض کمپنیوں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے حصہ داروں سے شیئرز کی زکاۃ کی وصولی کے طریقہ کے سلسلہ میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۲۸ (۴/۳) چوتھے اجلاس، اور قرارداد نمبر ۱۲۰ (۱۳/۳) تیرہویں اجلاس سے رجوع کیا جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۳۰ (۱۴/۴)

بین الاقوامی سامان تجارت اور ان میں لین دین کے اصول کے سلسلہ میں

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی "مجمع الفقہ الاسلامی" کا سولہواں فقہی سمینار جواز ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات دبئی میں منعقد ہوا، اس میں "بین الاقوامی سامان تجارت اور ان میں لین دین کے اصول" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- اکیڈمی اپنے فیصلہ نمبر ۶۳ (۱/۷) بابت اسٹاک ایکسچینج پر زور دیتی ہے، جس میں یہ تجویز پاس ہوئی تھی کہ اسٹاک مارکیٹ میں بین الاقوامی تجارتی سامانوں کی لین دین میں درجہ ذیل چار طریقوں میں سے کوئی ایک اختیار کیا جاسکتا ہے:

پہلا طریقہ: سامان تجارت یا اس کی نمائندگی کرنے والے کسی چیز کے بائع (فروخت

کرنے والے) کی ملکیت اور قبضہ میں ہونے کی حالت میں عقد بیع اس طرح ہو کہ وہ مبیع اور ثمن (سامان اور قیمت) ہر ایک کی فی الفور سپردگی اور قبضہ کے لازم ہونے پر مشتمل ہو تو یہ معاملہ بیع کی معروف شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

دوسرا طریقہ: معاملہ مبیع وثمن (سامان اور قیمت) کی فی الفور ادائیگی اور قبضہ کے لازم ہونے پر مشتمل ہو (اور اگر چہ مبیع بائع کی ملکیت وقبضہ میں نہ ہو) لیکن مارکیٹ کارپوریشن کے ضامن ہو جانے کے سبب مبیع وثمن کی ادائیگی اور قبضہ ہر دو ممکن ہوئے تو یہ معاملہ بھی بیع کی معروف شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

تیسرا طریقہ: عقد ایسے سامان کی حوالگی پر ہو جس کے اوصاف بیان کر دیئے گئے ہوں، اور وہ بائع کے ذمہ میں ہو جس کو اسے ایک وقت معین پر ادا کرنا ہوگا، یعنی مبیع ادھار ہو)، اور مشتری پر ثمن کی ادائیگی بائع کی حوالگی کے بعد واجب ہو (یعنی ثمن بھی ادھار ہو)، اور عقد ایسی شرط پر مشتمل ہو جس کا تقاضہ یہ ہو کہ یہ معاملہ مبیع وثمن کی سپردگی اور قبضہ ہی کے ذریعہ عملی طور پر منتہی یعنی تام ومکمل ہوگا یہ عقد جائز نہیں ہے، چوں کہ دونوں بدل مبیع وثمن مؤجل (ادھار) ہیں، ہاں ممکن ہے کہ اس میں ایسی ترمیم کرلی جایے جو سلم کی معروف شرائط کے مطابق ہو، اگر سلم کی شرطیں مکمل ہو جائیں تو یہ عقد جائز ہے۔

اسی طرح سلم کے طور پر خریدے ہوئے سامان کی بیع قبضہ سے پہلے درست نہیں۔

چوتھا طریقہ: عقد ایسے سامان پر ہو جو بائع کے ذمہ میں ہو، اور اس کے اوصاف بیان کر دیئے گیے ہوں، اور بائع پر فی الفور نہیں؛ بلکہ بعد میں ایک طے شدہ وقت پر اسے ادا کرنا ضروری ہو، اور حوالگی کے معا بعد مشتری پر ثمن کی ادائیگی واجب ہو، لیکن اس میں کوئی ایسی شرط نہ ہو جو کہ عملی طور پر حوالگی اور قبضہ کے بعد ہی ختم ہو، بلکہ ایک مخالف عقد سے بھی اس شرط کا تصفیہ ممکن ہو۔

یہی قسم اسٹاک مارکیٹ میں سب سے زیادہ رائج ہے جو کہ قطعاً جائز نہیں۔

۲- اکیڈمی نے اس مقصد سے تحریر کئے گئے مقالات کی روشنی میں معاملات کی اُن بے شمار جدید شکلوں پر اجتماعی غور وخوض کیا جو اسلامی مالیاتی اداروں میں رائج ہیں،

اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ ان کی تطبیقی شکلیں یکساں نہیں ہیں، بلکہ ان کے بے شمار پہلو ہیں، اوران میں بعض ایسی تفصیلات ہیں جن کی وضاحت وتفہیم کی ضرورت ہے تاکہ اس بین الاقوامی سامان کے سلسلے میں حکم شرعی تک پہنچا جائے، اکیڈمی کا یہ اجتماع سکریٹریٹ جنرل سے اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ اس موضوع پر ایک خصوصی سمینار بلایا جائے جس میں درج ذیل امور قابل لحاظ ہوں:

۱- اسلامی مالیاتی ادارے بین الاقوامی اسٹاک مارکیٹ میں جو معاملات کرتے ہیں ان کی عملی تطبیق پیش کی جائے۔

۲- ان اصول وضوابط کی تعیین ہو جن کا اسلامی مالیاتی اداروں کے اسٹاک مارکیٹ میں کیے جانے والے معاملات میں ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۳- ان معاملات کے مختلف پہلوؤں پر مزید مقالات تیار کرائے جائیں، تاکہ بین الاقوامی اسٹاک مارکیٹ کے مسائل سے پوری طرح واقفیت ہوسکے۔

۴- حالیہ دنوں میں حکومت دبئی نے ایک بین الاقوامی اسٹاک مارکیٹ قائم کرنے کا عزم کیا ہے، جس کا صدر دفتر دبئی میں ہوگا، اکیڈمی حکومت دبئی کے اس عزم کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، اور امید کرتی ہے کہ اس منصوبہ کے ذریعہ اسلامی مالیاتی اداروں کو اسٹاک مارکیٹ کی ان قابل احتراز جہتوں سے محفوظ رکھا جاسکے گا جن کی جانب مقالات میں اشارہ کیا گیا ہے، اور اکیڈمی اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے کام کرنے والوں پر لازم کرتی ہے کہ وہ مارکیٹ امور کے قوانین اور کارروائیوں کی ترتیب مین ان کے شرعی پہلوؤں کو پورے طور پر ملحوظ رکھیں، اور ایسے طریقوں کو رواج دیں جو مارکیٹ کی سرگرمیوں کو اسلامی شریعت کے اصول وضوابط سے ہم آہنگ کرتے ہوں۔

قرارداد نمبر: ۱۴۷(۱۶/۵)

ایکسپورٹ اور ٹینڈر کے معاملات

تنظیم اسلامی کانفرنس کی انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے بارہویں اجلاس منعقدہ ریاض سعودی عرب مؤرخہ ۲۵/جمادی الثانی -۱/رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳-۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء میں ''ایکسپورٹ اور ٹینڈر کے معاملات'' کے سلسلہ میں اکیڈمی کو پیش کردہ مقالات اور اس موضوع پر ماہرین، فقہاء اور اکیڈمی کے ممبران کے بحث ومناقشہ کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

۱- ایکسپورٹ:

اول: ایکسپورٹ کا معاملہ ایک ایسا عقد ہے جس میں فریق اول دوسرے فریق کو ایک معلوم چیز بعد میں ایک متعین مدت کے درمیان مرحلہ وار دینے کا معاملہ کرتے اور اس کے مقابلہ میں ایک متعین رقم وصول کرتا ہے، جس کا کچھ حصہ یا پوری رقم ادھار ہوتی ہے۔

دوم: اگر ایکسپورٹ کا معاہدہ ایسی چیز کے سلسلہ میں ہے جو کسی صنعت سے تیار ہوگی، تو اس معاہدہ کو استصناع کہا جائے گا، اور اس پر استصناع کے احکام منطبق ہوں گے، اور اس سلسلہ میں اکیڈمی فیصلہ کر چکی ہے، دیکھئے: قرارداد نمبر ۶۵ (۳/۷)

سوم: اگر معاملہ ایسی چیز کے بارے میں ہے جس میں کسی صنعت کی ضرورت نہیں، اور اس کے اوصاف معاہدہ میں بتادیے گئے ہیں اور متعینہ مدت میں اسے حوالہ کرنا ضروری ہے تو ایسا معاملہ دو طریقوں پر انجام پائے گا:

الف- امپورٹر معاہدہ کے وقت ہی پوری قیمت ادا کردے، اس پر بیع سلم کا اطلاق ہوگا، اور یہ صورت جائز ہوگی، دیکھئے اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۸۵ (۹/۲)۔

ب- اگر امپورٹر معاملہ کے وقت ہی پوری رقم ادا نہیں کرتا ہے تو اب یہ جائز نہ ہوگا، کیوں کہ یہ صورت فریقین کے درمیان دوطرفہ لازمی وعدہ پر مبنی ہے، اور اس سلسلہ میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۰-۴۲ بیان کیا گیا ہے کہ لازمی وعدہ خود ایک عقد ہے، پس یہ صورت بیع الکالی بالکالی کی ہوجائے گی، البتہ اگر طرفین کے لیے یا کسی ایک فریق کے لیے وعدہ لازمی نہ ہو تو اس طرح درست ہوجائے گا کہ عقد جدید یا حوالگی کے ذریعہ بیع انجام پائے۔

ا- ٹینڈر:

اول: ٹینڈر کوئی سامان یا خدمت کی خریداری کے لیے کم سے کم قیمت تک پہنچنے کی طلب کا نام ہے، اس میں طلب کرنے والا فریق خواہش مندوں کو متعینہ شرطوں اور صفتوں کے مطابق اپنی قیمت پیش کرنے کو کہتا ہے۔

دوم: ٹینڈر کا معاملہ شرعاً جائز ہے، اور یہ بیع مزایدہ (نیلامی) کی طرح ہے، لہذا وہی احکام اس پر منطبق ہوں گے، چاہے ٹینڈر عام ہو یا خاص، داخلی ہو یا خارجی، اعلانیہ ہو یا مخفی، بیع مزایدہ کے بارے میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۷۳ (۴/۸) آٹھویں اجلاس میں منظور کی جاچکی ہے۔

سوم: سرکاری سطح پر کلاسیفائڈ لوگوں یا حکومتوں کی جانب سے لائسنس یافتہ لوگوں کے لیے ٹینڈر میں شرکت کی تحدید جائز ہے، لیکن ضروری یہ ہے کہ کلاسیفکیشن اور لائسنس مثبت اور منصفانہ بنیادوں پر ہو۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۷ (۱۲/۱)

مشترکہ میقاتی ملکیت کا عقد (TIME SHARING)

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارہواں سیمینار از ۲۴ تا ۲۹/ جمادی الآخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کوبوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا،'' مشترکہ میقاتی ملکیت کا عقد (TIME SHARING)'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- مشترکہ میقاتی ملکیت کی تعریف:

مشترکہ حصص کی ملکیت کے لیے کیا جانے والا عقد، یا تو مشترک طور پر کسی متعینہ سامان کی خریداری کے ذریعہ ہو، یا یکے بعد دیگرے مخصوص مدت کے لیے کسی متعینہ شے کی منفعت سے استفادہ کے لیے اجارہ کے طور پر ہو، یا کسی متعینہ شئی کے منافع پر اس طرح اجارہ کا معاملہ ہو کہ کچھ فصل کے ساتھ اس مملوکہ یا کرایہ پر لی ہوئی شے سے زمانی یا مکانی طور پر باری باری انتفاع پر موافقت ورضامندی ہو جائے، یعنی شرکاء میں مدت یا جگہ کے اعتبار سے اس کا استعمال طے ہو جائے، تاکہ ہر ایک کا نفع پورا ہو سکے بعض حالات میں مدت کو خاص کرنے کے لیے تعیین کا اختیار ان میں سے ہر ایک کو دیا جائے گا۔

۲-مشترکہ میقاتی ملکیت کے اقسام:

اس کی کئی قسمیں ہیں:

الف- متعینہ شے اور اس کی منفعت پر مکمل ملکیت، اور وہ اس طرح کہ یکے بعد دیگرے مشترک طور پر استعمال کرنے کے لیے کوئی مشترک حصہ خرید کرلیا جائے۔

ب- جزوی ملکیت (یعنی صرف منفعت کی ملکیت) اور وہ اس طرح کہ یکے بعد دیگرے مشترکہ طور پر استعمال کرنے کے لیے کوئی مشترک حصہ کرایہ پر لیا جائے۔

۳-اس قسم کے معاملات کا حکم شرعی:

الف- شرعاً کسی متعینہ شے میں سے کچھ مشترک حصوں کو خریدنا یا ایک متعینہ مدت کے لیے کسی طے شدہ منفعت کے کچھ مشترک حصوں کو کرایہ پر لینا جائز ہے، شرط یہ ہے کہ اس متعینہ شے یا منفعت کے مالکین کے درمیان خواہ وقت کے اعتبار سے یکے بعد دیگرے بارے لگانے یا جگہ کے اعتبار سے باری لگا کر استعمال کرنے پر اتفاق ہوئے پھر یہ اتفاق خواہ براہ راست ہو یا مشترکہ ملکیت کے کسی مخصوص ثالث ادارہ کو یہ اختیار سپرد کیا جائے، اور اس کے واسطہ سے اتفاق قائم ہو، مشترکہ حصہ کی خرید وفروخت، ہبہ، وراثت اور رہن اور اس قسم کے دوسرے تصرفات کے ذریعہ ایک سے کئی ہاتھوں میں جانا روا ہے، کیوں کہ ان تصرفات سے کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔

ب- اوپر جس اصولی عقود کی طرف اشارہ کیا گیا، اس کی تطبیق کے لیے اس عقد کے شرعی مطالبات کو پورا کرنا شرط ہے، خواہ بیع ہو یا اجارہ۔

ج- اجارہ کی صورت میں کرایہ پر دینے والے کے لیے اس بنیادی حفاظت کے مصارف اٹھانا ضروری ہے، جس پر انتفاع موقوف ہوتا ہے، ہاں کرایہ پر لگا دینے کے بعد اس کے استعمال کے دوران اس کی حفاظت کی ذمہ داری کرایہ

دار کے لیے شرط کے طور پر عائد کی جاسکتی ہے، اور اگر کرایہ پر دینے والا یہ ذمہ داری بھی اٹھالے تو اس کی رو سے سوائے متفقہ کرایہ یا اجرت مثل کے اور کوئی ذمہ داری کرایہ دار پر واجب نہیں ہوگی۔

جہاں تک بیع والی صورت کا تعلق ہے تو اس میں ساری ذمہ داریاں یا مالک کو خود ہی اٹھانا پڑیں گی ، اور اس کی مقدار کا تعین مشترکہ ملکیت کی زمانی یا مکانی تقسیم کے اعتبار سے ہوگا۔

د- مشترکہ میقاتی ملکیت میں متعینہ شئی یا منفعت کے مالکین کے درمیان مشترکہ حصص کا تبادلہ درست ہے ، خواہ یہ تبادلہ مالکین کے درمیان براہ راست ہو یا تبادلہ مخصوص اداروں کے توسط سے ہو۔

قرارداد نمبر: ۱۷۰ (۱۸/۸)

قبضہ کی صورتیں خصوصاً اس کی جدید شکلیں اور ان کے احکام

اکیڈمی نے اپنے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/ مارچ ۱۹۹۰ء میں اس موضوع پر مقالات اور مباحثہ کی روشنی میں درج ذیل امور طے کئے :

اول: اموال پر قبضہ جس طرح محسوس نوعیت کا ہوتا ہے مثلاً ہاتھ میں لینا، خوردنی اشیاء میں ناپ ،تول ، یا منتقلی اور اپنی تحویل میں لینا ، اسی طرح اعتباری اور حکمی قبضہ بھی ہوجائیگا جبکہ سامان کو علیحدہ کردیا جائے اور اس پر تصرف کی قدرت دے دی جائے ، خواہ حسی قبضہ نہ پایا گیا ہو، اشیاء کی نوعیت کے لحاظ سے اور علاقوں کے رواج وعرف کی مناسبت سے مختلف اشیاء میں قبضہ کی کیفیت مختلف ہوا کرتی ہے۔

دوم: حکمی قبضہ کی شرعاً اور عرفاً معتبر صورتیں درج ذیل ہیں:

۱- مندرجہ ذیل صورتوں میں ایجنٹ کے اکاؤنٹ میں کسی رقم کا اندراج ہوجائے:

(الف) ایجنٹ کے اکاؤنٹ میں کوئی رقم براہ راست یا بذریعہ چیک جمع کردی جایے۔

(ب) ایجنٹ اپنے بنک کے ساتھ ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے بدلہ فروختگی کا معاملہ کرے۔

(ج) بنک ایجنٹ کے حکم سے اس کے اکاؤنٹ کی کچھ رقم دوسرے اکاؤنٹ میں دوسری کرنسی میں تبدیل کرکے جمع کردے، خواہ دوسرا اکاؤنٹ خود اسی بنک میں ہو یا دوسرے بنک میں اور یہ منتقلی خواہ ایجنٹ کے مفاد میں ہو یا کسی اور شخص کے مفاد کے لیے، لیکن اس صورت میں، بنکوں کے لیے ضروری ہوگا کہ عقد صرف کے شرعی احکام ملحوظ رکھیں۔

بنک میں ایسا اندراج جس کے ذریعہ متعلقہ شخص رقم کو فوری طور پر نکلوانے کے لائق ہوجائے، اس اندراج میں اتنی مدت کے لیے تاخیر قابل انگیز ہوگی جو مدت مالیاتی بازاروں میں متعارف ہو، لیکن اس قابل انگیز مدت کے دوران کرنسی کے اندر کسی تصرف کی اجازت اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک کہ اکاؤنٹ میں اندراج کے بعد وہ عملاً اسے وصول کرنے کے لائق نہ ہوجائے۔

۲- چیک کی وصول یابی جبکہ چیک پر درج رقم اکاؤنٹ کے بیلنس میں موجود ہو اور قابل اخراج ہو اور بینک اس چیک کو وصول کرلے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۳(۶/۴)

مضاربہ، مشارکہ، مرابحہ

Muzarabah- Musharkah - Advance Purchase

مضاربہ سرٹیفکٹس اور سرمایہ کاری سرٹیفکٹس

اکیڈمی نے اپنے چوتھے سمینار منعقدہ جدہ ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/فروری ۱۹۸۸ء میں ان مقالات پر غور کیا جو مذکورہ موضوع پر پیش کئے گئے ، اور جو اس اجلاس کا ماحصل تھے جسے اکیڈمی نے اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کے تحت قائم المعہد الاسلامی للبحوث والتدریب کے تعاون سے ۶-۹/محرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۲-۸ ستمبر ۱۹۸۷ء کی تاریخوں میں اکیڈمی کے تیسرے سمینار میں پاس کی گئی قرارداد نمبر ۱۰ کو عملی صورت دینے کیلئے منعقد کیا تھا۔ جس میں اکیڈمی کے متعدد ممبران ، ماہرین ، نیز المعہد اور دیگر علمی اور اقتصادی اداروں کے اسکالرز نے شرکت کی تھی ، کیوں کہ یہ موضوع انتہائی اہم تھا، اور اس کے مختلف پہلوؤں کے کلی احاطہ کی ضرورت تھی ، اسلئے کہ سرمایہ اور محنت دونوں کے اشتراک کے ذریعہ عمومی منافع (آمدنی) کے اضافہ میں اس کا رول اہم ہے۔

سمینار کے آخر میں طے پانے والی دس سفارشات کا جائزہ لینے اور سمینار میں پیش کردہ مقالات کی روشنی میں ان پر بحث ومباحثہ کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل امور طے کئے :

اول: مضاربہ سرٹیفکٹس کی شرعا قابل قبول شکل :

۱- مضاربہ سرٹیفکٹس بانڈز دراصل سرمایہ کاری کی وہ دستاویز ہے جو مضاربت کے

راس المال کی مختلف حصوں میں تقسیم پر مبنی ہوتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ یکساں قیمت کی اکائیوں کی بنیاد پر مضاربت کے راس المال کی مالکانہ دستاویزات جاری کی جائیں جو حاملین دستاویز کے نام رجسٹرڈ ہوں، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حاملین میں سے ہر ایک اپنی ملکیت کے تناسب سے مضاربت کے راس المال اور اس کی بدلی ہوئی مختلف صورتوں کے اندر مشترک حصص کے مالک ہوں گے۔

اس دستاویز سرمایہ کاری کو مضاربہ سرٹیفکٹس کہنا بہتر ہوگا۔

۲- مضاربہ سرٹیفکٹس کی عمومی طور پر شرعی نقطہ نظر سے قابل قبول صورت وہی ہوگی جس میں درج ذیل عناصر پائے جائیں:

پہلا عنصر:

یہ دستاویز اس پروجیکٹ میں مشترک حصے کی ملکیت کی نمائندگی کرے گی جس کے قائم کرنے یا جس میں سرمایہ فراہمی کے لیے یہ سرٹیفکٹس جاری کئے گئے ہیں اور یہ ملکیت پروجیکٹ کی پوری مدت میں شروع سے آخر تک برقرار رہے گی۔

اور اسی کو وہ تمام حقوق اور تصرفات حاصل ہوں گے جو شریعت نے ایک مالک کو اپنی املاک کے اندر دیا ہے، مثلاً: بیع، ہبہ، رہن اور میراث وغیرہ، اسی کے ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ یہ دستاویزات مضاربت کے راس المال کی نمائندگی کریں گے۔

دوسرا عنصر:

مضاربہ سرٹیفکٹس میں عقد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اعلامیہ اجراء میں عقد کی شرائط متعین کی جاتی ہیں، اور ان سرٹیفکٹس میں نام لکھوانا ایجاب کہلائے گا، اور جاری کرنے والے ادارہ کی جانب سے منظوری قبول کہلائے گی۔

اس میں ضروری ہوگا کہ اعلامیۂ اجراء میں عقد مضاربہ کی شرعاً تمام مطلوبہ تفصیلات بیان کر دی گئی ہوں جیسے راس المال کی مقدار، نفع کی تقسیم اور دیگر وہ شرائط جو اس

اجراء کے لیے خاص ہوں، بشرطیکہ یہ تمام شرائط شرعی احکام کے مطابق ہوں۔

تیسرا عنصر:

مضاربہ سرٹیفکٹس میں عقد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اعلامیہ اجراء میں عقد کی شرائط متعین کی جاتی ہیں، اور ان سرٹیفکٹس میں نام لکھوانا ایجاب کہلائے گا، اور جاری کرنے والے ادارہ کی جانب سے منظوری قبول کہلائے گی۔

اس میں ضروری ہوگا کہ اعلامیۂ اجراء میں عقد مضاربہ کی شرعاً تمام مطلوبہ تفصیلات بیان کردی گئی ہوں جیسے راس المال کی مقدار، نفع کی تقسیم اور دیگر وہ شرائط جو اس اجراء کے لیے خاص ہوں، بشرطیکہ یہ تمام شرائط شرعی احکام کے مطابق ہوں۔

مضاربہ سرٹیفکٹس نام لکھوانے کی مقررہ مدت ختم ہوجانے کے بعد بھی قابل خرید وفروخت ہوں، یعنی اجراء سرٹیفکٹس کے وقت ہی سے مضارب کی طرف سے اس کی اجازت متصور ہو، البتہ اس میں درج ذیل ضوابط کی رعایت کی جائے گی:

الف۔ سرٹیفکٹس کے لیے نام لکھوانے کے بعد اور مال میں کام شروع کرنے سے قبل اگر جمع شدہ مال مضاربت نقد کی شکل میں ہی موجود ہو تو مضاربہ سرٹیفکٹس کی خرید وفروخت نقد کا نقد سے تبادلہ قرار پائے گا اور اس پر بیع صرف کے احکام نافذ ہوں گے۔

ب۔ اگر مضاربت کا مال دین کی شکل میں ہو تو مضاربہ سرٹیفکٹس کی خرید وفروخت پر دین کی بیع وشراء کے احکام جاری ہوں گے۔

ج۔ اگر مضاربت کا مال نقود، دین، سامان اور منافع کا مخلوط ہو تو اس صورت میں مضاربہ سرٹیفکٹس کی خرید وفروخت باہمی رضامندی سے طے شدہ قیمت پر جائز ہوگی، بشرطیکہ اس مال میں غالب حصہ سامان اور منافع کا ہو، لیکن اگر نقود اور دین غالب ہوں تو ان کی خرید وفروخت میں ان شرعی احکام کی رعایت لازمی ہوگی جو تشریحی نوٹ میں بیان کئے جائیں گے، اور اس نوٹ کو اکیڈمی کے آئندہ

سمینار میں پیش کیا جائے گا۔

تمام حالات میں اصولی طور پر خرید وفروخت کا رجسٹریشن لازمی ہوگا۔

چوتھا عنصر:

سرمایہ کاری اور پروجیکٹ شروع کرنے کے لیے جاری کردہ سرٹیفکٹس کے اموال جو شخص حاصل کرے گا وہ مضارب کہلائے گا، اور پروجیکٹ کی ملکیت میں اس کا حصہ نہیں ہوگا، اگر وہ کچھ سرٹیفکٹس بھی خریدتا ہے تو ان حصوں کی حد تک وہ بھی بحیثیت رب المال پروجیکٹ کی ملکیت میں شریک ہوگا، البتہ نفع ہونے کی صورت میں اپنے لیے اعلامیۂ اجراء میں مقررہ شرح کے تناسب سے مضارب نفع میں شریک ہوگا، اور بحیثیت رب المال اپنے حصہ کے بقدر نفع کا بھی حق دار ہوگا۔

سرٹیفکٹس سے حاصل ہونے والے اموال اور پروجیکٹ کے سامانوں پر مضارب کا قبضہ، قبضۂ امانت ہوگا لہذا جب تک ضمان کا کوئی شرعی سبب نہ پایا جائے مضارب پر ضمان نہیں ہوگا۔

۳- خرید وفروخت کے ساتھ ضوابط کی رعایت کرتے ہوئے مضاربہ سرٹیفکٹس کو اسٹاک ایکسچینج کے اندر بھی شرعی ضوابط کے ساتھ رسد وطلب کے حالات اور فریقین کی رضامندی کے مطابق فروخت کرنا جائز ہوگا، اسی طرح یہ بھی جائز ہوگا کہ سرٹیفکٹس جاری کرنے والا ادارہ خود ہی کسی مقررہ مدت کے اندر عام اعلان یا عام ایجاب کرکے مقررہ نرخ پر مال مضاربت کے نفع سے ان سرٹیفکٹس کو واپس خرید لے، لیکن بہتر ہوگا کہ نرخ کی تعیین میں ماہرین سے مدد لی جائے، نیز بازار کے حالات اور پروجیکٹ کے مالی سنٹر کو مدنظر رکھا جائے، اسی طرح کوئی دوسرا ادارہ بھی عام اعلان کرکے مذکورہ طریقہ پر اپنے خاص مال سے ان سرٹیفکٹس کو خرید سکتا ہے۔

۴- اعلامیۂ اجراء یا مضاربہ سرٹیفکٹس میں کوئی ایسی شرط بیان کرنا جائز نہیں ہوگا جس

کی رو سے مضارب راس المال کی یا کسی مقررہ مقدار نفع کی یا راس المال کے کسی مقررہ فیصد نفع کی ضمانت لے، اگر ایسی کوئی شرط صراحتاً یا ضمناً لگائی گئی ہو تو ضمانت کی شرط باطل ہوجائے گی اور مضارب مضاربت کے مثلی نفع کا مستحق ہوگا۔

۵- اعلامیۂ اجراء یا اس کی بنیاد پر جاری شدہ مضاربہ سرٹیفکٹس میں ایسی کوئی شرط لگانا جائز نہیں ہوگا جس کی رو سے اس سرٹیفکٹس کو آئندہ کسی خاص صورت میں یا کسی مقررہ وقت میں فروخت کرنا لازم ہو، البتہ سرٹیفکٹس کو فروخت کرنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، اور ایسی صورت میں فروختگی مستقل عقد کے ذریعہ ماہرین کے طے کردہ قیمت پر اور فریقین کی باہمی رضامندی سے ہی ہوگی۔

۶- اعلامیہ یا اس کی بناء پر جاری شدہ سرٹیفکٹس میں کوئی ایسی شرط جائز نہیں ہوگی جس کی رو سے نفع میں شرکت ہی ختم ہوجاتی ہو، اگر ایسی شرط ہوگی تو عقد باطل ہوجائے گا۔

اس اصول کی بنیاد پر درج ذیل نتائج نکلیں گے:

الف- اعلامیۂ اجراء یا اس کی بنیاد پر جاری مضاربہ سرٹیفکٹس میں سرٹیفکٹس ہولڈرس، پروجیکٹ مالک کے لیے کوئی معین رقم طے کرنا جائز نہیں ہوگا۔

ب- تقسیم کا محل صرف وہ نفع ہے جو شرعاً نفع کہلائے گا، شرعی نفع وہ ہے جو اصل راس المال سے زائد ہو، لہذا ہر آمدنی یا پیداوار نفع نہیں کہلائے گا، اور نفع کی مقدار معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو (کاروبار کے تمام اثاثے فروخت کرکے) نقد کرلئے جائیں، یا پروجیکٹ کے تمام اثاثوں کی قیمت لگاکر حساب کیا جائے، اور جو مال اصل سرمایہ سے زائد نکلے وہ نفع کہلائے گا جسے شرائط عقد کے مطابق سرٹیفکٹس ہولڈرس اور مضارب کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

ج- پروجیکٹ کے تمام نفع اور نقصان کا حساب تیار کیا جائے اور اس کا عام اعلان کیا جائے اور وہ تمام سرٹیفکٹس ہولڈرس کے تصرف میں ہو۔

۷- نفع کا استحقاق نفع ظاہر ہونے سے ہوتا ہے، اور نقد ہوجانے یا حساب کرلینے

کے بعد اس پر ملکیت ہوتی ہے، اور تقسیم کے بعد وہ لازم ہوتا ہے، جس پروجیکٹ میں کچھ کچھ پیداوار یا آمدنی ہوتی رہتی ہے، اس آمدنی کو تقسیم کرنا جائز ہے اور نقد ہونے یا حساب کرنے سے پہلے جو آمدنی تقسیم ہوگی وہ علی الحساب ادا شدہ سمجھی جائے گی۔

۸- اعلامیۂ اجراء میں یہ صراحت شرعاً ممنوع نہیں ہوگی کہ دورانیہ کے اختتام سرٹیفکٹس ہولڈر کے نقد ہو چکے منافع میں سے یا علی الحساب تقسیم شدہ آمدنی میں سے ایک معین حصہ راس المال کو پیش آنے والے نقصانات کی تلافی کے لیے بطور احتیاط محفوظ کرلیا جائے گا۔

۹- اعلامیۂ اجراء یا مضاربہ سرٹیفکٹس میں یہ صراحت بھی شرعاً ممنوع نہیں ہوگی کہ کوئی تیسرا شخص جو عقد کے فریقین سے شخصیت اور مالی ذمہ میں بالکل علاحدہ ہو، یہ وعدہ کرے کہ کسی مخصوص پروجیکٹ میں ہونے والے نقصان کی تلافی کے لیے وہ بلا معاوضہ ایک مخصوص رقم بطور تبرع دے گا، اور یہ وعدہ عقد مضاربت سے بالکل علاحدہ ایک مستقل التزام ہو، یعنی اس وعدہ کا ایفاء عقد کے نفاذ اور عقد سے فریقین پر مرتب ہونے والے احکام میں شرط کی حیثیت نہ رکھتا ہو، لہذا سرٹیفکٹس ہولڈرس یا مضارب میں سے کسی کے لیے یہ درست نہیں ہوگا کہ وہ اس بنیاد پر عقد مضاربت کو باطل قرار دیں، یا عقد کی وجہ سے اپنے اوپر عائد ہونے والے التزامات کی ادائی سے انکار کریں کہ تبرع کا وعدہ عقد مضاربت کے اندر شامل تھا اور متبرع نے اس کی پابندی نہیں کی ہے۔

دوم:

اکیڈمی کے اجلاس نے ان دیگر چار شکلوں کا بھی جائزہ لیا جنہیں اکیڈمی کی قائم کردہ ایک کمیٹی نے اپنی سفارشات میں بیان کیا تھا اور جو وقف کی تعمیر اور اس کی سرمایہ کاری کے اندر استفادہ کے لیے بطور تحریر پیش کی گئی تھیں بشرطیکہ وقف کی ابدیت ودوام کے

لیے لازمی شرائط میں کوئی خلل واقع نہ ہو، یہ شکلیں درج ذیل ہیں:

الف- ایسی شرکت قائم کرنا جس میں ایک جانب وقف کے اثاثوں کی قیمت ہو اور دوسری طرف سرمایہ کاروں کا وہ مال ہو جسے وہ وقف کی تعمیر کیلئے پیش کریں۔

ب- وقف کا اثاثہ ایک غیر متبدل اصل کے طور پر ایسے شخص کو دینا جو نفع کی مقررہ شرح پر اپنے مال سے اس وقف کی تعمیر کرے۔

ج- اسلامی بنکوں کے ساتھ عقد استصناع کے ذریعہ وقف کی تعمیر کا معاملہ کرنا جس میں بنک کا عوض نفع میں سے ہو۔

د- وقف کو کسی عینی اجرت کے عوض کرایہ پر دینا، یہ اجرت وقف پر صرف تعمیر ہو یا اس کے ساتھ معمولی نقد اجرت بھی ہو۔

اکیڈمی کے اجلاس نے کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ ان شکلوں پر اتفاق کرتے ہوئے ان میں مزید غور وفکر کی ضرورت محسوس کی اور اجلاس نے اکیڈمی کی سکریٹریٹ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اس پر مزید تحریریں لکھوائے، ساتھ سرمایہ کاری کی دوسری شرعی صورتوں پر بھی غور کرے اور ان صورتوں کے لیے ایک کمیٹی تشکیل کرے جس کے نتائج اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۳۰(۴/۵)

مالیاتی اداروں میں مشترک مضاربہ

اکیڈمی کے تیرہویں اجلاس منعقدہ کویت، مؤرخہ ۷-۱۲/شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲-۲۷/دسمبر ۲۰۰۱ء میں اس موضوع پر پیش کئے گئے مقالات دیکھنے اور مباحثات سننے کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کئے:

اول:

الف- مشترکہ مضاربت وہ مضاربت ہے جس میں چند سرمایہ کار افراد (ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے) ایک طبعی یا معنوی شخص کے پاس آتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ اپنے اموال کی سرمایہ کاری کا معاملہ کریں، اس شخص کو عموماً یہ اختیار ہوتا ہے کہ اپنی حسب صواب دید جہاں مفید سمجھے سرمایہ کاری کرے اور بسا اوقات سرمایہ کاری کے لیے کسی ایک متعین صورت کی تعیین کردی جاتی ہے، اس شخص کے لیے صراحتاً یا ضمناً یہ بھی اجازت ہوتی ہے کہ وہ سرمایہ کاروں کے اموال کو ایک دوسرے میں ملادے یا اپنے مال سے ملادے، اور کبھی کبھی اس کی جانب سے یہ اتفاق ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت بعض مقررہ شرائط کے ساتھ وہ ان افراد کے اموال مکمل یا ان کا کچھ حصہ نکال بھی سکتا ہے۔

ب- سرمایہ فراہم کرنے والے تمام افراد مجموعی طور پر ''ارباب الاموال'' کی حیثیت رکھتے ہیں، اور (اگر مضارب نے اپنا مال بھی ان کے مال کے ساتھ ملادیا ہوتو) ان کے باہمی تعلق کی حیثیت شرکت کی ہوگی، اور ان کے اموال کی سرمایہ کاری کا ذمہ دار شخص مضارب قرار پائے گا، خواہ یہ شخص طبعی (عام انسان) ہو یا معنوی شخص جیسے بنک اور مالی ادارہ وغیرہ، اس شخص اور ان افراد کے درمیان تعلق کی

نوعیت مضاربت کی ہوگی، اس لیے کہ سرمایہ کاری کے لیے فیصلوں، انتظامات اور تنظیم کا نفاذ اسی شخص کے سر ہوتا ہے، اگر یہ مضارب کسی تیسرے فریق کو سرمایہ کاری کے لیے مال فراہم کردے تو یہ اس مضارب اول اور تیسرے فریق کے درمیان دوسری مضاربت ہو جائے گی، ارباب اموال اور تیسرے فریق کے درمیان بچولیہ (وساطت) کی نہیں ہوگی۔

ج- یہ مشترک مضاربت فقہاء کے اس فیصلہ پر مبنی ہے کہ ارباب اموال کئی ہو سکتے ہیں، اور ان کے ساتھ راس المال میں مضارب کا شریک ہونا بھی جائز ہے، اور اس صورت کی وجہ یہ معاملہ جائز مضاربت سے باہر نہیں ہو جاتا ہے، بشرطیکہ مضاربت کے لیے طے شدہ شرعی ضوابط کی پابندی کی جائے، ساتھ ہی اموال میں شرکت کے تقاضوں کی رعایت بھی ضروری ہوگی تا کہ معاملہ شرعی مقتضی کے دائرہ سے نکل نہ جائے۔

دوم: مشترک مضاربت کے ساتھ عمومی طور پر مخصوص معاملات درج ذیل ہیں:

الف- مشترک مضاربت میں اموال کا اختلاط:

ارباب اموال کے مال کو ایک دوسرے میں ملا دینا یا مضارب کے مال سے ملا دینا ممنوع نہیں ہے، اس لیے کہ یہ ان کی صراحتاً یا ضمناً رضامندی سے انجام پاتا ہے، اور اگر معنوی شخص مضاربت اور سرمایہ کاری کی تنظیم کا عمل انجام دے رہا ہو تو اس میں کسی کو کوئی ضرر پہنچنے کا اندیشہ بھی نہیں ہے، کیوں کہ راس المال میں ہر صاحب مال کا تناسب متعین ہے، اور اس اختلاط کی وجہ سے مالی قوت میں اضافہ ہو کر سرگرمی میں وسعت آئے گی اور نفع میں اضافہ ہوگا۔

ب- مقررہ وقت کے ساتھ مضاربت کی تحدید:

اصل یہ ہے کہ مضاربت عقد غیر لازم ہے اور دونوں میں سے ہر فریق کو حق ہے کہ وہ عقد کو فسخ کردے، البتہ دو صورتیں ایسی ہیں جن میں معاملہ فسخ کرنے کا حق باقی نہیں

رہتا، ایک یہ کہ مضارب کام شروع کردے تو مضاربت اس وقت تک کے لیے لازمی ہوجاتی ہے جب تک کہ سامان حقیقتاً یا حکماً نقد نہ ہوجائے ، دوسری صورت یہ ہے کہ جب رب المال یا مضارب طے کرلے کہ ایک مقررہ مدت کے درمیان فسخ نہیں کیا جائے گا تو اس فیصلہ کی پابندی ہونی چاہیے ، کیوں کہ اس مدت کے درمیان خلل اندازی سے سرمایہ کاری کے سفر میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

فریقین کے باہمی اتفاق سے مضاربت کو کسی معینہ وقت کے ساتھ محدود کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، بایں طور کہ وہ مدت گذرتے ہی مضاربت ختم ہوجائے گی ، کسی فریق کی جانب سے فسخ کے مطالبہ کی ضرورت نہیں ہوگی، اس تحدید وقت کا اثر صرف اس بات پر ہوگا کہ مقررہ وقت کے بعد کوئی نیا معاملہ نہیں کیا جاسکے گا،لیکن پہلے سے جاری معاملات کے تصفیہ پر اس کا اثر نہیں ہوگا۔

ج- مشترک مضاربت میں نفع کی تقسیم کے لیے طریقہ نمبر اختیار کرنا:

اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے کہ نفع کی تقسیم کے وقت نمر کا طریقہ (نمبر ڈالنے کا ایک مخصوص طریقہ) اختیار کیا جائے جس میں ہر سرمایہ کار کے کل مال کی مقدار اور سرمایہ کاری میں اس مال کے رہنے کی مدت کی رعایت کے ساتھ تقسیم ہوتی ہے، اس لیے کہ نفع کے حصول میں تمام سرمایہ کاروں کے اموال اپنی اپنی مقدار اور مدت استعمال کے لحاظ سے موثر رہے ہیں ،تو رقم کی مقدار اور مدت استعمال کی رعایت کے ساتھ متناسب حصہ نفع کا استحقاق سب سے زیادہ عادلانہ طریقہ تقسیم نفع ہے ، اس لیے کہ سرمایہ کاروں کا مشترک مضاربت میں شامل ہونا ضمناً اس بات پر اتفاق ہے کہ شریک اپنے دوسرے شریک کے مال کے نفع سے استفادہ کرے ، اور اس طریقہ کی وجہ سے نفع میں شرکت ختم نہیں ہوتی ہے اور حاصل نفع میں سے متناسب حصہ پر رضامندی شامل ہوتی ہے۔

د- ارباب اموال کی حقوق کی حفاظت کے لیے رضا کارانہ کمیٹی کی تشکیل:

چوں کہ سرمایہ کار (ارباب اموال) کے کچھ حقوق مضارب پر ہوتے ہیں جو ان

شرائط کی شکل میں ہوتے ہیں جن کا مضارب کی جانب سے اعلان کیا جاتا ہے اور جن پر مشترک مضاربت میں داخل ہوتے وقت سرمایہ کار اتفاق کرتے ہیں، تو اس میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے کہ ان میں سے ہی ایک رضا کار کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان حقوق کی حفاظت کرے اور مضاربت کی متفقہ شرائط کے نفاذ کی نگرانی کرے، لیکن اس کے سرمایہ کارانہ فیصلوں میں دخل نہ دے، الا یہ کہ صرف بطور مشورہ ہو جو مضارب کے لیے غیر لازمی ہو۔

ھ- سرمایہ کاری کا امین:

سرمایہ کاری کے امین سے مراد ہر وہ بنک یا مالیاتی ادارہ ہے جو اپنی تنظیم، تجربہ اور مالی حیثیت میں اعلی درجہ پر ہو اور اس کے سپرد اموال اور وہ دستاویزات کیے جائیں جو موجود اشیاء کی نمائندگی کرتی ہیں، تاکہ وہ امین ان اموال و دستاویزات کا امانت دار بنے اور مضارب ان میں کوئی ایسا تصرف نہ کرے جو مضاربت کے نظام میں اس کی صراحت ہو، تاکہ شرکاء کو آگاہی رہے، اور بشرطیکہ سرمایہ کاری کا امین فیصلوں میں دخل نہ دے، بلکہ صرف مال کی حفاظت اور سرمایہ کاری کے شرعی وفنی قیود کی رعایت کیے جانے تک اپنے عمل کو محدود رکھے۔

و- مضاربت کے نفع کا معیار اور مضارب کے لیے تشجیعات مقرر کرنا:

اس میں شرعا کوئی مانع نہیں ہے کہ نفع کا متوقع معیار مقرر کردیا جائے اور اس بات کی صراحت کردی جائے کہ اگر نفع اس شرح سے زیادہ ہو جائے گا تو اضافی نفع کے ایک حصہ کا مضارب مستحق ہوگا، اور اس سے پہلے ہر دو فریق کے نفع کا تناسب متعین کیا جاچکا ہو خواہ جو بھی نفع کی مقدار ہو۔

ز- معنوی شخص (مالیاتی ادارہ یا بنک) کی جانب سے انتظام مضاربت کی صورت میں مضارب کی تعیین:

اگر مضاربت کے انتظامات کسی معنوی شخص کی جانب سے ہو جیسے بنک اور مالیاتی ادرائے تو یہ معنوی شخص ہی مضارب ہوگا، قطع نظر اس سے کہ مجلس عمومی، مجلس انتظامی

یا مجلس تنفیذی کے اندر کسی قسم کی تبدیلی ہوتی رہے، مضارب کے ساتھ ارباب اموال کے تعلق پر کوئی اثر نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اس نظام سے متفق ہو جس کا اعلان کیا گیا ہے اور جو مشترک مضاربت مین داخل ہونے کے لیے قبول کیا گیا ہے، اسی طرح مضاربت پر اس وقت بھی کوئی اثر نہیں ہوگا جب مضاربت کا نظم چلانے والے معنوی شخص کے ساتھ دوسرا معنوی شخص بھی مل گیا ہو، البتہ اگر شخص معنوی کی کوئی شاخ مستقل وآزاد ہوجائے اور اس کی علاحدہ معنوی شخصیت ہوجائے تو ارباب اموال کو مضاربت سے نکل جانے کا حق ہوگا، خواہ مضاربت کی مدت ختم نہ ہوئی ہو۔

چوں کہ معنوی شخص مضاربت کے کام اپنے اسٹاف اور کارکنان کے ذریعہ سے انجام دیتا ہے تو وہ خود ان کارکنان کے اخراجات کا بار اٹھائے گا، اسی طرح مضارب تمام بلاواسطہ اخراجات برداشت کرے گا، کیوں کہ یہ اخراجات اس کے پانے حصہ نفع سے پورے کیے جائیں گے، اور مضاربت پر صرف وہی اخراجات آئیں گے جو براہ راست مضاربت ہی کے ساتھ مخصوص ہوں، اسی طرح ان کاموں کے اخراجات بھی مضاربت پر آئیں گے جن کی انجام دہی مضارب کی ذمہ داری نہیں ہے، مثلاً ان لوگوں کے اخراجات جن سے مضارب اپنے ادارتی ذمہ داری کے دائرہ سے باہر تعاون حاصل کرے۔

ح-مضاربت میں ضمان اور مضارب کا ضمان:

مضارب امانت دار ہے، اور جو خسارہ یا ضیاع ہو اس کا وہ ضامن نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ وہ کوئی زیادتی کر جائے، یا کوتاہی کا ارتکاب کرے، بشمول شرعی شرائط کی مخالفت یا ان مقررہ قیود سرمایہ کاری کی مخالفت جن کی بنیاد پر مضاربت میں داخلہ عمل میں آیا ہے، اس حکم میں انفرادی مضاربت اور مشترک مضاربت برابر ہیں، اور اس کو مشترک اجارہ پر قیاس کرنے یا اس میں شرط والتزام لگانے کے دعوی سے حکم نہیں بدلے گا، نیز اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۳۰ (۴/۵) کے مطابق تیسرے فریق کو ضامن بنانے میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۲۲ (۱۳/۵)

شرکت متناقصہ اور اس کے شرعی اصول وضوابط

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الإسلامی'' کا پندرھواں فقہی سمینار ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء کو مسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی نے ''شرکت متناقصہ اور اس کے شرعی اصول وضوابط'' سے متعلق اکیڈمی کو موصول ہونے والی تحریروں اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات کی روشنی میں درج ذیل قرارداد منظور کی:

۱- شرکت متناقصہ: معاملہ کی ایک نئی شکل ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی منفعت بخش پراجیکٹ میں دو فریق شریک ہوں اور ان میں سے ایک اس بات کا وعدہ کرے کہ وہ آہستہ آہستہ فریق ثانی کے حصہ کو خریدے گا خواہ یہ خریداری منافع ہی کے حصہ سے ہوگی یا دوسرے مال سے۔

۲- شرکت متناقصہ کی بنیاد: یہ ایک ایسا عقد ہے جسے دو فریق مل کر مکمل کرتے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک شرکت کے سرمایہ کے طور پر اپنا ایک حصہ شامل کرتا ہے، یہ حصہ داری نقد رقم اور سونے چاندی سے بھی ہوسکتی ہے اور متعینہ سامانوں کے ذریعہ بھی ہوسکتی ہے، سامانوں میں ان کے نرخ کی تعیین ضروری ہے، نیز منافع کی تقسیم کی کیفیت بیان کرنا بھی ضروری ہے، علاوہ ازیں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اگر تجارت میں نقصان ہوگا تو اپنے اپنے حصہ شرکت کے بقدر ہر دو فریق اس خسارہ کا ذمہ دار ہوگا۔

۳- شرکت متناقصہ کی صحت مخصوص ہوتی ہے، اس صورت کے ساتھ کہ اس میں کسی ایک ہی شریک کی طرف سے یہ حتمی ولازمی وعدہ ہو جائے کہ وہ دوسرے شریک کا حصہ خرید کر مالک ہو جائے گا جبکہ دوسرے شریک کو اختیار بھی رہے گا، وہ اس طرح کہ شریک آخر کے حصہ میں سے ہر ہر جز کے مالک ہونے کے وقت ایجاب وقبول پر دال قول وعمل کے ذریعہ عقد بیع کو پختہ کرلے۔

۴- اس شرکت کے ہر فریق کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے شریک کا حصہ معلوم اجرت پر متعینہ مدت کے لیے کرایہ پر لے لے، اور دونوں شریکوں میں سے ہر ایک اپنے حصہ کے بقدر بنیادی حفاظت کا ذمہ دار ہوگا۔

۵- شرکت متناقصہ میں اگر شرکت کے عمومی احکام کا التزام کیا جائے، تو یہ ایک مشروع عقد ہے، بشرطیکہ اس میں درج ذیل امور اور ضابطے مدنظر رکھے جائیں:

الف- یہ بات لازمی نہ قرار دی جائے کہ ایک شریک دوسرے شریک کے حصہ کو حصہ کی اس قیمت پر خریدے جو عقد شرکت کے وقت تھی، چوں کہ اس میں ایک شریک دوسرے شریک کے حصہ کا ضامن ہوتا ہے، بلکہ ہونا چاہیے کہ حصہ کے خرید وفروخت کی وہ قیمت طے کی جائے جو خرید وفروخت کے دن بازاری نرخ کے عین مطابق ہو، یا خرید وفروخت کے وقت جس قیمت پر فریقین کا اتفاق ہو جائے۔

ب- یہ شرط نہ رکھی جائے کہ انشورنس یا حفاظت اور دیگر اخراجات کا ذمہ دار فریقین میں سے کوئی ایک ہی ہوگا بلکہ یہ ذمہ داری مشترکہ سرمایہ پر حصص کے بقدر رکھی جائے۔

ج- شرکت داروں کے منافع کی تعیین عمومی تناسب سے یا مال شرکت کی نسبت سے کی جائے، یہ جائز نہیں کہ منافع کی ایک متعینہ رقم کسی ایک کے لیے خاص کرنے کی شرط لگائی جائے۔

د- اس شرکت سے متعلق عقود اور معاہدات کی وضاحت کردی جائے۔

ھ- فریقین میں سے کسی ایک کے لیے شرکت میں لگائے گئے اپنے سرمایہ کی واپسی کے حق کی صراحت نہ کی جائے۔ قرارداد نمبر: ۱۳۶(۱۵/۲)

وعدہ کا ایفا اور خریداری کا حکم دینے والے سے مرابحہ

اکیڈمی نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱-۶/ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/دسمبر ۱۹۸۸ء میں مذکورہ موضوعات پر ارکان و ماہرین کی جانب سے آنے والے مقالات کے جائزہ اور بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل امور طے کئے:

اول: خریداری کا حکم دینے والے سے مرابحہ کا معاملہ کسی سامان پر اس وقت جائز ہے جب وہ سامان مامور کی ملکیت میں آچکا ہو اور اس پر شرعی قبضہ حاصل ہو چکا ہو جب تک کہ آمر کو سامان حوالہ کرنے سے پہلے ہونے والے نقصان کی ذمہ داری مامور پر آتی ہو نیز حوالہ کرنے کے بعد پوشیدہ عیب وغیرہ واپسی کے متقاضی اسباب کی بنا پر بیع کو رد کرنے کی ذمہ داری بھی مامور پر ہو، اور بیع کی دیگر شرائط موجود ہوں اور موانع نہ پائے جاتے ہوں۔

دوم: وعدہ (جو انفرادی طور پر آمر (حکم دینے والے) یا مامور (خریداری کرنے والے) کی جانب سے ہو) کا ایفا عذر کے علاوہ صورت میں وعدہ کرنے والے کے حق میں دیانۃً لازمی ہے، اور اگر وہ وعدہ کسی ایسے سبب کے ساتھ وابستہ ہو کہ وعدہ کے نتیجہ میں وہ شخص جس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، کوئی جدوجہد انجام دیتا ہو تو ایسی صورت میں قضاء بھی وعدہ کا ایفا لازم ہے، اور ایسی حالت میں لزوم کے اثر کی تحدید یا تو وعدہ کی تکمیل سے ہوگی یا بلا عذر وعدہ پورا نہ کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نقصان کا معاوضہ ادا کرنے سے ہوگی۔

سوم: باہمی وعدہ (جو فریقین کی جانب سے ہو) بیع مرابحہ میں جائز ہے، بشرطیکہ

دونوں یا کسی ایک فریق کو اختیار حاصل ہو، اگر اختیار کسی کو نہ ہو تو جائز نہیں ہے، کیوں کہ بیع مرابحہ میں ایسا باہمی وعدہ جس کا پورا کرنا لازم ہو خود بیع کے مشابہ ہو جاتا ہے اور اس وقت یہ شرط ہوگی کہ بائع سامان کا مالک ہوتا کہ معدوم کی بیع سے ممانعت کے حکم نبوی کی مخالفت نہ لازم آئے۔

چوں کہ اجلاس نے محسوس کیا کہ بیشتر اسلامی بنک اپنی سرمایہ کاری کے اکثر معاملات میں مرابحہ للآمر بالشراء (خریداری کا حکم دینے والے کے لیے مرابحہ) ہی کا طریقہ اپناتے ہیں، اس روشنی میں یہ اجلاس سفارش کرتا ہے کہ:

اول: تمام اسلامی بنک اپنی سرگرمی کو اقتصادی ترقی کے مختلف طریقوں تک وسیع کریں ، خاص طور پر اپنی مخصوص کوشش کے ذریعہ یا دیگر اداروں کے ساتھ شرکت اور مضاربت کے ذریعہ صنعتی یا تجارتی پروجیکٹس کے قیام کی جانب توجہ مبذول کریں۔

دوم: اسلامی بنکوں میں مرابحہ للآمر بالشراء کے نفاذ کے لیے عملی حالات کا جائزہ لیا جائے تا کہ ایسے اصول وضع کئے جاسکیں جن سے نفاذ میں خلل سے تحفظ ہو اور شریعت کے عمومی احکام یا مرابحہ کے خصوصی احکام کی رعایت رکھتے ہوئے ان کا تعین کیا جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۴۰-۴۱ (۲/۵و۳/۵)

ربا/سود

Riba

سونے کی تجارت ایکسچینج اور ڈرافٹس کے اجتماع کا شرعی حل

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے نویں اجلاس منعقدہ ابوظہبی، متحدہ عرب امارات مورخہ ۱-۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/ اپریل ۱۹۹۵ء میں ''سونے کی تجارت، ایکسچینج اور ڈرافٹس کے اجتماع کے شرعی حل'' کے موضوع پر پیش کردہ مقالات کو دیکھنے اور مناقشہ سننے کے بعد درج ذیل فیصلہ کیے:

اول۔ سونے کی تجارت:

الف۔ سونے چاندی کی خریداری ایسے چیک کے ذریعہ ہوسکتی ہے جو بینک سے تصدیق شدہ ہو، (جسے Pay Order کہا جاتا ہے) بشرطیکہ فروخت شدہ سونے چاندی اور چیک پر ایک مجلس میں دونوں فریق قبضہ کرلیں۔

ب۔ سونا جو زیورات کی شکل میں ڈھلا ہوا ہو اسے بن ڈھلے سونے کے عوض کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا درست نہیں جیسا کہ جمہور فقہاء کا مذہب ہے، اس لیے کہ سونے کے تبادلہ میں عمدگی یا صنعت وصیاغت کا اعتبار نہیں۔

آج کے حالات میں سونا ذریعہ تبادلہ نہیں رہا بلکہ اس کی جگہ کاغذی نوٹوں نے لے لی ہے، اس لیے اس مسئلہ پر غور کی ضرورت عملی زندگی میں نہیں رہی، اور سونا چاندی کا کاغذی نوٹوں کے ذریعہ تبادلہ کیا جائے تو یہ دو جنس شمار ہوں گے۔

ج۔ خالص سونے کی فروخت ایسے سونے کے ساتھ جس کے ساتھ کوئی اور جنس ملی ہوئی ہو، کمی زیادتی کے ساتھ درست ہے، اور یہ اس لیے کہ ایک جانب سونے

کی زائد مقدار دوسری جانب کی دوسری جنس والی چیز کے بالمقابل سمجھی جائیگی۔

د۔ مندرجہ ذیل مسائل میں مزید فنی اور شرعی بحث و تحقیق کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے فیصلہ کو ملتوی رکھا گیا:

☆ ایسی کمپنی کے شیئرز کی خریداری جو سونے یا چاندی کے نکالنے کا کام کرتی ہو۔

☆ سونے کا مالک بننا یا دوسرے کو مالک بنانا ان سرٹیفکٹس کے ذریعہ جو سونے کی مخصوص مقدار کا اظہار کرتی ہیں، دراں حالیکہ یہ سرٹیفکٹ جاری کرنے والی کمپنی اپنے خزانہ میں اس مقدار میں سونا محفوظ رکھتی ہے اور اس سرٹیفکٹ کے مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ جب چاہے اس مقدار میں سونا حاصل کرے یا اس پر کوئی تصرف کرے۔

دوم۔ ایکسچینج اور ڈرافٹس کے اجتماع کا شرعی حل:

الف۔ ڈرافٹس کی رقم کسی متعین کرنسی میں جمع کی جائے اور ڈرافٹس بنانے والا اسی کرنسی میں ادائی خواہش کرے تو یہ عمل شرعاً جائز ہے، خواہ یہ بغیر کسی عوض کے ہو یا واقعی اجرت کے حدود میں کسی عوض کے بالمقابل ہو، اگر بغیر عوض کے ہو تو حنفیہ کے نزدیک یہ مطلق حوالہ ہوگا جو محال الیہ کے مدیون ہونے کی شرط نہیں لگاتے ہیں، غیر حنفیہ کے نزدیک یہ ہنڈی کے حکم میں ہوگا، ہنڈی یہ ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کو کوئی مال اس لیے دے کہ دوسرا شخص مال دینے والے یا اس کے وکیل کو کسی دوسرے شہر میں وہ مال واپس کردے، اور اگر کسی عوض کے بالمقابل ہو تو یہ وکالت بالأجر ہوگی، اور اگر ڈرافٹس کا کام کرنے والے لوگ عام لوگوں کے لیے کام کرتے ہوں تو وہ رقم کے ضامن ہوں گے جس طرح اجیر مشترک ضامن ہوتا ہے۔

ب۔ اگر ڈرافٹس کے لیے دی گئی کرنسی کے علاوہ دوسری کرنسی میں ڈرافٹس کی ادائیگی مطلوب ہو تو یہ عمل ایکسچینج اور شق (الف) میں مذکور مفہوم کے مطابق ڈرافٹس دونوں پر مشتمل ہوگا، ڈرافٹ کے عمل سے پہلے ایکسچینج کا عمل انجام دیا جائے گا،

وہ اس طور پر کہ گاہک بنک کو رقم سپرد کرے گا اور بینک گاہک کو سپرد کئے گئے کاغذات میں درج شدہ ایکسچینج ریٹ پر اتفاق کے بعد اس کا اندراج اپنے رجسٹروں میں کرلے گا، پھر سابق مفہوم کے مطابق ڈرافٹ کا عمل جاری ہوگا۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۸۴(۹/۱)

اسلامی مالیاتی اداروں میں بقایاجات کا مسئلہ

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چودھویں سمینار منعقدہ دوحہ، قطر مؤرخہ ۸-۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶/جنوری ۲۰۰۲ء میں اس موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات کے مطالعہ اور مباحثات کو سننے کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گئے:

اول- اسلامی مالیاتی اداروں میں بقایاجات کا معاملہ عام قسم کے بینکوں سے مختلف ہے کیوں کہ عام بینک حرام انٹرسٹ حاصل کرتے ہیں، اس لیے درج ذیل امور کی روشنی میں بینک انٹرسٹ کی حرمت کی تاکید مناسب ہے:

ا- عام بینکوں کے کام: موجودہ بینکنگ سسٹم بینکوں کو نفع ونقصان کی بنیاد پر سرمایہ کاری کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ اس لیے وہ عام لوگوں سے بطور قرض رقمیں لیتے ہیں، اور اپنے کاموں کو جیسا کہ ماہرین قانون ومعیشت کہتے ہیں، سودی بنیاد پر دوسروں کو قرض دینے اور قرض لینے اور ان امانتوں کو نفع کے ساتھ قرضوں پر دے کر کریڈٹ لینے میں محدود رکھتے ہیں۔

(ب) عام بینکوں اور ڈپوزٹ کرنے والوں کے مابین تعلق:

بینکوں اور ڈپازٹ کرنے والوں کے مابین تعلق کی شرعی اور قانونی حیثیت قرض

لینے دینے کی ہے وکالت کی نہیں ۔ بینک کے موجودہ قوانین اور نظام بھی اسی کو مانتے ہیں ، یہ اس لیے کہ سرمایہ کاری میں وکالت ایسا عقد ہے جس کی رو سے مال کی ایک مخصوص مقدار کسی دوسرے شخص کو دی جاتی ہے کہ وہ مالک کے مفاد میں کام کرے ، اور عوض میں اسے ایک مخصوص رقم یا سرمایہ کاری میں لگے مال کا ایک حصہ دیا جائے گا اور اس بات پر اتفاق ہے کہ سرمایہ کاری میں لگے مال کا مالک موکل ہوتا ہے ، اس کا نفع نقصان بھی اسی کے ذمہ ہوتا ہے ، وکیل کو وہ اجرت ملے گی جو طے پائی تھی ، اس بنیاد پر عام بینک ڈپازیٹروں کے مال کی سرمایہ کاری کرنے کے لیے وکیل نہیں قرار پائیں گے ، یہ ڈپازٹس بینک کو دیئے جاتے ہیں اور بینک ان کا ضامن ہوتا ہے ، اس طور پر یہ قرض قرار پاتے ہیں ، بینک ان میں تصرف کا حق رکھتا ہے اور انہیں لوٹانے کا پابند ہوتا ہے ، قرض میں جیسا تھا ویسے ہی لوٹا دیا جاتا ہے ، اس میں کسی اضافہ کی شرط نہیں ہوتی ۔

(ج) عام بینکوں کے فوائد شرعاً حرام سود ہے :

☆ ڈپازٹ پر بینک کی طرف سے ملنے والے فوائد کتاب وسنت کی روشنی میں شرعاً حرام سود ہیں ، اور اس کی حرمت پر بے شمار فتاوی اور فیصلے صادر ہوچکے ہیں ۔ سب سے پہلے ''مجمع البحوث الاسلامیہ'' قاہرہ کے دوسرے اجلاس منعقدہ قاہرہ محرم ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں امت کے ۸۵ بڑے فقہاء جمع ہوئے ، جس میں ۳۵ مسلمان ملکوں کی نمائندگی تھی ، اس کی قراردادوں کی پہلی شق میں یہ لکھا گیا کہ قرضوں کی تمام قسموں پر حاصل ہونے والا نفع سود ہے اور حرام ہے ۔ اس کے بعد متعدد سمیناروں اور اجلاس کی قراردادیں اور سفارشات منظور کی جاتی رہی ہیں ، مثلاً :

☆ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء کو مکہ مکرمہ میں منعقدہ پہلی عالمی اسلامی اقتصادیات کانفرنس جس میں تین سو سے زیادہ علماء ، فقہاء اور ماہرین معیشت وبینکاری شریک ہوئے تھے ۔ اس کانفرنس نے بینکوں کے منافع کو حرام قرار دیا۔

☆ ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء کو کویت میں اسلامی بینکوں کی دوسری مؤتمر منعقد ہوئی

اور اس میں بھی اس کی حرمت پر مہر ثبت کی گئی۔

☆ تنظیم اسلامی کانفرنس کے تحت قائم عالمی اسلامی فقہ اکیڈمی نے ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۵ء کو جدہ میں منعقد اپنے اجلاس دوم میں قرارداد نمبر ۱۰(۲/۱۰) پاس کی، اس میں کہا گیا کہ ''اس قرض پر جس کی مدت ادائیگی آ گئی ہو اور مقروض اسے ادا نہ کر سکا ہو تو ادائی کی تاخیر کے بدلہ جو بھی زیادتی یا فائدہ حاصل کیا جائے، یا ابتداء ہی سے قرض کے بدلے جو زیادتی اور نفع حاصل کیا جائے، دونوں صورتوں میں یہ شرعاً حرام سود ہوگا۔

☆ رابطہ عالم اسلامی مکہ کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی نے ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء کو منعقدہ اپنے نویں اجلاس میں بتاکید کہا کہ ''سودی فوائد کے ذریعہ حاصل ہونے والا ہر مال شرعاً حرام ہے۔

☆ از ہر کے افتاء بورڈ نے کہا کہ سرمایہ کاری کے سرٹیفکیٹ کے منافع (الف، ب) حرام ہیں، کیوں کہ یہ فائدہ پر قرض دینا ہوا، اور نفع پر قرض دینا سود ہے اور سود حرام ہے۔

☆ اس وقت کے مفتی مصر شیخ ڈاکٹر محمد سید طنطاوی نے رجب ۱۴۰۹ھ مطابق فروری ۱۹۸۹ء کو فتوی دیا کہ پہلے سے طے شدہ کسی فائدہ کے عوض بینک میں رقم ڈپازٹ کرنا یا قرض دینا یا لینا خواہ کسی بھی شکل میں ہو، حرام ہے۔

☆ ان مذکورہ فیصلوں کے علاوہ مزید علمی اداروں کے متعدد فتاوی ہیں، جیسے اسلامی ممالک کی مختلف فقہ اکیڈمیاں دارالإفتا، علمی کانفرنسیں، سمینار، اہل علم اور ماہرین معیشت اور بینک کاری وغیرہ کے فتوی اور رائیں، ان سب میں یہی بات اس انداز سے کہی گئی ہے کہ سب مل کر ایک معاصر اجماع کی شکل میں اختیار کر لیتی ہیں کہ بینک کے فوائد حرام ہیں، لہٰذا اس اجماع کی مخالفت درست نہ ہوگی۔

(د) سرمایہ کاری کے منافع کی تحدید، متعینہ رقم یا سرمایہ سے ہی ایک متعینہ مقدار کی صورت میں کرنا:

منافع پر قرض کا معاملہ شرعی عقد مضاربت سے بالکل الگ ہے کہ قرض میں نفع تو قرض لینے والے کا ہوگا اور نقصان قرض میں سے پورا کیا جائے گا، جبکہ مضاربت میں نفع ونقصان میں دونوں فریق شریک ہوں گے، حدیث ''الخراج بالضمان'' (احمد اور اصحاب سنن کی روایت بسند صحیح) سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ جو شخص عیب، نقصان اور بربادی وغیرہ برداشت کرے گا اس مال سے حاصل شدہ فائدے، منفعت اور بڑھوتری بھی اسی کی ہوگی، اسی حدیث سے فقہاء نے مشہور فقہی قاعدہ " الغنم بالغرم " اخذ کیا ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: ''نھی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربح مالم یضمن " (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کے نفع سے منع کیا ہے جس مال کا وہ ضامن نہ بنتا ہو) (رواہ اصحاب السنن)

تمام فقہی مذاہب اور فقہاء کا صدیوں سے اس پر اجماع چلا آیا ہے کہ مضاربت اور دوسری تمام شرکتوں میں سرمایہ کاری کے نفع کی ایسی تحدید جائز نہ ہوگی کہ پہلے ہی سے سرمایہ سے ہی ایک متعینہ رقم یا الگ سے ایک متعینہ رقم خاص کرلی جائے، کیوں کہ ایسی صورت میں اصل کی ضمانت ہوگی جو صحیح شرعی دلیلوں کے خلاف ہے، اور شرکت ومضاربت کا مقصد (یعنی نفع ونقصان میں مشارکت) ہی اس سے فوت ہوجائے گا، یہ اجماع ثابت شدہ ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف منقول نہیں، اس سلسلہ میں ابن قدامہ نے المغنی میں لکھا ہے: ''جن اہل علم سے رائیں محفوظ ہیں، ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ فریقین میں ایک یا دونوں اگر اپنے لیے متعینہ درہموں کی شرط لگائیں تو قراض (مضاربت) باطل ہوجائے گا'' (۳/۳۴) اجماع بذات خود ایک دلیل ہے۔

اکیڈمی اجماعی طور پر اس کا فیصلہ کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو کسب حلال کے حصول اور کسب حرام سے اجتناب کی دعوت دیتی ہے۔

ثانیا: وہ قرض جن کی ادائیگی میں تاخیر ہوگئی ہے۔

(الف) معاملات میں جرمانہ کی شرط کے سلسلہ میں اکیڈمی اپنی گزشتہ ان قراردادوں کی مزید تائید کرتی ہے، جو سلم میں جرمانہ کی شرط سے متعلق قرارداد نمبر ۸۵ (۹/۲)

صادر ہوئی تھی اس کی عبارت یہ تھی: ''مسلم فیہ کو سونپنے میں تاخیر کے سبب جرمانہ کی شرط لگانا جائز نہ ہوگا، کیوں کہ وہ ایک قرض ہے، اور قرض کی ادائی میں تاخیر کر جائے تو اس میں زیادتی کی شرط نہیں لگائی جاسکتی''، یہی بات اکیڈمی کی قرارداد متعلق جرمانہ کی شرط نمبر ۱۰۹(۱۲/۴) میں آئی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ'' تمام مالی معاملات میں جرمانہ کی شرط لگائی جاسکتی ہے، سوائے ان معاملات کے جن میں اصلی التزام قرض کا ہے، کیوں کہ اس صورت میں یہ صریحاً سود ہوگا، اور اسی بنیاد پر قسطوں کی بیع میں بھی اگر قرض دار بقیہ قسطیں تنگی یا ٹال مٹول کسی بھی وجہ سے ادا نہ کرسکا ہو، جرمانہ کی شرط لگانا جائز نہ ہوگا، ایسے ہی عقد استصناع مال بنوانے کے معاہدہ میں اگر بنوانے والا وقت سے انجام نہ دے سکا تو اس میں بھی جرمانہ کی شرط لگانا جائز نہ ہوگا۔

(ب) قسطوں کی بیع کے موضوع پر اکیڈمی اپنے پاس کردہ قرارداد نمبر ۵۱(۲/۲) کی مزید تائید کرتی ہے۔

سوم: اگر خریدنے والا قرض دار وقت پر قسطیں ادا نہیں کرسکا، تو کسی شرط کے تحت یا بغیر کسی شرط کے اس کو قرض پر مزید کسی اضافہ کی ادائی کا پابند بنانا جائز نہ ہوگا، کیوں کہ یہ حرام سود ہے۔

چہارم: خوشحال قرض دار کے لیے جن قسطوں کی ادائی کا وقت آگیا ہے، ان میں ٹال مٹول کرنا حرام ہے، پھر بھی اگر وہ ادائی میں تاخیر کرتا ہے تو شرعا جرمانہ کی شرط لگانا جائز نہ ہوگا۔

پنجم: شرعا جائز ہے کہ ادھار بیچنے والا شرط لگائے کہ جب قرض دار کوئی قسط اس کے وقت پر ادا نہیں کرے گا تو آئندہ کی بقیہ قسطیں بھی فوری واجب الاداء قرار پائیں گی، بشرطیکہ قرض دار اس شرط پر راضی ہو چکا ہو۔

ششم: بیچنے والے کو حق نہیں ہوگا کہ بیچنے کے بعد بیچی جانے والی چیز کی ملکیت اپنے پاس رکھے، ہاں یہ جائز ہے کہ بائع خریدار سے یہ معاملہ کرلے کہ جب تک وہ

تمام قسطیں ادا نہیں کرتا ہے تب تک وہ چیز اس کے پاس بطور رہن رہے گی۔

(ج) اسلامی بینکوں کو قرضوں کی ادائیگی میں تاخیر کے اسباب پر غور کر کے ان کا ازالہ کرنا چاہئے ،مثلاً مرابحہ اور تاخیر سے ہونے والے معاملات، مالیات کی فراہمی کے فنی ذرائع کو اختیار نہ کرنا ، (مثلاً نفع کا مطالعہ) اور کافی ضمانتیں نہ لینا وغیرہ۔

اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

(الف) اسلامی بینک اپنے کاروبار میں اسلامی اقتصادی منہج اور اس کے ضوابط کو اختیار کریں اور مزید ترقی کے لیے ضروری ادارہ جاتی اور فنی اصلاحات کریں اور اجتماعی واقتصادی ارتقاء کے لیے براہ راست سرمایہ کاری اور اشتراک وتعاون کا طریقہ استعمال کریں کہ یہ اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔

(ب) اسلامی مالیاتی ادارون میں بقایاجات کے مسئلہ کا متبادل میکانزم تلاش کیا جائے اور اس سلسلہ میں تحقیقی تحریر تیار رکھی جائے ، جسے آئندہ مجلس کے اجلاس میں پیش کیا جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۳۳(۱۴/۷)

مکانات کی تعمیر اور خریداری کے لیے ہاؤس فائنانسنگ

اکیڈمی نے اپنے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء میں مذکورہ موضوع پر پیش ہونے والے مقالات پر غور وخوض کیا اور مناقشہ کے بعد درج ذیل فیصلے کئے:

اول: رہائش انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے، اسے جائز طریقوں سے مال حلال کے ذریعہ حاصل کرنا چاہئے، بنک اور دیگر مالیاتی ادارے کم یا زائد شرح سود پر قرض کے جو طریقے اپناتے ہیں وہ سودی طریقہ ہونے کی وجہ سے شرعاً حرام ہیں۔

دوم: ایسے جائز طریقے موجود ہیں جن کے ذریعہ حرام طریقہ سے بچتے ہوئے بطور ملکیت مکان فراہم کئے جا سکتے ہیں (اور جو محض کرایہ پر مکان کو فراہم کرنے کے علاوہ ہیں) چند طریقے درج ذیل ہیں:

(الف) ملکیت مکان کے خواہش مندوں کو حکومت کی جانب سے مکان کی تعمیر کے لیے مخصوص قرضے فراہم کئے جائیں جو کسی سود کے بغیر مناسب قسطوں میں حکومت وصول کرلے، سود نہ تو واضح صورت میں لیا جائے اور نہ "سروس چارج" کے پردہ میں، البتہ قرض کی فراہمی اور اس کی وصول یابی وغیرہ انتظامی امور کے لیے واقعی اخراجات درکار ہوں تو اکیڈمی کے تیسرے اجلاس میں طے کردہ تجویز نمبر ۱۵ (۲/۱) کے (فقرہ الف) کی تفصیل کے مطابق صرف حقیقی اخراجات پر اکتفاء کیا جائے۔

(ب) استطاعت رکھنے والے ممالک مکانات کی تعمیر کرائیں اور ذاتی مکان حاصل کرنے کے خواہش مندوں کو اسی اجلاس کی تجویز ۱۵ (۲/۱) میں درج شرعی

ضوابط کے مطابق ادھار اور قسطوں پر فروخت کریں۔

(ج) سرمایہ کاری کرنے والے افراد یا کمپنیاں مکانات تعمیر کرا کر ادھار فروخت کریں۔

(د) عقد استصناع کے ذریعہ مکانات کا مالک بنایا جائے، اور عقد استصناع عقد لازم مانا جائے، اس صورت میں تعمیر سے قبل ہی مکان کی خریداری مکمل ہو جائے گی بشرطیکہ اس مکان کے تمام جزوی اوصاف اس باریک بینی کے ساتھ طے کردیئے جائیں کہ باعث نزاع جہالت باقی نہ رہے گی، اور پیشگی تمام قیمت کی ادائی بھی ضروری نہیں ہوگی بلکہ باہم طے شدہ قسطوں پر اسے مؤخر کرنا درست ہوگا، البتہ یہ ضروری ہوگا کہ جو فقہاء عقد استصناع کو عقد سلم سے علاحدہ تسلیم کرتے ہیں ان کی طرف سے عقد استصناع کے لیے مقرر کئے گئے شرائط واحوال کی رعایت رکھی جائے۔

اجلاس یہ سفارش بھی کرتا ہے کہ مزید غور کرکے دیگر جائز طریقے بھی تلاش کئے جائیں جن سے خواہش مندوں کو مکانات کا مالک بنایا جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۰ (۶/۱)

مقابلہ جاتی انعامی کوپن

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چودھویں سمینار منعقدہ دوحہ ،قطر مؤرخہ ۸-۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۲ء میں انعامی کوپن کے موضوع سے متعلق اکیڈمی کے سامنے پیش کئے جانے والے مقالات اور مباحثوں کے سننے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے:

اول- مقابلہ کا مفہوم؟

''مسابقہ'' (انعامی مقابلہ) سے مراد لین دین کا وہ طریقہ ہے جو دو یا ان سے زیادہ افراد کے درمیان کسی بدلہ (انعام) یا بغیر بدلہ (انعام) کے کسی چیز کے وقوع یا کسی کام کی انجام وہی کے لیے اپنایا جائے۔

دوم- مقابلہ کی شرعی حیثیت:

۱- ایسے تمام معاملات میں غیر انعامی مقابلوں کی شرعاً اجازت ہے جن کی بابت نص میں یہ نہ کہا گیا ہو کہ وہ حرام ہیں اور نہ ان کی وجہ سے کسی واجب کا ترک یا کسی حرام کا ارتکاب لازم آتا ہو۔

۲- انعامی مقابلوں میں شرکت اس وقت جائز ہے جب ان میں مندرجہ ذیل ضوابط پائے جائیں:

الف: انعامی مقابلوں کے مقاصد، طریقۂ کار اور دائرہ کار غیر شرعی نہ ہوں۔

ب: ان میں بدلہ (انعام) تمام شرکائے مقابلہ سے نہ لیا گیا ہو۔

ج: مقابلہ، شرعی لحاظ سے معتبر مقاصد میں سے کسی مقصد کو پورا کرتا ہو۔

د: اس کی وجہ سے کسی واجب کا ترک یا کسی حرام کا ارتکاب نہ لازم آئے۔

سوم- ایسے مقابلوں کے کوپن جائز نہیں ہیں جن کی پوری قیمت یا ان کا کوئی حصہ

انعامات کی رقم میں شامل ہو کیوں کہ یہ جوئے کی ایک قسم ہے۔

چہارم- دو یا دو سے زائد افراد کے درمیان مادی یا غیر مادی امور میں کسی غیر کے عمل کے نتیجہ پر شرط بدلنا اور بازی لگانا حرام ہے، کیوں کہ جوئے اور قمار بازی کی حرمت کے سلسلہ میں آیات واحادیث عام ہیں۔

پنجم- مقابلوں میں شرکت کی غرض سے ٹیلی فون پر گفتگو میں کسی رقم کی ادائیگی شرعی طور سے ناجائز ہے، جب وہ رقم یا اس کا کوئی حصہ انعامات کی قیمت میں شامل ہو، کیوں کہ غلط طریقہ سے لوگوں کے مال کھانے کی ممانعت ہے۔

ششم- اگر صرف سامان تجارت کی تشہیر وپبلسٹی مقصود ہو، مالی استفادہ مقصود نہ ہو تو اس غرض سے انعامات جائزہ مقابلوں کے اندر جائز ہے بشرطیکہ انعامات کی قیمت یا اس کا کوئی حصہ مقابلہ میں شرکت کرنے والوں کی طرف سے نہ ہو، اور نہ اس اشتہار میں صارفین کے لیے کوئی دھوکے یا خیانت سے کام لیا گیا ہو۔

ہفتم- انعام کی رقم میں بیشی یا کمی کو مقابلہ میں ہونے والے خسارہ سے ملحق کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

ہشتم- ہوٹلوں، ہوائی کمپنیوں اور اداروں کے وہ کوپن جن پر پوائنٹ ملتے ہیں اور ان کی بنیاد پر مباح منافع حاصل ہوتے ہیں، جائز ہیں بشرطیکہ وہ مفت ہوں، لیکن اگر وہ کوپن بالعوض ہوں تو ان میں غرر ہونے کی وجہ سے وہ ناجائز ہیں۔

سفارشات:

اسلامک فقہ اکیڈمی عامۃ المسلمین سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے معاملات اور ذہنی فکری وتفریحی سرگرمیوں میں حلال چیزوں کا خیال کریں اور غیر ضروری فضول خرچی سے گریز کریں۔

قرارداد نمبر: ۱۲۷ (۱۴/۱)

قسطوں پر خرید وفروخت

اکیڈمی نے اپنے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء میں مذکورہ موضوع پر غور کیا اور مناقشہ کے بعد درج ذیل فیصلے کیے:

اول: نقد قیمت کی بہ نسبت ادھار قیمت میں زیادتی جائز ہے، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ سامان کی نقد قیمت اور چند مقررہ مدتوں میں باالاقساط قیمت دونوں ذکر کیے جائیں، البتہ بیع اسی وقت درست ہوگی جب فریقین نقد یا ادھار کسی کی تعیین کرلیں، اگر بیع میں نقد یا ادھار دونوں میں سے کسی کی تعیین نہ کی گئی ہو، بایں طور کہ ایک مقررہ قیمت پر قطعی اتفاق نہیں ہوسکا ہو تو ایسی بیع شرعاً جائز نہیں ہے۔

دوم: ادھار بیع میں یہ جائز نہیں ہے کہ عقد کے اندر ہی قسط وار ادائی کے سود کا قیمت سے علاحدہ کرکے اس طور پر ذکر کیا جائے کہ وہ مدت کے ساتھ وابستہ ہو، خواہ فریقین نے انٹرسٹ کی کوئی شرح خود متعین کرلی ہو یا اسے بازار کے رائج شرح ہی سے مربوط کیا ہو۔

سوم: مقروض مشتری اگر مقررہ وقت پر قسطوں کی ادائی میں تاخیر کرے تو اس پر قرض کے علاوہ کوئی اضافی رقم عائد کرنا جائز نہیں ہے خواہ اس کی شرط پہلے سے لگادی گئی ہو یا نہ لگائی گئی ہو، کیوں کہ یہ صورت سود کی ہے جو حرام ہے۔

چہارم: باحیثیت مقروض کے لیے مقررہ وقت پر قسط کی ادائی میں ٹال مٹول کرنا حرام ہے، لیکن اس کے باوجود تاخیر سے ادائی پر کسی معاوضہ کی شرط لگانا جائز نہیں ہے

پنجم: قسطوں پر فروخت کرنے والا ایسی شرط لگا سکتا ہے کہ اگر خریدار وقت مقررہ پر قسط

کی ادائیگی نہیں کرتا ہے تو تمام قسطوں کی فوری ادائیگی ضروری ہوجائے گی ، بشرطیکہ عقد کے وقت ہی فریقین اس شرط پر اتفاق کرلیں۔

ششم: بائع کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ فروخت شدہ سامان کی ملکیت بیع کے بعد اپنے پاس محفوظ رکھے ، البتہ وہ خریدار پر یہ شرط لگا سکتا ہے کہ مؤخر قسطوں کی وصول یابی کی ضمانت کے بطور وہ سامان بطور رہن بائع کے پاس رہے گا۔

اجلاس یہ سفارش کرتا ہے کہ اس موضوع سے تعلق رکھنے والے دیگر مسائل پر مزید تحقیق وتیاری کے بعد غور وفکر کر کے حتمی فیصلے کئے جائیں ، یہ مسائل درج ذیل ہیں:

الف: بائع کا بینک کے پاس مستقبل میں واجب الادا قسطوں پر بٹہ لگوانا۔

ب: قرض میں کچھ کمی کردی جائے اور اس کے بالعوض قرض فوری ادا کردیا جائے۔

ج: مؤخر قسطوں پر موت کا کیا اثر پڑے گا۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۱ (۶/۲)

قسطوں پر خرید وفروخت کا جواز

اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۷-۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹-۱۴/مئی ۱۹۹۲ء میں مذکورہ موضوع پر آنے والے مقالات اور بحث ومباحثہ کی روشنی میں درج ذیل امور طے کیے گئے:

اول: قسطوں پر خرید وفروخت شرعاً جائز ہے، خواہ اس میں نقد کی بہ نسبت ادھار کی قیمت زیادہ رکھی گئی ہو۔

دوم: تجارتی کاغذات (چیک، پرامیسری نوٹ، بل آف ایکسچینج) ادائی قرض کی توثیق کی تحریری جائز صورتیں ہیں۔

سوم: تجارتی کاغذات کی منہائی شرعاً ناجائز ہے، کیوں کہ انجام کار اس کی شکل ربا النسیئہ کی ہوتی ہے جو حرام ہے۔

چہارم: ادھار قرض میں قبل از وقت ادائی کی غرض سے کمی کرنا شرعا جائز ہے، خواہ قرض دینے والا اس کی فرمائش کرے یا مقروض، جب تک اس بات کا پیشگی معاہدہ نہ ہو، اور قرض خواہ ومقروض کے درمیان صرف دوفریقی تعلقات ہو، یہ صورت حرام سود میں داخل نہیں ہے، لیکن جب تیسرا فریق درمیان میں آجائے تو ناجائز ہوگا کیوں کہ ایسی صورت میں تجارتی کاغذات کی منہائی کا حکم ہو جائے گا۔

پنجم: قرض خواہ اور مقروض کے درمیان یہ معاہدہ درست ہے کہ واجب شدہ اقساط میں سے کسی قسط کی بروقت ادائیگی اگر مقروض نہ کرے بشرطیکہ وہ تنگ دست نہ ہوتو ساری قسطیں نقد ہو جائیں گی۔

ششم: اگر مقروض کی موت، یا مفلسی یا ٹال مٹول کی صورت میں قرض کی فوری ادائی لازم آجاتی ہو تو ان تمام حالتوں میں قبل از وقت ادائی کی وجہ سے واجب الادا رقم میں باہمی رضامندی سے کمی کرنا جائز ہوگا۔

ہفتم: جس تنگ دستی کی بنا پر مہلت حاصل ہوتی ہے، اس کا معیار یہ ہے کہ مقروض کے پاس اپنی حاجات اصلیہ کے علاوہ اس قدر مال نہ ہو کہ وہ اپنے قرض کی ادائیگی نقد یا سامانوں کی شکل میں کر سکے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۶۴ (۲/۷)

دَین کی خرید وفروخت

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترہواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، ''دَین کی خرید وفروخت'' کے موضوع پر حاصل ہونے والاے مقالات، اس موضوع پر ہونے والے بحث و مذاکرہ کی روشنی میں، نیز دین کی خرید وفروخت اور مضاربہ کی دستاویزات سے متعلق اکیڈمی کے فیصلہ نمبر: ۱۰۱ (۴/۱۱) کو سامنے رکھتے ہوئے؛ جس میں یہ صراحت ہے کہ ''دین موجل (موخر دین) کو نقد معجّل (فوری رقم) کے ذریعہ اسی جنس سے یا کسی اور جنس سے مقروض کے علاوہ کسی اور سے فروخت کرنا جائز نہیں الخ'' اسی طرح کریڈٹ کارڈ سے متعلق اکیڈمی کے فیصلہ نمبر: ۱۳۹ (۱۵/۵) کے مطالعہ کے بعد جس میں یہ وضاحت ہے کہ ''اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سود کے شبہات یا ان ذرائع سے بھی خود کو بچائیں جو سود تک پہنچانے والے ہوں، جیسے دین کو دین کے ذریعہ فسخ کرنا'' اکیڈمی نے درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- ہر وہ چیز جو مدت میں اضافہ کے بالمقابل مقروض پر دین میں اضافہ تک پہنچادے یا اس کا ذریعہ بنے اس کا شمار دین کو دین سے فسخ کرنے والی صورتوں میں ہوگا؛ جو شرعاً ممنوع ہے، انہیں طریقوں میں سے ایک طریقہ قرض خواہ اور قرض دار کے مابین ایک نئے معاملہ کے ذریعہ دین کو دین سے فسخ کرنے کا ہے، جس کے نتیجہ میں پہلے والے دین کی کلی یا جزوی ادائی کے لیے مقروض پر نئی مالی ذمہ داری آجاتی ہے، خواہ مقروض خوش حال ہو یا تنگ دست، مثلاً مقروض کا قرض خواہ سے ادھار قیمت کے ذریعہ کوئی سامان خریدنا پھر اس کو پہلے والے دین کی کلی یا جزوی ادائیگی کے لیے نقد ثمن پر بیچ دینا۔

۲- دین کے خرید وفروخت کی بعض جائز صورتیں:

(۱) قرض خواہ کا درج ذیل شکلوں میں سے کسی ایک میں اپنے دین کو دین کے علاوہ سے فروخت کرنا:

الف- جو دین ذمہ میں واجب ہے اس کو کسی دوسری کرنسی سے اس کے اس دن کے نرخ کے مطابق نقد فروخت کرنا، شرط یہ ہے کہ یہ کرنسی دین والی کرنسی سے مختلف ہو۔

ب- دین کو کسی سامان سے فروخت کرنا۔

ج- دین کو کسی معین سامان کی منفعت کے بدلہ فروخت کرنا۔

(۲) دین کو ایسی مخلوط چیزوں میں ضمناً بیچنا جس میں بڑ حصہ معین سامانوں اور منافع کا ہو اور یہی خرید وفروخت میں اصل مقصود بھی ہو۔

بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' درخواست کرتی ہے کہ اس موضوع سے متعلق بقیہ مسائل اور ان کی معاصر تطبیقات کے سلسلہ میں نہایت گہرائی کے ساتھ تحقیقات تیار کی جائیں۔

قرارداد نمبر:۱۵۸(۱۷/۷)

دَین اور قرض سرٹیفکٹ کی بیع
اور پرائیویٹ و پبلک سیکٹر میں اس کے شرعی متبادل

اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ منامہ، بحرین مورخہ ۲۵-۳۰/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴-۱۹/نومبر ۱۹۹۸ء میں مذکورہ بالا موضوع پر مقالات پیش کیے گیے اور مناقشات ہوئے، جن میں اس جانب توجہ دلائی گئی کہ یہ موضوع آج کے مالی معاملات کے میدان کا ایک اہم ترین موضوع ہے، ان تمام مقالات ومناقشات کی روشنی میں اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کیے:

اول: دَین مؤجل (دیر سے ادا کیا جانے والا دَین) کی فروختگی غیر مدیون سے نقد معجّل (فوری ادا کی جانے والی نقد) کے عوض خواہ (یہ نقد معجّل) اسی (پہلے) کی جنس سے ہو یا دوسری جنس سے، جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ ربا تک جا پہنچتا ہے، اسی طرح اس (دَین مؤجل) کی فروختگی نقد مؤجل (دیر سے ادا کی جانے والی نقد) سے اس کی جنس میں یا غیر جنس میں جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ صورت ''بیع الکالئ بالکالئ'' (ادھار کی ادھار سے بیع) کی ہوگی جو شرعاً ممنوع ہے، اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ دَین قرض کی وجہ سے ہوا ہو یا ادھار بیع کی وجہ سے۔

دوم: اکیڈمی کے چھٹے سمینار کے فیصلہ نمبر (۱۱) بابت سندات (سرٹیفکٹ) اور اکیڈمی کے ساتویں سمینار کے فیصلہ نمبر (۴) کے فقرہ سوم بابت تجارتی اوراق میں چھوٹ کی مزید توثیق کی جاتی ہے۔

سوم: اکیڈمی نے دَین کی بیع کی دیگر شکلوں کا جائزہ لینے کے بعد محسوس کیا کہ ان پر مزید غور کی ضرورت ہے، لہذا ان کی بابت فیصلہ کو ملتوی کیا جاتا ہے اور امانت عامہ سے ایک کمیٹی تشکیل دینے کی گذارش کی جاتی ہے جو ان شکلوں کا جائزہ لے اور دین کی بیع کے شرعی متبادل تجویز کرے تا کہ اکیڈمی کے آئندہ سمینار میں اس پر دوبارہ غور کیا جاسکے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۱ (۴/ ۱۱)

بیمہ

(انشورنس)

Insurance

انشورنس اور ری انشورنس

اکیڈمی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۱۰-۱۶/ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء میں شریک علماء کی جانب سے اس موضوع پر پیش کردہ تحریروں اور تحقیقی مقالات پر غور وخوض، اس کی تمام صورتوں اور قسموں نیز وہ بنیادی اصول جن پر وہ قائم ہوتا ہے اور وہ مقاصد جو اس میں مطلوب ہوتے ہیں، کا پوری گہرائی سے جائزہ لیتے ہوئے اور مختلف علمی تنظیموں اور فقہی اکیڈمیوں سے اس کے متعلق صادر ہونے والے فیصلوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: متعینہ قسط (پریمیم) والا تجارتی انشورنس جو تجارتی انشورنس کمپنیوں میں رائج ہے، عقد کو فاسد کردینے والے بڑے غرر (دھوکہ) پر مشتمل ہے، اس لیے وہ شرعا حرام ہے۔

دوم: اس کا متبادل عقد، جس میں اسلامی اصول معاملات کا لحاظ کیا جاتا ہے، تعاونی (میوچول) انشورنس ہے جو تعاون واحسان کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، اسی طرح وہ ری انشورنس بھی ہے جو تعاونی انشورنس کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔

سوم: اسلامی ممالک سے اپیل کی جاتی ہے کہ تعاونی انشورنس کے ادارے اور اسی طرح ری انشورنس کے تعاونی ادارے قائم کئے جائیں تاکہ اسلامی اقتصادیات کو استحصال سے اور اس نظام کی مخالفت سے آزادی ملے جو اللہ نے اس امت کے لیے پسند فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۹ (۲/۹)

میڈیکل انشورنس کے سلسلے میں

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سولھواں فقہی سمینار جواز ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات دبئی میں منعقد ہوا، جس میں ''میڈیکل انشورنس'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز پاس کیں:

تجاویز:

۱- میدیکل انشورنس کی تعریف:

میڈیکل انشورنس ایک ایسا معاہدہ جس کے نتیجہ میں ایک شخص یا وہ ادارہ جو اس شخص کے حفظان صحت کا کفیل ہو کسی متعین ادارہ کو ایک متعینہ رقم یا متعدد اقساط ادا کرنے کا پابند ہو، اور اس کے عوض وہ ادارہ ایک متعینہ مدت کے لیے اس کے علاج اور علاج کے اخراجات ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہو۔

۲-میڈیکل انشورنس کے طریقے:

میڈیکل انشورنس یا تکس علاج ومعالجہ کے مخصوص ادارہ کی جانب سے ہوتا ہے، یا انشورنس کمپنی کے ذریعہ ہوتا، یہ کمپنی انشورنس ہولڈراور علاج کے ادارہ کے درمیان ثالث کا کردار ادا کرتی ہے۔

۳-میڈیکل انشورنس کا حکم:

الف- اگر میڈیکل انشورنس براہ راست حفظان صحت کے کسی ادارہ سے ہو تو یہ شرعاً ان اصولوں کے ساتھ جائز ہے جو معمولی غرر کو قابل معافی قرار دیتے ہیں، جب کہ ایسی حاجت بھی پائی جارہی ہو جو ضرورت کے درجہ میں رکھی جاسکے، چوں کہ اس انشورنس کا تعلق جان، عقل اور نسل کی حفاظت سے ہے، اور یہ چیزیں ان ''ضروریات'' میں سے ہیں جن کی حفاظت شریعت کی ترجیحات میں شامل ہے، اور اوپر جن اصولوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان میں سے بعض ضابطے یہ ہیں:

☆ ان باریک حالتوں کو خاص طور پر طے کرلینا جس سے طرفین میں سے ہر ایک کی ذمہ داریوں کی تحدید ہو جائے۔

☆ انشورنس کرانے والے شخص کی موجودہ صحت، اور ان اندیشوں کا بھی جائزہ لینا جس کا پیش آنا ممکن ہو۔

☆ صحت وعلاج کے ادارہ کی جانب انشورنس کمپنی سے جو مالی مطالبات ہوں وہ ان کارروائیوں سے مربوط ہوں جو پہلے انجام دی جاچکیں، صرف فرضی رقم نہ دکھائی گئی ہو جیسا کہ تجارتی انشورنس کمپنیوں میں ہوتا ہے۔

ب- میڈیکل انشورنس کسی اسلامی انشورنس کمپنی کے ذریعہ ہو (خواہ وہ انشورنس کو آپریٹیو ہو یا میچول)، اور وہ کمپنی اپنا کاروبار ان شرعی ضوابط کے مطابق کرتی ہو جو اکیڈمی نے اپنے فیصلہ نمبر ۹ (۲/۹) میں انشورنس اور انشورنس کے اعادہ سے متعلق ترتیب دئے تھے، تو یہ جائز ہے۔

ج- اگر میڈیکل انشورنس کسی تجارتی انشورنس کمپنی کے واسطے سے ہو تو یہ جائز نہیں، جیسا کہ اکیڈمی کے اس فیصلہ میں صراحت کی گئی ہے جس کی جانب اوپر اشارہ کیا گیا۔

۴۔سنسر شپ اور نگرانی:

مخصوص اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ میڈیکل انشورنس کی سرگرمیوں اور طریقہ کار پر نگرانی رکھیں تاکہ عدل قائم ہو سکے، دھوکہ دہی، اور ناجائز نفع اندوزی سے احتراز ممکن ہو سکے،اور انشورنس کرانے والوں کو تحفظ فراہم ہو۔

سفارشیں:

اکیڈمی اس سلسلہ میں درج ذیل سفارشیں پاس کرتی ہے:

۱۔ اسلامی حکومتوں، فلاحی اداروں اور اوقاف کی تنظیموں کو ایسے افراد کے لیے مفت یا مناسب عوض لے کر زیادہ سے زیادہ حد تک میدیکل انشورنس کرائے جو مخصوص اداروں سے انشورنس کرانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

۲۔ میڈیکل کارڈزان کے مالکین ہی استعمال کریں، چوں کہ بصورت دیگر اس میں لین دین کے تقاضوں کی خلاف ورزی، دھوکہ دہی اور تلبیس شامل ہو جاتی ہے۔

۳۔ میڈیکل انشورنس کے غلط استعمال کے انجام سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے، مثلاً کسی بیماری کا دعوی، یا اس کو چھپانا یا واقعہ کے خلاف تفصیلا پیش کرنا۔

۴۔ اسلامی انشورنس (خواہ کوآپریٹو ہو یا میچول) کے موضوع کو اکیڈمی کے اگلے سیمیناروں میں شامل کیا جائے، جن میں اکیڈمی کے سابقہ فیصلوں کے بعد جو تطبیقی تنوع پیدا ہوا ہے اس کو ملحوظ رکھا جایے، اسی طرح دیگر کانفرنسوں اور سمیناروں کے فیصلوں سے بھی استفادہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۱۴۹(۱۶/۷)

اسٹاک ایکسچینج

Stock Exchange

اسٹاک ایکسچینج

اسٹاک ایکسچینج اور کمپنیوں کے احکام

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء میں اسٹاک ایکسچینج کے موضوع پر غور کرتے ہوئے ان تحریروں، فیصلوں اور سفارشات سے بھی استفادہ کیا گیا جو اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ اور ''المعہد الاسلامی للبحوث والتدریب'' برائے اسلامک ڈولپمنٹ بنک کے باہمی تعاون اور حکومت مراکش کی وزارت اوقاف وشئون اسلامیہ کی ضیافت پر اسٹاک ایکسچینج سمینار منعقدہ ۲۰ تا ۲۴/ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۰ تا ۲۴/اکتوبر ۱۹۸۹ء رباط میں پیش کئے گئے۔

یہ بات پیش نظر رکھی گئی کہ شریعت اسلامی نے حلال کمائی کی ترغیب دی ہے، مال کی سرمایہ کاری اور ذخائر کی افزائش کو اسلامی سرمایہ کاری کی بنیادوں پر انجام دینے کا حکم دیا ہے، جن میں خطرات اور جوکھم کا بار مشترکہ اٹھایا جاتا ہے، اور جن میں قرض داری کے خطرات بھی ہیں۔

یہ بات بھی ملحوظ رکھی گئی کہ اموال کی گردش اور تیز رفتار سرمایہ کاری کے میدان میں اسٹاک ایکسچینج کا ایک اہم رول ہے، اس سے دلچسپی اور اس کے تعلق سے شرعی احکام کی تعیین ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے کہ لوگوں کو موجودہ دور کے نو پیش آمدہ مسائل میں شرعی رہنمائی ملتی ہے، چناں چہ فقہاء کرام نے مالی معاملات بالخصوص بازاروں کے احکام اور نظام محاسبہ سے متعلق قابل قدر کوشش فرمائی ہیں، اور یہی اہمیت ان ثانوی بازاروں کو بھی حاصل ہے جو سرمایہ کاروں کو اولین بازاروں میں دوبارہ داخل ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں، اور نقد سرمایہ کے حصول کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں، اور اس اعتماد کے

ساتھ مال کی سرمایہ کاری کرنے پر ہمت افزائی کرتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر بازار سے باہر ہوا جاسکتا ہے۔

نیز موجودہ اسٹاک ایکسچینج کے قوانین، نظام اور ان کے وسائل وذرائع کی بابت اس سمینار میں پیش کئے گئے مقالات بھی دیکھے گئے، ان سب کی روشنی میں درج ذیل امور طے پائے:

اول: اسٹاک ایکسچینج سے دل چسپی دراصل مال کے تحفظ اوراس کی افزائش سے متعلق ایک فریضہ کی تکمیل ہے، اس کے ذریعہ عمومی ضروریات کو پورا کرنے اور مال کے دینی ودنیوی حقوق کی ادائی کے سلسلہ میں تعاون حاصل ہوتا ہے۔

دوم: اسٹاک ایکسچینج- گرچہ اس کی بنیادی فکر کی ضرورت ہے۔موجودہ صورت حال میں یہ اسلامی نقطۂ نظر سے مال کی افزائش وسرمایہ کاری کے مقاصد کی تکمیل کرنے والے نمونہ کی حیثیت نہیں رکھتے ہیں، اس صورت حال کا تقاضا ہے کہ فقہاء کرام اور ماہرین اقتصادیات مشترکہ عملی جدوجہد کے ذریعہ موجودہ نظام اور ان کے وسائل وذرائع کا جائزہ لیں اور اسلامی شریعت کے اصولوں کی روشنی میں جہاں تبدیلی وترمیم کی ضرورت محسوس کریں، ترمیم کریں۔

سوم: اسٹاک ایکسچینج کا تصور کچھ انتظامی امور پر قائم ہے، اس لیے ان پر عمل درآمد کی بنیاد مصالح مرسلہ ہوں گے جو کسی عام شرعی اصول کے تحت آتے ہوں اور کسی شرعی نص یا قاعدہ سے ٹکراتے نہ ہوں، یہ انتظامی امور اسی طرح ہیں جیسے کوئی سربراہ کسی خاص پیشہ یا دیگر وسائل سے متعلق تنظیمی امور جاری کرتا ہے اور جب تک وہ اسلامی اصول وضوابط کے مطابق ہوں، ان کی خلاف ورزی اور ان پر عمل نہ کرنے کے لیے حیلہ سازی درست نہیں ہوتی ہے۔

نیز اجلاس سفارش کرتا ہے کہ اسٹاک ایکسچینج میں استعمال ہونے والے طریقوں اور وسائل پر مزید بھرپور تحقیقات اور فقہی واقتصادی تحریریں لکھوائی جائیں تاکہ ان پر غور مکمل ہوسکے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۹(۶/۱۰)

اسٹاک ایکسچینج

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے ساتویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۷-۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹-۱۴/مئی ۱۹۹۲ء میں مالیاتی بازار، شیئرز، عقد اختیار، سامان، اور کریڈٹ کارڈ کے موضوعات پر آئے ہوئے مقالات اور بحث ومباحثہ کی روشنی میں درج ذیل فیصلے کیے:

اول: شیئرز:

۱-کمپنیوں میں شرکت:

الف۔ معاملات اپنی اصل کی رو سے حلال ہوتے ہیں، اس لیے جائز اغراض اور سرگرمیوں کے لیے شرکت والی کمپنی کا قیام درست ہے۔

ب۔ ایسی کمپنیاں جن کا بنیادی مقصد ہی حرام ہو، مثلاً سودی کاروبار، حرام اشیاء تیار کرنا یا اس کی تجارت کرنا، ان کمپنیوں کے شیئرز خریدنا باتفاق آراء حرام ہے۔

ج۔ ایسی کمپنیاں جن کا بنیادی کاروبار حلال ہے لیکن کبھی کبھی حرام کاروبار مثلاً سود وغیرہ میں وہ ملوث ہوجاتی ہیں، اصل تو یہی ہے کہ ایسی کمپنیوں کا شیئر خریدنا جائز نہ ہو۔

۲-ضمان الاصدار (Under Writing):

ضمان الاصدار کا مطلب یہ ہے کہ کسی کمپنی کے قائم کرتے وقت ایسا معاہدہ کرنا جس کی رو سے فریق ثانی اس کمپنی کے جاری کردہ تمام شیئرز یا کچھ شیئرز کے ضامن ہونے کی ذمہ داری قبول کرلے، یعنی ضمانت کی ذمہ داری قبول کرنے والا فریق عہد کرتا ہے کہ کمپنی کے جارے کئے ہوئے حصص میں سے جو حصص فروخت نہیں ہوں گے ان کو خریدلینے کا وہ پابند ہوگا، اگر یہ عہد کرنے والا فریق باقی ماندہ حصص کو اس کی ظاہری قیمت

پر خریدتا ہے اور اس معاہدہ کے عوض کوئی فیس وصول نہیں کرتا ہے تو ایسے معاہدہ میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر معاہدہ کرنے والا ضمانت کو چھوڑ کر کوئی اور عمل انجام دے مثلاً ضروری تحقیق ومطالعہ یا حصص کے لیے بازار کی فراہمی کا عمل تو اس خدمت کا معاوضہ وہ وصول کر سکتا ہے۔

۳- حصص کی خریداری میں قیمت کی قسط وار ادائی:

اس میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے کہ خریدے ہوئے حصص کی قیمت کا ایک حصہ خریداری کے وقت ادا کر دیا جائے اور باقی قیمت قسط وار ادا کی جاتی رہے، اس لیے کہ اس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ جتنا حصہ خریدار نے نقد ادا کر دیا اس کے بقدر وہ کمپنی میں نقد شریک ہو گیا اور ساتھ ہی یہ وعدہ ہوا کہ آئندہ اقساط کے ذریعہ وہ راس المال میں اضافہ کرے گا، اس صورت میں کوئی حرج نہیں پیدا ہوتا، اس لیے کہ یہ صورت تمام حصوں کو شامل ہوگی اور کمپنی کی ذمہ داری دوسرے لوگوں کے تئیں اعلان کردہ پورے راس المال کی ہوگی، اس لیے کہ اسی مقدار کو کمپنی کے ساتھ معاہدہ کرنے والوں نے جان کر رضامندی دی ہے۔

۴- حصہ برائے حامل:

بیرر شیئر میں مبیع در اصل وہ حصہ ہوتا ہے جو کمپنی کے تمام اثاثہ جات میں عام ہوتا ہے، اور شیئر سرٹیفکیٹ اس حصہ میں استحقاق کو ثابت کرنے کی دستاویز ہوتی ہے، لہذا اس طریقہ پر حصص جاری کرنے اور اس کی خرید وفروخت میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

۵- حصص کی خرید وفروخت میں محل عقد:

حصص کی خرید وفروخت میں جس شے کی خرید وفروخت ہوتی ہے وہ در اصل کمپنی کے اثاثہ جات میں مشترک ایک حصہ ہوتا ہے، اور شیئر سرٹفکٹ اس حصہ میں خریدار کے حق کی دستاویز ہوتی ہے۔

۶-ترجیحی حصص (Preferance Share):

یہ جائز نہیں ہے کہ ایسے حصص جاری کئے جائیں جن کو خاص مالی حیثیت دی گئی ہو، مثلاً حصہ دار کے اصل سرمایہ کے تحفظ یا اس پر مخصوص مقدار میں نفع کی ضمانت دی گئی ہو یا (کمپنی کے خاتمہ کے وقت) حسابات کے تصفیہ یا سالانہ منافع کی تقسیم کے وقت انہیں ترجیح دیا جائے گا۔

ہاں یہ جائز ہے کہ بعض حصص کو انتظامی امور میں کوئی خصوصیت دی جائے۔

۷-سودی طریقہ پر حصص کا کاروبار:

الف۔ یہ جائز نہیں ہے کہ حصص کو سودی قرض کے عوض خریدا جائے جو ایجنٹ یا کوئی دوسرا شخص خریدار کو اس بنیاد پر فراہم کرے کہ یہ حصص اس کے پاس رہن ہوں گے، اس لیے کہ یہ سودی معاملہ ہے جس کی رہن سے توثیق کی گئی ہے، اور یہ دونوں عمل اس نص کی روشنی میں حرام ہیں جس میں سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت کی گئی ہے۔

ب۔ ایسے حصص کی بیع جائز نہیں ہے جن کی ملکیت فروخت کرنے والوں کو حاصل نہ ہو، وہ اس بنیاد پر فروخت کرے کہ ایجنٹ نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ حصص کی حوالگی کے وقت وہ اسے یہ حصص بطور قرض دے گا، اس لیے کہ یہ ایسی بیع ہے جو بائع کی ملکیت میں نہیں ہے، اور یہ ممانعت اس وقت اور قوی ہو جاتی ہے جب حاصل شدہ قیمت دلال کو اس شرط پر دی جائے کہ وہ قرض دینے کے مقابلہ میں یہ رقم سودی اکاؤنٹ میں رکھوادے جس پر اسے نفع ملے۔

۸-حصص کی بیع اور رہن:

کمپنی کے ضوابط کی رعایت کرتے ہوئے حصص کو فروخت کرنا یا ان کو رہن رکھنا جائز ہے، مثلاً کمپنی کے ضوابط مطلقاً بیع کی اجازت دیتے ہیں یا کمپنی کے قدیم شرکاء کو خریداری میں ترجیحی حق دیتے ہیں، اسی طرح کمپنی کے ضوابط میں درج اس تصریح کا

اعتبار ہوگا کہ کمپنی کے شرکاء کے پاس حصہ کو رہن رکھا جاسکے جو مشترک حصہ کا رہن ہوگا۔

۹- اجراء کے اخراجات کے ساتھ حصص کا اجراء:

حصص کی قیمت کے ساتھ اجراء کے اخراجات کی تکمیل کے لیے ایک مقررہ تناسب میں رقم کا اضافہ شرعاً ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ یہ تناسب مناسب انداز ہ کے ساتھ متعین کیا گیا ہو۔

۱۰- نئے شیئرز جاری کرنا:

کمپنی کے اصل سرمایہ میں اضافہ کی خاطر نئے حصص بھی جاری کئے جاسکتے ہیں، بشرطیکہ یہ نئے شیئرز پرانے حصص کی اصل قیمت (جو کمپنی کے اصولوں سے واقف ماہرین کے ذریعہ متعین کی گئی ہو) یا بازاری قیمت کے مطابق جاری کئے جائیں۔

۱۱- حصص کی خریداری کے لیے کمپنی کی ضمانت:

اس مسئلہ پر مزید غور وفکر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے فیصلہ کو آئندہ اجلاس کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

۱۲- جوائنٹ اسٹاک لمیٹیڈ کمپنی کی محدود ذمہ داری:

شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ حصص کا کام کرنے والی ایسی کوئی کمپنی قائم کی جائے جو اصل سرمایہ کی حد تک ذمہ داری محدود رکھتی ہو، اس لیے کہ یہ بات اس کمپنی کے ساتھ کاروبار کرنے والوں کو پہلے سے معلوم ہوتی ہے اور حصول علم کے بعد کمپنی کے ساتھ کاروبار کرنے والوں کے لیے کسی دھوکہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

اسی طرح اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ بعض حصہ داروں کی ذمہ داری قرض دینے والوں کے مقابلہ میں غیر محدود ہو بشرطیکہ غیر محدود ذمہ داری کو قبول کرنے کا کوئی عوض نہ لیا گیا ہو، یہ طریقہ ان کمپنیوں کا ہے جن میں بعض شرکاء ضامن ہوتے ہیں اور بعض شرکاء محدود ذمہ داری والے ہوتے ہیں۔

۱۳- حصص کی خرید وفروخت کے لیے اجازت یافتہ بروکر کے واسطہ کی پابندی اور حصص بازار میں کاروبار کرنے کے لیے فیس کی ادائی کا لزوم:

متعلقہ انتظامی اداروں کو اس کا حق ہے کہ بعض حصص کی خرید وفروخت کو منظّم کرنے کیلئے ایسا قاعدہ بنائیں کہ ان کی خرید وفروخت مخصوص اجازت یافتہ (Licenced) بروکر کے ذریعہ ہی انجام پاسکتے ہیں، اس لیے کہ یہ انتظامی امور میں سے ہے جن کا مقصد جائز مصالح کو پورا کرنا ہوتا ہے۔

اسی طرح اسٹاک ایکسچینج میں کام کرنے کے لیے فیس کا تعین بھی جائز ہے، اس لیے کہ یہ بھی ان تنظیمی امور میں سے ہے جن کا مدار جائز مصالح کو پورا کرنے پر ہے۔

۱۴- حق اولیت:

اس موضوع پر فیصلہ کو مزید غور وفکر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

۱۵- حق تملک کا سرٹیفیکٹ:

اس فیصلہ کو بھی آئندہ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

دوم: عقد اختیار (Options):

الف۔ عقد اختیار کی صورت:

عقود اختیار کا مطلب مالی معاوضہ کے بدلہ ذمہ داری لینا ہے کہ کوئی متعین شے ایک متعین قیمت پر کسی خاص وقت میں یا خاص مدت کے دوران بیچی یا خریدی جائے گی، یہ معاملہ فریقین کے درمیان براہ راست بھی ہوسکتا ہے اور کسی ایسے ادارہ کے توسط سے بھی جو فریقین کے حقوق کی ضمانت لے۔

ب۔ حکم شرعی:

عقد اختیار جس صورت میں آج اسٹاک ایکسچینج میں رائج ہے وہ شرع کے معروف

عقود میں سے کسی عقد کے ذیل میں داخل نہیں ہوتا ہے، بلکہ نو پیدا شدہ صورت معاملات میں سے ایک ہے۔

اور چوں کہ عقد اختیار میں جس چیز پر معاملہ کیا جاتا ہے وہ نہ مال ہے، نہ منفعت اور نہ کوئی مالی حق جس کا عوض لینا جائز ہو، اس لیے یہ عقد شرعاً جائز نہیں ہے، اور چوں کہ یہ عقود ابتداء جائز نہیں اس لیے ان کی خرید وفروخت بعد کو بھی جائز نہیں ہوگی۔

سوم: منظّم مارکیٹ میں سامان، کرنسی اور اشاریہ کی تجارت:

ا- سامان:

منظّم مارکیٹ میں سامان کا کاروبار درج ذیل چار صورتوں میں ہوتا ہے:

اول: عقد کے ذریعہ خریدار کو سامان پر قبضہ اور بائع کو قیمت پر قبضہ کا حق فی الحال ہو جائے، اور سامان یا اس کی نمائندگی کرنے والے کاغذات بائع کی ملکیت اور اس کے قبضہ میں موجود ہوں۔

بیع کی معروف شرائط کے ساتھ یہ عقد شرعاً جائز ہے۔

دوم: عقد کے اندر خریدار کو سامان پر قبضہ اور بائع کو قیمت پر قبضہ کا حق فی الحال ہو جائے اور مارکیٹ کی انتظامیہ کی معرفت دونوں ممکن بھی ہوں، یہ عقد بھی بیع کی معروف شرائط کے ساتھ درست ہے۔

سوم: عقد اس طور پر ہو کہ آئندہ ایک مقررہ وقت پر متعین اوصاف کا سامان حوالہ کیا جائے گا اور قیمت کی ادائی بھی اسی وقت ہوگی، اور عقد میں یہ شرط شامل ہو کہ عملاً معین تاریخ پر سامان کی حوالگی اور قیمت کی وصولیابی پر عقد ختم ہوگا۔

یہ عقد شرعاً جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں بیع وثمن دونوں ادھار ہیں، اس میں تھوڑی تبدیلی کرکے عقد سلم کی معروف شرائط کے مطابق کیا جا سکتا ہے، اگر عقد سلم کی شرائط کی تکمیل کرلی جائے تو درست ہو جائے گا۔ اسی طرح جو چیز بطور سلم خریدی گئی ہو اس کو قبضہ سے قبل فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

چہارم: عقد تو اسی طور پر ہو کہ آئندہ ایک مقررہ وقت پر متعین اوصاف کا سامان حوالہ کیا جائے گا اور قیمت کی ادائیگی بھی اسی وقت ہوگی لیکن ساتھ میں کوئی ایسی شرط نہ ہو جس کی رو سے عملاً سامان کی حوالگی اور قیمت کی وصول یابی پر عقد ختم ہو بلکہ اس کا تصفیہ برعکس عقد کی صورت میں بھی کرنا ممکن ہو (یعنی حقیقی لین دین کے بجائے محض قیمتوں کے فرق سے ادائی کا تصفیہ ہو)۔

اشیاء کے منظّم بازاروں میں یہی شکل زیادہ رائج ہے اور یہ اصلاً ناجائز ہے۔

۲- کرنسیوں کی تجارت:

منظّم مارکیٹ میں کرنسی کا کاروبار بھی درج بالا طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ہوتا ہے۔ کرنسی کی خرید اور فروخت بھی تیسرے اور چوتھے طریقہ کے ذریعہ جائز نہیں ہے، پہلے اور دوسرے طریقہ میں بیع صرف کی معروف شرائط کی تکمیل کرتے ہوئے کرنسی کی خرید و فروخت جائز ہے۔

۳- اشاریوں کی تجارت:

اشاریہ (Index) ایک حسابی نمبر ہوتا ہے جس کا تعین ایک خاص حسابی طریقہ سے کیا جاتا ہے، اور اس کے ذریعہ کسی معین مارکیٹ میں نرخوں کی تبدیلی کے حجم کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اور بعض انٹرنیشنل مارکیٹ میں اس نمبر کی تجارت ہوتی ہے۔

مذکورہ اشاریہ کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، کیوں کہ وہ خالص جوا ہے، وہ ایسی خیالی شئ کی خرید و فروخت ہے جس کا وجود ممکن نہیں ہوتا۔

۴- سامان اور کرنسی میں حرام کاروباروں کا شرعی متبادل:

کرنسی اور سامانوں کی تجارت کے لیے ایک اسلامی مارکیٹ منظّم کرنے کی ضرورت ہے جو شرعی معاملات کی بنیاد پر قائم ہو، بالخصوص بیع سلم، بیع صَرف، آئندہ مقررہ وقت پر فروختگی کے وعدہ اور استصناع وغیرہ شرعی معاملات کی بنیادوں کو اپنایا جائے۔

اکیڈمی ضرورت محسوس کرتی ہے کہ ان شرعی متبادل صورتوں کی شرائط اور منظّم

اسلامی مارکیٹ میں ان کے نفاذ کے طریقوں پر گہرا غور و فکر اور مطالعہ کرایا جائے۔

چہارم: کریڈٹ کارڈ:

الف۔تعارف:

کریڈٹ کارڈ ایک دستاویز ہوتا ہے جس کو جاری کرنے والا ادارہ کسی حقیقی یا اعتباری شخص کے لیے باہمی عقد کی بنیاد پر جاری کرتا ہے، اس کارڈ کے ذریعہ ایسی جگہوں سے جہاں اس کارڈ کو قبول کیا جاتا ہو، فوری قیمت کی ادائی کے بغیر سامان یا خدمات کی خریداری ممکن ہوتی ہے، کیوں کہ کارڈ میں یہ ضمانت ہوتی ہے کہ اسے جاری کرنے والا ادارہ قیمت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے، بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ بنکوں سے روپیہ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ ز کئی طرح کے ہوتے ہیں:

☆ کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جن میں قیمت کی ادائی یا وصولی کارڈ ہولڈر کے بنک اکاؤنٹ سے ہوتی ہے، خود کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے اکاؤنٹ سے نہیں ہوتی ہے، اس طرح ایسے کارڈ ز پر قیمت اداشدہ ہوتی ہے۔

☆ کچھ کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ مجموعی رقم جو تاریخ مطالبہ سے مقررہ مدت کے اندر ادا نہ کی گئی ہو اس پر سود لازم آتا ہے، اور کچھ کارڈ ز میں ان پر سود نہیں ہوتا ہے۔

☆ بیشتر اقسام کے کارڈ ز میں کارڈ ہولڈر پر ایک سالانہ فیس لازم ہوتی ہے، بعض اقسام کے کارڈ ز پر جاری کرنے والے ادارہ کی جانب سے سالانہ فیس نہیں ہوتی ہے۔

ب۔کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت:

کریڈیٹ کارڈ کی شرعی حیثیت اور اس کے حکم پر مزید غور و فکر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مجلس نے اس پر کسی فیصلہ کو آئندہ اجلاس کے لیے ملتوی کر دیا۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ٦٣(٧/١)

بانڈز

Bonds

بانڈز

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء میں رباط کے اسٹاک ایکسچینج سیمینار منعقدہ ۲۰-۲۴/ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء بتعاون اکیڈمی ''والمعہد الاسلامی للبحوث والتدریب'' برائے اسلامک ڈولپمنٹ بنک وبضیافت وزارت اوقاف مراکش کی تفصیلات وقرارداد سے استفادہ کرتے ہوئے یہ دیکھا گیا کہ بانڈ ایک ایسا سرٹیفکٹ ہے جس کا اجراء کرنے والا اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ بانڈ ہولڈر کومدت پوری ہونے پر اس پر درج قیمت ادا کرے گا اور ساتھ ہی وہ طے شدہ نفع بھی دے گا جو بانڈز کی ظاہری قیمت کی طرف منسوب ہے یا اس پر کوئی اور طے شدہ نفع دے گا خواہ اس کی شکل قرعہ اندازی سے تقسیم ہونے والے انعامات کی ہو، یا متعین رقم کی صورت میں ہو یا قیمت میں تخفیف کی ہو۔

چناں چہ اجلاس میں طے پایا کہ:

اول: ایسے بانڈز جس میں اس بات کا التزام ہو کہ بانڈز ہولڈر کو ان کی ظاہری مالیت اور ان کے ساتھ کوئی متناسب نفع یا کسی اور قسم کا طے شدہ نفع دیا جائے گا وہ شرعاً حرام ہیں، ان کو جاری کرنا، خریدنا اور لین دین کرنا سب حرام ہیں، کیوں کہ وہ سودی قرضے ہیں، چاہے ان کا اجراء کسی مخصوص ادارہ سے ہو یا حکومت سے وابستہ کسی عام ادارہ نے کیا ہو، اور خواہ ان کا نام سرٹیفکٹس رکھا جائے، یا سرمایہ کاری وثیقہ یا بچت اسکیم، یا اس پر لازمی ملنے والے سودی نفع کو منافع یا آمدنی یا سروس چارج یا کمیشن کچھ بھی نام دے دیا جائے اس سے حقیقت پر کوئی فرق

نہیں پڑتا ہے۔

دوم: صفر کوپن والے بانڈز بھی حرام ہیں کیوں کہ وہ ایسے قرض ہیں جن کی فروختگی ان کی اصل قیمت سے کم میں ہوتی ہے، اور بانڈز کا مالک قیمتوں کے فرق سے بطور ڈسکاؤنٹ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

سوم: انعامات والے بانڈز بھی حرام ہیں کہ ان کی حیثیت ایسے قرض کی ہے جن میں مجموعی طور پر قرض خواہوں کے لیے یا ان میں سے غیر متعین طور پر بعضوں کے لیے نفع یا زیادتی مشروط ہوتی ہے ، اور اس کے علاوہ اس میں قمار کا شبہ پایا جاتا ہے۔

چہارم: جن بانڈز کو جاری کرنا، خریدنا اور لین دین کرنا حرام ہیں ان کے متبادل ایسے بانڈز یا دستاویزات ہوسکتے ہیں جو کسی متعین سرمایہ کارانہ عمل یا پروجیکٹ کے لیے مضاربہ کی بنیاد پر جاری کیے جائیں، جن میں مالکان دستاویزات کے لیے کوئی نفع یا اضافہ قطعی متعین نہیں ہوتا، بلکہ بانڈز یا دستاویزات میں ان کی ملکیت کے تناسب سے پروجیکٹ کی آمدنی کی ایک شرح ان کے لیے مقرر ہوتی ہے ، اور یہ آمدنی بھی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب واقعی نفع ہوا ہو ، اس ضمن میں اکیڈمی کے چوتھے اجلاس میں مضاربہ بانڈز کی بابت طے کردہ قرارداد نمبر: ۳۰ (۴/۵) سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۶۰ (۶/۱۱)

باؤنڈز کی مشارکہ سرٹیفکٹ
اس کے مشمولات اور عناصر

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترھواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، ''باؤنڈز کی مشارکہ سرٹیفکٹ: اس کے مشمولات اور عناصر'' کے موضوع پر حاصل ہونے والے علمی مقالات، اس موضوع پر ہونے والے بحث ومذاکرہ کی روشنی میں، نیز مضاربہ کی دستاویزات سے متعلق اکیڈمی کے فیصلہ ۳۰/ (۴/۵) جوان بنیادی اصولوں پر مبنی تھا جن کا تعلق باؤنڈز سرٹیفکٹ کی ہر قسم سے ہے، ساتھ ہی ان قسموں کے درمیان واضح فرق کی رعایت کرتے ہوئے، نیز باؤنڈز کی اجارہ سرٹیفکٹ سے متعلق اکیڈمی کے فیصلہ نمبر: ۱۳۷(۳/۱۵)اور دین کی دستاویزات کی ممانعت سے متعلق اکیڈمی کے فیصلہ نمبر: ۶۰(۶/۱۱) (فقرہ ا/ جز ۳) کو سامنے رکھتے ہوئے، اور مختلف سمیناروں اور نشستوں کے کئی مجموعہ فتاوی سے واقفیت کے بعد جن میں ''البرکہ'' کا بیسواں سمینار ''الراجحی کمپنی'' کی پہلی میٹنگ، اور وہ تاریخی ورکشاپ جو اسلامی مالیاتی اداروں کی محاسبہ کمیٹی کی جانب سے منعقد کیا گیا تھا، اور اسی طرح محاسبہ کمیٹی کی مجلس شرعی کی جانب سے جاری کردہ کاغذی نوٹ اور تجارتی باؤنڈز کے معیار شرعی کے مطالعہ کے بعد شامل ہے، اور چوں کہ اکیڈمی نے

مضاربہ کی دستاویزات سے متعلق اپنے فیصلہ میں جس لائحہ عمل کی جانب اشارہ کیا تھا اسے اس صورت میں غیر نافذ العمل قرار دیا تھا جب باؤنڈز معین سامانوں، منافع، نقد رقم اور دین سے مخلوط اشیاء کی نمائندگی کرتے ہوں، جب کہ اکثر اسلامی مالیاتی اداروں کے باؤنڈز اتنے معین سامانوں اور منافع پر مشتمل ہوتے ہیں جو دین اور نقد رقم سے کم ہوتے ہیں، اس لئے ان سارے امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اکیڈمی درج ذیل تجویز منظور کرتی ہے:

تجویز:

مزید بحث و تحقیق کے لیے اس موضوع پر آخری فیصلہ کو مؤخر کیا جاتا ہے، اور اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ فیصلہ نمبر: ۳۰ (۴/۵) میں جس لائحہ عمل کو جاری کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، اس کو ترتیب دینے کے لیے ایک خصوصی سمینار منعقد کیا جائے۔

قرارداد نمبر: ۱۵۶ (۵/۱۷)

''اسلامی بونڈز (توریق) (Securitization)
موجودہ عملی شکلیں اور اس کا چلن''

بتاریخ ۱ تا ۵ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰ / اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی مجلس نے ''اسلامی چیک (توریق): اس کی موجودہ عملی شکلیں اور اس کا چلن'' کے تحت موصول ہونے والے مقالات کی روشنی میں نیز اس موضوع پر بحث ومباحثہ کے سننے کے بعد درج ذیل فیصلے اور قراردادیں منظور کیں:

(۱) توریق یا انصکاک (Securitizaton) کا مقصود ومفہوم:

روایتی توریق یہ ہے کہ قرضوں کو سیکورٹی (وثائق) میں تبدیل کردیا جائے جو قیمت میں مساوی اور لین دین کے قابل ہوں، یہ وثائق حاملین کے لیے اضافی فائدے کے ساتھ قرض کو پیش کرتا ہے جو اس کے صادر کرنے والے کے ذمہ ہوتا ہے، اور شرعی طور پر اس طرح کے وثائق نہ تو صادر کئے جاسکتے ہیں اور نہ ہی اس کا لین دین کیا جاسکتا ہے۔

۱- اسلامی انصکاک (Securitizaton)

(اسلامی توریق) یہ ہے کہ ایسے وثائق یا مالی سندیں جاری کی جائیں جو قیمت میں مساوی اور موجودہ ملکیت خواہ عینی اشیاء یا منافع یا حقوق ہوں یا اعیان ومنافع اور قرض

ونقد کی شرکت ہوان میں پھیلے ہوئے حصوں کو بتائے، اور جو فی الحال موجود اور ثابت ہو، یا آئندہ جس کا وجود لکھاپڑھی کے نتیجے میں ہونے والا ہو، اور اسے شرعی عقد کے مطابق جاری کیا جاتا ہے جس پر شریعت کے احکام نافذ ہوتے ہیں۔

(۲) بونڈ (Bond) کی خصوصیات یہ ہوتی ہیں:

۱- بونڈ حقیقی ملکیت میں ایک پھیلی ہوئی حصہ داری کو ثابت کرتا ہے۔

۲- بونڈ شرعی عقد کی بنیاد پر جاری ہوتا یہ اور اس کے احکامات بھی اس پر نافذ ہوتے ہیں۔

۳- منیجر، نفع پر کام کرنے والا تاجر، وکیل یا جوائنٹ منیجر کوئی بھی اس کا ضامن نہیں ہوتا ہے۔

۴- بونڈ مقرر شرح کے ساتھ منافع کے استحقاق میں شریک ہوتا ہے، اور خسارے میں بھی اس حصہ کے بقدر شریک ہوتا ہے جتنا کہ بونڈ میں لکھا ہوتا ہے، بونڈ کے حامل شخص کو کسی بھی مقدار میں اس کے اکاؤنٹ سے کاٹ کر یا اس کی قیمت میں سے کچھ حصہ نکالنے سے منع کرتا ہے۔

۵- انوسٹ کے خطرات کا مکمل احتمال رکھتا ہے۔

۶- اونڈ میں مندرج اشیاء کی ملکیت پر مرتب ہونے والے تمام نقصان وڈنڈ کا ذمہ دار ہوتا ہے، چاہے ان تاوان کا تعلق اخراجات سرمایہ کاری سے ہو یا قیمت کے اتار سے یا مینٹیس چارجز سے یا انشورنس شیئرز سے۔

(۳) بونڈ کے احکامات:

۱- بونڈ منیجر کے لیے جائز نہیں ہے کہ بونڈ کے حاملین کو قرض دے یا متوقع منافع سے اصلی منافع کم ہونے کی صورت میں چندہ وغیرہ دینے کی ذمہ داری لے۔ ہاں انوسٹ کا رزلٹ سامنے آنے کے بعد وہ چندہ یا قرض وغیرہ دے سکتا ہے، نیز یہ بات بھی علم میں ہونی چاہیے کہ عرف عام کی بھی حیثیت عہدوپیمان کی ہتی ہے۔

۲- بونڈ منیجر امانت دار ہوتا ہے، وہ بونڈ کی قیمت کا ضامن اسی وقت ہوتا ہے جب

کوئی زیادتی یا کوتاہی ہو یا مضاربت، مشارکت اور انوسٹ کی توکیل کے شرائط کی مخالفت کا ظہور ہو۔

۳- بونڈ کی ظاہری قیمت کی بنیاد پر بونڈ جاری کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس کے ''مارکیٹ ویلیو'' یا جاری کرتے وقت متفق شدہ ویلیو کے حساب سے ہی بونڈ جاری کیا جائے گا۔

۴- بونڈ میں اس کے چلن کی صلاحیت کے اعتبار سے ان اصول وضوابط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جس کی تصریح بین الاقوامی فقہ اکیڈمی کی تجویز نمبر ۳۰ (۴/۳) میں درجہ ذیل عناصر کے ذریعہ کردی گئی ہے:

الف- اگر بونڈ کا وجود نقد ہی رہے ہوں تو اس پر بیع صرف یعنی مبادلہ نقد بالنقد کے احکام منطبق ہوں گے۔

ب- اگر موجودہ اشیاء قرض میں بدل جائیں جیسا کہ اصل لاگت پر کچھ نفع لے کر فروختگی میں ہوتا ہے تو بونڈ کے لین دین میں قرض کے احکام منطبق ہوں گے، باعتبار کمی بیشی کی ممانعت کے، ہاں عقد حوالہ کے طور پر بینک ڈرافٹ کی صورت میں مماثلت کے ساتھ لین دین ہو سکے گا۔

ج- اگر عقد مضاربت یعنی منافع میں شرکت کے ساتھ تجارت کے لیے لیا ہوا مال ایسا ہو جائے کہ کچھ بصورت نقد تو کچھ دوسروں کے ذمہ دین، کچھ اسباب سامان کی صورت میں تو کچھ منافع کی صورت میں ملا جلا ہو تو جس بھاؤ پر فریقین راضی ہو جائیں اس کے مطابق مضاربت کے بونڈ کا لین دین جائز ہوگا، بشرطیکہ ایسی صورت میں اسباب وسامان اور منافع والا حصہ زائد ہو لیکن اگر نقد اور دین والا حصہ زائد ہو تو لین دین میں ان شرعی احکامات کا لحاظ کیا جائے گا جن کی تفصیلات اکیڈمی کے اگلے سیشن میں توضیحی لسٹ میں بتائی جائے گی۔

اور تمام ہی صورتوں میں اصولی طور سے لین دین سے متعلق تمام امور کو ادارہ کے رجسٹروں میں ریکارڈ کیا جائے گا۔

(۴) دین کے بونڈ بنانے اور اس کے لین دین کے لیے بونڈ سے متعلق جواز کے قول وفتوی کو ذریعہ اور حیلہ نہ بنایا جائے، بایں طور کہ فند کی سرگرمیاں ان دیون سے تجارت وبزنس کی طرف پھیر دی جائے جو سامان تجارت سے پیدا ہوئے ہیں اور اس بونڈ کے لین دین کو جائز کرنے کے لیے بطور حیلہ فنڈ میں کچھ سامان بھی شامل کردیا جائے۔

(۵) چیک کی موجودہ عملی شکلیں:

چوں کہ شریعت اسلامی پیدا شدہ نئے مسائل کا احاطہ کرنے اور ہر نت نئی چیزوں کے حل کرنے اور اس پر حکم شرعی لگانے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے، نیز اس بات کے پیش نظر بھی کہ اسلامی بوند کی حیثیت آج کے دور کے شرعی فائنانس کے ذریعہ کی ہے جو بڑے سے بڑے معاشی مسائل کا احاطہ کرنے پر قادر ہے، اسی لیے آج اسلامی بونڈ کی عملی تطبیق کے میدان متعدد ہو چکے ہیں۔ انہیں میدانوں میں سے اس بونڈ کو کرنسی کی پالیسی کے موثر ذرائع میں سے ایک ذریعہ کی حیثیت سے استعمال کرنا ہے، یا اسلامی بینکوں کی آمدنی کی سرمایہ کاری یا اس کے منافع کا انویسٹ اور وقف شدہ املاک کی توسیع میں استعمال کرنا، یا سرکاری پروجیکٹوں کی سرمایہ کاری، یا اس چیک کو (Provisonal Privatization) میں استعمال کی گنجائش وغیرہ مگر اس شرط پر کہ ان تمام بونڈز کی آمدنی ادارے ک اصلی ذرائع آمدنی سے حاصل ہونے والی ہو۔

سفارشات:

۱- اسلامی بینکوں کو چاہیے کہ ایسا حل نکالیں جو شریعت کے دائرے میں تمام اقتصادی ضرورتوں کو پورا کرے۔

۲- چوں کہ انصکاک (Securitization) کے لیے قانونی دائرہ بنیادی حیثیت کا حامل ہے جو (Securitization) کی کامیابی کے لیے موثر کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے اس کے تحقق کے لیے قانون ساز انتظامیہ کو ممبران ممالک میں مناسب، قانونی

فیلڈ ہموار کرنے اور بہتر قانون وتسلط آمیز ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔
تاکہ قانون سازی کے راستے سے (Securitization) کا کام بخوبی انجام پاسکے۔
اور اس کے مختلف پہلوؤں کی نگہداشت اور اقتصادی صلاحیت کا تحقق عملی شکل
میں شرعی نقطہ نظر سے ہوسکے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۷۸(۴/۱۹)

تورق کی حقیقت

اور اس کے مشہور فقہی اور بینکاری سے متعلق اقسام

بتاریخ ایک تا پانچ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/ اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سمینار میں ''تورق کی حقیقت اور اس کے مشہور فقہی اور بینکاری سے متعلق اقسام'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے تمام مضامین سے واقف ہونے اور موضوع سے متعلق بحث ومباحثہ کے سننے کے بعد نیز رابطہ عالمی اسلامی مکہ مکرمہ کے تابع اسلامی فقہ اکیڈمی کے فیصلوں سے واقف ہونے کے بعد درج ذیل قراردادیں پاس کیں۔

۱- تورق کے اقسام اور اس کے احکامات:

پہلی قسم: فقہا کی اصطلاح میں تورق یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی سامان کسی سے ادھار خرید کر کسی دوسرے کو کیش روپیہ حاصل کرنے کے لیے کم قیمت میں نقد بیچ دے۔ تورق کی یہ شکل جائز ہے بشرطیکہ بیع کے سلسلے میں شریعت کے مقرر کردہ تمام شرائط کو مکمل کرنے والا ہو۔

دوسری قسم: موجودہ دور کی اصطلاح کے مطابق تورق کی باقاعدہ شکل یہ ہے کہ کوئی شخص علاقائی یا بین الاقوامی مارکیٹ سے کوئی سامان کسی شخص سے ادھار خرید لے پھر وہی بائع دوبارہ اس سامان کو خریدار کی موافقت سے بذات خود یا بذریعہ اپنے وکیل کے بیچی ہوئی قیمت سے کم قیمت پر خرید لے۔

تیسری قسم: انعکاسی تورق: یہ صورت بھی منظّم تورق کی ہی شکل ہے، فرق یہ ہے کہ تورق کرنے والا ادارہ ہوتا ہے اور سرمایہ کار ایجنٹ ہوتا ہے۔

۲- تورق کی دونوں شکلیں (منظّم اور انعکاسی) جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں سرمایہ کار اور تورق کرنے ولے کے مابین صراحۃً یا ضمناً یا عرفاً جو اتفاق رائے ہوتا ہے، وہ صرف ایک حیلہ بہانہ ہے تورق کرنے والے کے ذمہ جو رقم واجب ہوتی ہے اس سے زیادہ رقم حاصل کرنے کا، اور یہ ربا ہے۔

سفارشات:

الف- مجلس اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ بینک اور تمام اسلامی مالیاتی ادارے اپنے تمام اعمال میں انوسٹ اور سرمایہ کاری کے مشروع وجائز صورتوں کا استعمال کرے اور مقاصد شریعت کے تحقق کی خاطر شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ناجائز اور مشتبہ صورتوں کے استعمال سے گریز کرے اور اقتصادی بحران کی شکار دنیا کے سامنے اسلامی نظام اقتصاد کی فضیلت اور بہتری کو نمایاں کرے۔

ب- تورق کا سہارا لینے والے ضرورت مند غریبوں کو بچانے کی غرض سے قرض حسن اسکیم کو فروغ دینے کی کوشش کرے اور اسلامی مالیاتی ادارے قرض حسن کے فنڈوں کو قائم کرنے کی طرف توجہ دیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۷۹ (۱۹/۵)

شیئرز، بونڈز، معنوی حقوق اور منافع وقف کرنا

بتاریخ ایک تا پانچ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سیمنار میں ''شیئرز، بونڈز، معنوی حقوق اور منافع وقف کرنے'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے تمام مضامین سے واقف ہونے، نیز موضوع سے متعلق بحث ومباحثہ سننے کے بعد درج ذیل قراردادیں پاس کی:

(۱) وقف کا باب فقہی اجتہاد کا وسیع ترین باب ہے یہ ایک امر معقول اور مقاصد شریعت سے مربوط عمل ہے، جس کا مقصد وقف کرنے والے اور موقوف علیہ کی مصلحتوں کو پورا کرنا ہوتا ہے۔

(۲) شیئرز، بونڈز، معنوی حقوق، منافع اور انوسٹ فنڈوں کی اکائیوں کو وقف کرنا:

۱- وقف کے تعلق سے شرعی نصوص مطلقاً ذکر کئے گیے ہیں جس میں وقف دائمی ہو یا وقتی، اشیاء غیر موقوفہ سے جدا کرکے ہو یا پھیلے ہوئے حصہ کی شکل میں اسباب ومال کا وقف ہو یا منافع ونقد کا، جائداد منقولہ کا ہو یا غیر منقولہ کا سب داخل ہیں، کیوں کہ یہ نفلی صدقہ کے قبیل سے ہے جس کے باب نہایت وسیع ہیں اور جس کی شریعت میں بہت ترغیب دی گئی ہے۔

۲- جائز طریقے سے ملکیت میں آنے والے کمپنیوں کے شیئرز، بونڈز، معنوی حقوق، اور منافع، وانوسٹ یونٹ وغیرہ کو وقف کرنا بھی جائز ہے، کیوں کہ ان کی بھی حیثیت شرعاً مال کی ہوتی ہے۔

۳- شیئرز، بونڈز، معنوی حقوق، اور منافع وغیرہ وقف کرنے پر احکام لاگو ہوتے ہیں جن میں اہم احکامات یہ ہیں:

الف- وقف کردہ شیئرز میں اصل یہ ہے کہ وہ برقرار ہے اور اس کا فائدہ وقف کے مقاصد کے استعمال ہو، نہ یہ کہ فائنانس مارکیٹ میں اس سے بزنس کیا جائے، وقف کے ذمہ دار کے لیے اس میں تصرف کرنا اسی وقت درست ہوگا جب اس کے سامنے مصلحت راجحہ ہو یا خود وقف کرنے والا اس طرح کی شرط لگائے، بہر کیف (موقوف شدہ شیئرز) تبادلہ سے متعلق معروف ترین احکامات کا پابند ہوتا ہے۔

ب- اگر کمپنی ختم ہو جائے یا بونڈز کی قیمت رک گئی تو اسے دوسرے پراپرٹی مثلاً زمین یا دوسرے شیئرز اور بونڈز سے تبادلہ کیا جاسکتا ہے، خواہ واقف ہی نے ایسی شرط لگادی ہو یا خود وقف کی راجح مصلحت اس کی متقاضی ہو۔

ج- اگر واقف کی نیت وارادہ کے سبب وہ واقف خاص وقت کے ساتھ مؤقت ہوگا تو اسی کی شرط کے مطابق اسے ختم کیا جائے گا۔

د- اگر شیئرز یا بونڈز وغیرہ کی خریداری میں موقوف شدہ نقد مال کا انوسٹ کیا جائے تو وہ شیئرز یا بونڈ بعینہ نقدی مال کی جگہ موقوف نہیں سمجھا جائے گا، جب تک کہ خود وقف کرنے والا اس کی صراحت نہ کرے، اور اس شیئرز وغیرہ کو وقف کی مزید مصلحتوں اور فائدوں کیلئے انوسٹ کی غرض سے فروخت کیا جاسکتا ہے، اور اصل نقدی رقم کی حیثیت ہی وقف کردہ مال محبوسہ کی ہوگی۔

ہ- نقد، خدمت اور منافع ہر ایک کا وقف کرنا جائز ہے، مثلاً ہسپتالوں، مدارس اور علمی مراکز، فون، بجلی وغیرہ کی خدمات کا وقف ہو اور اسی طرح مکانات، راستوں اور پلوں سے حاصل شدہ منافع کا وقف ہو سب ہی صحیح ہے۔

و- متعینہ مدت کے لیے صرف کسی شئی کی منفعت کو وقف کرنے کا اثر مالک کی اپنی ملکیت میں کسی مباح تصرف پر نہیں پڑے گا، بلکہ مالک کے لیے اپنی مملوک شے میں ہر جائز تصرف کی اجازت ہوگی بشرطیکہ منفعت کے اندر حق وقف کی حفاظت ہوتی رہے۔

ز- معنوی حقوق کے وقف کی مدت اس حقوق کے لیے قانونی طور پر طے شدہ متعینہ مدت پوری ہونے پر ختم ہو جائے گی۔

ح- مدت کی تعیین کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وقف کی ایک ایسی متعین مدت ہوجائے جس کے مکمل ہونے پر وقف بھی ختم ہوجائے، اور مدت کی تعیین موقوف شدہ کی ہر انواع واقسام میں وقف کے ارادے کے ساتھ صحیح ہے۔

ط- کسی کو مشکوک یا حرام پیسہ حاصل ہوجائے جس کے مالک کا پتہ نہ چل سکے تو ان کاموں کے سوا جن کا مقصد ہی تحصیل ثواب ہو مثلاً مسجدوں کی تعمیر اور قرآن کریم کی طباعت وغیرہ دیگر رفاہِ عامہ میں وقف کرکے اپنی ذمہ داری سے وہ بری ہوسکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ وہ سودی بینکوں کے شیئرز اور انشورنش کمپنیوں کی شرکت کے ذریعہ مالک بننے کی حرمت سے پرہیز کرے۔

ی- کسی کو ایسا مال حاصل ہوجائے جس کی آمدنی حرام ہوتو اس کے لیے اس کی اصل پونجی کا وقف کرنا جائز ہوگا، اور اس سے حاصل شدہ آمدنی بیلنس ہوگی، جس کا حکم خیراتی امور میں وقف کرنے کا ہوگا، کیوں کہ اس طرح کے مال اور آمدنی (یعنی حرام مال ومنافع) کا مصرف اس کے مالک تک نہ لوٹا سکنے کی صورت میں غرباء ومساکین اور عام خیراتی امور ہی ہوتے ہیں، اور وقف کے ذمہ دار ومتولی کے لیے ضروری ہے کہ جتنا جلد ہوسکے اس مال کو شرعی طور پر حلال صورتوں میں تبدیل کرلے، اگر چہ کہ یہ عمل وقف کرنے والے کی شرط کے خلاف ہو، کیوں کہ شریعت سے متعارض ہونے کی صورت میں وقف کرنے والے کی شرط کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔

سفارشات:

ا- ریاستوں اور اسلامی ممالک میں موجود قانون ساز اسمبلیوں کو اوقاف کے نظام وقوانین میں ایسی درستگی پیدا کرنے کی دعوت دیتی ہے جو بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی تجاویز سے ہم آہنگ ہو۔

۲- تعلیمی وزارتوں اور اسلامی ممالک کی یونیورسٹیوں کو ایسا نصاب تعلیم مقرر کرنے کی دعوت دیتی ہے جس میں وقف کے تعلق سے علمی اور معیاری بحث وتحقیق پر توجہ دی جائے۔

۳- اکیڈمی وقف کے مینجمنٹ اس کے اصول وضوابط، ترتیب وتنظیم اور مینجمنٹ کے انتخاب وغیرہ کے معیار کے موضوع پر آنے والے سیشن میں دراستہ کرے گی اور وقف اور اس کے انویسٹ کی ترقی اور کامیابی کو بنیاد بناتے ہوئے اس موضوع پر خصوصی توجہ دے گی۔ واللہ اعلم قرارداد نمبر:۱۸۱(۱۹/۷)

معنوی حقوق

اکیڈمی نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱-۶/ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء میں مذکورہ موضوع پر ارکان وماہرین کی جانب سے آنے والے مقالات اور بحث کی روشنی میں یہ طے کیا کہ:

اول: تجارتی نام، تجارتی پتہ، ٹریڈ مارک، حق تالیف، حق ایجاد یا حق اختراع (Patent) یہ سب اپنے مالکان کے مخصوص حقوق ہیں، موجودہ عرف میں انہیں معتبر مالی قیمت حاصل ہے، اور وہ حصول سرمایہ کا ذریعہ ہیں، شرعاً یہ حقوق معتبر قرار پائیں گے، لہٰذا ان پر دست درازی جائز نہیں ہوگی۔

دوم: تجارتی نام، تجارتی پتہ یا ٹرید مارک میں تصرف کرنا یا مالی معاوضہ کے بدلہ اس کو منتقل کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ دھوکہ فریب اور غرر نہ ہو کیوں کہ ان کی حیثیت مالی حق کی ہے۔

سوم: حق تصنیف، حق ایجاد اور حق اختراع ایسے حقوق ہیں جو شرعاً محفوظ ہیں، مالکان ہی ان میں تصرف کر سکتے ہیں، اور ان پر زیادتی جائز نہیں ہوگی۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۴۳(۵/۵)

Issue's in Banking

اسلامی ترقیاتی بینک کے سوالات

مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مؤرخہ ۸-۱۳/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء میں اسلامی ترقیاتی بنک کے پیش کردہ سوالات پر بھرپور غور و خوض کے بعد درج ذیل امور طے کئے:

(الف) اسلامی ترقیاتی بنک کے لون (قرض) پر سروس چارج

اول: قرض پر سروس چارج لینا درست ہے، بشرطیکہ وہ حقیقی اخراجات کے دائرہ میں ہو۔

دوم: حقیقی اخراجات سے زائد کوئی بھی رقم شرعاً سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

(ب) کرایہ پر دینا

اول: اسلامی ترقیاتی بنک کا کسی گاہک سے یہ وعدہ کرنا کہ بنک کوئی سامان اپنی ملکیت میں لینے کے بعد اس گاہک کو کرایہ پر دے گا، یہ شرعاً درست ہے۔

دوم: اسلامی ترقیاتی بنک اپنے کسی گاہک کو وکیل بناتا ہے کہ وہ گاہک اپنی ضرورت کے ایسے سامان، آلات وغیرہ جن کے اوصاف اور قیمت متعین کردیئے گیے ہوں اور بنک کے اکاونٹ پر خرید لے، تاکہ سامان گاہک کے قبضہ میں آنے کے بعد بنک اسے ہی کرایہ پر دے دے تو ایسی صورت شرعاً درست ہے، البتہ اگر ممکن ہو تو بہتر ہوگا کہ خریداری کا وکیل مذکورہ گاہک کے علاوہ کسی دوسرے کو بنایا جائے۔

سوم: سامان پر حقیقی ملکیت حاصل ہونے کے بعد ہی کرایہ کا معاملہ کیا جائے، اور یہ معاملہ وکالت اور وعدہ سے بالکل علاحدہ مستقل عقد کے طور پر کیا جائے۔

چہارم: بنک کی طرف سے یہ وعدہ کہ کرایہ کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ سامان گاہک کو ہدیہ کردے گا، یہ وعدہ مستقل عقد کے طور پر کرنا جائز ہے۔

پنجم: سامان کے نقصان اور خراب ہونے کی ذمہ داری بنک پر ہوگی کہ وہی سامانوں کا مالک ہے بشرطیکہ کرایہ دار کی جانب سے کوئی زیادتی یا کوتاہی نہ ہوئی ہو، ورنہ ذمہ داری کرایہ دار کی ہوگی۔

ششم: اسلامی کمپنیوں میں کیے گئے انشورنس کے اخراجات جب بھی یہ ممکن ہو، بنک پورے کرے گا۔

(ج) قسط وار قیمت پر ادھار فروختگی:

اول: اسلامی ترقیاتی بینک کا کسی گاہک سے یہ وعدہ کرنا کہ سامان اپنی ملکیت میں لینے کے بعد وہ اس کے ہاتھ اسے فروخت کردے گا، شرعاً درست ہے۔

دوم: بنک اپنے کسی گاہک کو وکیل بناتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے سامان وآلات وغیرہ جن کے اوصاف اور قیمت متعین کردیے گئے ہوں بنک کے اکاؤنٹ پر خریدلے، تاکہ گاہک کے ہاتھ میں سامان آنے کے بعد بنک وہ سامان اس کے ہاتھ فروخت کردے، تو اس طرح وکیل بنانا شرعاً درست ہے، البتہ اگر ممکن ہوتو بہتر ہوگا کہ خریداری کا وکیل گاہک کے علاوہ کسی اور کو بنایا جائے۔

سوم: فروختگی کا معاملہ سامان پر حقیقی ملکیت اور قبضہ حاصل ہونے کے بعد کیا جائے، نیز اس کے لیے مستقل علیحدہ معاملہ کیا جائے۔

(د) غیر ملکی تجارت کے لیے فراہمی سرمایہ:

ان اعمال پر وہی اصول وضوابط منطبق ہوں گے جو قسط وار قیمت کے ساتھ ادھار فروختگی پر منطبق کیے گیے ہیں۔

(ھ) اسلامی ترقیاتی بنک کی جانب سے ضرورۃً غیرملکی بنکوں میں جمع کی گئی رقم پر حاصل ہونے والے انٹرسٹ کا استعمال:

بنک کے لیے یہ بات ناجائز ہے کہ کرنسی کی قوت خرید میں گراوٹ کے نتائج سے اپنی رقومات کی حقیقی قیمت کی حفاظت جمع رقوم پر حاصل شدہ سود سے کرے، بلکہ ضروری ہے کہ سود کی رقم کو رفاہ عام کے کاموں پر ہی خرچ کرے مثلاً تربیتی وتحقیقی پروگرام، امدادی اشیاء کی فراہمی، رکن ممالک کے لیے مالی امداد اور ٹیکنیکل تعاون، اسی طرح اسلامی علوم کی اشاعت میں مصروف علمی اداروں، مدارس اور معاہد کے لیے تعاون کی فراہمی وغیرہ۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۳۰(۱۳/۳)

اسلامی بنکاری کی مشکلات

اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤں (برونائی) مورخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/جون ۱۹۹۳ء میں اسلامی بنکاری کی راہ میں پیش آنے والی دشواریاں اور ان کے قانونی، فنی اور تنظیمی حلوں سے متعلق مقالات آئے، ان پر غور وخوض ہوا، اکیڈمی ان سبھوں کا جائزہ لینے کے بعد طے کرتی ہے کہ:

چاروں حوروں پر مشتمل درج ذیل فہرست اکیڈمی کی جنرل سکریٹریٹ کے سامنے پیش کی جائے، تاکہ وہ ان پر ماہرین سے مقالات تیار کرائے اور انہیں اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں کمیٹی برائے منصوبہ بندی کی ترجیحات کی بنیاد پر پیش کیا جائے۔

محور اول: ڈپوزٹ شدہ رقم اور اس سے متعلقہ امور:

الف۔ سرمایہ کاری کی ڈپوزٹ کا ایسے طریقوں سے ضمان جو شرعی مضاربت کے احکام سے جوڑ کھاتے ہوں۔

ب۔ غیر سودی بنیادوں پر بینکوں کے درمیان ڈپوزٹس کا تبادلہ۔

ج۔ ڈپوزٹس کی شرعی حیثیت اور اس کا حسابی حل۔

د۔ کسی شخص کو اس شرط پر کوئی قرض فراہم کرنا کہ وہ عمومی انداز میں یا محدود سرگرمیوں میں بینک کے ساتھ معاملہ کرے۔

ھ۔ مضاربت کے اخراجات کون برداشت کرے گا (مضارب یا ادارہ مضاربت)۔

و۔ ڈپوزٹرس اور شرکاء کے مابین تعلقات کی تعیین وتحدید۔

ز۔ مضاربت اجارہ اور ضمان میں وساطت۔

ح۔ اسلامی بینک میں مضارب کی تعیین (وہ کون ہیں: شرکاء یا مجلس انتظامیہ یا ایکشن کمیٹی)۔

ط۔ اوپن اکاؤنٹ کا اسلامی متبادل۔

ی۔ اسلامی بینکوں کے اموال اور ڈپوزٹس پر زکوۃ۔

دوسرا محور: مرابحہ:

الف۔ حصص کے اندر مرابحہ۔

ب۔ بیوع مرابحہ میں اندراج ملکیت کو مؤخر کرنا تاکہ ادائیگی میں بینک کا حق قابل ضمان شکل میں باقی رہے۔

ج۔ مؤخر ادائی والا مرابحہ اس کے ساتھ کہ خریداری کا حکم دینے والے (آمر بالشراء) کو وکیل بنانا اور اسے کفیل سمجھنا۔

د۔ مرابحہ یا ادھار معاملات کی وجہ سے لازم آنے والے قرضوں کی ادائیگی میں ٹال مٹول۔

ھ۔ قرضوں پر انشورنس۔

د۔ قرضوں کی بیع۔

تیسرا محور: اجرت پر دینا:

الف۔ اجرت پر دیے ہوئے سامان کے مالک کو یا کسی دوسرے کو دوبارہ اجرت پر دینا۔

ب۔ لوگوں کی خدمات اجرت پر طلب کرنا اور انہیں دوبارہ اجرت پر دینا۔

ج۔ حصص کو اجرت پر دینا یا قرض دینا یا رہن رکھنا۔

د۔ اجرت پر دیے ہوئے سامان کی حفاظت۔

ھ۔ کسی شخص سے کوئی سامان اس شرط پر خریدنا کہ بیچنے والا شخص وہی سامان اجرت پر لے گا۔

و۔ اجارہ اور مضاربت دونوں کو ساتھ ملانا۔

چوتھا محور: عقود:

الف۔ قسطوں کی عدم ادائی کی صورت میں بنک کو حق فسخ حاصل ہونے کی شرط پر اتفاق۔

ب۔ قسطوں کی عدم ادائی کی صورت میں عقد کو ایک شعبہ سے دوسرے شعبہ میں منتقل کردینے کی شرط پر اتفاق کرلینا۔

نیز اکیڈمی مندرجہ ذیل سفارش کرتی ہے کہ:

۱۔ اسلامی بینک، اسلامی ممالک کے سنٹرل بینکوں کے ساتھ گفت وشنید کا سلسلہ جاری رکھیں تاکہ اسلامی بینک سرمایہ کاری کا فریضہ شریعت کے ان اصولوں کی روشنی میں انجام دے سکیں جو بینکوں کی سرگرمیوں سے متعلق دیئے گیے ہیں، اور ان کی ساخت ومزاج سے ہم آہنگ ہیں۔ سنٹرل بینکوں کو چاہئے کہ وہ اسلامی بینکوں کی کامیابی کے تقاضوں کی رعایت کریں تاکہ اسلامی بینک اسلامی بنکاری عمل کی خصوصیت سے ہم آہنگ نگرانی کے ضوابط کو بروئے کار لاتے ہوئے قومی

ترقی کی راہ میں اپنا رول ادا کرسکیں، تنظیم اسلامی کانفرنس اور اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کو آمادہ کیا جائے کہ وہ از سر نو اسلامی ممالک کے سنٹرل بینکوں کے جلسے منعقد کرائیں تاکہ اس سفارش کے تقاضوں کی تکمیل کا موقع میسر آئے۔

۲- اسلامی بینک اس بات کا اہتمام کریں کہ ان میں کام کرنے والوں اور ذمہ داران کو اسلامی بنکاری کے مزاج سے متعلق پیشہ ورانہ صلاحیتوں وتجربات سے آراستہ کیا جائے اور ''المعهد الاسلامی للبحوث والتدریب'' اور دیگر متعلقہ اداروں کے تعاون سے اس طرح کے تربیتی پروگرام کرائے جائیں۔

۳- سلم اور استصناع پر زیادہ توجہ دی جائے کہ یہ موجودہ رائج سرمایہ کاری کے طریقوں کا اسلامی متبادل پیش کرتے ہیں۔

۴- امکانی حد تک آمر بالشراء کے مرابحہ والے طریقہ کو کم کیا جائے اور انہی عملی صورتوں پر اکتفا کیا جائے جو بینک کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں، اور جن میں شرعی قواعد کی مخالفت سے بھی اطمینان رہتا ہے، مضاربت، مشارکت اور اجارہ کے مختلف سرمایہ کارانہ طریقوں میں توسع کیا جائے، مضاربت کی مختلف قابل قبول صورتوں سے بھی استفادہ کیا جائے، جن سے مضاربت کے عمل میں انضباط اور اس کے نتائج کا حساب پوری باریکی کے ساتھ ہوتا ہے۔

۵- اسلامی ممالک کے درمیان سامانوں کے تبادلہ اور بیع کے لیے تجارتی منڈیاں قائم کی جائیں، جو اس عالمی تجارتی منڈی کی جگہ لیں جو شرعی خلاف ورزیوں سے خالی نہیں ہوتی ہے۔

۶- زائد دولت کو عالم اسلام کے ترقیاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے، اس سلسلہ میں اسلامی بینکوں سے تعاون لے کر مشترک سرمایہ کاری فنڈ اور دیگر مشترک منصوبوں کے قیام میں مدد دی جائے۔

۷- جلد از جلد ایسا اشاریہ وجود میں لانا جو اسلامی اعتبار سے قابل قبول ہو اور جو معاملات کے شرح نفع کی تعیین میں سودی فائدہ کے نرخ کی رعایت کا متبادل بن سکے۔

۸- اسلامی مالیاتی منڈی کے بنیادی ڈھانچہ کی توسیع اسلامی بینکوں کے باہمی تعاون کے ذریعہ انجام دینا، اور اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کا تعاون اس سلسلہ میں حاصل کرنا تاکہ مختلف اسلامی ممالک کے اندر اسلامی مالی ذرائع پیدا کئے جائیں اور ان سے استفادہ ہو سکے۔

۹- نظام جاری کرنے والے ادارے کو دعوت دینا کہ اسلامی سرمایہ کاری کے مختلف طریقوں جیسے مضاربت، مشارکت، مزارعت، مساقات، سلم، استصناع اور اجارہ وغیرہ کے ذرایعہ معاملات کی بنیادیں مضبوط کریں۔

۱۰- اسلامی بینکوں کو آمادہ کرنا کہ وہ ایک ڈاٹا بنک تیار کریں جس میں اسلامی بینکوں کے ساتھ معاملہ کرنے والوں سے متعلق تمام ضروری معلومات اکٹھا ہوں، تاکہ وہ سارے اسلامی بینکوں کے لیے مرجع ہو اور اس کی روشنی میں وہ صرف قابل بھروسہ لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے اور دوسروں سے دور رہنے میں اس سے استفادہ کیا جائے۔

۱۱- اسلامی بینکوں سے اپیل کہ بینکوں کی شرعی نگرانی کے لیے بورڈ کی سرگرمیوں کو منظم کریں، خواہ اس کے لیے اسلامی بینکوں کی شرعی نگرانی سے متعلق اعلیٰ کمیٹی کو از سرنو کام میں لائیں یا کوئی نئی کمیٹی بنائیں جو اسلامی بینکوں کے شرعی بورڈوں کے لیے یکساں معیار مقرر کرے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۷۶ (۸/۷)

سودی بینکاری اور اسلامی بینکوں کے ساتھ معاملہ

اکیڈمی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰-۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/ دسمبر ۱۹۸۵ء میں موجودہ بینکاری کے موضوع پر پیش کردہ مختلف مقالات پر بھرپور غور وخوض، اس کے نتیجہ میں عالمی اقتصادی نظام اور بالخصوص تیسری دنیا کے ممالک میں اس نظام کے استحکام کی وجہ سے مرتب ہونے والے منفی اثرات کو سامنے رکھتے ہوئے، نیز اس بات کے پیش نظر کہ اس نظام نے قرآن کریم کے حکم سے روگردانی کرکے بڑی بربادی اور تباہی مچائی ہے جس میں سود کی جزوی اور کلی صورتوں کی واضح ترین حرمت آئی ہے، سود سے توبہ کا حکم دیا گیا ہے اور کم یا زائد کسی بھی اضافہ یا کمی کے بغیر صرف اصل رقم قرض واپس لینے پر اکتفاء کی ہدایت دی گئی ہے اور سودخوروں کو اللہ اور اس کے رسول سے سخت جنگ کی دھمکی دی گئی ہے، اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: وہ قرض جس کی مدت پوری ہوگئی ہو اور مقروض ادائی سے معذور ہو، اس پر تاخیر کے عوض میں لیا جانے والا کوئی بھی اضافہ یا انٹرسٹ، اسی طرح قرض پر ابتدائے معاملہ ہی سے لیا جانے والا اضافہ یا انٹرسٹ، دونوں شرعاً سود اور حرام ہیں۔

دوم: سودی نظام کا متبادل جو اسلام کے پسندیدہ طریقہ کے مطابق مال کو گردش میں رکھے اور اقتصادی سرگرمی میں تعاون کی ضمانت دے، وہ صرف یہ ہے کہ تمام معاملات احکام شریعت کے مطابق انجام دیے جائیں۔

سوم: اکیڈمی طے کرتی ہے کہ اسلامی ممالک سے پرزور اپیل کی جائے کہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق کام کرنے والے بینکوں کی ہمت افزائی کریں اور ہر اسلامی ملک میں اس کے قیام کو ممکن بنائیں تاکہ مسلمانوں کی ضرورت کی تکمیل ہو اور ان کی زندگی موجودہ صورت حال اور اسلامی عقیدہ کے تقاضوں کے مابین تضاد سے محفوظ ہو جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۱(۱۰/۲)

بینک ڈپوزٹس

اکیڈمی اپنے نویں اجلاس منعقدہ ابوظبی، متحدہ عرب امارات مؤرخہ ۱-۶/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/اپریل ۱۹۹۵ء میں اس موضوع سے متعلق پیش کردہ مقالات کو دیکھنے اور مباحثے سننے کے بعد یہ طے کرتی ہے کہ:

اول: کرنٹ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس خواہ اسلامی بینکوں میں ہوں یا سودی بینکوں میں، فقہی نقطۂ نظر سے وہ قرض ہیں، اور بینک کے پاس یہ ڈپوزٹس بطور ضمانت ہیں، اور بوقت طلبی ایسی رقوم کو بنک کے لیے واپس کر دینا شرعاً لازم ہے، بینک کا مال دار ہونا اس کے قرض دار ہونے کے حکم پر اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔

دوم: بینک کے معاملہ کی رو سے بینک ڈپوزٹس کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ وہ ڈپوزٹس جن پر سود دیے جاتے ہیں، جو سودی بینکوں کا طریقہ کار ہے، یہ ڈپوزٹس حرام سودی قرض ہیں، خواہ یہ ڈپوزٹس عندالطلب قابل واپسی ہوں، یا معین وقت تک کے لیے رکھے گئے ہوں یا ایسے ہوں جن کی واپسی کے لیے پہلے سے نوٹس دینا ضروری ہو یا سیونگ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس ہوں۔

ب۔ جو ڈپوزٹس اسلامی شرعی احکام کی عملاً پابندی کرنے والے بینکوں میں رکھے جاتے ہیں، جو نفع کے ایک حصہ پر سرمایہ کارانہ عقد کا طریقہ اپناتے ہیں، یہ

ڈپوزٹس عقد مضاربت کے راس المال ہیں اور ان پر مضاربت کی فقہی احکام جاری ہوں گے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مضارب (بینک) راس المال کا ضامن نہیں ہوگا۔

سوم: (کرنٹ اکاؤنٹ) کے ڈپوزٹس کا ضمان بینک کے حصہ داروں پر ہوگا جن کی حیثیت مقروض کی ہے، جب ان کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے تمام منافع صرف ان حصہ داروں ہی کو ملتے ہوں، کرنٹ اکاؤنٹس کے ضمان میں اکاؤنٹ کے ڈپوزیٹرس شریک نہیں ہوں گے، کیوں کہ وہ نہ قرض لینے میں شریک ہیں اور نہ حصول منافع میں۔

چہارم: ڈپوزٹس بطور رہن رکھنا جائز ہے، خواہ کرنٹ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس ہوں یا سرمایہ کارانہ ڈپوزٹس، لیکن ڈپوزٹس کی رقم پر رہن اسی وقت مکمل ہوگا جب کسی ضابطہ کے ذریعہ اکاؤنٹ والے شخص کو مدت رہن کے اندر سامان رہن میں تصرف کرنے کی ممانعت کردی گئی ہو، اگر بینک جس کے پاس کرنٹ اکاؤنٹ ہے، خود ہی مرتہن یعنی رہن لینے والا ہو تو رقم کو سرمایہ کاری اکاؤنٹ میں منتقل کرنا ضروری ہوگا، تاکہ قرض کے مضاربت کی شکل میں منتقل ہوجانے کی وجہ سے ضمان ختم ہوجائے، اور کاؤنٹ والا (ڈیپازیٹر) ہی اکاؤنٹ کے منافع کا مستحق ہوگا تاکہ مرتہن (قرض دار) کا سامان رہن کے منافع سے مستفید ہونا لازم نہ آئے۔

پنجم: بینک اور گاہک کی باہمی رضامندی سے اکاؤنٹ میں سے کچھ محفوظ کر لینا جائز ہے۔

ششم: باہمی معاملات کی مشروعیت میں اصل امانت اور سچائی ہے و اور ایسی وضاحت جو اشتباہ اور ابہام کو دور کردے اور شرعی نقطہ نظر کے موافق ہو، بنکوں کی نسبت یہ اصول زیادہ موکد ہے، اس لیے کہ بنکوں کے سارے کام کا مدار امانت واعتماد اور اس سے متعلق لوگوں کو دھوکہ سے بچانے پر ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۸۶ (۹/۳)

''اسلامی بینکوں کی تنظیم وتنسیق میں شرعی نگرانی کا کردار، اس کی اہمیت، شرائط اور طریقۂ کار''

بتاریخ ۱ تا ۵ جمادی الأولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سمینار میں ''اسلامی بینکوں کی تنظیم وتنسیق میں شرعی نگرانی کا کردار، اس کی اہمیت، شرائط اور طریقۂ کار'' کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات کی روشنی میں نیز اس موضوع پر بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل تجاویز پاس کی:

۱- شرعی نگرانی سے مقصود فائنانشیل تنظیموں کی سرگرمیوں کے متعلق پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل اور فتووں کا صدور، نیز ان شرعی احکامات کی صحیح تطبیق وتنفیذ پر نظر رکھنا اور تیقن کا حصول ہونا۔

۲- شرعی نگرانی کے تحقق کے یہ تین بنیادی عناصر ہیں:

(۱) تنظیم برائے شرعی نگرانی:

اس سے مراد اسلامی قانون اور بالخصوص قانونی معاملات کے ماہرین وعلماء کا گروپ ہے جو کم از کم تین افراد پر مشتمل ہو، جن میں علمی صلاحیت کے ساتھ عملی واقعات کو سمجھنے کی بھی صلاحیت ہو، یہ گروپ فتوی دیں یا نظر ثانی کا کام انجام دیں تاکہ اس بات کی مکمل توثیق ہو جائے کہ مالیاتی تنظیموں کے تمام معاملات شریعت کے احکام واصول کے مطابق ہیں اور پھر اس کی ایک رپورٹ جنرل تنظیم کے حوالے کردیں اور اس کی تجاویز اور

فیصلے واجب العمل ہوں گے۔

۱/۱: تنظیم برائے شرعی نگرانی کی حیثیت مستقل بالذات ہونا ضروری ہے جس کے لیے مندرجہ ذیل امور کی رعایت کی جائے گی:

الف- شرعی تنظیموں کے اراکین کی تعیین یا سبک دوشی اور ان کے مشاہرات کی تحدید تنظیم کے عمومی ادارے کی جانب سے ہونی چاہیے جس کی تصدیق سنٹرل شرعی کنٹرول یا اس کا نائب کے لیے ایسا کام کرے گا جو تنظیم کی پالیسی کے خلاف ہو۔

ج- کسی بنک یا اہم ادارے میں اس کا شیئر نہ ہو۔

۱/۲: شرعی اداروں میں فتویٰ اور اجتہاد کے اصول وضوابط:

الف- بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی قراردادوں کی پابندی ہو نیز دیگر اکیڈمیوں اور اجتماعی اجتہادی اداروں کے فیصلوں کا لحاظ ہو بایں طور کہ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی سے ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔

ب- بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۷۰ (۱/۸) کے بموجب غیر معروف اقوال اور رخصتوں کی حرص وجستجو یا اقوال میں ممنوع جمع وتلفیق سے مکمل طور پر پرہیز۔

ج- شرعی حکم بیان کرتے وقت اعمال کے انجام اور شریعت کے مقاصد کی پوری رعایت کی جائے۔

د- قرارداد نمبر ۱۵۳ (۱۷/۲) میں بیان کردہ فتویٰ کے اصول وضوابط کے متعلق بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی سے صادر ہونے والے سفارشات اور فیصلوں کی رعایت کی جائے۔

(۲) ادارہ برائے داخلی شرعی نگرانی:

اس انتظامیہ کے ذمہ تمام امور ومعاملات کے تئیں شرعی تنظیموں کی جانب سے صادر ہونے والے فیصلوں کی عملی تطبیق کو یقینی بنانے کے لیے ضروری کارروائیوں کو پورا

کرنا ہوتا ہے جو درج ذیل عناصر پر مشتمل ہیں:

الف- ادارہ برائے شرعی نگرانی کے فتوؤں کے بموجب کارروائیوں کی تطبیق وتنفیذ کے تیئں اطمینان اور یقین کے حصول کی غرض سے دلائل ودیگر اجراء ات کی نظر ثانی۔

ب- ادارے میں کام کرنے والے افراد کو اس لائق بنانا کہ وہ شرعی اور کاروباری جہت سے اپنے امور کی انجام دہی صحیح طور پر کرسکیں۔

ج- داخلی امور پر شرعی نقطۂ نظر سے باریکیوں پر نظر رکھنے کے لیے اپنے افراد کو تیار کرنا جو علم وعمل دونوں اعتبار سے لیاقت کے حامل ہوں اور مستقل بالذات ہوتے ہوئے ادارے کے تنظیمی ڈھانچہ کے سینئر ذمہ داروں کے تابع ہوں مثلاً کمیٹی برائے نظر ثانی یا مینجمنٹ کونسل وغیرہ، اور اس کی تقرری اور سبک دوشی ادارہ برائے شرعی نگرانی کے تعاون وانتظام کے ذریعے عمل میں آئے۔

(۳) ادارہ برائے سنٹرل شرعی نگرانی:

یہ ملک کی سپروائزری اتھارٹی پیمانے پر شرعی نگرانی کا ایک ادارہ ہے اس کی دو بنیادی ذمہ داریاں ہیں:

الف- ادارے کے تابع سپروائزری اتھارٹی کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا۔

ب- تنظیمی پیمانے پر شرعی نگرانی کی تاثیر کے تیئں اطمینان ویقین کا حصول، بایں طور کہ شرعی نگرانی اور داخلی شرعی نگرانی کے تمام اداروں کی سرگرمیوں پر باریکی کے ساتھ نظر رکھی جائے، ساتھ ساتھ ایسے لائحہ عمل اور معیار وضع کیے جائیں جو شرعی نگرانی کی سرگرمیوں کو منظم کریں۔ انہیں میں سے اراکین کی تقرری یا سبک دوشی، ان کی لیاقت، تعداد اور اس ادارے میں ان کا کردار جس کے یہ لوگ ارکان ہیں۔

سفارشات:

الف- سپروائزری اتھارٹیوں کو چاہیے کہ ہر ملک میں ایسے اصول وقوانین جاری کرنے کا کام انجام دے جو شرعی نگرانی کی سرگرمیوں کو منضبط اور منظم کرے، اور اس کے لیے تمام ضروری کارروائیوں کو پورا کرے تاکہ اسے کسی مستقل اتھارٹی کی طرف ٹرانسفر کیا جا سکے۔

ب- درجہ بندی کرنے والی اسلامی ایجنسیوں کو یہ کانفرنس وصیت کرتی ہے کہ ان مصنوعات کی درجہ بندی نہ کرے جن کی ممانعت پر اکیڈمی کی جانب سے فیصلہ ہو چکا ہے۔

قرارداد نمبر: ۱۷۷(۱۹/۲)

کریڈٹ کارڈز

Credit Cards

کریڈٹ کارڈ

اکیڈمی کے دسویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۲۳-۲۸/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸/ جون-۳/ جولائی ۱۹۹۷ء میں اس موضوع پر مقالات کو دیکھنے اور فقہاء واقتصادی ماہرین کے مناقشات سننے کے بعد درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں:

الف۔ جنرل سیکرٹریٹ سے گذارش کی جائے کہ وہ بنکوں کے ذریعہ جاری کیے جانے والے کریڈٹ کارڈ کے لیے معاہدوں اور شرائط کے تمام نمونوں کا میدانی سروے کرائے۔

ب۔ ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو کریڈٹ کارڈ کے خصائص، ان کے باہمی فرق اور ان کی شرعی حیثیت کی تعیین کا مطالعہ کرے، اور اس کمیٹی کو کریڈٹ کارڈ کی اقسام سے متعلق عربی وانگریزی معلومات فراہم کی جائیں۔

ج۔ اس موضوع پر سابقہ معلومات کی روشنی میں غور وخوض کرنے کے لیے ایک مناقشہ کی مجلس منعقد کی جائے اور اس مجلس کے مکمل نتائج آئندہ اجلاس میں پیش کیے جائے۔

اور اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

الف۔ جائز اور ناجائز معاملات سے متعلق شرعی پہلو اور تعلق رکھنے والے اقتصادی اصطلاحات کی از سر نو اس طرح تشریح کی جائے کہ ان کی حقیقت واضح ہو جائے۔

جو شرعی اصطلاح موجود ہو اس کو دوسری اصطلاح پر ترجیح دی جائے، اس انداز سے کہ اس کے لفظ ومعانی بالکل راسخ ہو جائیں، خصوصاً وہ اصطلاحات جن کے شرعی حکمی

نتائج مرتب ہوتے ہیں، تاکہ اقتصادی اصطلاحات کی ماہیت اور فقہی اصطلاحات کے ساتھ ان کی ہم آہنگی واضح ہو اور امت کے سرمایہ علم اور شرعی مفاہیم سے اصطلاحات نکالی جائیں۔

ب۔ اسلامی ممالک کے متعلقہ اداروں سے درخواست کی جائے کہ وہ بنکوں کی جانب سے سودی کریڈٹ کارڈ کے جاری کرنے پر پابندی لگادیں، تاکہ امت اسلامیہ حرام سود سے بچ سکے اور ملک کی معیشت اور لوگوں کے مال کی حفاظت ہو۔

ج۔ ایسا شرعی مالی اور اقتصادی ادارہ قائم کیا جائے جس کی ذمہ داری ہو کہ وہ افراد کو بینکوں کے استحصال سے محفوظ رکھے، شرعی حدود کے دائرہ میں ان کے حقوق کی حفاظت کرے، ملکی اقتصادیات کی حفاظت کے لیے مالی سیاست پر نظر رکھے اور سخت ضوابط طے کرے جن کی رو سے وہ سماج اور افراد کو بنکوں کے استحصال سے محفوظ رکھے، تاکہ اس سے برے نتائج سے تحفظ حاصل ہو۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۹۶ (۱۰/۴)

کریڈٹ کارڈ

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی مجمع الفقہ الإسلامی کا پندرھواں فقہی سمینار ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء کو مسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی کو اس موضوع پر جو تحریریں موصول ہوئیں ان کے بھرپور مطالعہ اور اس سے متعلق ہونے والے طویل مناقشہ اور اس موضوع سے متعلق اکیڈمی کی جانب سے صادر ہونے والے فیصلوں کو سامنے رکھ کر درج ذیل قرارداد پاس کی گئی، واضح رہے کہ اکیڈمی کا

ایک فیصلہ ۶۳(۷/۶) کریڈٹ کارڈ کی تعریف اور اس کی صورتوں پر مشتمل تھا، جبکہ دوسرا فیصلہ ۱۰۸(۱۲/۲) کریڈٹ کارڈ کے اجراء اور معاملات میں اس کے استعمال، اور اس سے جڑی ہوئی فیس کارڈ کو قبول کر کے خدمات فراہم کرنے والے تاجروں پر کمیشن کی رقم نکالنے اور اس کے ذریعہ سے سونے چاندی یا کرنسیوں کے خرید وفروخت کرنے سے متعلق احکام پر مشتمل تھا۔

فیصلے اور سفارشات:

الف- کریڈٹ کا اجراء اور اس کا استعمال اس شرط پر جائز ہے کہ اس کی شرطوں میں ادائی میں تاخیر پر سود دینا شامل نہ ہو۔

ب- کریڈٹ کارڈ پر فیصلہ نمبر ۱۰۸(۱۲/۲) کے مشمولات جو فیس اور کارڈ کی بنیاد پر پیش کی جانے والی خدمات پر کمیشن وغیرہ سے متعلق تھے کا انطباق ہوسکتا ہے۔

ج- کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ سونے چاندی کی خرید اور کرنسیوں کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

د- مالیاتی اداروں کے لیے کارڈ بردار کو ناجائز معاملات کا حق دینا درست نہیں، جیسے تجارتی بیمہ یا شرعاً جو مقامات حرام سمجھے جاتے ہیں وہاں جانا، ہاں جو رعایتیں حرام نہیں ہیں مثلاً خدمات کے حصول میں اولیت دینا یا قیمتوں میں تخفیف کر دینا تو شرعاً اس سے کوئی چیز مانع نہیں۔

ھ- وہ اسلامی مالیاتی ادارے جو کریڈیٹ کارڈ کے متبادل پیشہ کرتے ہیں شرعاً اس بات کی پابند ہوں گے کہ اس متبادل کے اجراء اور شرطوں میں شرعی اصول وضوابط کو ملحوظ رکھیں، سود کی شبہات سے بچیں یا ان ذرائع سے بھی احتراز کریں جو سود تک پہنچانے والے ہوں مثلاً دین کو دین کے ذریعہ فسخ کر دینا۔

قرارداد نمبر: ۱۳۹(۱۵/۵)

لیٹر آف کریڈٹ (L.C)

(وکالت وکفالت)

اکیڈمی کے دوسرے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۰-۱۶/ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء اس موضوع سے متعلق پیش کی گئی تحقیقات ومقالات کو دیکھنے اور ان پر تفصیلی بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل نکات اکیڈمی کے سامنے آئے:

۱- لیٹر آف کریڈٹ کی تمام صورتوں میں ایل سی کھلواتے وقت یا تو زرِ ثمن جمع کیا گیا ہوگا یا نہیں کیا گیا ہوگا، اگر جمع نہیں کیا گیا ہوگا تو اس کی حقیقت یہ ہوگی کہ ایل سی کھلوانے والے پر حال یا مستقبل میں جو ذمہ داری آنے والی ہے اس میں ضامن (بینک) ابھی اپنی ذمہ داری شامل کر لیتا ہے، اور اسی صورت کا نام فقہ اسلامی میں ضمان یا کفالت ہے۔

اور اگر زرِ ثمن جمع کیا گیا ہو تو ایل سی کھلوانے والے شخص اور ایل سی کھولنے والے (بینک) کے درمیان تعلق کو وکالت کہا جائے گا، اور وکالت اجرت کے ساتھ بھی درست ہے اور بغیر اجرت کے بھی، نیز بینک کا ایل سی کھلوانے والے (مکفول لہ) کا ضامن بن جانا بھی درست ہے۔

۲- کفالت ایسا عقد تبرع ہے جس کا مقصد امداد واحسان ہوتا ہے، فقہاء نے کفالت پر عوض لینے کو ناجائز قرار دیا ہے، کیوں کہ ایسی صورت میں کفیل کا ضمان کی رقم ادا کرنا اس قرض کے مشابہ ہوگا جس سے قرض دینے والے کو نفع حاصل ہو، اور یہ

شرعاً ممنوع ہے۔

مندرجہ بالا امور کے پیش نظر اکیڈمی طے کرتا ہے کہ:

اول: لیٹر آف کریڈٹ جاری کرنے کی صورت میں عمل ضمانت کے بدلے اجرت لینا جائز نہیں ہے (جس میں عام طور پر ضمانت کی رقم اور اس کی ادائی کی مدت کو مدنظر رکھا جاتا ہے) خواہ اس کا زرِ ثمن جمع کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

دوم: ایل سی کی دونوں قسموں کے اجراء میں ہونے والے دفتری اخراجات کا مطالبہ شرعاً درست ہے، بشرطیکہ مطلوبہ اخراجات مروجہ مناسب اجرت (اجر مثل) سے زائد نہ ہوں، اور اگر پورا زرِ ثمن یا اس کا کچھ حصہ ادا کردیا گیا ہو تو ایل سی کے اجراء میں ہونے والے مصارف کی تعیین میں ان اخراجات کو بھی ملحوظ رکھنا درست ہے جو اس زرِ ثمن کی ادائی کے سلسلہ میں حقیقتاً برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۲ (۱۲/۲)

غیرادا شدہ کریڈٹ کارڈ

اکیڈمی کے بارھویں اجلاس منعقدہ ریاض سعودی عرب مورخہ ۲۵/ جمادی الثانی-۱/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳-۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء میں موضوع پر غور کیا گیا۔

اکیڈمی کی کونسل کی مالیاتی بازاروں کے موضوع پر اور کریڈٹ کارڈ سے متعلق قرارداد نمبر ۶۵ (۱/۷) کی بنیاد پر، جس میں اس کارڈ کی بابت تصویر مسئلہ اور حکم کو آئندہ اجلاس تک مؤخر کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا، اور مجلس کے دسویں اجلاس کی قرارداد نمبر ۱۰۲ (۴/۱۰) کے حوالہ سے، اور اس سلسلہ میں اکیڈمی کو موصول بحثوں اور ان پر فقہاء اور ماہرین معیشت کے مابین مناقشات کو سننے کے بعد، اور اپنی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) میں کریڈٹ کارڈ کی تعریف کے حوالہ سے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کریڈٹ کارڈ ایک ایسی دستاویز ہے جو ایشو کرنے والا بینک کسی شخص طبعی یا شخص اعتباری (کارڈ ہولڈر) کو بینک اور شخص متعلق کے مابین ایسے معاہدہ کی بنیاد پر سپرد کرتا ہے جس کے ذریعہ وہ شخص سامان یا کام کی خریداری ایسے آدمی (تاجر) کی طرف سے کرتا ہے جو اس کارڈ کو تسلیم کرتا ہو اور قیمت نقد ادا نہیں کرتا ہے، کیوں کہ بینک قیمت کی ادائی کی ضمانت لیتا ہے، اور ادائی کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے کی جاتی ہے، پھر بینک مقررہ مرحلوں میں کارڈ ہولڈر سے وصول کر لیتا ہے، کچھ بینکوں میں غیر ادا شدہ مجموعی رقم پر متعین مدت کے بعد سود بھی عائد کیا جاتا ہے، جب کہ بعض بینک ایسا نہیں کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اکیڈمی مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ فیصلہ کرتی ہے کہ:

اول: ایسا غیر ادا شدہ کریڈٹ کارڈ ایشو کرنا اور اس سے کام لینا جائز نہیں ہے جس میں کسی سودی اضافہ کی قید مشروط ہو، خواہ کارڈ ہولڈر اس بات کا عزم رکھتا ہو کہ مفت رعایت وگنجائش کی مدت کے دوران ہی وہ قیمت ادا کردے گا۔

دوم: ایسا غیر ادا شدہ کریڈٹ کارڈ ایشو کرنا درست ہے، جس میں اصل دین پر کسی سودی اضافہ کی شرط نہ ہو۔

اس بنیاد پر یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ:

الف: بینک اپنے ایجنٹ سے اس کارڈ کے ایشو یا تجدید کے وقت مقررہ فیس لے سکتا ہے، جس کی حیثیت بینک کی طرف سے پیش کردہ خدمت کی مقدار پر بالفعل اجرت کی ہوگی۔

ب: کارڈ ایشو کرنے والا بینک تاجر سے ان چیزوں پر جو ایجنٹ تاجر سے خریدے گا، کمیشن لے سکتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ تاجر کی بیع کارد کے ذریعہ اسی نرخ پر ہو جس نرخ پر وہ نقد بیع کرتا ہے۔

سوم: کارڈ رکھنے والا اگر بینک سے پیسہ نکالتا ہے تو وہ بطور قرض ہوگا، اور اگر اس میں کوئی سودی اضافہ نہ ہو تو اس میں کوئی شرعی حرج نہیں ہے، اور اس خدمت کے عوض لی جانے والی وہ فیسیں سودی اضافہ میں شمار نہیں ہوں گی جو قرض کی مقدار یا اس کی مدت سے وابستہ نہیں ہوتی ہیں، بالفعل خدمات پر کوئی اضافہ حرام ہوگا، کیوں کہ وہ شرعاً حرام سود میں آجائے گا، جیسا کہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۱۳ (۲/۱۰) اور ۱۳ (۳/۱) میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔

چہارم: غیر ادا شدہ کریڈٹ کارڈ سے سونا چاندی اور نقد کرنسی خریدنا جائز نہیں ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۸ (۱۲/۲)

کرنسی

Currency

کرنسی کے مسائل

اکیڈمی کے نویں اجلاس منعقدہ ابوظہی، متحدہ عرب امارات مؤرخہ ۱-۶/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/اپریل ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر آنے والے مقالات اور بحث ومناقشہ کی روشنی میں محسوس کیا گیا کہ بعض کرنسیوں کی قوت خرید میں بے پناہ گراوٹ پیدا کردینے والے افراط زر کے حالات کے حل کے سلسلہ میں مختلف رجحانات پائے جاتے ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

الف۔ ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کے پانچویں سیمینار مین طے شدہ تجویز یعنی'' دین جس کرنسی سے ثابت ہو اس کی ادائی میں اعتبار بالمثل کرنسی کا ہوگا قیمت کا نہیں ہوگا، اس لیے کہ دیوان اپنے امثال کے ذریعہ ادا کیے جاتے ہیں، پس دین ثابت فی الذمہ کو قیمتوں کے اشاریہ کے ساتھ مربوط نہیں کیا جاسکتا۔

لہٰذا پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ افراط زر کے استثنائی حالات بھی اسی تجویز کے تحت آتے ہیں اور یہی اصول ان پر منطبق ہوگا۔

ب۔ دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ان استثنائی حالات میں معاشی اخراجات کے اشاریے یعنی کرنسی کی قوت خرید سے مربوط کیا جانا چاہئے۔

ج۔ تیسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ کاغذی نوٹوں کا رشتہ سونے کے ساتھ جوڑا جائے یعنی وجوب دین کے وقت سونے کے نرخ کی رعایت ادائی کے وقت کی جائے۔

د۔ چوتھا نقطہ نظر یہ ہے کہ ایسے مخصوص حالات میں فریقین کے درمیان جبری صلح کا اصول نافذ کیا جائے جس میں مقروض اور قرض دینے والے کے نقصانات کی تحقیق کرکے دین کی ادائی صلح کے ذریعہ طے شدہ مقدار میں ہو۔

ھ۔ کچھ حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ کرنسی کی قیمت کے گرنے کی دوصورتوں میں فرق کیا جانا چاہئے، ایک صورت تو بازار میں رسد اور طلب کے اعتبار سے قیمت کا

گرنا بڑھنا ہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ خود حکومت اپنے کسی فیصلہ کے ذریعہ کرنسی کی قیمت کم کردے۔

و۔ کرنسی کی قوت خرید کبھی حکومتوں کی اقتصادی سیاست پر مبنی ہوتی ہے اور کبھی خارجی عوامل کی وجہ سے کرنسی کی قوت گھٹتی ہے، ان دونوں صورتوں میں فرق کیا جانا چاہئے۔

ز۔ ان استثنائی حالات میں "وضع جوائح" کے اصول پر عمل کیا جانا چاہئے یعنی جس طرح قدرتی آفات کی صورت میں طے شدہ واجب دیون میں کمی کی جاتی ہے اسی طرح افراط زر کی اس مصیبت کو بھی ایک حادثہ تصور کرتے ہوئے وضع جوائح کے اصول پر طے کیا جائے۔

ان مختلف نقطہائے نظر کی روشنی میں جومحتاج بحث وتمحیص ہیں مندرجہ ذیل تجاویز طے کی جاتی ہیں:

اول: کسی اسلامی مالیاتی ادارہ کے تعاون سے فقہ واقتصادیات کے ماہرین کی ایک مخصوص نشست منعقد کی جائے جس میں اکیڈمی کے بعض ارکان وماہرین بھی شامل ہوں اور استثنائی حالات میں پیدا ہونے والے دیون کی ادائی کے مسائل کا متفقہ طور پر کوئی بہترین ومناسب طریقہ تلاش کیا جائے۔

دوم: یہ کہ اس اجتماع کا ایجنڈا حسب ذیل ہونا چاہئے:

الف: افراط زر کی حقیقت اور اس کے تمام فنی تصورات۔

ب: افراط زر کے اقتصادی اور اجتماعی اثرات اور اس کے اقتصادی حل کی کیفیت کا مطالعہ۔

ج: افراط زر سے پیدا ہونے والی مشکلات کا فقہی حل۔

سوم: اس اجتماع کی مفصل رپورٹ پیش کی گئی بحثیں اور مباحث اکیڈمی کے اگلے سمینار میں پیش کئے جائیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۸۹(۹/۶)

کرنسی کے مسائل

اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤں (برونائی) مؤرخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/جون ۱۹۹۳ء میں کرنسی کے موضوع پر پیش شدہ تحقیقات پر غور اور بحث وتمحیص کے بعد درج ذیل فیصلے کیے گئے:

اول۔ عمل کے نظام، ضوابط اور وہ خصوصی قوانین جن کے ذریعہ اجرتوں کی تعیین ہوتی ہے، ان میں جائز ہوگا کہ اجرتوں کو اشاریہ سے مربوط رکھنے کی شرط لگائی جائے، بشرطیکہ اس کی وجہ سے عمومی اقتصادیات کو ضرر نہ پہنچے۔

اجرتوں کو اشاریہ سے مربوط کرنے سے مقصود یہ ہے کہ قیمتوں کے معیار میں ہونے والی تبدیلی کے لحاظ سے اجرتوں کے اندر بھی وقفہ وقفہ سے تبدیلی ماہرین وواقف کاران کی رائے کے مطابق کی جاتی ہے، اس تبدیلی کی غرض یہ ہے کہ افراط زر کے نتیجہ میں اجرت کی مقدار کی قوتِ خرید گرنے سے اور نتیجتًا سامانوں وخدمات کی قیمتوں کے عمومی معیار میں اضافہ ہوجانے سے عاملین (محنت کاروں) کو تحفظ فراہم کیا جائے، اس جواز کی دلیل یہ ہے کہ:

کسی بھی شرط کا لگانا اصل کے اعتبار سے جائز اور درست ہوتا ہے، صرف ایسی شرط ممنوع قرار پائے گی جس سے کوئی حلال، حرام بنتا ہو یا کوئی حرام شے حلال قرار پاتی ہو۔

البتہ اگر اجرت جمع ہوتی چلی جائے اور قرض بن جائے تو اس پر قرض کے وہ احکام جاری ہوں گے جو اکیڈمی کے قرارداد نمبر:۴۲ (۵/۴) میں بیان ہوئے ہیں۔

دوم۔ یہ بات درست ہوگی کہ قرض دینے والا اور قرض دار دونوں قرض کی ادائی کے دن (پہلے نہیں) اس بات پر اتفاق کرلیں کہ قرض کی ادائی قرض کی کرنسی کے

بجائے دوسری کرنسی سے کریں گے بشرطیکہ یہ عمل ادائی کے دن قرض کی کرنسی کے نرخ سے انجام پائے ، اسی طرح کسی معین کرنسی سے قرض بالاقساط کی صورت میں کسی بھی قسط کی ادائیگی کے دن یہ اتفاق جائز ہوگا کہ اس پوری قسط کی ادائی دوسری کرنسی کے ذریعہ قرض والی کرنسی کے اسی دن کے نرخ کے مطابق کی جائے گی۔

تمام صورتوں میں یہ شرط ضروری ہوگی کہ قرض دار کے ذمہ میں اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے جس پر کرنسی کی تبدیلی کا معاملہ انجام پایا ہے، نیز قبضہ کے موضوع پر اکیڈمی کی منظور کردہ قرارداد نمبر: ۵۰ (۱/۶) کی رعایت بھی ضروری ہوگی۔

۳- جائز ہے کہ عقد کے وقت متعاقدین ادھار قیمت یا ادھار اجرت کی تعیین پر اتفاق کریں کہ وہ ایک کرنسی سے ہوگی جو ایک بار ادا کی جائے گی ، متعینہ قسطوں کی شکل میں متعدد کرنسیوں سے یا سونے کی متعین مقدار سے ہوگی ، اور یہ کہ ادائی حسب اتفاق انجام پائے گی ، اسی طرح یہ بھی جائز ہوگا کہ سابق دفعہ میں مذکور طریقہ پر انجام پائے گی۔

۴- کسی متعینہ کرنسی کے ذریعہ حاصل ہونے والے قرض کا اندراج مقروض کے ذمہ میں اس کرنسی کے مساوی سونا یا اس کے مساوی دوسری کرنسی سے کرنے پر اتفاق درست نہیں ہوگا یعنی قرضدار اس بات کا پابند ہو جائے کہ قرض کی ادائی قرض والی کرنسی کے مساوی سونا یا کسی دوسری طے کی ہوئی کرنسی سے کرے یہ صورت جائز نہیں ہے۔

۵- کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے موضوع پر اکیڈمی کے قرارداد: ۴۲ (۵/۴) کی توثیق کی جاتی ہے۔

اور اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ امانت عامہ (جنرل سیکرٹریٹ) کی جانب سے باصلاحیت فقہاء محققین اور ماہرین اقتصادیات کو ذمہ داری دی جائے کہ وہ کرنسی سے متعلق مختلف پہلوؤں پر مقالات و تحقیقی بحوث تیار کر دیں تاکہ اکیڈمی کے آئندہ سمیناروں میں ان

پر بحث مکمل ہو سکے۔ یہ موضوعات درج ذیل ہو سکتے ہیں:

الف۔ کسی اعتباری کرنسی مثلاً اسلامی دینار کے استعمال کے امکانات خصوصاً اسلامی بنک برائے ترقی کے معاملات کے اندر تاکہ اس اعتباری کرنسی کی بنیاد پر قرض کی فراہمی اور وصولی انجام پائے، اور ادھار قرض کا اندراج کیا جائے تاکہ ان کی ادائی اس نرخ پر کی جائے جو اعتباری کرنسی کی قیمت اور اس غیر ملکی کرنسی جسے قرض کی ادائی کے لیے اختیار کیا جائے مثلاً امریکی ڈالر، کے درمیان توازن کی بنیاد پر قائم ہو۔

ب۔ ادھار قرضوں کو نرخوں کے متوسط اشاریہ کے ساتھ مربوط کرنے کے شرعی متبادل تلاش کرنا۔

ج۔ کاغذی نوٹوں کی کساد بازاری کا مفہوم اور حقوق کی تعیین اور آئندہ آنے والی ذمہ داریوں پر اس کا اثر۔

د۔ افراط زر کی وہ حد جس پر کاغذی نوٹوں کو بے قیمت نوٹ تصور کیا جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۷۵(۸/۶)

کرنسی کی قیمت میں تبدیلی

اکیڈمی نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱-۶/ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء میں اس موضوع پر ارکان و ماہرین کی جانب سے آنے والے مقالات اور مباحثہ کی روشنی میں نیز اکیڈمی کے تیسرے سمینار میں طے کردہ قرارداد نمبر ۲۱ (۳/۹) کی روشنی میں کہ کاغذی نوٹ اعتباری نقود ہیں جو مکمل ثمنیت کا درجہ رکھتے ہیں، اور زکاۃ، سود، سلم اور دیگر تمام احکام میں سونے چاندی کے شرعی احکام ان پر بھی منطبق ہوں گے، اکیڈمی کا یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ:

کسی بھی کرنسی کے ذریعہ واجب دیون کی ادائی میں مثل کا اعتبار ہوگا، قیمت کا نہیں، کیوں کہ دیون کی ادائی اپنے مثل سے ہوتی ہے، لہذا ذمہ میں واجب دیون کو خواہ وہ کسی طرح بھی واجب ہوئے ہوں، قیمتوں کے اشاریے (Price Index) سے مربوط کرنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۴۳ (۵/۴)

کرنسیوں کی تجارت

اکیڈمی کے گیارہویں اجلاس منعقدہ منامہ، بحرین مؤرخہ ۲۵-۳۰/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴-۱۹/نومبر ۱۹۹۸ء میں ''کرنسیوں کی تجارت'' کے موضوع پر پیش کردہ مقالات اور مناقشہ کے بعد درج ذیل فیصلے کئے گئے:

اول: اکیڈمی کے فیصلے نمبر ۲۱ (۳/۹) بابت کاغذی نوٹ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلیوں اور نمبر ۶۳ (۱/۷) بابت مالی بازار، فقرہ سوم: سامانوں، کرنسیوں اور اشاریوں کے ذریعہ منظم بازار میں تعامل، کا نمبر (۲): کرنسیوں کے ذریعہ تعامل، اور نمبر ۵۳ (۶/۴) بابت قبضہ فقرہ دوم: (۱-ج) کی مزید توثیق کی جاتی ہے۔

دوم: کرنسیوں کی ادھار بیع شرعاً درست نہیں ہے، اور اس میں بیع صرف کے لیے دوطرفہ وعدہ (مواعدۃ) جائز نہیں ہے، کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں یہی حکم طے پاتا ہے۔

سوم: ربا اور کرنسیوں کی تجارت ور احکام شریعت سے بیگانہ صرف کے معاملات ان موجودہ اقتصادی بحرانوں اور اقتصادی عدم استحکام اور اونچ نیچ کے اہم اسباب میں سے ہیں جنہوں نے بعض ممالک کی اقتصادیات کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

سفارشات:

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ مالی بازار کی شرعی نگرانی لازماً کی جائے اور انہیں پابند کیا جائے کہ کرنسیوں وغیرہ میں اسلامی شریعت کے احکام کے مطابق اپنی تنظیم کریں، اس لیے کہ یہ احکام ہی اقتصادی مصائب سے تحفظ وامان کی گارنٹی ہیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۲ (۱۱/۵)

کاغذی نوٹ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے احکام

اکیڈمی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مورخہ ۸-۱۳/ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات دیکھنے کے بعد درج ذیل فیصلے کئے:

اول: کاغذی کرنسی کے احکام:

کاغذی نوٹ اعتباری نوٹ ہیں اور مکمل طور پر ثمن کی حیثیت رکھتے ہیں، لہذا سود، سلم، زکاۃ اور دیگر تمام احکام کے سلسلہ میں سونے چاندی ہی کے ساری شرعی احکام ان پر بھی جاری ہوں گے۔

دوم: کرنسی کی قیمت میں تبدیلی:

اس مسئلہ کو ملتوی کیا جائے تا کہ اس کے تمام پہلوؤں کی بھرپور طریقہ پر تحقیق ومطالعہ کے بعد اکیڈمی کے چوتھے سمینار میں اس پر غور کیا جا سکے۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۲۱(۳/۹)

افراطِ زر اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی

اکیڈمی نے اپنے بارھویں اجلاس منعقدہ ریاض ،سعودی عرب مؤرخہ ۲۵/ جمادی الثانی -۱/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳-۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء میں معاشی اور فقہی سیمنار برائے مطالعہ افراط زر کے مسائل اس کے تینوں حلقوں (جدہ ،کوالالمپوراور منامہ) کے اختتامی اعلان اور اس کی سفارشات اور تجاویز سے واقف ہونے اور اس موضوع پر اکیڈمی کے ماہرین ممبران اور فقہاء کے مابین ہوئے مناقشہ کو سننے کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا:

اول: سابقہ قرارداد نمبر ۴۲ (۵/۴) پر ہی عمل کیا جائے ،جس کے الفاظ درج ذیل ہیں: "کسی بھی کرنسی سے لازم ہونے والے قرض کی ادائی میں اعتبار مثلیت کا ہوگا، قیمت کا نہیں ، کیوں کہ قرض کی ادائی اپنے مثل سے ہی ہوتی ہے ،لہذا جائز نہیں ہوگا کہ ذمہ میں ثابت قرضوں کو چاہے جیسے ہوں ،نرخ کے معیار سے مربوط کیا جائے"۔

دوم: افراط زر متوقع ہونے کی صورت میں معاملہ کرتے وقت احتیاطاً قرض کا اجراء اس کرنسی کے علاوہ دوسری کرنسی سے کیا جا سکتا ہے، مثلاً قرض کا معاملہ درج ذیل صورت میں طے کیا جائے:

الف- سونا یا چاندی کے ذریعہ۔

ب- کسی مثلی سامان کے ذریعہ۔

ج- متعدد مثلی سامانوں کے ایک مجموعہ کے ذریعہ۔

د- کسی دوسری زیادہ مضبوط کرنسی کے ذریعہ۔

ھ- مختلف کرنسیوں کے مجموعہ کے ذریعہ۔

لیکن یہ ضروری ہوگا کہ سابقہ تمام صورتوں میں قرض کی واپسی اسی شی سے ہو جس میں قرض دیا گیا ہے، اس لیے کہ مقروض کے ذمہ میں وہی لازم ہوتا ہے جس پر اس نے عملاً قبضہ کیا تھا۔

یہ صورتیں اس ممنوع صورت سے علاحدہ ومختلف ہیں جس میں دونوں معاملہ کرنے والے دین موجل کسی کرنسی میں طے کرتے ہیں، اور یہ شرط لگادیتے ہیں کہ قرض کی ادائی کسی دوسری کرنسی یا مختلف کرنسیوں کے مجموعہ سے ہوگی، اس صورت کے ممنوع ہونے کے سلسلہ میں اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۷۵(۸/۶) چہارم، طے ہو چکی ہے۔

سوم: شرعاً یہ معاملہ جائز نہیں ہوگا کہ عقد کرتے وقت ادھار قرضوں کو مندرجہ ذیل اشیاء میں سے کسی شے سے مربوط کیا جائے:

الف- حسابی کرنسی سے مربوط کرنا۔

ب- اخراجات معیشت کے اشاریہ یا دوسرے اشاریوں سے مربوط کرنا۔

ج- سونے چاندی سے مربوط کرنا۔

د- کسی متعین سامان کی قیمت سے مربوط کرنا۔

ھ- قومی پیداوار کے اوسط سے مربوط کرنا۔

و- کسی دوسری کرنسی سے مربوط کرنا۔

ح- مختلف اشیاء کے مجموعہ کی اوسط قیمت سے مربوط کرنا۔

اس لیے کہ ایسے ربط میں بہت زیادہ غرر اور جہالت فاحشہ ہے، کیوں کہ کسی فریق کو یہ نہیں معلوم کہ اسے کیا ملے گا یا اس پر کیا ذمہ آئے گا، جس کے نتیجہ میں عقد کی صحت کے لیے مطلوب شرط یعنی معلوم ہونا فوت ہوجائے گا، اور اگر یہ اشیاء جن سے قرض کو مربوط کیا جائے گا، اوپر کو چڑھیں تو اس سے جو اصلاً ذمہ میں واجب ہے اور جسے ادا کرنا ہے دونوں میں عدم تماثل لازم آجائے گا، اور یہ معاہدہ میں مشروط ہونے کی وجہ سے ربا ہوجائے گا۔

چہارم: اجرتوں اور اجارات کو اشاریہ سے مربوط کرنا:

الف- اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۷۵(۸/۶) فقرہ اول بعنوان "قیمتوں کے معیار میں تبدیلی کے مطابق اجرتوں کو اشاریہ سے مربوط کرنے کا جواز" کی مزید تاکید کی جاتی ہے۔

ب- جائز ہے کہ اعیان کے طویل مدتی اجاروں میں اجرت کی مقدار کی تحدید صرف پہلے مرحلہ کے لیے کی جائے، اور عقد اجارہ میں طے پا جائے کہ آئندہ مرحلوں

کے لیے اجرت کسی متعین اشاریہ سے مربوط ہوگی بشرطیکہ ہر مرحلہ کے آغاز کے وقت اجرت کی مقدار معلوم ہو جائے۔

سفارشات:

اکیڈمی اس سلسلہ میں درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

۱- چوں کہ افراط زر کا سب سے اہم سبب ان کرنسیوں کی کمیت میں اضافہ ہے جنہیں متعدد معروف اسباب کے تحت ملکی کرنسی کا محکمہ جاری کرتا ہے، اس لیے ہم اس محکمہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ افراط زر کے اسباب کے ازالہ کی سنجیدہ کوشش کرے جس کی وجہ سے معاشرہ کو سخت نقصان پہنچتا ہے واور افراط زر کے ذریعہ سرمایہ کاری سے گریز کرے، خواہ بجٹ کی کمی کی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہو یا ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے، اور اس کے ساتھ ہی ہم مسلم قوموں کو خرچ اور صرف کے اندر اسلامی اقدار کی مکمل پابندی کرنے کی نصیحت بھی کرتے ہیں، تا کہ ہمارے معاشرے تبذیر واسراف اور عیاشی کی ان ساری شکلوں سے محفوظ رہیں جو افراط زر کو پیدا کرنے والے عملی نمونے ہیں۔

۲- اسلامی ملکوں کے بیچ اور خاص طور پر بیرونی تجارت کے میدان میں اقتصادی تعاون کو بڑھایا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ ان کی اپنی مصنوعات باہر سے ایکسپورٹ شدہ مصنوعات کی جگہ لے لیں، اور صنعتی ملکوں کے مقابلہ میں ان کے کمپیٹشن اور مقابلہ آرائی کے مراکز کو طاقتور بنایا جائے۔

۳- اسلامی بینکوں کی سطح پر ان کے ذخیرہ مال پر افراط زر کے اثرات کا مطالعہ وتحقیق کرایا جائے اور ان بینکوں، ان میں امانت رکھنے والوں اور ان میں سرمایہ کاری کرنے والوں کو افراط زر سے بچانے کے لیے مناسب وسایل تجویز کیے جائیں، اسی طرح اسلامی مالیاتی اداروں کی سطح پر افراط زر کی صورت حال کو کاؤنٹ کرنے والے حسابی معیارات کی تعیین اور اس کا مطالعہ کیا جائے۔

۴- افراط زر کی صورت میں اسلامی سرمایہ کاری اور مالی تعاون کے وسائل کے استعمال میں توسع کے سلسلے میں تحقیق اور افراط زر کے شرعی حکم پر ممکنہ اثرات کا مطالعہ کیا جائے۔

۵- افراط زر سے بچنے کے ایک طریقہ کے طور پر کرنسی کو سونے سے مربوط کرنے کی صورتوں میں سے کسی صورت کو اختیار کرنے کا کہاں تک فائدہ ہوسکتا ہے، اس کا مطالعہ وجائزہ۔

۶- اس بات کے مدنظر کہ پیداوار کی افزائش اور موجودہ پروڈکٹیوانرجی میں اضافہ ان اہم عوامل میں سے ایک ہے جن کے ذریعہ درمیانی اور لمبی مدت میں افراط زر سے لڑا جاسکتا ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ مسلم ملکوں میں پروڈکشن میں اضافہ اور بہتری کی کوشش کی جائے، اور اس کیلئے ایسے لائحہ عمل طے کیے جائیں اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جو ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ کاری کے معیار کو اوپر اٹھائیں تاکہ مسلسل ترقی روبہ عمل آسکے۔

۷- تمام مسلم ملکوں کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ اپنے عام بجٹ کو متوازن کرنے کی کوشش کریں، اس کے لیے انہیں اخراجات کو کم کرنا اور انہیں اسلامی دائرہ میں رہ کر منضبط کرنا ہوگا (واضح رہے کہ ان بجٹوں میں تمام عام، ترقیاتی اور مستقل بجٹ بھی شامل ہیں جو اپنی مالی سرمایہ کاری میں عام مالی ذرائع اور وسائل پر بھروسہ کرتے ہیں)۔

اور اگر ان بجٹوں کو سرمایہ فراہم کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا شرعی حل یہ ہے کہ اسلامی طریقہ پر سرمایہ فراہم کرنے کے طریقوں یعنی شرکت، بیع اور اجارہ پر عمل کیا جائے، اور سودی قرض سے احتراز واجب ہے، چاہے وہ بینکوں اور مالی اداروں کی جانب سے ہوں یا قرض باؤنڈز جاری کرکے ہوں۔

۸- مالیاتی پالیسیاں اپناتے وقت شرعی ضوابط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، چاہے ان کا تعلق عام آمدنی میں تبدیلی سے ہو یا عام اخراجات میں تبدیلی سے، اور ایسا اسی وقت ہوسکتا ہے جب مالی منصوبوں کو عدل وانصاف، اور سوسائٹی کے عمومی مفادات اور غرباء کی رعایت اور لوگوں پر اخراجات کا اتنا ہی بارڈالنے پر، جتنی

ان کی مالی قدرت آمدنی اور دولت میں ایک ساتھ ہو، طے کیا جائے۔

۹- مالیاتی اور نقدی پالیسیوں کے لیے شرعی طور پر تمام جائز وسائل استعمال کئے جائیں، نیز مطمئن کرنے کے وسائل اور دیگر اقتصادی اور انتظامی وسائل کا استعمال کیا جائے تا کہ افراط زر کا اوسط ممکنہ حد تک کم کیا جاسکے۔

۱۰- ایسی ضروری ضمانتیں فراہم کی جائیں کہ نقدی امور کے انتظام میں سنٹرل بینک کا فیصلہ آزادانہ ہو اور وہ نقدی استحکام اور افراط زر کے مقابلہ کے مقصد کو پورا کرنے کا پابند ہو، نیز سنٹرل بینک اور اقتصادی و مالیاتی اداروں کے درمیان مسلسل ہم آہنگی ملحوظ رکھا جائے، تا کہ اقتصادی ترقی، اقتصادی ونقدی استحکام اور بے کاری کا خاتمہ جیسے مقاصد پورے ہوسکیں۔

۱۱- عام اداروں اور پروجیکٹوں سے اگر مطلوبہ اقتصادی فوائد حاصل نہ ہورہے ہوں تو ان کا مطالعہ وتجزیہ کیا جائے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ انہیں پرائیوٹ سیکٹر میں تبدیل کردیا جائے اور اسلامی طریقہ کے مطابق انہیں بازار کے اتار چڑھاؤ کے عوامل کا پابند کیا جائے، اس سے یہ ہوگا کہ پیداواری صلاحیت بہتر ہوگی اور بجٹ کا مالی بوجھ کم ہوگا، جس سے افراط زر میں کمی آئے گی۔

۱۲- مسلمان عوام اور مسلم حکومتوں کو شریعت اسلامی کے اپنانے اور اس کے اقتصادی، تربیتی، اخلاقی اور اجتماعی اصولوں اور تعلیمات کی پیروی کا التزام کرنے کی دعوت دی جائے۔

سفارش:

افراط زر کے سلسلہ میں پیش کردہ تجاویز کے بارے میں اکیڈمی کی رائے یہ ہے کہ انہیں مؤخر کیا جائے، اور آنے والے اجلاس میں پیش کیا جائے۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۱۱۵(۱۲/۹)

اجارہ

Leasing

اجارہ کی دستاویزات (اجارہ)

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الإسلامی'' کا پندرھواں فقہی سمینار ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء کو مسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی نے ''اجارہ کی دستاویزات'' سے متعلق موصول ہونے والی تحریروں اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات کی روشنی میں درج ذیل فیصلے کیے:

۱- ''اجارہ کی دستاویزات'' کا تصور ''تصکیک'' کی بنیاد پر قائم ہے، جس کا مقصد ایسے مالی کاغذات جاری کرنا ہے جو لین دین کی صلاحیت رکھتے ہوں، اور سرمایہ کاری کے ایسے منصوبہ سے مربوط ہوں جو نفع بخش اور آمدنی میں اضافہ کا باعث ہوں، اجارہ کے دستاویزات کا مقصد ان متعینہ اشیاء اور منافع کو مالی کاغذات میں تبدیل کرنا ہے جن سے عقد اجارہ معلق ہو، اور جن کی بنیاد پر سکنڈری مارکیٹ میں لین دین کی کارروائیاں ہوسکیں، اسی بنیاد پر ان کی تعریف اس طرح کی گئی ہے، ایسی مساوی قیمت کی حامل دستاویزات ووثائق جو متعینہ اشیاء یا آمدنی والے منافع کی ملکیت میں مشترکہ حصص کی نمائندگی کریں۔

۲- اجارہ کی دستاویز نقد رقم کی ایک متعینہ مقدار کی نمائندگی نہیں کرتی، نہ وہ انتظامی اتھارٹی پر دین ہے۔ خواہ یہ اتھارٹی حقیقی ہو یا اعتباری بلکہ یہ محض مالی وثیقہ ہے جو کسی استعمالی شے کی ملکیت کے ایک عمومی حصہ کی نمائندگی کرتا ہے، مثلاً: زمین یا ہوائی جہاز یا اسٹیمر یا استعمالی اشیاء کا ایک مجموعہ ہو۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے مماثل ہوں یا ان میں فرق پایا جاتا ہو، جب کہ اس مجموعہ کو کرایہ پر دے

دیا جائے اور اس عقد اجارہ کی بنیاد پر اس سے متعینہ منافع حاصل ہو رہے ہوں۔

۳- ایسا ہوسکتا ہے کہ اجارہ کی دستاویزات کسی نام سے متعلق ہوں یعنی دستاویز کے حامل کے نام سے مربوط ہوں، اور ان کی ملکیت کی منتقلی کا عمل کسی متعین رجسٹر میں تفصیلات قلم بند کرنے کے بعد انجام پاتا ہو، یا ان پر جدید حامل دستاویز کا نام تحریر کر کے یہ کام ہوتا ہو، کہ جب ملکیت میں تبدیلی ہو نام میں بھی تبدیلی ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دستاویزات حاملین کے لیے ایسے مالی ثبوت کے درجہ میں ہو، صرف اس کی سپردگی سے ملکیت منتقل ہو جاتی ہو۔

۴- ایسی دستاویزات جاری کرنا جائز ہے جو اجرت پر دی گئی اشیاء اور اس کے یعنی دین کی ملکیت کی نمائندگی کرتی ہو۔ جب کہ ان میں ان اشیاء کی شرائط پائی جائیں جو عقد اجارہ میں محل اجارہ بننے کے لیے ضروری ہیں۔ مثلاً زمین ہوائی جہاز اور اسٹیمر وغیرہ، ہاں یہ ضروری ہے کہ یہ دستاویزات اجرت پر دی ہوئی حقیقی اشیاء پر ملکیت کی نمائندگی کرتی ہوں، جن کی حالت یہ ہو کہ وہ منفعت بخش اور سود مند ہو۔

۵- دستاویز، یا دستاویزات کے مالک کے لیے سکنڈری مارکیٹ میں کسی بھی گاہک سے جس مقدار ثمن پر دونوں متفق ہو جائیں اس کے عوض فروخت کرنا جائز ہے خواہ وہ اس ثمن کے مساوی ہو یا کم یا زیادہ جس پر اسے خرید کیا تھا، اور یہ اس وجہ سے کہ اشیاء کی قیمتوں کا اتار چڑھاؤ بازار کے محرکات (طلب ورسد) کے تابع ہیں۔

۶- دستاویز کا مالک نفع یعنی اجرت میں سے اپنے حصہ کا مستحق ہوگا اور یہ استحقاق دستاویز کو جاری کرنے کے وقت ذکر کی گئی شرطوں میں محدود کردہ متعینہ مدت کے اندر ہی ہوگا، کرایہ پر دینے والے کے ذمہ جو مصارف اور اخراجات عقد اجارہ کے احکام کے مطابق واجب ہوتے ہیں وہ اس میں سے منہا کر لئے جائیں گے۔

۷- کرایہ پر لینے والے اس شخص کے لیے جس کو اندرونی طور پر اجارہ کا حق ہو یہ جائز ہے کہ وہ اندرونی طور پر کرایہ پر لگانے کی نیت سے اجارہ کی ایسی دستاویزات جاری کرے جو ان منافع مین عمومی حصص کی نمائندگی کرتی ہوں جو اس کے کرایہ پر لینے کی وجہ سے اس کی ملکیت میں آنے والے ہیں، ہاں اس کے جواز کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ کرایہ پر لینے والوں کے ساتھ عقد کو حتمی بنانے سے قبل یہ دستاویزات جاری کی جائیں، خواہ اجارہ کا یہ معاملہ تام ہو، اجارہ کی پہلی اجرت کے مطابق یا اس سے کم یا اس سے زیادہ پر لیکن جب کرایہ پر لینے والوں کے ساتھ عقد مکمل ہو جائے تو پھر دستاویزات کا اب جاری کرنا جائز نہیں ہوگا، چوں کہ اس صورت میں یہ دستاویز کرایہ پر لینے والوں کے اوپر دستاویز جاری کرنے والے کے قرضوں کی نمائندگی کرے۔

۸- دستاویزات جاری کرنے والے یا اس کے انتظامی فرائض انجام دینے والے شخص پر دستاویزات کی اصل قیمت یا ان کے منافع کا ضمان عائد کرنا جائز نہیں، اور جب کرایہ پر دی گئی اشیاء کلی یا جزئی طور پر ہلاک ہو جائیں تو ان کا تاوان دستاویزات کے حاملین پر ہوگا۔

سمینار اس سلسلہ میں درج ذیل ہدایات بھی جاری کرتا ہے:

☆ بعض مقالات میں پیش کی گئیں تطبیقی صورتوں کے احکام کا جائزہ لینے کے لیے ایک خصوصی کانفرنس بلائی جائے، یہ فیصلہ ان کے احکام پر مشتمل نہیں ہے، اور اس کانفرنس کا انعقاد مالیاتی اداروں کے اشتراک وتعاون سے بآسانی ہوسکتا ہے، تاکہ اکیڈمی اس کانفرنس کے نتائج کی روشنی میں اس سلسلہ میں کسی تجویز تک پہنچ سکے، بعض اہم تطبیقی صورتیں حسب ذیل ہیں:

۱- جو چیزیں اس طرح کرایہ پر لگائی گئیں ہوں کہ ان کی انتہا تملیک پر ہو تو ان کے حق ملکیت کی دستاویزات ان کے خلاف جاری کرنے کا حکم جن سے یہ چیزیں خریدی گئی ہیں۔

۴- موصوف فی الذمہ کے عقد اجارہ میں اس کے دستاویز کے جاری کرنے اور اس کے لین دین کا حکم (موصوف فی الذمہ سے مراد وہ چیز ہے جو خارج میں موجود نہ ہو بلکہ کسی کے ذمہ وہ چیز واجب الاداء ہو)۔

قرارداد نمبر: ۱۳۷(۱۵/۳)

پگڑی

اکیڈمی نے اپنے چوتھے سمینار منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/فروری ۱۹۸۸ء میں اس موضوع پر آنے والے مقالات کو دیکھنے کے بعد طے کیا کہ:

اول: پگڑی پر معاہدہ کی درج ذیل چار صورتیں ہیں:

۱- مالک جائداد اور کرایہ دار کے درمیان ابتدائے عقد کے وقت معاہدہ ہو۔

۲- کرایہ دار اور مالک کے درمیان معاہدہ عقد اجارہ کی مدت کے دوران یا اختتام مدت کے بعد ہو۔

۳- کرایہ دار اور دوسرے نئے کرایہ دار کے درمیان عقد اجارہ کی مدت کے دوران یا اس کے اختتام کے بعد معاہدہ ہو۔

۴- مالک و کرایہ دار ہر دو اور نئے کرایہ دار کے درمیان مدت اجارہ ختم ہونے سے پہلے یا اختتام مدت کے بعد معاہدہ ہو۔

دوم: اگر مالک اور کرایہ دار کے درمیان یہ معاہدہ ہو کہ کرایہ دار مالک کو ماہانہ کرایہ کے علاوہ ایک مخصوص رقم دے گا (جسے بعض ممالک میں پگڑی کہا جاتا ہے) تو اس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے، یہ مخصوص رقم کرایہ کی مدت کے متعینہ اجرت کا ایک حصہ قرار پائے گا، اور معاملہ فسخ کرنے کی صورت میں اس رقم پر اجرت کے احکام نافذ ہوں گے۔

سوم: اگر مالک اور کرایہ دار کے درمیان مدت اجارہ کے دوران یہ معاہدہ ہو کہ مالک کرایہ دار کو ایک رقم دے گا اور کرایہ دار اس کے عوض اپنے اس حق سے دستبردار ہو جائے گا جو کرایہ کی بقیہ مدت تک اس جائداد سے نفع اٹھانے کے سلسلہ میں حاصل تھا تو یہ بھی شرعاً جائز ہے، کیوں کہ یہ اس حق منفعت کا بدل ہے جو کرایہ دار اپنی خوشی سے مالک کو فروخت کر رہا ہے۔

اگر کرایہ کی مدت ختم ہو جائے اور عقد کی دوبارہ تجدید صراحتاً یا اس بابت اس کے کسی مقررہ ضابطہ کی وجہ سے از خود ضمناً نہیں ہو جاتی ہے تو پگڑی درست نہیں ہوگی، اس لیے کہ کرایہ دار کا حق ختم ہونے کے بعد مالک ہی اپنی ملکیت کا زیادہ حق دار ہے۔

چہارم: اگر پہلے کرایہ دار اور دوسرے نئے کرایہ دار کے درمیان مدت اجارہ کے دوران یہ معاہدہ ہو کہ پہلا کرایہ دار کرایہ کی بقیہ مدت کے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے گا اور نیا کرایہ دار اس کے عوض ماہانہ کرایہ کے علاوہ ایک رقم (پگڑی) اس کرایہ دار کو دے گا تو مالک مکان اور پہلے کرایہ دار کے درمیان ہونے والے عقد اجارہ کے تقاضوں اور احکام شرعیہ سے ہم آہنگ رائج قوانین کی رعایت کرتے ہوئے یہ پگڑی شرعاً جائز ہے۔

طویل مدتی اجارہ میں کرایہ دار کے لیے جائز نہیں ہوگا کہ وہ دوسرے کرایہ دار کو مالک کی اجازت کے بغیر اصل سامان کرایہ پر دے، یا اس پر کوئی پگڑی لے اس لیے کہ یہ عقد اجارہ کی اس صراحت کے خلاف ہے جس کی اجازت قوانین میں دی گئی ہے۔

اگر مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد پہلے کرایہ دار اور نئے کرایہ دار کے درمیان معاہدہ ہو تو پگڑی لینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اب سامان کی منفعت میں پہلے کرایہ دار کا حق ختم ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۳۱ (۶/۴)

تملیکی اجارہ (Hire Purchase)

اکیڈمی نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱-۶/ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء میں اس موضوع پر ارکان و ماہرین کی پیش کردہ تحریروں اور مباحثہ کو پیش نظر رکھا، نیز اکیڈمی کے تیسرے جلاس میں کرایہ کے معاملات سے متعلق اسلامی ترقیاتی بنک کے سوالات کے سلسلہ میں طے کردہ تجویز قرارداد نمبر ۱۳(۱/۳) فقرہ ب کو بھی مدنظر رکھا گیا، اس روشنی میں اجلاس نے طے کیا کہ:

اول: بہتر یہی ہے کہ تملیکی اجارہ کی صورتوں کو چھوڑ کر دوسرے متبادل ہی پر اکتفاء کیا جائے جن میں درج ذیل دو متبادل بھی ہیں:

اول: وافر ضمانتوں کے ساتھ قسطوں پر بیع۔

دوم: اس شکل کے ساتھ عقد اجارہ کہ کرایہ کی مدت کے دوران کرایہ کی تمام قسطوں کی ادائی مکمل ہونے کے بعد مالک کرایہ دار کو درج ذیل امور میں سے کسی ایک کا اختیار دے:

- یا تو کرایہ کی مدت بڑھادے۔
- یا عقد اجارہ ختم کردے اور کرایہ کا سامان مالک کو واپس کردے۔
- یا مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد بازاری قیمت پر کرایہ والا سامان خرید لے۔

دوم: تملیکی اجارہ کی دیگر اور بھی شکلیں ہیں جن کے سلسلہ میں فیصلہ اگلے سمینار تک ملتوی کیا گیا تاکہ اسلامی بنکوں کے تعاون سے ان عقود کے نمونے اور ان سے متعلق شرائط اور قیود سامنے آجائیں اور ان پر غور کے بعد آخری فیصلہ کیا جاسکے۔

واللہ اعلم   قرارداد نمبر: ۴۴(۶/۵)

تاجروں کے منافع کی تحدید

اکیڈمی نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱-۶/ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء میں موضوع سے متعلق ارکان وماہرین کے مقالات اور بحث ومباحثہ کی روشنی میں درج ذیل امور طے کیے:

اول: نصوص شریعت اور قواعد شرعیہ سے اس اصل کی تائید ہوتی ہے کہ لوگ اپنی خرید وفروخت اور اپنے اموال وجائداد کے اندر تصرفات میں شریعت کے احکام اور ضوابط کے دائرہ میں رہتے ہوئے پوری طرح آزاد ہیں، کیوں کہ حکم قرآنی مطلق ہے کہ: ''يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم''

دوم: منافع کی کسی مخصوص شرح کی ایسی کوئی تحدید نہیں ہے جس کی پابندی تاجروں کے لیے اپنے معاملات میں ضروری ہو، بلکہ یہ بالعموم تجارتی حالات اور تاجر اور سامان کے حالات پر منحصر ہوتی ہے، صرف شریعت کے آداب یعنی نرمی، قناعت رواداری اور آسانی کی رعایت ملحوظ رہنی چاہئے۔

سوم: شریعت کے نصوص اس بات پر متفق ہیں کہ تجارتی معاملات کو حرام کے اسباب اور ان کے متعلقات جیسے دھوکہ، فریب، جعل سازی، سادہ لوحی کا استحصال، حقیقی منافع میں غلط بیانی اور ایسی ذخیرہ اندوزی سے پاک رکھا جائے، جن سے عام وخاص تمام لوگوں کو ضرر پہنچتا ہو۔

چہارم: حکومت نرخ کی تعیین میں اسی وقت دخل انداز ہوسکتی ہے جب مصنوعی عوامل پیدا کر کے بازار اور نرخ میں واضح خلل پیدا کیا جارہا ہو، ایسی صورت میں حکومت ممکنہ عادلانہ اسباب ووسائل کے ذریعہ ان عوامل اور خلل، گرانی اور غبن فاحش کے اسباب کا ازالہ کرے گی۔ واللہ اعلم قرارداد نمبر: ۴۶ (۵/۸)

Hire Purehase

(کرایہ پر دینا جس کا نتیجہ تملیک ہو)
اور کرایہ پر لینے کے چیک

اکیڈمی نے اپنے بارھویں اجلاس منعقدہ ریاض، سعودی عرب مورخہ ۲۵/ جمادی الثانی -۱/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء میں کرایہ پر دینے (برائے تملیک) اور کرایہ کے چیک کے موضوع پر پیش کردہ مقالات کو دیکھنے اور اس موضوع پر ان بحثوں کو سننے کے بعد جو اکیڈمی کے ممبران، ماہرین اور فقہاء کے درمیان ہوئیں یہ فیصلہ کرتی ہے:

Hire Purehase (کرایہ پر دینا جس کا نتیجہ تملیک ہو):

اول: اس کی جائز اور ممنوع صورتوں کے ضوابط درج ذیل ہیں:

الف- عدم جواز کا ضابطہ یہ ہے کہ دو مختلف عقد ایک ہی وقت میں ایک ہی چیز پر ایک ہی زمانہ میں ہوں۔

ب- جواز کا ضابطہ:

۱- دو الگ الگ اور مستقل معاملے ہوں، اور الگ الگ وقت میں اس طرح طے ہوں کہ عقد بیع اجارہ کے بعد ہو، یا تملیک کا وعدہ اجارہ کے اختتام پر ہو، اور احکام میں اختیار دینا وعدہ کے قائم مقام ہے۔

۲- اجارہ عملاً ہو، بیع کو چھپانے والا نہ ہو۔

ج- اجارہ پر دی ہوئی چیز کا ضمان مالک پر ہو مستاجر پر نہیں، پس موجر اس شے کو لاحق ہونے والے نقصان کو برداشت کرے گا، بشرطیکہ مستاجر کی کسی کوتاہی

یا زیادتی کی وجہ سے نقصان نہ ہوا ہو، اور منفعت فوت ہو جائے تو متاجر پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

د- اگر جارہ کے معاملہ میں انشورنس بھی کرایا گیا ہو تو ضروری ہے کہ انشورنس اسلامی امداد باہمی پر مبنی ہو، تجارتی نہ ہو، اور اسے مالک موجر برداشت کرے گا، متاجر نہیں۔

ہ- اس طرح کے اجارہ کے معاملہ پر جب تک وہ اجارہ ہے اجارہ کے احکام لاگو ہوں گے اور اس شے کی ملکیت کے وقت بیع کے احکام۔

و- مدت اجارہ میں اس شے کے حفاظتی اخراجات (Mantenance) مالک پر ہوں گے متاجر پر نہیں۔

دوم: ممنوع معاملہ کی صورتیں:

الف- ایسا عقد اجارہ کہ مدت اجارہ کے دوران متاجر کے ذریعہ ادا کردہ اجرت کے بدلہ میں ہی شئی موجرہ (اجارہ والے سامان) پر ملکیت حاصل ہو رہی ہے، اور اس کے لیے نیا معاملہ نہ کیا گیا ہو، یعنی اجارہ، مدت اجارہ کے خاتمہ پر خود بخود بیع میں بدل جائے۔

ب- کسی شخص کو معلوم اجرت اور مدت معلومہ کے لیے کوئی چیز اجارہ پر دی، اور ساتھ ہی ایسا بیع بھی کیا جسے مدت اجارہ کے دوران طے شدہ مکمل اجرت کی ادائی پر معلق رکھا گیا یا اس بیع کو آئندہ کے کسی وقت کے ساتھ وابستہ کیا گیا۔

ج- اجارہ حقیقت میں ہوا، لیکن اس کے ساتھ ایسی بیع بھی جوڑ دی گئی جس میں موجر کے حق میں خیار شرط لگائی گئی اور اسے ایک مقررہ طویل مدت تک (یعنی اجارہ کی آخری مدت تک) مؤخر رکھا گیا۔

واضح رہے کہ ان صورتوں کے سلسلہ میں مختلف علمی مجالس مثلاً ''ہیئۃ کبار العلماء'' سعودی عربیہ سے فتوی اور فیصلے صادر ہو چکے ہیں۔

سوم: جائز صورتیں:

الف- اجارہ اس طرح کیا کہ مستاجر شے مؤجرہ سے معلوم مدت میں معلوم اجرت کے عوض فائدہ اٹھائے گا، اور اسی کے ساتھ اس شے کو مستاجر کے لیے ہبہ کردینے کا معاملہ بھی جوڑا گیا، لیکن ہبہ کو اجارہ کی پوری اجرت کی ادائی پر معلق رکھا گیا، البتہ یہ معاملہ ایک مستقل عقد کے ذریعہ کیا گیا یا پوری اجرت کی ادائی کے بعد ہبہ کرنے کا وعدہ کیا گیا، اور دونوں چیزوں کے لیے الگ الگ معمالہ کیا گیا (یادرہے کہ اس ضمن میں اکیڈمی نے اپنے تیسری اجلاس میں قرارداد پاس کی تھی، دیکھئے: قرارداد نمبر ۱۳ (۱/۳))۔

ب- اجارہ کا معاملہ کرے، اور ساتھ ہی مالک مستاجر کو یہ حق دے کہ وہ مقررہ مدت میں بننے والی کرایہ کی تمام اقساط ادا کردینے کے بعد اسی شے کو بازار کی اس قیمت سے خریدلے جو قیمت مدت اجارہ ختم ہونے کے وقت ہے (یہ اکیڈمی کے پانچویں اجلاس کے فیصلہ نمبر ۴۴ (۵/۶) کے مطابق ہے)۔

ج- ایسا عقد اجارہ کہ مستاجر مدت معلومہ میں اجرت معلومہ کے عوض شے مؤجرہ سے فائدہ اٹھائے، اور اس کے ساتھ یہ وعدہ بھی ہو کہ مکمل اجرت کی ادئیگی کے بعد مستاجر فریقین کے باہم طے کردہ قیمت کے عوض شی مؤجرہ کو خرید لے گا۔

د- ایسا عقد اجارہ کہ مدت معلومہ میں اجرت معلومہ کے عوض مستاجر شے مؤجرہ سے فائدہ اٹھائے۔ اور موجر مستاجر کو یہ اختیار بھی دے کہ جب وہ چاہے اس شے کی ملکیت اس طور پر حاصل کرلے کہ اس وقت بازار کی قیت یا اسی وقت فریقین کے باہم طے کردہ قیمت کے عوض ایک نئے عقد کے ذریعہ خریداری انجام پائے (دیکھئے: اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۴ (۵/۶))۔

چہارم: ان صورتوں کے علاوہ اس قسم کے اجارہ کی کچھ اور بھی شکلیں ہیں جن میں اختلاف ہے، اور ابھی مزید مطالعہ وتحقیق کی ضرورت ہے، جو ان شاء اللہ اگلے

اجلاس میں کی جائے گی۔

اجارہ کے چیک:

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ اس موضوع کو مؤخر کیا جائے اور اس پر مزید بحث وتحقیق کی جائے تاکہ اسے اگلے اجلاس میں پیش کیا جاسکے۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۱۱۰(۱۲/۴)

ٹھیکے وتعمیر، ان کی حقیقت، کیفیت اور شکلیں

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چودھویں سمینار منعقدہ دوحہ ،قطر مورخہ ۸-۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۲ء میں پیش کئے جانے والے مقالات کو سننے کے بعد جو ٹھیکہ وتعمیر، ان کی حقیقت ، کیفیت اور شکلوں سے متعلق تھے ، اور ان پر ہوئے مباحثوں کو سننے کے بعد اور شرعی دلیلوں ،مقاصد شرع اور معاملات وتصرفات میں عمومی مصلحتوں کی رعایت کرتے ہوئے صنعت کی ترقی میں اور اسلامی معیشت کے ارتقاو سرمایہ کاری کے لیے نئے آفاق کھولنے میں ٹھیکے کے معاملات کا بڑا رول ہے، اکیڈمی درج ذیل فیصلے کرتی ہے:

۱- ٹھیکہ ایسا معاملہ ہے جس کی رو سے ایک فریق کوئی چیز بنانے یا کسی کام کو انجام دینے کی ذمہ داری لیتا ہے اور دوسرا فریق اس کے معاوضہ کی ادائی کا ذمہ لیتا ہے ، یہ معاملہ جائز ہے ، خواہ ٹھیکہ دار کام اور میٹریل کی فراہمی دونوں انجام دے جسے فقہاء عقد استصناع کہتے ہیں ، یا صرف کام کرے جسے فقہاء کام کا اجارہ کہتے ہیں۔

۲- اگر ٹھیکہ دار کام اور میٹریل دونوں چیزیں انجام دے تو اس پر استصناع سے متعلق اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۶۵ (۳/۷) منطبق ہوگی۔

۳- اگر ٹھیکہ دار فقط کام کرے تو اس صورت میں اجرت معلوم ہونی چاہئے ۔

۴- قیمتوں کی تحدید پر اتفاق درج ذیل طریقوں میں سے کسی ایک سے ہوسکتا ہے:

الف- ایک اجمالی قیمت پر اتفاق کرلیا جائے جو پوری باریکی سے طے شدہ اوصاف وتفصیلات اور نقشہ جات کے دستاویزات کی بنیاد پر ہو۔

ب- قیمت قیاسی یونٹ کی بنیاد پر طے کرلی جائے ، جس میں یونٹ کی قیمت اور

کمیت کی تحدید کی جائے اور وہ باہم طے شدہ تفصیل ونقشہ کے مطابق ہو۔

ج- حقیقی لاگت اور نفع کے فیصدی تناسب کی بنیاد پر قیمت طے کی جائے، اس صورت میں ٹھیکہ دار کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ تمام تر مالی اخراجات کی پوری تفصیل اور فہرست اور ہر چیز کے علاحدہ علاحدہ خرچ کی وضاحت عقد کے فریق ثانی کو پیش کرے، اسی وقت وہ اخراجات نیز اس پر طے شدہ نفع کی شرح کا مستحق ہوگا۔

۵- ٹھیکہ کے معاملہ میں جرمانہ کی شرط لگانا بھی جائز ہے، بشرطیکہ کوئی قابو سے باہر ہنگامی حالات نہ پیش آگئے ہوں، اور اس صورت میں اکیڈمی کی قرارداد بابت جرمانہ کی شرط نمبر: ۱۰۹ (۱۲/۳) نافذ ہوگی۔

۶- جائز ہے کہ ٹھیکہ کے معاملہ میں تمام قیمت بعد میں ادا کرنا طے کیا جائے، یا اس کی مختلف مقررہ اوقات کے لیے مختلف قسطیں بنادی جائیں یا باہم طے شدہ کام کے مرحلہ وار ادا کیا جائے۔

۷- معاملہ میں تبدیلی اور اضافہ پر اتفاق کرنا بھی جائز ہے۔

۸- اگر ٹھیکہ دار مالک کی اجازت کے ساتھ کوئی ترمیم یا اضافہ کرے اور اس کی اجرت طے نہ کرے تو ٹھیکہ دار برابر کے عوض کا مستحق ہوگا۔

۹- اگر ٹھیکہ دار بغیر باہمی اتفاق کے اپنی طرف سے کوئی تبدیلی یا زیادتی کرتا ہے تو وہ نہ تو طے شدہ اجرت سے زائد کسی عوض کا مستحق ہوگا اور نہ تبدیلی یا زیادتی کے عوض کا مستحق ہوگا، اس کی اسے کوئی قیمت اور معاوضہ نہ ملے گا۔

۱۰- اگر ٹھیکہ دار کمی یا زیادتی کرتا ہے، یا معاہدہ کی شرطوں کی خلاف ورزی کرتا ہے، تو وہ اس کا ضامن ہوگا، اسی طرح اس سے کام کے دوران جو غلطیاں ہوں گی ان کا بھی وہ ذمہ دار ہوگا، البتہ اگر قابو سے باہر حالات کے نتیجہ میں یا مالک سے غلطی ہوئی تو اس کا وہ ضامن نہ ہوگا۔

۱۱- اگر مالک نے یہ شرط لگادی کہ ٹھیکہ دار خود کام کرے گا تو اب اسے اندر ہی اندر

کسی دوسرے ٹھیکہ دار سے معاملہ کرنا جائز نہ ہوگا۔

۱۲- ہاں اگر مالک یہ شرط نہ لگائے تو ٹھیکہ دار دوسرے سے معاملہ کرسکتا ہے، اگر دونوں کے کام میں کوئی خاص فرق نہ پڑتا ہو اور ایسا کام نہ ہو جس میں اس ٹھیکہ دار کی خصوصیت ہے۔

۱۳- ٹھیکہ دار دوسرے جن ٹھیکہ داروں سے معاملہ کرے گا ان کے کاموں کا وہ ذمہ دار ہوگا اور عقد کے مطابق مالک کے سامنے اصل ٹھیکہ دار کی جواب دہی باقی رہے گی۔

۱۴- معاملہ کرتے وقت ٹھیکہ دار کا ضمانت سے براءت کی شرط لگانا قابل قبول نہ ہوگا۔

۱۵- خاص وقت تک ہی ضمانت کی شرط جائز ہوگی۔

۱۶- معاملہ میں ضمانت کا جو وقت متعین ہوا ہے اس وقت میں غلطی نہ ہونے کی شرط مقبول نہ ہوگی۔

سفارشات:

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ ٹھیکہ کے معاملات کی بعض صورتوں مثلاً BOOT وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے، جس میں تعمیر، ملکیت، انتظام اور ملکیت کو منتقل کرنا بھی شامل ہوتا ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۲۹ (۱۴/۳)

عقد صیانت

سروسنگ ایگریمنٹ

اکیڈمی کے گیارھویں اجلاس منعقدہ منامہ، بحرین مورخہ ۲۵-۳۰/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴-۱۹/نومبر ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اور مناقشات کی روشنی میں درج ذیل فیصلے طے پائے:

اول: عقد صیانۃ (سروسنگ ایگریمنٹ) ایک نیا اور مستقل عقد ہے جس پر عقود کے عمومی احکام منطبق ہوں گے، اس کی حیثیتیں اور احکام اس کی مختلف صورتوں کے لحاظ سے علاحدہ علاحدہ ہوں گے، یہ حقیقت میں ایسا عقد معاوضہ ہے جس کی رو سے معاملہ کا ایک فریق ایک مقررہ مدت کے لیے کچھ مقررہ عوض کے بالمقابل کسی مشین یا کسی اور شے کی وقفہ جاتی یا ہنگامی جانچ اور درستگی کا ذمہ لیتا ہے، ایسا ذمہ لینے والا کبھی تو صرف عمل (سروس) کا ذمہ لیتا ہے اور کبھی عمل وسامان دونوں کا۔

دوم: عقد صیانت کی متعدد شکلیں ہیں، جن میں سے بعض کے احکام تو واضح ہیں، مثلاً:

۱- ایسا عقد صیانت جو دوسرے عقد سے جڑا ہوا نہ ہو اور جس میں عقد کرنے والا صرف عمل کا یا ایسے معمولی سامان کی فراہمی کا جسے عرف میں معاملہ کے فریقین اہمیت نہیں دیتے، ذمہ لیتا ہے۔

اس عقد کی نوعیت یہ ہے کہ یہ عمل پر اجارہ کا عقد ہے، یہ شرعاً جائز عقد ہے، بشرطیکہ عمل اور اجرت دونوں معلوم ہوں۔

۲- ایسا عقد صیانت جو دوسرے عقد سے جڑا ہوا نہ ہو اور جس میں عقد کرنے والا

صرف عمل کا ذمہ لیتا ہے اور سامان کی فراہمی کا ذمہ مالک لیتا ہے۔
اس صورت کی حیثیت اور حکم پہلی صورت کی مانند ہے۔

۳- عقد بیع ہی میں متعین مدت کے لیے بائع کے ذمہ صیانت کی شرط لگا دی جائے۔
اس عقد میں بیع اور شرط دنوں پائے جارہے ہیں، یہ جائز ہے، خواہ صیانت سامان کی فراہمی کے ساتھ ہو یا اس کے بغیر۔

۴- عقد اجارہ میں موجر (کرایہ پر دینے والے) یا مستاجر (کرایہ دار) پر صیانت کی شرط لگا دی جائے۔
اس عقد میں اجارہ اور شرط دونوں جمع ہیں، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر صیانت اس نوعیت کی ہو کہ شے سے منفعت کا حصول صیانت پر ہی موقوف ہو تو بغیر شرط کے یہ صیانت شے کے مالک موجر کے ذمہ ہوگی، اور مستاجر پر اس کی شرط لگانا درست نہیں ہوگا، لیکن اگر صیانت پر منفعت کا حصول موقوف نہ ہو تو موجر یا مستاجر میں سے کسی پر بھی اس کی شرط لگائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ اس کی تعیین اس طرح کردی گئی ہو کہ جہالت باقی نہ رہے۔
ان کے علاوہ دیگر صورتیں بھی ہیں جن پر مجمع مزید غور وفکر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے انہیں آئندہ کے لیے ملتوی کرتا ہے۔

سوم: تمام صورتوں میں یہ شرط ہوگی کہ صیانت کی اس طرح تعیین کردی گئی ہو کہ باعث نزاع بننے والی جہالت باقی نہ رہے، اسی طرح سامان اگر عقد صیانت کرنے والے کے ذمہ ہو تو اس کی تعیین بھی ضروری ہے، نیز تمام حالتوں میں اجرت کی تعیین وتحدید بھی شرط ہوگی۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۳ (۱۱/۶)

جنایات

Indemnity

ٹریفک حادثات

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤں (برونائی) مؤرخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/ جون ۱۹۹۳ء میں ''ٹریفک حادثات'' کے موضوع پر غور وخوض کیا۔

اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق تمام مقالات کو دیکھنے اور مباحثہ ومناقشہ سننے کے بعد محسوس کیا کہ ٹریفک حادثات بہت کثرت سے پیش آرہے ہیں، جس کے نتیجہ میں سخت جانی اور مالی نقصانات ہوتے ہیں، اور مصلحت کا تقاضا ہے کہ ایسے قواعد بنائے جائیں جن میں گاڑیوں کا لائسنس جاری کرنے کا نظام ہو جو ٹریفک کے حادثات سے درپیش خطرات کا ضامن ہو، مثلاً گاڑی کے پارٹس اور پرزوں کا صحیح ہونا، گاڑی کی ملکیت کا ٹرانسفر، ڈرائیونگ لائسنس اور اس کے جاری کرنے میں غیر معمولی احتیاط، مثلاً ڈرائیور کی عمر، اس کی قوت، اس کی نظر، ٹریفک قوانین سے واقفیت اور ان کی پابندی، رفتار کی تحدید اور بوجھ (Load) کی مقدار کا معین کیا جانا۔

اکیڈمی ان احساسات کی روشنی میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کرتی ہے:

اول:

الف: ٹریفک کے ان قوانین کی پابندی جو احکام شریعت سے متصادم نہیں ہیں شرعاً واجب ہے، کیوں کہ اس کا تعلق مصالح مرسلہ کی بنا پر (نظم وانتظام کی درستگی کے لیے) ولی امر (حاکم) کے بنائے ہوئے قوانین سے ہے، ٹریفک کے قوانین میں ان احکام شرعیہ کو شامل کیا جانا چاہئے جن کی تطبیق وتنفیذ اب تک نہیں کی گئی ہے۔

ب: مصلحت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اسلام کے طے شدہ احکام احتساب کی روشنی

میں مختلف قسم کے تعزیری قوانین بنائے جائیں مثلاً ان لوگوں پر مالی جرمانہ کا قانون جو ٹریفک قوانین کی مخالفت کرتے ہیں، تاکہ ان گاڑیوں اور سواریوں کے مالکان پر قدغن لگ سکے جن کی بے ضابطگیوں کی وجہ سے راستوں اور بازاروں میں لوگوں کا امن وامان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

دوم: گاڑیوں اور سواریوں کے چلانے سے جو حوادث رونما ہوتے ہیں ان پر شریعت اسلامی کے طے کردہ احکام جنایات جاری کئے جائیں گے، اگر چہ اس قسم کے اکثر حوادث غلطی سے پیش آتے ہیں، دوسروں کو جو مالی یا جسمانی نقصان پہنچتا ہے اس کا ذمہ دار ڈرائیور ہوگا جب کہ اس کے عناصر (خطاوضرر) متحقق ہوں، ڈرائیور کو اس ذمہ داری سے درج ذیل حالات ہی میں بری الذمہ قرار دیا جا سکتا ہے:

الف: جب کہ حادثہ ایسی قوت قاہرہ کے نتیجہ میں پیش آیا ہو جسے ڈرائیور دفع نہیں کرسکتا تھا اور اس سے بچنا ڈرائیور کے لیے ناممکن تھا۔قوت قاہرہ سے مراد ہر وہ پیش آمدہ امر ہے جو انسان کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

ب: حادثہ سے متاثر ہونے والے شخص کا ہی کوئی موثر اور قوی عمل حادثہ کا سبب بنا ہو۔

ج: حادثہ کسی تیسرے شخص کی غلطی یا زیادتی کا نتیجہ ہو، اس صورت میں وہ تیسرا شخص ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔

سوم: عام راستوں پر پیش آنے والے وہ حادثات جو جانوروں کی وجہ سے پیش آتے ہیں، اس سلسلہ میں اگر ان کے مالکان نے ان کو کنٹرول کرنے میں کوتاہی کی ہو تو وہ مالکان ان سے ہونے والے نقصانات کی تلافی کے ذمہ دار ہوں گے، اور اس بارے میں دارالقضاء فیصلہ کرے گا۔

چہارم: اگر ڈرائیور اور زد میں آنے والے شخص میں سے ہر ایک اس حادثہ اور نقصان کے پہنچانے میں ذمہ دار ہوں تو ہر ایک دوسرے کو پہنچنے والے جانی و مالی نقصان

کی تلافی کرے گا۔

پنجم:

(الف): آنے والی تفصیلات کی رعایت کے ساتھ اصل یہ ہے کہ "مباشر" یعنی جس سے براہ راست حادثہ پیش آیا وہی ضامن ہوگا، چاہے حادثہ میں اس کی زیادتی کو دخل نہ ہو، لیکن سبب بننے والا شخص اسی صورت میں ذمہ دار قرار پائے گا جب اس کی زیادتی یا کوتاہی ثابت ہو جائے۔

ب: اگر مباشر اور سبب بننے والے دونوں موجود ہوں تو ذمہ داری صرف مباشر پر آئے گی، سوائے اس کے کہ سبب بننے والے کی زیادتی اور مباشر کی عدم زیادتی ثابت ہو جائے۔

ج: اگر دو مختلف لوگ سبب بنے ہوں اور دونوں میں سے ہر ایک پہنچنے والے ضرر میں اثر انداز ہو تو دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی اثر اندازی کے تناسب سے پہنچے والے نقصان کا ضامن ہوگا، اگر دونوں کی اثر اندازی برابر ہو یا دونوں میں سے ہر ایک کے اثر کے تناسب کا اندازہ نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں دونوں پر برابر ذمہ داری آئے گی۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۷۱(۸/۲)

جرمانہ کی شرط

مجمع الفقہ الاسلامی کے بارھویں اجلاس منعقدہ ریاض ،سعودی عرب مؤرخہ ۲۵/ جمادی الثانی -۱/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳-۲۸/ستمبر ۲۰۰۰ء میں موصول ہونے والے مقالات وبحوث کو سننے اور اکیڈمی کے ممبران ،ماہرین اور متعدد فقہاء کے مابین ہوئے مناقشات کو سامنے رکھ کر اکیڈمی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ:

اول: بدلہ کی شرط قانوناً ایسا معاہدہ ہے جس میں طرفین اس معاوضہ پر اتفاق کر لیتے ہیں جو ایک فریق کو ملے گا جس کے لیے پہلے ہی شرط لگائی گئی تھی ،اس صورت میں جب کہ فریق ثانی نے اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کیا ہو یا اس کی تنفیذ میں دیر کر دی ہو۔

دوم: اس سلسلہ میں مجلس اپنے پچھلے فیصلوں کو مؤکد کرتی ہے جو بیع سلم کے سلسلہ میں قرارداد نمبر ۸۵ (۹/۲) میں کیے گئے تھے ،اور جس کے الفاظ یہ تھے: ''مسلم فیہ کو حوالہ کرنے میں دیر ہو جانے پر جرمانہ کی شرط جائز نہ ہوگی ، کیوں کہ یہ قرض ہے، اور قرضوں میں تاخیر کے وقت زیادتی کی شرط جائز نہیں'' ، اسی طرح جو فیصلہ استصناع کے بارے میں قرارداد نمبر ۶۵ (۷/۳) میں کیا گیا تھا، اس کے الفاظ یہ ہیں: ''استصناع میں جرمانہ کی شرط فریقین کے باہمی اتفاق کے مطابق شامل کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ مجبور کن حالات نہ ہوں'' ، اسی طرح جو فیصلہ بیع بالتقسیط کے سلسلہ میں قرارداد نمبر ۵۱ (۶/۲) میں کیا گیا تھا ،اس کے الفاظ ہیں: اگر مقروض خریدار وقت مقرر کے بعد قسطیں ادا کرنے میں تاخیر کر دے تو اس کو کسی سابق شرط یا بغیر کسی شرط کے اس قرض سے زیادہ دینے کا پابند بنانا جائز نہ

ہوگا، کیوں کہ زیادتی حرام سود ہوگی''۔

سوم: یہ جائز ہے کہ جرمانہ کی شرط اصل معاملہ کے وقت ہی لگادی جائے، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ نقصان ہونے سے پہلے ہی معاہدہ میں اسے طے کرلیا جائے۔

چہارم: جائز ہے کہ جرمانہ کی شرط تمام مالی معاملات میں ہو سوائے ان معاملات کے جن میں التزام اصلی (اصل ذمہ داری) بھی دین (قرض) ہی ہو، کیوں کہ اس صورت میں ربا صریح پایا جائے گا۔

اسی بنیاد پر ایسی شرط، مثلاً ٹھیکہ دار کے لیے ٹھیکہ کے معاملات میں، اور ایکسپورٹر کے لیے ایکسپورٹ کے معاملات میں اور کاریگر کے لیے استصناع کے معاملہ میں جائز ہوگی، جب یہ لوگ اپنی ذمہ داری پوری نہ کریں یا ان میں تاخیر کریں۔

لیکن مثلاً بیع بالتقسیط میں جرمانہ کی شرط جائز نہیں ہے اگر مقروض بقیہ قسطیں ادا کرنے میں دیر کردے، خواہ یہ تاخیر تنگی اور عسرت کے سبب ہو یا ٹال مٹول کی بنیاد پر ہو، اسی طرح استصناع کے معاملہ میں مال بنوانے والا اگر اپنا ذمہ ادا کرنے میں دیر کردے تو جرمانہ کی شرط جائز نہ ہوگی۔

پنجم: جس خسارہ کا معاوضہ لینا جائز ہے اس میں بالفعل مالی خسارہ بھی شامل ہے اور جو حقیقی خسارہ اسے پہنچ جائے، اور مستقل فائدہ بھی شامل ہے لیکن معنوی اور ادبی نقصان شامل نہ ہوگا۔

ششم: جرمانہ کی شرط پر عمل نہیں کیا جائے گا، جب وہ شخص جس کے اوپر شرط لگائی گئی تھی یہ ثابت کردے کہ عقد کو پہنچنے والے نقصان میں اس کے ارادہ کو کوئی دخل نہیں ہے، یا یہ ثابت کردے کہ جس کے لیے شرط لگائی گئی تھی اسے معاملہ میں واقع ہونے والے خلل سے کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔

ہفتم: عدالت کو یہ حق ہے کہ کسی ایک فریق کے مطالبہ پر وہ عوض کی مقدار کو مناسب کردے اگر اس کی وجہ پائی جائے یا عوض میں مبالغہ کیا جارہا ہو۔

سفارشات:

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ ایک خصوصی سمینار ان شرطوں اور تدابیر پر غور وخوض کرنے کے لیے منعقد کیا جائے جو اسلامی بینکوں کے لیے تجویز پیش کی جاسکیں تاکہ بینک کو اپنے قرضوں کی وصول یابی کی ضمانت مل سکے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۹ (۱۲/۳)

عاقلہ اور دیت کی ادائی کے سلسلہ میں موجودہ دور میں عاقلہ کے مصداق کے متعلق

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سولھواں فقہی سمینار جو از ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات میں منعقد ہوا، جس میں ''عاقلہ اور دیت کی ادائی کے سلسلہ میں دور حاضر میں عاقلہ کے مصداق'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز پاس کیں:

تجاویز:

۱- عاقلہ کی تعریف:

عاقلہ اس فریق کو کہتے ہیں جو قتل عمد کے علاوہ دوسری کسی جنایت میں جنایت کرنے والے کی طرف سے دیت کی ادائی کا ذمہ دار ہوتا ہے، اور جو کچھ وہ دیت کے طور پر

ادا کرتا ہے اس کو جنایت کرنے والے سے وصول کرنے کا اسے اختیار نہیں ہوتا، اور قانونی طور پر دراصل عصبہ ہی عاقلہ ہوتا ہے اور وہ اہل دفتر بھی عاقلہ ہوتے ہیں جن کے درمیان باہم نصرت وکفالت کا معاملہ ہوتا ہے۔

۲- وہ دیتیں جن کا ذمہ دار عاقلہ نہیں ہوتا ہے:

''عاقلہ'' کے اوپر ان دیتوں کی ادائی لازم نہیں جو قتل عمد، باہمی مصالحت اور اقرار کے نتیجہ میں واجب ہوئی ہوں۔

۳- دور حاضر میں عاقلہ کے مصداق:

اگر ایسا خاندان یا عصبہ (اولاد یا باپ کی طرف کے رشتہ دار) موجود نہ ہو جو دیت کا بار اٹھا سکے، تو چوں کہ عاقلہ کی بنیاد باہمی نصرت وتعاون اور اتحاد پر ہے، اس لیے جب ضرورت ہو تو درج ذیل جہتیں دیت کی ادائی میں اس کی نیابت کرسکتی ہیں:

الف- اسلامی انشورنس (تعاونی یا مشترکہ) جس کے نظام میں یہ صراحت ہو کہ دیتوں کی ادائی کی ذمہ داری انشورنس کرانے والوں (پالیسی ہولڈرس) کے درمیان مشترکہ طور پر ہوگی۔

ب- وہ وفاق یا انجمن جس میں ہم پیشہ لوگ شریک ہوں، اور یہ اس وقت جب کہ اس کے نظام اساسی میں تاوان کی ادائی کے سلسلہ میں باہمی تعاون کی شق موجود ہو۔

ج- وہ مخصوص فنڈ جو باہمی نصرت وتعاون اور کفالت کیلئے سرکاری یا عمومی پرائیویٹ اداروں میں چھوٹے بڑے کام کرنے والوں کی طرف سے اکٹھا کیا جائے۔

سفارشیں:

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی تمام اسلامی ممالک اور حکومتوں کو یہ تلقین کرتی ہے کہ وہ اپنی قانون سازی میں ایسے دفعات مرتب کریں جو دیتوں کو ضائع ہونے سے بچا سکیں، چوں کہ اسلامی قانون کے مطابق کوئی خون ایسا نہیں جو رائیگاں چلا جائے۔

باہمی طور پر مربوط اداروں یا تنظیموں کے لیے ضروری ہے کہ وہ جماعت اور کمیونٹی

سے مختلف افراد کے درمیان تعاون کی روح اور جذبۂ ہمدردی کو فروغ دیں، جس سے نتیجہ میں ان کے اراکین اور کارکنان کے درمیان ایک اجتماعی ربط پیدا ہو، اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب درج ذیل باتوں کو یقینی بنایا جائے:

الف- مختلف اداروں اور تنظیموں پر دیتوں کی ادائی کی ذمہ داری ڈالنا۔

ب- عالم اسلام کے مختلف ممالک میں اسلامی انشورنس کمپنیوں کا قیام عمل میں لانا جو ایسی دستاویزات تیار کریں جن میں حادثات کا پورا ریکارڈ ہو، اور ان میں آسان شرطوں اور مناسب قسطوں پر دیتوں کی ادائی کا نظام موجود ہو۔

ج- اسلامی ممالک کا اس جانب پیش قدمی کرنا کہ بیت المال (خزانۂ عامہ) عاقلہ کی عدم موجودگی کی صورت میں دیتوں کی ادائی کا تکفل کرے، اس سے بیت المال کے معاشی کردار کے اعتبار سے ان سے وابستہ معاشرتی مقاصد حاصل کیے جاسکیں گے- اور دیت کی ادائی کی ذمہ داری یقیناً معاشرتی مقاصد میں سے ایک اہم قصد ہے۔

د- دنیا کے مختلف علاقوں کی مسلم اقلیتوں کو اس بات کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے درمیان باہمی نصرت ومدد اور مشترکہ ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لیے فلاحی ادارہ قائم کریں، اور اس کے ضابطہ میں یہ بھی صراحت کی جائے کہ شرعی نظام کے تحت قتل کے حادثات کا تاوان ادا کرنا بھی ان کے بنیادی کاموں میں شامل ہے۔

ھ- حکومتوں، تنظیموں اور سماجی اداروں کو نیکی اور احسان کے جتنے بھی کام ہیں ان میں سرگرم حصہ لینے کے لیے خطوط روانہ کئے جائیں، مثلاً زکوۃ، وقف، وصیت اور نفلی مالی اعانتوں کے اہتمام کی ترغیب دی جائے تاکہ "قتل خطاء" کے نتیجہ میں واجب ہونے والی دیتوں کی ادائی میں ان سے مدد مل سکے۔

قرارداد نمبر: ۱۴۵ (۱۶/۳)

شرعی حد اور قصاص میں علاحدہ کیے گئے عضو کی پیوند کاری

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/ مارچ ۱۹۹۰ء میں اس موضوع پر آنے والے مقالات اور مباحثات کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رکھی گئی کہ نفاذ حد سے شریعت کا مقصود تنبیہ وتوبیخ اور زجر ہے، اور سزا کے نشانات کو باقی رکھ کر عبرت ونصیحت اور جرم کی بیخ کنی کے سامان فراہم کرنا ہے، نیز کاٹے گئے عضو کو دوبارہ جوڑنے کے لیے جدید طب کی رو سے فوری کارروائی ضروری ہے، اور یہ اسی ہوگا جب پہلے سے اس پر باہمی اتفاق اور مخصوص طبی تیاری کرلی گئی ہو جس کا واضح مطلب ہے کہ حد شرعی کے نفاذ میں سنجیدگی نہیں پائی جارہی ہے۔

چناں چہ اکیڈمی نے طے کیا کہ:

اول: کاٹے گئے عضو کو دوبارہ جوڑنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس لئے کہ حد کا اثر ونشان باقی رکھنے میں ہی شریعت کی مقررہ سزا کی پوری تکمیل ہوتی ہے، اس کے نفاذ میں تساہلی پر بندش لگتی ہے اور حکم شرعی کے ساتھ ظاہری ٹکراؤ سے گریز ہوتا ہے۔

دوم: چوں کہ قصاص کی مشروعیت کا مقصد عدل کا قیام، مظلوم کے ساتھ انصاف، معاشرہ کے لیے حق زندگی کا تحفظ اور امن وامان کی فراہمی ہے، اس لیے تکمیل قصاص کے پیش نظر متاثرہ عضو کو دوبارہ لگانا جائز نہیں ہوگا، البتہ درج ذیل حالات اس سے مستثنیٰ ہوں گے:

الف۔ نفاذ قصاص کے بعد مظلوم اس بات کی اجازت دے دے کہ ملزم کے کاٹے گئے عضو کو دوبارہ جوڑ دیا جائے۔

ب۔ ملزم اپنے کٹے ہوئے عضو کو دوبارہ جوڑنے پر قادر ہو چکا ہو۔

سوم: فیصلہ میں یا نفاذ میں غلطی کی وجہ سے حد یا قصاص میں کاٹے گئے عضو کو دوبارہ جوڑنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۸(۶/۹)

فقہ اسلامی میں تحکیم کا اصول

اکیڈمی نے اپنے نویں اجلاس منعقدہ ابوظہبی ، متحدہ عرب امارات مؤرخہ ۱-۶/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/اپریل ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات دیکھنے اور مناقشہ سننے کے بعد اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کئے:

اول۔ کسی متعین نزاع کے دونوں فریقوں کا کسی شخص کو یہ حق سپرد کرنے پر اتفاق کہ وہ شخص ان دونوں کے درمیان نزاع کا فیصلہ اسلامی شریعت کے مطابق کردے اور وہ فیصلہ نافذ العمل ہو، تحکیم کہلاتا ہے۔ یہ تحکیم شریعت کی نظر میں جائز ہے، خواہ افراد کے درمیان ہو یا بین الاقوامی نزاعات کے میدان میں۔

دوم۔ تحکیم کا عقد معاملہ کے دونوں فریقین اور حکم کسی کے لیے بھی عقد لازم نہیں ہے، جب تک حکم نے فیصلہ کا آغاز نہ کیا ہو فریقین میں سے ہر ایک کو عقد تحکیم سے رجوع کر لینے کا اختیار ہوگا، خود حَکَم عقد تحکیم قبول کرنے کے بعد بھی ، اگر فیصلہ جاری نہ کیا ہو تو اپنے آپ کو معزول کر سکتا ہے، لیکن فریقین کی اجازت کے بغیر حَکَم کسی دوسرے شخص کو اپنا نائب مقرر نہیں کر سکتا ہے، کیوں کہ فریقین کی رضامندی حَکَم کی اپنی شخصیت کے ساتھ وابستہ ہے۔

سوم۔ جو چیزیں حقوق اللہ میں آتی ہیں، جیسے حدود، اور جن امور میں فیصلہ فریقین کے علاوہ کسی ایسے شخص کے حق میں جس پر حَکَم کو اختیار نہیں ہے، کسی حکم کا اثبات یا نفی کرتا ہو، جیسے لعان، کہ اس سے بچہ کا حق متعلق ہوتا ہے، اور وہ امور جن میں صرف قضا کو غور وخوض کا اختیار ہے، ان امور میں تحکیم درست نہیں ہے، جن

امور مین تحکیم درست نہیں ہے اگر حَکَم ان میں کوئی فیصلہ کر دیتا ہے تو وہ باطل ہوگا اور نافذ العمل نہیں ہوگا۔

چہارم۔ حَکَم کے اندر اصولی طور پر وہی شرطیں ضروری ہوں گی جو قضا کے اندر مطلوب ہیں۔

پنجم۔ حَکَم کے فیصلہ پر عمل، رضا کارانہ طور پر ہونا چاہئے، لیکن اگر کوئی ایک فریق فیصلہ ماننے سے انکار کر دے تو اس فیصلہ کے نفاذ کے لیے معاملہ قضاء کے سامنے پیش کیا جائے گا، حَکَم کا فیصلہ جب تک صریح ظلم یا مخالف شریعت نہ ہو، قضاء کو حَکَم کا فیصلہ توڑنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

ششم۔ اگر انٹرنیشنل اسلامی عدالت موجود نہ ہو تو اسلامی ممالک وادارے شرعاً جائز امر تک رسائی حاصل کرنے کے لیے غیر اسلامی انٹرنیشنل عدالتوں میں جا سکتے ہیں۔

نیز اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس کے ممبر مالک سے گذارش کی جائے کہ انٹرنیشنل اسلامی عدالت کے قیام اور اسے متعینہ ذمہ داریوں کی انجام وہی کے قابل بنانے کے لیے ضروری کارروائیاں انجام دیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۹۱ (۹/۸)

حظر واباحت

Permissible

&

Non Permissible

ٹسٹ ٹیوب بے بی

اکیڈمی کے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مؤرخہ ۸-۱۳/صفر۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/اکتوبر۱۹۸۶ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات کے جائزہ اور ماہرین واطباء کی تحقیقات سننے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آج کل مصنوعی بارآوری کے سات طریقے رائج ہیں:

چناں چہ اکیڈمی نے طے کیا کہ:

۱- درج ذیل پانچ طریقے شرعاً حرام اور قطعاً ممنوع ہیں یا تو اس لیے کہ فی نفسہ وہ غلط ہیں، یا اس لیے ان کی وجہ سے نسب میں اختلاط، نسل کا ضیاع اور ان کے علاوہ دوسری شرعی ممنوعات کا ارتکاب ہوتا ہے۔

اول: شوہر کے نطفہ اور دوسری عورت جو اس کی بیوی نہیں ہے، کے انڈے کو بارآور کیا جائے اور پھر اسے شوہر کی بیوی کے رحم میں ڈال دیا جائے۔

دوم: شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے نطفہ اور بیوی کے انڈے کو بارآوری کے بعد بیوی کے رحم میں داخل کردیا جائے۔

سوم: شوہر و بیوی کے نطفہ اور انڈے کو بیرون میں بارآور کیا جائے اور کسی تیسری اجنبی عورت کے رحم میں داخل کردیا جائے جو رضاکارانہ حمل کے لیے تیار ہو۔

چہارم: کسی اجنبی شخص کے نطفہ اور اجنبی عورت کے انڈے کو بارآور کرکے بیوی کے رحم میں ڈالا جائے۔

پنجم: شوہر و بیوی کے نطفہ وانڈے کو بیرون میں بارآور کرنے کے بعد (اسی مرد کی) دوسری بیوی کے رحم میں داخل کردیا جائے۔

۲- چھٹا اور ساتواں طریقہ تمام ضروری احتیاط کو بروئے کار لاتے ہوئے ضرورت کے وقت اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔ یہ دونوں درج ذیل ہیں:

ششم: شوہر کے نطفہ اور اس کی بیوی کے انڈے کو حاصل کر کے بیرونی طور پر بارآور کیا جائے پھر اسی بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جائے۔

ہفتم: شوہر کے نطفہ کو لے کر بیوی ہی کی اندام نہانی یا رحم میں مناسب جگہ پر اندرونی بارآوری کے لیے رکھ دیا جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۱۶(۳/۴)

مصنوعی آلہ تنفس

اکیڈمی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مؤرخہ ۸-۱۳/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء میں اس موضوع پر اٹھائے گئے سوالات اور ماہرین اطباء کی تفصیلی وضاحتوں کے تمام پہلوؤں پر غور وخوض کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا۔

درج ذیل دوعلامتوں میں سے کوئی ایک علامت اگر کسی شخص کے اندر پائی جائے تو شرعاً اسے مردہ قرار دیا جائے گا اور اس وقت سے وفات کے سارے شرعی احکام مرتب ہوں گے:

۱- اس کا قلب اور تنفس پوری طرح بند ہوجائے اور اطباء فیصلہ کردیں کہ اب اس کی واپسی ممکن نہیں ہے۔

۲- اس کے دماغ کے تمام وظائف پوری طرح بند ہوجائیں، اور ماہرین اصحاب اختصاص ڈاکٹروں کی رائے ہو کہ اس تعطل کی واپسی کا امکان نہیں ہے اور اس کے دماغ کی تحلیل شروع ہوچکی ہے۔

ایسی حالت میں اس شخص کے جسم سے وابستہ مصنوعی آلہ تنفس ہٹالینا جائز ہے، خواہ اس کے بعض اعضاء مثلاً قلب ان آلات کی وجہ سے اب بھی مصنوعی حرکت کررہا ہو۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۷(۳/۵)

خاندانی منصوبہ بندی

اکیڈمی نے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱-۶/ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء میں اس موضوع پر علماء اور ماہرین کی تحریریں پیش کی گئیں، اور بحث ومباحثہ ہوا:

چوں کہ نسل انسانی کا حصول اور اس کا تحفظ شریعت اسلامیہ میں شادی کے مقاصد میں داخل ہے، اس لیے اس مقصد کو نظر انداز کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اسے نظر انداز کرنا شریعت کی ان ہدایات اور تعلیمات سے متصادم ہے جن میں نسل انسانی میں اضافہ، اس کی حفاظت اور اس سے دل چسپی پر زور دیا گیا ہے اور اسے ان پانچ بنیادی مقاصد میں سے ایک قرار دیا گیا ہے جن کی رعایت کے لیے شریعتیں نازل ہوئی ہیں:

چناں چہ اجلاس طے کرتا ہے کہ:

اول: ایسا عمومی قانون جاری کرنا جائز نہیں ہے جو زوجین کی آزادی تولید پر پابندی عائد کرتا ہو۔

دوم: جب تک شریعت کے معیار پر ضرورت درپیش نہ ہو مرد یا عورت کی قوت تولید کو ختم کرنا جسے بانجھ کرنا یا نس بندی کرنا کہتے ہیں حرام ہے۔

سوم: حمل کے وقفوں کے درمیان فاصلہ رکھنے کی غرض سے وقتی منع حمل کی تدبیر اختیار کرنا یا ایک مقررہ وقت تک کے لیے حمل کو روکنا جائز ہے، جب کہ کوئی معتبر شرعی ضرورت درپیش ہو اور زوجین کے باہمی مشورہ اور رضامندی سے کیا گیا ہو، بشرطیکہ کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہو، اور جائز طریقہ اختیار کیا گیا ہو اور اس عمل سے موجودہ حمل پر کوئی زیادتی لازم نہ آرہی ہو۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۳۹(۵/۱)

انسانی کلوننگ

اکیڈمی اپنے دسویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۲۳-۲۸/ صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸/ جون-۳/ جولائی ۱۹۹۷ء میں کلوننگ کے موضوع پر پیش کئے گئے مقالات اور مؤرخہ ۹-۱۲/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴-۱۷/ جون ۱۹۹۷ء کو دارالبیضاء مراکش میں منعقد نویں طبی فقہی سیمینار جسے اکیڈمی کے تعاون سے "المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية" نے منعقد کیا تھا، کی طرف سے صادر ہونے والے مقالات اور سفارشات کو دیکھنے اور اس موضوع پر فقہاء اور اطباء کے مناقشے سننے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ:

مقدمہ:

اللہ تعالی نے انسان کی بہترین تخلیق فرمائی، اور اسے انتہائی عزت کے مقام پر سرفراز فرمایا، ارشاد باری ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (اسراء: ۷۰)

اور ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھایا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر"

اللہ نے اسے عقل سے نوازا اور پابند احکام بنایا، زمین میں نائب بنا کر اسے آباد کیا، اور اپنی وہ رسالت سونپی جو اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہے بلکہ وہی عین فطرت ہے، ارشاد ہے:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (الروم: ۳۰)

"سو تم یکسو ہو کر دین (حق) کی طرف اپنا رخ رکھو، اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں تبدیلی نہیں، یہی ہے سیدھا دین"

اسلام نے پانچ کلی مقاصد (دین، جان، عقل، نسل، مال) کے ذریعہ فطرت

انسانی کا تحفظ کیا، اور فطرت کو بگاڑنے والی ہر تبدیلی سے اس کی حفاظت فرمائی خواہ وہ تبدیلی سبب ہو یا نتیجہ، اس کی تائید اس حدیث قدسی سے ہوتی ہے جسے قرطبی نے قاضی اسماعیل کی روایت سے نقل کیا ہے: " إني خلقت عبادي حنفاء كلهم، و إن الشياطين أتتهم فاجتالتهم عن دينهم .... و أمرتهم أن يغيروا خلقي " (میں نے اپنے سارے بندوں کو بالکل راست رو پیدا کیا، شیاطین آکر انہیں ان کے دین سے پھیرتے ہیں، .... اور انہیں میری تخلیق میں تبدیلی پر ابھارتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا، قرآن کی مختلف آیات میں انسان کو مخاطب کر کے غور وفکر اور بحث وتدبر کی دعوت دی گئی: ﴿ أفلا يبصرون ﴾ (کیا وہ دیکھتے نہیں؟)، ﴿ أفلا ينظرون ﴾ (کیا وہ غور وفکر نہیں کرتے؟)، ﴿ أو لم ير الإنسان أنا خلقناه من نطفة ﴾ (کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے ایک نطفہ سے پیدا کیا)، ﴿ إن في ذلك لآيات لقوم يتفكرون ﴾ (اس میں عقل رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں)، ﴿ إن في ذلك لذكرى لأولي الألباب ﴾ (اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں) ﴿ اقرأ باسم ربك الذي خلق ﴾ (پڑھو اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا)۔

سائنسی تحقیق کی آزادی پر اسلام نے بندش نہیں لگائی ہے، اس راہ سے تو مخلوق کے اندر اللہ رب العزت کی سنت واشگاف ہوتی ہے، لیکن اسلام یہ بھی طے کرتا ہے کہ اس دروازہ کو اس طرح بالکل کھلا نہ چھوڑ دیا جائے کہ سائنسی تحقیقات کے نتائج کو عوامی میدان میں لاتے ہوئے کسی ضابطہ وقید کی پابندی نہ رہ جائے، اور شریعت کی مہر اس پر نہ لگے، جو مباح کی اجازت دیتی ہے اور حرام پر پابندی عائد کرتی ہے، کسی چیز کی اجازت صرف اس بنا پر نہیں دی جاسکتی کہ وہ قابل عمل ہے، بلکہ اس کی اجازت کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم نفع رساں ہو، اس سے انسانیت کے مصالح کی تکمیل اور مفاسد کا ازالہ ہوتا ہو، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وہ علم انسان کے شرف ومقام بلند اور اس کے مقصد تخلیق پر آنچ نہ لاتا ہو،

انسان کو تجربات کا تختۂ مشق نہیں بنایا جا سکتا، فرد کی شخصیت اور اس کی خصوصیات اور تشخص پر دست درازی نہیں کی جا سکتی، نہ تو محکم سماجی ڈھانچے کے اندر شگاف پیدا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی قرابت ونسبت اور رشتوں کے تعلقات اور ان خاندانی ڈھانچوں کو ملیامیٹ کیا جا سکتا ہے جو اللہ کی شریعت کے سایہ میں اور شرعی احکام کی مضبوط بنیادوں پر پوری انسانی تاریخ میں معروف چلے آرہے ہیں۔

اس وقت علم کی دنیا میں ایک نئی دریافت 'کلوننگ' کے نام سے ہوئی ہے جس کی گونج دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ میں سنی جارہی ہے، اس بابت حکم شرعی کی وضاحت ضروری تھی، ذیل میں علماء دین اور مسلم ماہرین کی پیش کردہ تفصیلات اور فیصلے درج کئے جارہے ہیں:

کلوننگ کی تعریف:

یہ بات معلوم ہے کہ اللہ کی سنت تخلیقی یہ ہے کہ دو نطفوں کی آمیزش سے انسانی مخلوق وجود میں آتی ہے، ان دو میں سے ہر ایک کے نیوکلیس میں متعدد کروموزوم ہوتے ہیں جو انسان کے کسی جسمانی خلیہ میں موجود کروموزوم کی نصف تعداد کے بقدر ہوتے ہیں، جب باپ (شوہر) کا نطفہ، جو مادۂ منویہ کہلاتا ہے، ماں (بیوی) کے نطفہ، جسے انڈا کہتے ہیں، سے ملتا ہے تو دونوں مل کر نطفہ 'امشاج' یا 'لقیحہ' میں تبدیل ہوجاتے ہیں، یہ مکمل موروثی تھیلی (جنیٹک پیک) پر مشتمل ہوتے ہیں اور تقسیم کی طاقت رکھتے ہیں، جب اسے ماں کے رحم میں انجکٹ کردیا جاتا ہے تو افزائش پاکر اللہ کے حکم سے ایک مکمل مخلوق وجود میں آجاتی ہے، وہ اپنے اس عمل کے دوران تعداد بڑھاتے ہیں، اور ایک سے باہم مشابہ دو، پھر چار، پھر آٹھ، پھر اسی طرح بڑھتے ہوئے ایسے مرحلہ میں آجاتے ہیں جہاں باہم متمیز اور علیحدہ ہوجاتے ہیں، اس امتیازی مرحلہ سے قبل لقیحہ کا ایک خلیہ دو باہم مشابہ حصوں میں منقسم ہوجاتا ہے تو دو باہم مشابہ جڑواں بچے ہوتے ہیں، لقیحہ میں مصنوعی طور پر علاحدگی کا تجربہ جانوروں کے اندر کیا جاچکا ہے، اور اس سے باہم مشابہ جڑواں بچے پیدا ہوئے ہیں، لیکن ایسا تجربہ انسان کے اندر اب تک نہیں ہوسکا ہے، اسے ایک قسم کی کلوننگ شمار

کرتے ہیں، کیوں کہ اس سے مشابہ نسل تیار ہوتی ہے، اس عمل کو استنساخ بالتشطیر کا نام دیا گیا ہے۔

ایک مکمل مخلوق کی مشابہ مخلوق تیار کرنے کا ایک دوسرا طریقہ بھی ہے، وہ یہ ہے کہ جسم کے کسی بھی خلیہ سے نیوکلیس کی شکل میں مکمل موروثی تھیلی (جنیٹک پیکٹ) حاصل کرلی جائے اور اسے انڈے کے ایسے خلیہ میں داخل کردیا جائے جس کے نیوکلیس کو نکال دیا گیا ہو، یہ مل کر ایک لقیحہ بن جاتے ہیں جو مکمل موروثی تھیلی (جنیٹک پیکٹ) پر مشتمل ہوتے ہیں اور ساتھ ہی تقسیم وتکثیر کی طاقت بھی رکھتے ہیں، اب اسے ماں کے رحم میں پیوست کردیا جائے تو افزائش پاکر اللہ کے حکم سے ایک مکمل مخلوق وجود میں آجاتی ہے، اس نوعیت کی کلوننگ 'النقل النووی' (نیوکلیس ٹرانسفر) کے نام سے معروف ہے، اور مطلقاً کلوننگ کا لفظ بول کر یہی مفہوم مراد لیتے ہیں، ڈولی نامی بھیڑ کے اندر اسی نوعیت کی کلوننگ کی گئی، لیکن اس طرح تیار ہونے والی نئی مخلوق اپنی اصل کے مکمل مشابہ نہیں ہوتی ہے، کیوں کہ ماں کے انڈے سے نیوکلیس نکالنے کے بعد بھی اس انڈے کے اطراف میں نیوکلیس کے کچھ اجزاء باقی رہ جاتے ہیں اور جسمانی خلیہ سے تشکیل پانے والی صفات میں ان اجزاء کے اثرات ہوتے ہیں، کلوننگ کا یہ تجربہ بھی اب تک انسان کے اندر نہیں ہوا ہے

لہٰذا 'کلوننگ' کی تعریف یہ ہوئی کہ جسمانی خلیہ کے نیوکلیس کو بغیر نیوکلیس والے انڈے میں منتقل کرکے، یا بارآور انڈے کو اعضاء وخلیوں کے ممتاز ہونے کے مرحلہ سے پہلے ہی جدا کرکے ایک یا ایک اسے زائد زندہ وجود کی پیدائش کی جائے۔

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان جیسے کاموں کو تخلیق یا تخلیق میں شمولیت نہیں کہا جاسکتا، اللہ کا ارشاد ہے:

أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (رعد: ١٦)

"یا یہ کہ انھوں نے اللہ کے شریک ایسے ٹھہرا رکھے ہیں کہ جنھوں نے اس کی

خلق کی طرح کسی کو خلق کیا ہے جس سے ان کو خلق میں اشتباہ ہو گیا، آپ کہہ دیجئے: اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ واحد ہے، غالب ہے"

اور ارشاد ہے:

أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ۝ ءَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ۝ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ (الواقعة: ۵۸-۶۲)

"(اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم جو منی پہنچاتے ہو تو آدم تم بناتے ہو، یا (اس کے) بنانے والے ہم ہیں، ہم ہی نے تمہارے درمیان موت کو ٹھہرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں کہ تمہاری جگہ تم جیسے (دوسرے آدمی) پیدا کر دیں اور تمہیں ایسی صورت میں بنا دیں جن کو تم جانتے ہی نہیں اور تم کو خوب علم ہے پیدائش اول کا پھر تم سمجھتے کیوں نہیں؟)"

اور ارشاد باری ہے:

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ۝ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ (یس: ۷۷-۸۲)

(کیا انسان کی نظر اس پر نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا، سو وہ ایک کھلا ہوا معترض بن بیٹھا اور ہماری شان میں عجیب (گستاخانہ) مضمون بیان کیا اور اپنی خلقت کو بھول گیا، کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کہ وہ بوسیدہ

ہوگئی ہوں، آپ کہہ دیجئے انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں اول بار پیدا کیا تھا اور وہی سب طرح کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے، اور وہ ایسا ہے کہ ہرے درخت سے آگ تمہارے لیے پیدا کردیتا ہے، پھر تم اس سے (اور) آگ سلگا لیتے ہو، تو کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرڈالا، وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے لوگوں کو (دوبارہ) پیدا کردے، ضرور (قادر) ہے اور وہ بڑا پیدکرنے والا ہے خوب جاننے والا ہے، وہ تو بس جب کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کہہ دیتا ہے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے)

نیز یہ بھی ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (المؤمنون: ۱۲۔۱۴)

''(اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے، پھر ہم نے رکھا اس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں، پھر بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا، پھر بنائی اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی، پھر بنائی اس بوٹی سے ہڈیاں، پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت، پھر اٹھا کھڑا کیا اس کو ایک نئی صورت میں، سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے)۔''

اکیڈمی کے اجلاس میں تحقیقی مقالات، مباحثات اور شرعی اصولوں کی روشنی میں درج ذیل فیصلے کیے گئے:

اول: مذکورہ دونوں طریقوں یا کسی بھی دیگر طریقہ کے ذریعہ جس سے انسانی اضافہ کیا جائے، انسانی کلوننگ حرام ہے۔

دوم: اگر مذکورہ دفعہ (اول) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی چیز وجود میں آتی ہے تو ان حالات کے نتائج کے علاحدہ شرعی احکام دریافت کیے جائیں گے۔

سوم: ازدواجی تعلقات کے اندر کلوننگ کی غرض سے کسی تیسرے فریق کی شمولیت کی

تمام صورتیں خواہ رحم ہو، انڈا ہو، مادہ منویہ ہو، یا جسمانی خلیہ ہو، حرام ہیں۔

چہارم: جراثیم، باریک جانداروں، پودوں اور حیوانوں کے میدانوں میں حصول مصالح اور ازالۂ مفاسد کے شرعی ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے کلوننگ اور جنیٹک انجیئرنگ کی تکنیک سے استفادہ شرعاً جائز ہے۔

پنجم: اسلامی ممالک سے اپیل کی جائے کہ ایسے قوانین اور ضوابط نافذ کریں جن کی رو سے علاقائی و بیرونی اداروں، تحقیقی مراکز اور بیرونی ماہرین کے لیے ہرگز اجازت نہ ہو کہ بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی بھی طرح انسانی کلوننگ اور اس کی ترویج کے لیے اسلامی ممالک کو میدان کار بنائیں۔

ششم: اسلامک فقہ اکیڈمی اور "المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية" کی جانب سے مشترکہ طور پر کلوننگ کے موضوع پر مطالعہ جاری رکھا جائے، اس کی نئی تحقیقات حاصل کی جاتی رہیں، اس کی اصطلاحات کی توضیح کی جائے، اور متعلقہ شرعی احکام کی وضاحت کے لیے ضروری میٹنگوں اور ورکشاپ کا اہتما جاری رہے۔

ہفتم: علماء دین اور ماہرین پر مشتمل خصوصی کمیٹیاں بنائی جائیں جو بایولوجی سے متعلق تحقیقات کے لئے ضابطۂ اخلاق مرتب کریں جنہیں اسلامی ممالک میں اپنایا جائے۔

ہشتم: ایسے سائنسی اداروں کے قیام اور ان کے تعاون کی کوشش کی جائے جو انسانی کلوننگ سے ہٹ کر بایولوجی اور جنیٹک انجیرنگ کے میدانوں میں شرعی ضوابط کے مطابق تحقیقات انجام دیں، تاکہ اس میدان میں عالم اسلام غیروں کا حاشیہ بردار اور محتاج نہ رہے۔

نہم: نئی سائنسی تحقیقات کی اسلامی بنیادیں فراہم کی جائیں اور ذرائع ابلاغ کو دعوت دی جائے کہ ان مسائل کو ایمانی نگاہوں سے دیکھیں، اور ان کے تئیں اسلام مخالف نقطۂ نظر سے گریز کریں، اور رائے عامہ کو اس طرح بیدار کیا جائے کہ کسی بھی مسئلہ میں کوئی موقف اختیار کرنے سے پہلے تحقیق کرلیں، جیسا کہ ارشاد

ربانی ہے:

وَاِذَاجَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء:۸۳)

"اور انہیں جب کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو یہ اسے بھلا دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یا اپنے میں سے صاحبان امر کے حوالہ کر دیتے تو ان میں سے جو لوگ استنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں اس کی حقیقت بھی جان لیتے"

واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۹۴(۱۰/۴)

مردہ یا زندہ انسان کے اعضاء کا دوسرے انسان کے لیے استعمال

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چوتھے سمینار منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/ فروری ۱۹۸۸ء میں مذکورہ موضوع پر پیش کیے جانے والے فقہی اور طبی مقالات اور مباحثہ سے یہ بات سامنے آئی کہ سائنسی اور میڈیکل ترقی کے نتیجہ میں یہ موضوع ایک حقیقت بن چکا ہے، اور اس کے کچھ مفید نتائج کے ساتھ ساتھ بیش تر حالات میں انسانی شرف وکرامت کی پاسداری کرنے والے شرعی ضوابط واصول سے گریز کی وجہ سے نفسیاتی اور سماجی نقصانات بھی سامنے آرہے ہیں، دوسری جانب اسلامی شریعت کے مقاصد کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جو فرد و جماعت کے ترجیحی مصالح کی تکمیل کرتے ہیں، اور باہمی تعاون وہمدردی اور ایثار کی دعوت دیتے ہیں۔

اصل موضوع بحث اور جواب طلب امور کی تحدید اور ان حالات، صورتوں اور قسموں کے انضباط، جن کے حسب حال علاحدہ علاحدہ احکام مرتب ہوں گے، کے بعد اکیڈمی نے اس اجلاس میں درج ذیل امور طے کیے:

تعریف واقسام:

اول: یہاں عضو سے مراد انسان کے نسیجوں، خلیوں خون وغیرہ میں سے کوئی بھی جزو ہے، جیسے آنکھ کا قرنیہ خواہ وہ جزو متصل ہو یا جسم انسانی سے علاحدہ۔

دوم: عضوِ انسانی سے انتفاع جو یہاں موضوعِ بحث ہے، اس سے مراد وہ استعمال ہے جس کی ضرورت استعمال کرنے والے کو اپنی اصل زندگی کی بقاء، یا جسم کے کسی اہم وظیفے مثلاً نگاہ وغیرہ کی حفاظت کے لیے درپیش ہو اور استعمال کرنے والا شخص ایسی زندگی رکھتا ہو جو شرعاً قابل احترام ہے۔

سوم: اس استعمال کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱- کسی زندہ انسان کے عضو کو منتقل کرنا۔

۲- کسی مردہ انسان کے عضو کو منتقل کرنا۔

۳- جنین کے عضو کو منتقل کرنا۔

پہلی صورت: یعنی کسی زندہ انسان کے عضو کو منتقل کرنا، درج ذیل طریقوں سے ہوسکتا ہے:

الف: کسی انسان کے ایک عضو کو لے کر اسی انسان کے جسم میں دوسرے مقام پر پیوندکاری کی جائے، جیسے کھال، پٹھوں، ہڈیوں، وریدوں اور خون وغیرہ کی جسم کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کو منتقلی اور اس کی پیوندکاری۔

ب: کسی زندہ انسان کے عضو کی دوسرے انسان کے جسم میں پیوندکاری۔

اس صورت میں اس عضو کی دو میں سے کوئی ایک حیثیت ہوسکتی ہے، یا تو اس پر زندگی کا دارومدار ہوگا، یا اس پر زندگی کا انحصار نہیں ہوگا۔

اگر اس پر زندگی کا انحصار ہے تو یا تو وہ تنہا ہوگا یا جوڑا، تنہا کی مثال قلب اور جگر، اور جوڑے کی مثال گردہ اور پھیپھڑے ہیں۔

اگر اس پر زندگی کا انحصار نہیں ہو تو یا تو وہ جسم کا کوئی بنیادی کام انجام دیتا ہوگا یا نہیں، اور یا تو وہ خودبخود از سرِنو تیار ہوتا رہتا ہوگا جیسے خون یا ایسا نہیں ہوتا ہوگا، اور یا تو نسب و وراثت اور عمومی شخصیت پر اس سے اثر پڑتا ہوگا، جیسے خصیہ، انڈادانی، اور اعصابی نظام کے خلیے، یا اس کا ان میں سے کسی چیز پر اثر نہیں ہوگا۔

دوسری صورت: کسی مردہ انسان کے عضو کو منتقل کرنا:

یہ بات ملحوظ رہے کہ موت کی دو حالتیں ہوتی ہیں:

پہلی حالت: دماغی موت کہ دماغ کے سارے وظائف یکسر پورے طور پر بند ہو جائیں اور طبی لحاظ سے ان کی واپسی ممکن نہ ہو۔

دوسری حالت: قلب اور تنفس اس طرح پورے طور پر رک جائیں کہ طبی طور پر دوبارہ بحال ہونا ممکن نہ ہو۔

ان دونوں حالتوں میں اکیڈمی کے تیسرے سمینار کی قرارداد کی رعایت ملحوظ رکھی جائے گی۔

تیسری صورت: یعنی جنین کے عضو کو منتقل کرنا:

- ایسے جنین جو خود بخود ساقط ہو گئے ہوں۔
- ایسے جنین جو کسی جرم یا طبی ضرورت کی بنا پر ساقط کئے گئے ہوں۔
- بچہ دانی سے باہر تیار شدہ لقیحے (بارآور شدہ نطفے)۔

شرعی احکام:

اول: کسی انسان کے جسم کا عضو اسی انسان کے جسم میں دوسری جگہ لگانا اس اطمینان کے بعد جائز ہوگا کہ پیوندکاری سے متوقع فائدہ اس پر مرتب ہونے والے نقصان سے زائد ہو، نیز اس کا مقصد کسی مفقود عضو کو وجود میں لانا، یا اس کی شکل کو بحال کرنا یا اس کے مقصود وظیفہ کو بحال کرنا، یا کسی عیب کی اصلاح یا کسی ایسی بدصورتی کا ازالہ ہو جو اس شخص کے لیے نفسیاتی یا جسمانی اذیت کا سبب بنتی ہو۔

دوم: کسی انسان کا عضو (حصہ و جسم) دوسرے انسان کے اندر منتقل کرنا ایسی صورت میں جائز ہوگا جب کہ وہ از خود تیار ہوتا رہتا ہو جیسے خون اور جلد، اس شرط کے ساتھ کہ دینے والا کامل اہلیت رکھتا ہو اور معتبر شرعی شرائط ملحوظ رکھی گئی ہوں۔

سوم: ایسا عضو جو کسی مرض کی وجہ سے جسم سے نکال دیا گیا ہو اس کے کسی حصہ سے استفادہ دوسرے شخص کے لیے جائز ہے، مثلاً کسی مرض کی وجہ سے کسی شخص کی آنکھ نکال دی گئی ہو تو اس آنکھ کے قرنیہ (پتلی) سے استفادہ۔

چہارم: ایسا عضو جس پر زندگی کا دارومدار ہے جیسے قلب، اسے کسی زندہ انسان سے دوسرے انسان کے اندر منتقل کرنا حرام ہے۔

پنجم: کسی زندہ انسان کے ایسے عضو کا منتقل کرنا جس پر اگر چہ اصل زندگی کا دارومدار تو نہ ہو لیکن اس کی عدم موجودگی سے زندگی کا ایک بنیادی وظیفہ موقوف ہو جاتا ہو، یہ جائز نہیں ہے، جیسے دونوں آنکھوں کے قرنیوں کو منتقل کرنا۔ اگر اس منتقلی سے کسی بنیادی وظیفہ کا ایک حصہ متاثر ہوتا ہو تو اس کا حکم قابل غور ہے، جیسا کہ آگے (دفعہ: ۸) میں آرہا ہے۔

ششم: کسی میت کا ایسا عضو کسی زندہ انسان کے اندر منتقل کرنا جائز ہے، جس عضو پر زندگی کی بقا یا کسی بنیادی وظیفہ کی سلامتی منحصر ہو، بشرطیکہ خود میت نے اپنی موت سے پہلے یا اس کی موت کے بعد اس کے ورثہ نے، اور اگر میت کی شناخت نہ ہو یا لاوارث ہو تو مسلمانوں کے سربراہ نے اس کی اجازت دی ہو۔

ہفتم: یہ بات واضح رہے کہ جن صورتوں میں اعضاء کی منتقلی کے جواز پر اتفاق ہوا ہے، وہ اس امر کے ساتھ مشروط ہے کہ ان اعضاء کا حصول خرید وفروخت کے بغیر ہوا ہو، کیوں کہ کسی بھی حال میں اعضاء انسانی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ البتہ استفادہ کرنے والے کا مطلوبہ عضو کے حصول کے لیے بوقت ضرورت یا اعزاز وانعام کے طور پر مال خرچ کرنا محل غور ہے۔

ہشتم: مذکورہ حالات اور صورتوں کے علاوہ وہ تمام صورتیں جو اس موضوع سے تعلق رکھ سکتی ہیں وہ سب محل نظر ہیں، طبی تحقیقات اور شرعی احکام کی روشنی میں ان پر آئندہ سمینار میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۲۱(۴/۱)

ہنگامی حالات میں کئے گئے آپریشن کی اجازت

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارہواں سمینار از ۲۴ تا ۲۹/ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کوبوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا۔ ''ہنگامی حالات میں کئے گئے آپریشن کی اجازت'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- مریض کے نازک حالات میں فوری طبی تدبیریں اور کارروائیاں جائز ہیں، درج ذیل صورتوں میں مریض یا اس کے ولی کی اجازت وموافقت بھی ضروری نہیں:

الف- مریض کا سخت بے ہوشی کی حالت میں پہنچ جانا، یا ایسی حالت سے دوچار ہو جانا کہ کسی تدبیر سے پہلے موافقت وعدم موافقت معلوم کرنا بھی دشوار ہو۔

ب- مریض کی صحت خطرناک صورتحال سے دوچار ہو، جس میں موت تک ممکن ہو، اور وہ حالت موافقت معلوم کئے بغیر اس پر کام شروع کرنے کا تقاضہ کرتی ہو۔

ج- وقت تنگ ہونے کی وجہ سے مریض کے کسی رشتہ دار کی موافقت معلوم کرنا مشکل ہو، اوران میں سے کوئی اس کے ساتھ بھی نہ ہو۔

۲- ان حالات میں کسی طبی کارروائی کے لیے درج ذیل شرطیں ہیں:

(۱) علاج صحت کے خصوصی اداروں کی جانب سے تسلیم شدہ ہو۔

(۲) ڈاکٹروں کی کم از کم سہ رکنی ٹیم میں ایک ڈاکٹر اسپسلشٹ ضرور ہو، کہ اسی وقت تشخیص اور مجوزہ علاج پر اتفاق کا اعتبار ہوگا، ساتھ ہی اس ٹیم کی جانب سے ایک رپورٹ اور دستاویز تیار ہو، جس پر اس ٹیم کے ارکان دستخط کریں۔

(۳) ضروری ہے کہ علاج سے متوقع فوائد اس کے نقصانات سے زیادہ ہوں اور ممکنہ حد تک خطرات کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔

(۴) مریض کے افاقہ کے بعد ڈاکٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس سے متعلق مکمل تفصیلات سے اس کو واقف کرائے۔

(۵) علاج مفت ہو، اور اگر اس کا خرچ آتا ہو تو اس کی مقدار غیر جانب دار خصوصی ادارہ کی جانب سے متعین کی جائے۔

۳- درج ذیل شکلوں کے بارے میں حتمی رائے قائم کرنے کے لیے اکیڈمی کے دوسرے سمینار کا انتظار کیا جائے:

(۱) اپنڈی سائٹس کا مریض، اگر آپریشن کی اجازت سے انکار کررہا ہو۔

(۲) وہ جنین (رحم مادر کا بچہ) جس کی گردن کے اردگرد اس کا نال (Umbilical Cord) لٹ گیا ہو، اور بچہ کو بچانے کیلئے آپریشن سے موافقت نہ کی جارہی ہو۔

(۳) جب بچہ کو اندرونی طبی آپریشن کی ضرورت ہو، مثلاً اپنڈی سائٹس یا گردہ کا آپریشن یا خون منتقل کرنے کا عمل، جبکہ ولی اس آپریشن سے انکار کررہا ہو۔

قرارداد نمبر: ۱۷۲ (۱۰/۱۸)

پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارہواں سمینار از ۲۴ تا ۲۹/ جمادی الاٰخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کو بوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا، ''پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

پلاسٹک سرجری کی تعریف:

پلاسٹک سرجری سے مراد جسم انسانی کے کسی ظاہری حصہ یا کئی حصوں کو خوبصورت بنانے یا ان پر کوئی ناگہانی آفت آگئی ہو تو اس کو دوبارہ کارآمد بنانے کے لیے کیا جانے والا آپریشن ہے۔

پلاسٹک سرجری کی عمومی شرطیں اور اصول وضوابط:

۱- سرجری سے کوئی ایسا فائدہ حاصل ہورہا ہو جو شرعاً معتبر ہے، مثلاً شل ہوجانے والے کسی عضو کو کارآمد بنانا، عیب کی اصلاح کرنا، کسی عضو کے پیدائشی عیب کو ختم کرکے اسے اس کی معمول کی حالت پر لانا۔

۲- ایسا نہ ہو کہ سرجری سے جن فوائد کی امید تھی، وہ تو کم حاصل ہوں اور کوئی بڑا نقصان لاحق ہوجائے، اس کا فیصلہ معتبر ماہرین کی رائے پر موقوف ہوگا۔

۳- سرجری کرنے والا ماہر اور اہلیت رکھنے والا ڈاکٹر (مرد یا عورت) ہو، ورنہ اس کی

ذمہ داری (اکیڈمی کے فیصلہ نمبر ۱۴۲ (۸/۱۵) کے مطابق عائد ہوگی۔

۴- آپریشن مریض (سرجری کے طالب) کی اجازت سے ہو۔

۵- طبیب اس آپریشن کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ممکنہ خطرات اور متوقع اثرات ونتائج کی پوری آگہی رکھتا ہو۔

۶- سرجری کے علاوہ کوئی ایسا علاج موجود نہ ہو، جو جسم انسانی پر کم سے کم اثر انداز ہو۔

۷- یہ کہ اس سرجری میں شرعی نصوص کی مخالفت لازم نہ آئے، مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کردہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: "لعن اللہ الواشمات والمستوشمات، والنامصات، والمتنصمات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله" (بخاری) (اللہ کی لعنت ہو گودنے اور گودوانے والی عورتوں پر، اور پیشانی کے بال اکھاڑنے اور اکھڑوانے والی عورتوں پر اور بغرض زینت دانتوں کو الگ الگ کروانے اور خدائی ساخت مین ردوبدل کرنے والی عورتوں پر) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں "لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنصمة والواشمة والمستوشمة من غير داء" (ابوداؤد) (بالوں کو جوڑنے اور جڑوانے والی عورتوں پر، پیشانی کے بال اکھاڑنے اور اکھڑوانے والی عورتوں پر، اور گودنے اور گودوانے والی عورتوں پر لعنت کی گئی) چوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری اقوام اور فسق وفجور کا ارتکاب کرنے والوں کی مشابہت سے بھی منع فرمایا ہے تو اس سرجری میں ان نصوص کی مخالفت نہ ہونے کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔

۸- علاج ومعالجہ کے اصولوں کی لازمی طور پر رعایت کی جائے، مثلاً خلوت نہ ہو، اور ستر عورت کو چھپانے وغیرہ کے احکام کی پابندی کی گئی، ہاں اگر ضرورت یا حاجت ہو تو اس کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳-شرعی احکام:

۱- شرعاً ضرورت یا حاجت کے تحت درج ذیل مقاصد سے پلاسٹک سرجری کروانا جائز ہے:

الف- جسمانی اعضاء کو اس حالت میں واپس لانے کے لیے جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (التین: ٤)
''ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا''

ب- جسمانی اعضاء کو معمول کے مطابق کام کرنے کے قابل بنانے کے لیے۔

ج- پیدائشی عیوب کی اصلاح کے لیے مثلاً: کٹے ہوئے ہونٹ، ناک کا بہت زیادہ ٹیڑھا پن، زائد انگلی یا دانت، انگلیوں کا اس طرح ملا ہوا ہونا کہ اس سے ظاہری یا باطنی شدید تکلیف یا زحمت ہوتی ہو۔

د- ایسے عیوب جو پیدائشی نہ ہو بعد میں پیدا ہوئے ہوں ان کی اصلاح جیسے جلنے کٹنے کا اثر، کسی حادثہ یا بیماری وغیرہ کا اثر، مثلاً: اعضاء کی پیوندکاری، پستان کے بالکل اپنی جگہ سے نکل جانے کی صورت میں دوبارہ اس کو اپنی جگہ پر پیوند کرنا، یا اس میں جزوی تبدیلی کرنا، جبکہ پستان معمول سے بہت بڑے یا بہت چھوٹے ہوں اور اس سے دوسرے امراض پیدا ہو سکتے ہوں، اسی طرح بال گرنے کی صورت میں خصوصاً عورتوں کے لیے بال جڑوانا۔

ہ- جسم کے ایسے بھدے پن کو دور کرنا جس سے نفسیاتی یا جسمانی تکلیف ہوتی ہو، (فیصلہ نمبر: ۲۶(۴/۱) مجمع الفقہ الإسلامی الدولی)

۲- بغرض زینت ایسی پلاسٹک سرجری کرانا جائز نہیں، جو علاج میں داخل نہ ہو؛ بلکہ وہ دوسروں کی نقل کرتے ہوئے اپنی دلی خواہش کی تسکین کرنے کے لیے فطری ساخت میں ترمیم کروانا ہو، مثلاً ایک خاص شکل میں نظر آنے یا اپنا اصل چہرہ چھپانے یا عدالت کو گم راہ کرنے لیے چہرہ کی ساخت میں تبدیلی کروانا، اسی طرح ناک کی شکل کو تبدیل کروانا، ہونٹ بڑے یا چھوٹے کروانا، آنکھوں کی

شکل بدلوانا اور رخسار میں ابھار پیدا کروانا۔

۳- معتبر سائنسی ذرائع سے وزن میں کمی پیدا کرنا جائز ہے، انہیں میں موٹاپا کم کرنے کی سرجری بھی ہے جبکہ وزن سے بیماری کی سی کیفیت معلوم ہوتی ہو، اور سرجری کے علاوہ کوئی اور راستہ موجود نہ ہو، نیز اس سے کوئی ضرر بھی لاحق نہ ہو۔

۴- سرجری کے ذریعہ جھریوں کو ختم کروانا یا بھروانا جائز نہیں، جب تک کہ مریض کی سی کیفیت نہ ہو، اور سرجری کروانے میں کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔

۵- کسی حادثہ، عصمت دری یا زنا بالجبر کی وجہ سے اگر پردۂ بکارت پھیل گیا ہو تو اس میں ٹانکا لگوانا جائز ہے، اور اگر زنا کے ارتکاب کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو فساد اور تلبیس کے دروازے کو بند کرنے کے لیے ایسی صورت میں ٹانکا لگوانے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور بہتر یہ ہے کہ یہ کام خواتین ڈاکٹر انجام دیں۔

۶- ماہر ڈاکٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے طبی امور میں شرعی اصول وضوابط کا خیال رکھے، اور زینت کے لیے پلاسٹک سرجری کے خواہش مند حضرات کے لیے خیر خواہ ہو، چوں کہ دین خیر خواہی کا ہی نام ہے۔

سفارشیں:

۱- ہسپتالوں، شفاخانوں کے مالکین اور اطباء کے لیے تقویٰ اختیار کرنا اور ناجائز سرجری کرنے کے لیے تیار نہ ہونا ضروری ہے۔

۲- اطباء اور جراحوں کے لیے پلاسٹک سرجری کے طبی امور اور ان کے شرعی احکام سے واقفیت ضروری ہے، خاص طور پر بغرض زینت سرجری کے احکام سے واقف ہونا ضروری ہے، صرف مادی منفعت کی خاطر ہر طرح کی سرجری کے لیے انہیں تیار نہیں ہونا چاہیے، جب تک کہ اس کا حکم شرعی واضح نہ ہو جائے، اس سلسلہ میں حقائق کے برخلاف بازاری پروپیگنڈوں پر اعتماد کرنا شدید غلطی ہوگی۔

قرارداد نمبر: ۱۷۳ (۱۸/۱۱)

”ایمرجنسی طبی سرجری (آپریشن) کی اجازت“

بتاریخ ۱ تا ۵ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/ اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی ۱۹ ویں مجلس نے ”ایمرجنسی طبی سرجری (آپریشن) کی اجازت“ کے تحت اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات کی روشنی میں نیز اس موضوع پر بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل فیصلے اور قراردادیں پاس کی:

(یاد رہے کہ اس سے پہلے اکیڈمی نے سعودیہ عربیہ میں ساتویں مجلس مین بتاریخ ۷ تا ۱۲/ ذی القعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ مئی ۱۹۹۲ء ”علاج کے احکام“ کے متعلق“ تجویز نمبر ۶۷ (۷/۵) میں، اور اکیڈمی کی ۱۸ ویں مجلس منعقدہ بٹروجاوا ملیشیا میں ”ایمرجنسی علاج کی صورتحال میں ضروری طبی تدابیر“ کے تحت تجویز نمبر ۱۷۲ (۱۸/۱۰) میں، ارفوری ایمرجنسی کی حالت میں اجازت کے سلسلے میں مؤخر شدہ قطعی تجویز کی تکمیل کے لیے فیصلہ صادر کرنے کے لیے درج ذیل قراردادیں پاس کیں)۔

۱- ایمرجنسی حالت سے مراد ایسا مرض ہے جو فوری طور پر بغیر کسی تاخیر کے آپریشن یا علاج کا متقاضی ہو۔ اس وجہ سے کہ اس سے مریض کی صحت یا اس کی زندگی یا اس کے جسم کا کوئی عضو خطرے میں پڑ جاتا ہے مثلاً:

الف- ایسی حالت جس میں ماں کی زندگی یا جنین یا دونوں کو بچانے کے لیے جبری (غیر فطری) پیدائش کی ضرورت درپیش ہو، مثلاً آنول نال

مڑ جانے اور ایسے ہی پیدائش کے وقت ماں کے رحم کا پھٹ جانے کی صورتحال وغیرہ۔

ب- ایسی حالت جس میں آپریشن کرنا ضروری ہوجائے مثلاً بہت زیادہ سوجن ہوجائے۔

ج- ایسی حالت جس میں مخصوص علاج کی ضرورت ہو، مثلاً:

۲- اگر مریض پورے ہوش وحواس میں ہو اور اس کی سوجھ بوجھ اور فیصلہ کی صلاحیت بغیر کسی دباؤ کے موجود ہو اور ڈاکٹروں نے اس کے کیس کے سلسلے میں ایمرجنسی کا فیصلہ سنادیا ہو اور یہ کہ اسے فوری علاج یا آپریشن کرانا ضروری ہے تو مریض کے لیے اس مرض کے علاج کی اجازت دینا شرعی طور پر واجب ہوگا، اور علاج ترک کرنے سے مریض گناہ گار ہوگا اور ڈاکٹر کے لیے مریض کی زندگی بچانے اور شریعت کے ''اضطراری حکم'' کے تحت علاج کے لیے لازمی مداخلت کرنا جائز ہوگا۔

۳- اگر مریض کے اندر سوجھ بوجھ اور فیصلہ کی صلاحیت نہ ہو اور اس کا سرپرست بھی ایمرجنسی حالت میں علاج کرنے کی اجازت دینے سے انکار کردے تو اس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا، اور اجازت کا استحقاق حاکم یا ملک میں اس کے مخصوص ذمہ داروں کی طرف منتقل ہوجائے گا۔

۴- جنین، ماں یا دونوں کی زندگی بچانے کے لیے آپریشن ضروری ہوجائے اور زوجین یا دونوں میں سے ایک آپریشن کا انکار کریں تو ان کے انکار کا اعتبار نہیں ہوگا اور آپریشن کی اجازت کا استحقاق سرپرست یا اس کے نائب کی طرف منتقل ہوجائے گا۔

۵- ایمرجنسی کی حالت میں طبی مداخلت کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

الف- ڈاکٹر مریض کو یا اس کے سرپرست کو علاج کی اہمیت مرض کی خطرناکی اور انکار کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نتائج وغیرہ کے

سلسلے میں بتائے اور انکار پر اصرار کرنے کی حالت میں ڈاکٹر اس کا تحریری ثبوت لے۔

ب- مریض کی حالت مزید خراب ہونے سے بچانے کی غرض سے مریض کے انکار سے رجوع کرنے کے لیے اسے اور اس کے اہل خانہ کو ڈاکٹر مطمئن کرنے کی مکمل کوشش کرے۔

ج- کم از کم تین ڈاکٹروں پر مشتمل شورائی ٹیم باستثناء علاج کرنے والے ڈاکٹر کے، مرض کی تشخیص اور مجوزہ علاج کی صحیح تحقیق کرلیں، ساتھ ہی ساتھ ٹیم کی طرف سے دستخط شدہ ایک رپورٹ بھی بنائیں اور اس ہاسپٹل کے مینجمنٹ کو اس سے آگاہ کردیں۔

د- علاج مفت ہو، یا اخراجات کی تعیین کا کام اس کی جانب داری کرنے والے کسی ادارے کے ذریعے انجام پائے۔

سفارشات:

☆ اسلامی ممالک سے اکیڈمی ایسے قوانین وضع کرنے کی سفارش کرتی ہے جو مریض کی تمام ایمرجنسی کیسوں میں علاج کو منظم اور منضبط کرسکے، بایں طور کہ اکیڈمی کی تجاویز کی تنفیذ طبی معاملات میں کی جائے۔

☆ مریض کی صحیح رہنمائی اور ذہن سازی پر سنجیدہ کوشش کی جائے تا کہ اس کی زندگی کو ایسے حالات میں خطرات سے بچایا جاسکے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۸۴(۱۹/۱۰)

طب

Medical Science

طبی علاج

اکیڈمی نے ساتویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۷-۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹-۱۴/مئی ۱۹۹۲ء میں اس موضوع کے مقالات اور اس پر ہونے والی بحث ومباحثہ کی روشنی میں درج ذیل امور طے کیے:

اول: علاج:

علاج کے سلسلہ میں اصل حکم یہ ہے کہ وہ جائز ہے کیوں کہ قرآن کریم اور قولی وعملی سنت میں اس کی مشروعیت بیان ہوئی ہے، نیز شریعت کے مقاصد کلیہ میں سے ایک مقصد یعنی حفاظت جان اس سے وابستہ ہے۔

لیکن اشخاص اور احوال کے فرق سے علاج کے احکام میں فرق ہوتا رہتا ہے، چناں چہ:

☆ اگر علاج نہ کرنے سے مریض کی جان جانے کا اندیشہ ہو لیکن اوپر پہلی حالت میں بیان کردہ کوئی صورت پیش نہ آتی ہو تو ایسے مریض پر علاج کرانا مستحب ہے۔

☆ اگر مذکورہ بالا دونوں حالتیں نہ ہوں تو پھر علاج کا درجہ اباحت کا ہے۔

☆ علاج کے لیے ایسا طریقہ اپنانا مکروہ ہے جس سے اندیشہ ہو کہ جس بیماری کا ازالہ مقصود ہے وہ مزید دو چند ہو جائے گی۔

دوم: مایوسی کی حالتوں کا علاج:

الف۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق مرض اور شفاء اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے، دوا علاج صرف اسباب ہیں جنہیں اللہ نے اس کائنات میں رکھا ہے، اللہ کی رحمت

سے مایوسی جائز نہیں ہے، اللہ کے اذن سے شفا کی امید باقی رہنی چاہئے۔
ڈاکٹروں اور مریض کے متعلقین کا فرض ہے کہ مریض کی ہمت مضبوط بنائے رکھیں، شفا یا عدم شفا کی توقع سے قطع نظر کرتے ہوئے مریض کی نگہداشت اور اس کی جسمانی ونفسیاتی تکلیف میں تخفیف کے لیے مستقل کوشاں رہیں۔

ب۔ مریض کی جس حالت کو علاج سے مایوسی تصور کیا جاتا ہے وہ در اصل محض ڈاکٹروں کے اپنے اندازے ہوتے ہیں اور ہر دور وعلاقہ میں طب کے موجودہ امکانات اور مریض کے حالات کے پیش نظر ہوتا ہے۔

سوم: مریض کی اجازت:

الف۔ مریض اگر کامل اہلیت رکھتا ہے تو علاج کے لیے اس کی اجازت ضروری ہے، اگر مریض اہلیت نہیں رکھتا ہے یا ناقص اہلیت والا ہے تو اس کے ولی کی اجازت معتبر ہوگی، ولی میں شرعی ولایت کی ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا، اور شرعی احکام کے لحاظ سے ولی کو صرف ایسے تصرفات کی اجازت ہوگی جن سے زیر ولایت شخص کے مفاد ومصلحت کی تکمیل اور نقصان کا ازالہ ہوتا ہو۔
اگر علاج نہ کرنے کی صورت میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ بالکل واضح ہو اور اس کا ولی اجازت نہ دے تو اس ولی کا تصرف معتبر نہیں ہوگا اور حق ولایت اس کے دوسرے اولیاء اور پھر ولی الأمر کی جانب منتقل ہو جائے گا۔

ب۔ ولی الأمر کو اختیار ہوگا کہ بعض حالتوں مثلاً متعدی امراض اور حفاظتی اقدامات کے لیے علاج پر کسی کو مجبور کرے۔

ج۔ ایسی صورت حال میں ابتدائی طبی علاج کے لیے اجازت ضروری نہیں ہوگی، جس میں مریض کی زندگی خطرہ میں ہو۔

د۔ میڈیکل ریسرچ کے لیے مکمل اہلیت رکھنے والے شخص کی ایسی رضامندی ضروری ہے جس میں دباؤ کا شائبہ بھی نہ ہو (مثلاً قیدی نہ ہو) یا مادی لالچ بھی

نہ ہو (مثلاً وہ غریب نہ ہو)، اور ضروری ہے کہ اس ریسرچ کی وجہ سے متعلقہ شخص کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو، نااہل یا ناقص اہلیت والے اشخاص پر میڈیکل ریسرچ کرنا جائز نہیں ہے خواہ اس کے اولیاء اس کی اجازت دے دیں۔

اور اکیڈمی کا یہ اجلاس سفارش کرتا ہے کہ:

جنرل سکریٹریٹ درج ذیل طبی موضوعات پر تحریریں تیار کرائے تا کہ انہیں اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں میں پیش کیا جائے:

☆ حرام اور نجس اشیاء سے علاج نیز دواؤں کے استعمال کے ضوابط۔

☆ خوبصورتی کے لیے علاج۔

☆ ڈاکٹر کی ذمہ داری۔

☆ مرد کے لیے عورت کا علاج کرنا اور اس کے برعکس، غیر مسلموں کے لیے مسلمانوں کا علاج کرنا۔

☆ جھاڑ پھونک سے علاج (روحانی علاج)۔

☆ طبی اخلاقیات (اگر ضرورت ہو تو اس موضوع کے مختلف حصے کر کے کئی سیمناروں میں زیر بحث لایا جائے)۔

☆ علاج کے مختلف طریقوں میں ترجیحات کی ترتیب۔

☆ مرض کی ان اقسام پر غور جس میں سے اکثر کے علاج اطباء نہیں کر پاتے ہیں، اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

☆ کسی شخص کے جسم میں کینسر پوری طرح پھیل گیا ہو تو کیا اس کا علاج کیا جائے یا صرف تسکین بخش دواؤں پر اکتفا کیا جائے گا۔

☆ کوئی بچہ جس کا دماغ ناکارہ ہو چکا ہو، ساتھ ہی مفلوج ہو، البتہ اس کے دماغ کا کچھ حصہ کام کر رہا ہو تو کیا اس کا آپریشن کیا جائے گا، یا اگر وہ بچہ اندھی آنت کی سوزش کا شکار ہو یا اس کا پھیپھڑا ختم ہو گیا ہو تو کیا اس کا علاج کیا جائے یا چھوڑ دیا جائے۔

☆ کوئی بوڑھا شخص جو دل کے انجماد خون کا شکار ہوگیا ہو اور اس پر فالج کا اثر ہوجائے پھر اس کے گردے بے کار ہوجائیں تو کیا اس کا علاج ڈائلا سیس سے کیا جائے گا، یا اچانک اس کا دل کام کرنا بند کردے تو کیا اس کو طبی امداد دی جائے گی یا اسے چھوڑ دیا جائے گا، یا اگر اس کا پھیپھڑا بے کار ہوجائے تو کیا اس کا علاج کیا جائے گا یا چھوڑ دیا جائے گا۔

☆ اگر کوئی شخص دماغی طور سے کافی حد تک بے کار ہوجائے لیکن پھر بھی دماغ کا کچھ حصہ کام کررہا ہو یعنی دماغی موت کی تعریف میں داخل نہ ہوا ہو، البتہ وہ ہوش کھو بیٹھا ہو، اور اس کی حالت کے صحیح ہونے کی امید نہ ہو، ایسی حالت میں اگر اس کا دل بھی کام کرنا بند کردے تو کیا اس کو ابتدائی طبی امداد دی جائے گی یا اسے چھوڑ دیا جائے گا، اور اگر اس کا پھیپھڑا ختم ہوجائے تو کیا علاج کیا جائے گا؟ ان حالتوں میں علاج کے روکنے کا فیصلہ کون کرے گا؟ کیا یہ فیصلہ ڈاکٹروں کی کوئی ٹیم کرے گی یا ماہرین اخلاقیات کی ٹیم کرے گی یا اس کے خاندان کے ساتھ مل کر اطباء کریں گے۔

☆ ان حالات کے بارے میں شریعت اور سنت کے موقف کی وضاحت۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۶۷ (۷/۵)

طبیب کی ضمانت

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الإسلامی'' کا پندرھواں فقہی سمینار ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء کومسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی نے طبیب کی ضمانت، کے موضوع پر پیش کی گئی تحریروں اوراس پر ہونے والی سیر حاصل بحث کے بعددرج ذیل قرارداد پاس کی:

اول: طبیب کی ضمانت:

۱- انسانی منفعت کے لیے طب ایک ترقی پذیر علم وفن ہے،طبیب کے لیےضروری ہے کہ وہ اپنے فرایض کی ادائی میں اللہ تعالی کی نگرانی کا احساس رکھے، اورفنی وعلمی اصول وضوابط کے مطابق پورے خلوص کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں انجام دے۔

۲- درج ذیل صورتوں میں اگر مریض کوکوئی ضرر پہنچ جائے تو طبیب ضامن ہوگا:

الف- اگر جان بوجھ کراس کوضرر پہنچائے۔

ب- اگر طب کےفن سے ناواقف ہو، یا اس شعبہ کی باریکیوں سے ناواقف ہو جس میں عمل طبی انجام دینے کا اس نے اقدام کیا ہے۔

ج- اگر سرکاری طور پر اسے طب کا پیشہ اختیار کرنے کی اجازت نہ ہو۔

د- اگر مریض یا اس کے قائم مقام کسی شخص کی اجازت کے بغیر علاج شروع

کردے جیسا کہ اکیڈمی کے فیصلہ نمبر ۶۷ (۵/ ۷) میں مذکور ہے۔

ھ- اگر مریض کو دھوکا دے۔

و- اگر اس سے ایسی غلطی سرزد ہو جائے جو ڈاکٹر سے عموماً نہیں ہوتی اور اس پیشہ کے اصول بھی اسے تسلیم نہ کرتے ہو، یا اس سے کسی اصول کا ترک یا اس میں کوتاہی ہوئی ہو۔

ز- اگر بغیر معتبر سبب کے مریض کا راز فاش کرے، اکیڈمی کے فیصلہ نمبر ۷۹ (۸/۱۰) کے مطابق۔

ح- اگر ناگزیر حالات میں بھی طبی فرائض کی ادائی کے لیے تیار نہ ہو۔

۳- طبیب اور جو بھی اس کے حکم میں مذکورہ بالا صورتوں میں تاوان دینے پر پابند کیا جائے گا، اگر اس میں تاوان دینے کی ذمہ داری کی شرائط موجود ہوں، اس سے خطا والی صورت (فقرہ: و) مستثنیٰ ہے، الا یہ کہ غلطی بہت بڑی ہو۔

۴- جب ایک ہی طبی عمل میں پوری طب کی ٹیم مشغول ہو تو ان میں سے ہر ایک سے اس کی غلطی کے بارے میں سوال کیا جائے گا، چوں کہ فقہی قاعدہ ہے:

"إذا اجتمعت مباشرة الضرر مع التسبب فيه فالمسئول هو المباشر، مالم يكن المتسبب أولى بالمسؤلية منه"

"جب عمل ضرر سبب ضرر کے ساتھ جمع ہو جائے تو اصل جوابدہ عامل ضرر ہوگا جب تک کہ ضرر کا سبب بننے والا کسی بنا پر جواب دہی کے زیادہ لائق نہ بن جائے"

اور اگر ٹیم کے صدر نے اپنے معاونین کو ہدایت دینے یا ان پر نگرانی کرنے میں کوئی غلطی کی ہو تو وہ اپنے معاونین کے عمل کا بھی ذمہ دار سمجھا جائے گا۔

۵- ادارہ امور صحت (عمومی ہو یا خصوصی) اگر اپنے واجبات کی ادائی میں اس سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو وہ نقصانات کا خود ذمہ دار ہے، یہی حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب کہ بغیر کسی عذر شرعی کے اس کی طرف سے ایسی ہدایات جاری کی گئیں ہوں جو مریضوں کے لیے ضرر رساں ہوں۔

اس سلسلہ میں اکیڈمی نے درج ذیل ہدایات بھی جاری کیں:

۱- ''عاقلہ'' کے نظام کی معاصر تطبیق کے سلسلہ میں جو مشکلات پائی جاتی ہیں ان کا خصوصی مطالعہ کیا جائے، اور ایسے متبادل پیش کیے جائیں جو شرعاً مقبول ہوں۔

۲- معنوی ضرر کے مسائل اور تاوان کے سلسلہ میں ان کے معاوضہ کے مسائل کا خصوصی مطالعہ کیا جائے۔

۳- اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ایسی منفرد قانون سازی کرے جو خاص طور پر طبی امور مثلاً اسقاط حمل، دماغی موت اور پوسٹ مارٹم جیسے معاملات کو منظم کر سکے۔

۴- اسلامی ممالک کی یونیورسٹیز سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ شعبہ طب وعلاج کے طلباء کے لیے طبیب کی مخصوص اخلاقات اور فقہ کے لیے نصاب متعین کریں۔

۵- اسلامی ممالک کی حکومتوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ متبادل طب کو بروئے کار لائیں اس کی نگرانی رکھیں اور ایسے اصول وضوابط وضع کریں جو سوسائٹی کو نقصانات سے بچا سکے۔

۶- ذرائع ابلاغ کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ طب وصحت کے میدان میں موثر پیغامات جاری کریں۔

۷- سائنسی تجربات اور شرعی تحقیقات کو سامنے لانے کے لیے مسلم اطباء کی ہمت افزائی کی جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۴۲(۱۵/۸)

طبی پیشہ کے اندر راز داری

اکیڈمی نے اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندرسیری بیگاؤں (برونائی) مؤرخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/ جون ۱۹۹۳ء میں اس موضوع پر موصولہ مقالات سننے اور بحث ومناقشہ کا جائزہ لینے کے بعد درج ذیل تجاویز کو منظوری دی:

اول: ''راز'' اسے کہتے ہیں کہ ایک انسان دوسرے تک کوئی بات منتقل کرتا ہے اور پہلے سے یا آئندہ کے لیے وہ چاہتا ہے کہ وہ بات پوشیدہ رکھی جائے، راز میں وہ امور بھی داخل ہیں جن کے تعلق سے ایسے قرائن موجود ہوں جو اس کی پوشیدگی کے متقاضی ہوں اور عرف اسے پوشیدہ قرار دینے کا متقاضی ہو۔ راز کے اندر انسان کی ایسی خصوصیات اور عیوب بھی شامل ہیں جن سے دوسروں کا آگاہ ہونا انسان کو ناپسند ہوتا ہے۔

دوم: ''راز'' جس کے سپرد کیا جاتا ہے اس کے پاس بطور امانت ہوتا ہے، اسلامی شریعت اس کی حفاظت کا حکم دیتی ہے، انسانیت اور آداب معاملات بھی راز کی حفاظت پر زور دیتے ہیں۔

سوم: افشائے راز ممنوع ہے، اور کسی معتبر تقاضہ کے بغیر راز کا افشاں کرنا شریعت کے نزدیک قابل مواخذہ جرم ہے۔

چہارم: راز کی حفاظت خصوصاً ان لوگوں پر بہت ضروری ہے جن کے لیے افشائے راز ان کے پیشوں پر اثر انداز ہوتا ہے، جیسے طبی پیشے، ضرورت مند لوگ ڈاکٹروں کو محض خیر خواہی اور تعاون کے طور پر راز بتاتے ہیں چناں چہ وہ انہیں اپنے ایسے راز بھی بتاتے ہیں جو وہ اپنے قریب ترین عزیزوں کو بھی نہیں بتاتے ہیں تا کہ ڈاکٹروں کو علاج کا فریضہ انجام دینے میں پورا پورا تعاون مل سکے۔

پنجم: چند استثنائی صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں جن میں راز کی حفاظت ضروری نہیں رہتی، مثلاً ایسی صورت جس میں افشائے راز کا نقصان صاحب راز کی نسبت سے تو معمولی ہو اور حفاظت راز کا نقصان زیادہ بڑا ہو، یا افشائے راز کی مصلحت اخفائے راز کی مضرت پر فوقیت رکھتی ہو۔ ان صورتوں کی دو قسمیں ہیں:

الف: ایسی صورتیں جن میں افشائے راز اس بنیاد پر ضروری ہو کہ دو نقصانوں میں سے بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹے نقصان کو اختیار کرنا ضروری ہے یا کوئی عمومی مصلحت متقاضی ہو کہ عام نقصان سے حفاظت کے لیے خاص نقصان کو انگیز کرلیا جائے۔

اس کی دو نوعیتیں ہیں:

☆ پورے معاشرہ سے کسی نقصان کو دور کرنا مقصود ہو۔
☆ کسی فرد سے نقصان کو دور کرنا مقصود ہو۔

(ب) ایسی صورتیں جن میں افشائے راز ضروری ہو جاتا ہو، کیوں کہ اس میں:

☆ معاشرہ کا کوئی فائدہ ہو۔
☆ کسی عمومی نقصان کا ازالہ ہو۔

ان صورتوں میں شریعت کے مقاصد اور اس کے بنیادی امور کی حفاظت ضروری ہوتی ہے، جیسے دین، جان، عقل، مال اور نسل کی حفاظت وغیرہ۔

ششم: جن صورتوں میں افشائے راز واجب یا جائز ہے ان میں ضروری ہوگا کہ متعلقہ اداروں میں پوری صراحت کے ساتھ اس کے ضوابط متعین کردیئے جائیں، کن کن مواقع پر افشائے راز ہوسکتا ہے، کون کرسکتا ہے، افشائے راز کے طریقے کیا ہوں گے، ان سب امور کو پوری تحدید اور توضیح کے ساتھ درج کردیا جائے اور متعلقہ ذمہ دار تمام لوگوں کو ان مواقع سے آگاہ کریں۔

نیز اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

پیشہ طب کے نگران اداروں، وزارت صحت اور میڈیکل کالجز اپنے پروگرام میں

اس موضوع کو شامل کریں، اس کا اہتمام کریں، اس میدان میں کام کرنے والوں تک یہ معلومات فراہم کریں اور اس سے متعلق نصاب تیار کریں، نیز اکیڈمی کو پیش کیے جانے والے مقالات سے بھی استفادہ کریں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۷۹(۸/۱۰)

مردوں کے ذریعہ عورتوں کا علاج

اکیڈمی نے اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤں (برونائی) مؤرخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/جون ۱۹۹۳ء میں اس سلسلہ کے تمام مقالات اور مناقشات کی روشنی میں ذیل کی تجاویز منظور کیں:

اصل یہ ہے کہ اگر ماہر فن خاتون ڈاکٹر موجود ہو تو اسی کے ذریعہ بیمار خاتون کا علاج ضروری ہوگا، اگر وہ موجود نہ ہو تو قابل اعتماد غیر مسلم خاتون ڈاکٹر سے علاج کرایا جائے گا، وہ بھی نہ ہو تو مسلم مرد ڈاکٹر سے رجوع کیا جائے گا، وہ بھی اگر موجود نہ ہو تو غیر مسلم مرد ڈاکٹر کی خدمات حاصل کی جائیں گی، البتہ مرض کی تشخیص اور علاج میں صرف اسی قدر حصہ کا دیکھنا درست ہوگا جس قدر ضروری ہو، اس سے زائد حصہ کھولنے کی اجازت نہیں ہوگی، بہ قدر استطاعت نگاہ نیچی رکھنا بھی ضروری ہوگا، نیز مرد ڈاکٹر کے ذریعہ خاتون مریضہ کے علاج کے وقت مریضہ کے کسی محرم، یا شوہر یا کسی معتمد خاتون کی موجودگی ضروری ہوگی، تاکہ خلوت کا خدشہ نہ رہے۔

نیز اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

صحت سے متعلق ادارے اس بات کی پوری کوشش کریں کہ خواتین بھی طبی میدانوں میں آئیں، طب کی مختلف شاخوں میں خصوصاً خواتین سے متعلق امراض اور ولادت وغیرہ میں اختصاص پیدا کریں تاکہ ہمیں استثناءات کا سہارا نہ لینا پڑے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۸۱(۸/۱۲)

انسان کی حیاتیاتی طبی تحقیقات کے شرعی اصول وضوابط

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترھواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا۔ ''انسان کی حیاتیاتی طبی تحقیقات کے شرعی اصول وضوابط'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور ''تنظیم اسلامی برائے طبی علوم کویت'' کی جانب سے '' حیاتیاتی طبی تحقیقات - عالمی اخلاقی رہنمائی، اور اسلامی نقطۂ نظر'' کے موضوع پر منعقدہ سمینار (۲۹/شوال-۲/ ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۱-۱۴/ دسمبر ۲۰۰۴ء قاہرہ) کی دستاویز کے مطالعہ اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

چند عمومی اصول وضوابط کا لحاظ:

اکیڈمی ان عام اصولوں اور بنیادوں کا لحاظ کرنے کی تاکید کرتی ہے جن کی روشنی میں حیاتیاتی طبی تحقیقات کی اخلاقیات کے اصول وضوابط بنائے گئے ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱- اشخاص کا احترام اور انسان کا اکرام شریعت اسلامیہ کا ایک ثابت شدہ اصول ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''ولقد کرمنا بنی آدم وحملناهم في البر والبحر ورزقناهم من الطيبات وفضلناهم على كثير ممن خلقنا تفضيلا'' (بنی اسرائیل: ۷۰) (بیشک ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انھیں خشکی

وتری میں سواریاں عطا کیں، اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی)۔

اس بنیاد پر ایک مکمل اہلیت رکھنے والے ایسے اشخاص کے جو طبی تحقیقات کرانا چاہتا ہے، اختیارات کا پورا احترام کرنا، اور اس کو اپنی ذاتی پسند کے اختیار کرنے کا موقع دینا ضروری ہے، نیز جبر واکراہ یا فریب یا استحصال کے ادنی شائبہ سے بھی بلند ہوکر اس کی مکمل رضامندی اور آزادانہ خواہش کے ساتھ اس کے مناسب حال رپورٹ تیار کرنا ضروری ہے، چوں کہ شریعت میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ ''کسی کے لیے کسی آدمی کے حق میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں''۔

اسی طرح ایسے شخص کو جس کی اہلیت مفقود ہوجا یا ناقص ہو کسی بھی قسم کی زیادتی سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، خواہ یہ زیادتی ولی یا وصی کی طرف سے ہی ہو، یہ عام فقہی قاعدہ اسی سلسلہ میں ہے کہ ''جس کا تصرف صحیح نہیں ہوتا اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں''، شریعت نے اس کے لیے ولی یا وصی کو مقرر کیا ہے جو اس کا کام اور اس کی دیکھ ریکھ اس طریقہ پر کرنے کا پابند ہے جس میں اس کا فائدہ ہو، ایسے کسی تصرف کا اس کو اختیار نہیں جس میں ضرر یا ضرر کا احتمال پایا جاتا ہو۔

۲- مفادات کا حصول شریعت اسلامی میں اصل الاصول کی حیثیت رکھتا ہے، قاعدہ ہے: ''اللہ کے بندوں سے نقصانات کا ازالہ اور ان کے لیے مفادات کا حصول ممکن بنایا جائے گا'' جہاں تک ان حالات کا تعلق ہے جن میں نقصان سے کوئی مفر نہیں تو ان میں چھوٹے ضرر اور ادنی سی برائی کا ارتکاب کرکے بڑے ضرر اور اعلی درجہ کی خرابی سے گریز کیا جائے گا۔

۳- عدل قائم کرنا: یعنی ہر شخص کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا جو اخلاقی اعتبار سے درست اور صحیح ہو، اور ہر شخص کو اس کا حق دینا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، یہ شریعت کا مقررہ اصول ہے، اور عدل وانصاف کو نافذ کرنے کی ایک شکل ہے، اس پر اسلام نے اپنی عمارت کے ستون کھڑی کیے ہیں، اور اسی کو زندگی میں کامیابی اور اصلاح کا

محور قرار دیا ہے۔

۴- احسان: اسی سلسلہ میں قرآن کی سب سے جامع آیت نازل ہوئی جو تمام مفادات کے حصول پر زور دیتی ہے، اور تمام نقصانات سے روکتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النحل:۹۰)

''اللہ عدل واحسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے، اور بدی وبے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو''

۲-انسانی حیاتیاتی طبی تحقیقات کے اصول وضوابط:

اکیڈمی انسان کی حیاتیاتی طبی تحقیقات کے ان اصول وضوابط پر عمل کرنے کی تاکید کرتی ہے جو اس کویتی دستاویز میں مذکور ہے جس کی جانب فیصلہ کے شروع میں اشارہ کیا گیا ہے، یہ دستاویز انسان کی حیاتیاتی طبی تحقیقات کو شرع اسلامی کے اصول واحکام کی روشنی میں ترتیب دیتی ہے، نیز ''تنظیم اسلامی برائے طبی علوم کویت'' کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ان اصول وضوابط سے گہری واقفیت کو عام کرنے کے لیے ایک کھلی نشست کا اہتمام کرے جس میں اطباء وفقہاء بھی شریک ہوں۔

سفارشیں:

(۱) اکیڈمی اسلامی ممالک کے ارباب حل وعقد سے خواہش کرتی ہے کہ وہ تحقیق اور اصحاب تحقیق کی امداد وتعاون پر توجہ دیں، اس کے لیے مطلوبہ بجٹ خاص کریں اور محققین کے لیے مناسب ماحول بنائیں، اور ان کی علمی ومادی ضرورتیں فراہم کریں، تاکہ وہ اپنے اپنے ملک کے تئیں اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے لیے فارغ ہو سکیں۔

۲- اکیڈمی اسلامی ممالک سے درخواست کرتی ہے کہ وہ غیر مسلم ممالک میں مقیم علماء

سے استفادہ کریں، چوں کہ وہ امت مسلمہ کے قیمتی افراد اور اس کا بہت بڑا سرمایہ ہیں، ان کے ساتھ ربط وتعلق کی راہ نکالی جائے، اور اسلامی ممالک میں بحث وتحقیق کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے ان ملکوں کے دیگر فرزندان امت کو بھی تعاون پر آمادہ کیا جائے اور اس سلسلہ میں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۳- اکیڈمی ''تنظیم اسلامی برائے طبی علوم کویت'' اور تمام اسلامی ممالک کی وزارت صحت سے اپیل کرتی ہے کہ وہ طب وصحت سے متعلق فقہی احکام کی روشنی میں طب وصحت کے میدان میں کام کرنے والے مسلمانوں کی تربیت کے لیے اور اس پیشہ کی اور بالخصوص طبی تحقیق کی اخلاقیات اور اس قرارداد میں اشارہ کردہ اصول وضوابط کے متعلقات کی تربیت کے لیے تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کریں۔

قرارداد نمبر: ۱۶۱(۱۷/۱۰)

دماغی خلیوں اور اعصابی نظام کی پیوندکاری

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء میں یہ بات پیش نظر رکھی گئی کہ چھٹی فقہی طبی کانفرنس منعقدہ کویت بتاریخ ۲۳/تا ۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳/تا ۲۶/اکتوبر ۱۹۹۰ء بتعاون اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے موضوعات میں ایک موضوع مذکورہ بالا بھی تھا، اس کانفرنس کی سفارشات اور تحقیقات کو بھی اس اجلاس میں پیش نظر رکھا گیا۔

مذکورہ کانفرنس اس نتیجہ پر پہنچی کہ اس عمل میں ایک انسان کا دماغ دوسرے انسان میں منتقل کرنا اصل مقصود نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس پیوندکاری کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ دماغ کے جو معین خلیے اپنے کیمیائی مادے اور ہارمون مناسب مقدار میں خارج کرنا بند کر دیتے ہیں، ان خلیوں کے علاج کے طور پر ان کی جگہ اسی جیسے خلیے دوسری جگہ سے حاصل کرکے لگا دیئے جاتے ہیں، یا کسی چوٹ کی نتیجہ میں اعصابی نظام کے اندر پیدا ہو جانے والے خلا کا علاج کیا جاتا ہے، چنانچہ ان تفصیلات کی روشنی میں یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ:

اول : اگر نسیجوں کا حصول خود اسی مریض کے گردہ کے اوپر کے غدود (Gland Suprarenalis) سے کیا جائے اور مریض کے اندر قبول کرنے کی صلاحیت ہو، کیوں کہ خلیے خود اسی جسم کے ہیں، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

دوم: اگر نسیجوں کو کسی حیوانی جنین سے حاصل کیا جائے تو اگر اس طریقہ میں کامیابی کا امکان ہو اور اس سے شرعی ممنوعات نہ لازم آتے ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے، اطباء کا کہنا ہے کہ یہ طریقہ مختلف قسم کے جانوروں میں کامیاب رہا ہے، اور اس طریقہ کی کامیابی کی امید ہے، بشرطیکہ ضروری طبی احتیاطات برتی جائیں تا کہ جسمانی عدم قبولیت کے اثرات سے بچا جائے۔

سوم: اگر نسیجوں کا حصول کسی ابتدائی (دسویں یا گیارہویں ہفتہ کے) جنین کے دماغ کے زندہ خلیے سے ہو تو اس کے احکام درج ذیل تفصیل کے مطابق علاحدہ علاحدہ ہوں گے:

الف۔ پہلا طریقہ: عمل جراحی کے ذریعہ رحم کو کھول کر ماں کے پیٹ کے انسانی جنین سے براہ راست حاصل کیا جائے، اور اس کے نتیجہ میں جنین کے دماغ سے خلیے نکالتے ہی جنین کی موت واقع ہو جاتی ہے تو یہ طریقہ شرعاً حرام ہے، البتہ اگر بغیر ارادہ کے فطری طور پر جنین کا اسقاط ہو جائے، یا جنین کی موت ہو جانے کے بعد ماں کی زندگی بچانے کے لیے جائز طریقہ پر اسقاط کیا جائے تو ایسی صورت میں ان شرائط کی رعایت کے ساتھ خلیوں کا حصول درست ہوگا جو اسی سمینار میں جنین سے استفادہ کی بابت قرارداد (نمبر ۵۹/۸/۶) میں آگے آرہی ہیں۔

ب۔ دوسرا طریقہ: یہ طریقہ مستقبل قریب میں وجود میں آسکتا ہے، اس طرح کہ دماغی خلیوں کی کسی خاص جگہ پر بغرض استفادہ افزائش کی جائے، اگر اس صورت میں خلیوں کے حصول کا ذریعہ مشروع ہو اور اسے جائز طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو تو اس طریقہ میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

چہارم: بغیر دماغ کے بچہ: اگر زندہ پیدا ہو تو جب تک دماغی موت (Brain Death) کی وجہ سے اس کی موت کا تحقق نہ ہو جائے اس کے کسی عضو کے ساتھ کوئی تعرض جائز نہیں ہوگا، اس بابت اس بچہ اور دوسرے کامل الخلقت انسان میں کوئی فرق نہیں ہے، جب اس کی موت ہو جائے تو اس کے اعضاء سے استفادہ میں میت

سے اعضاء کی منتقلی کے لیے معتبر شرائط واحکام کی رعایت کی جائے گی مثلاً معتبر اجازت حاصل ہو، دوسرا متبادل نہ ہو، ضرورت پائی جارہی ہو وغیرہ، جن کی تفصیل چوتھے سمینار کی قرارداد نمبر ۲۶(۴/۱) میں آچکی ہے، اس بات میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے کہ اس بے دماغ بچہ کو دماغی رگوں کی موت کے بعد (جس کی تشخیص ممکن ہے) مصنوعی محرک حیات آلات پر باقی رکھ کر قابل منتقلی اعضاء کی زندگی باقی رکھی جائے تا کہ اوپر کی شرائط کے ساتھ دوسرے جسم میں ان کی منتقلی اور استفادہ انجام پا جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۵۴(۶/۵)

اعضاء کی پیوندکاری کے لیے جنین کا استعمال

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء میں چھٹی فقہی طبی کانفرنس منعقدہ کویت مؤرخہ ۲۳-۲۶/ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳-۲۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء بتعاون اکیڈمی واسلامی تنظیم برائے طبی علوم کی سفارشات کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل فیصلے کیے گئے:

اول: کسی دوسرے انسان کے اندر پیوندکاری کے لیے جنین کا استعمال صرف چند حالات میں اس وقت جائز ہے جب ان کے لیے درکار ضوابط پائے جارہے ہوں:

الف: کسی انسان کے اندر پیوندکاری کرنے کے مقصد سے جنین کا اسقاط جائز نہیں ہے، اسقاط غیر ارادی اور فطری طور پر ہی درست ہے، یا پھر شرعی عذر کی بناء پر جائز ہے، آپریشن کے ذریعہ جنین کو نکالنا اسی وقت درست ہوگا جب ماں کی زندگی بچانے کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہ رہ گئی ہو۔

ب: اگر جنین زندہ رہنے کے قابل ہو تو اس کی زندگی کے بقاء اور تحفظ کے لیے اس کا علاج ضروری ہوگا، نہ کہ اعضاء کی پیوندکاری کے لیے اس کا استعمال کرنا، اور اگر وہ زندہ رہنے کے قابل نہ رہ گیا ہو تو بھی اس سے استفادہ اسی وقت درست ہوگا جب اس کی موت ہوجائے نیز اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر: ۲۶ (۴/۱) میں درج شرائط کا لحاظ رکھا جائے۔

دوم: پیوندکاری کے عمل کو خالص تجارتی اغراض کے تابع بنادینا قطعاً جائز نہیں ہوگا۔

سوم: ضروری ہوگا کہ پیوندکاری کے کاموں کو ایک اسپیشل اور قابل اعتماد بورڈ کی نگرانی میں انجام دیا جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۶ (۶/۷)

اعضاء تناسلی کی پیوندکاری

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/ مارچ ۱۹۹۰ء میں اس موضوع کو دیکھا گیا جو اکیڈمی اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے تعاون سے کویت میں منعقدہ چھٹی فقہی طبی کانفرنس ۲۳-۲۶/ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳-۲۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء کے موضوعات میں شامل تھا، چناں چہ اکیڈمی نے اپنے اجلاس میں مذکورہ کانفرنس کی تحقیقات وسفارشات کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل فیصلہ کیا:

اول: تناسلی غدود کی پیوندکاری: چوں کہ خصیہ اور انڈادانی موروثی صفات کی تشکیل کا کام برابر انجام دیتی ہیں اور نئے شخص کے اندر پیوندکاری کے باوجود سابق شخص کی صفات لئے رہتی ہیں، اس لیے ان دونوں کی پیوندکاری شرعاً حرام ہے۔

دوم: تناسلی ڈھانچہ کے اعضاء کی پیوندکاری: تناسلی ڈھانچہ کے بعض وہ اجزاء جو موروثی صفات منتقل نہیں کرتے ہیں، کی پیوندکاری (شرم گاہ اس سے مستثنی ہیں) مشروع ضرورت کی بنیاد پر ان ضوابط اور شرعی معیار کو بروئے کار لاتے ہوئے جائز ہے جن کا ذکر اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر ۲۶ (۴/۱) میں کیا گیا ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۵۷ (۶/۸)

ایڈز

اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس منعقدہ بندر سیری بیگاؤں (برونائی) مؤرخہ ۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱-۲۷/ جون ۱۹۹۳ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات کو دیکھنے اور مباحثات کو سننے کے بعد واضح ہوا کہ زنا کاری اور لواطت جنسی امراض کے پھیلاؤ کا اہم سبب ہیں، اور انہی امراض میں خطرناک مرض ایڈز بھی ہے، فحاشی کا مقابلہ نیز ذرائع ابلاغ اور سیاحت کو صالح رخ دینا اس مرض سے تحفظ کا اہم ترین ذریعہ ہے، بلاشبہ اسلام کی دی ہوئی بہترین تعلیمات پر عمل، تمام رذائل کے مقابلہ، ذرائع ابلاغ کے صحیح استعمال، فحش اور گندی فلموں اور ڈراموں پر بندش اور سیاحت کی نگرانی کے ذریعہ ہم اس خطرناک مرض پر قابو پا سکتے ہیں۔

لہٰذا اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

شوہر اور بیوی میں سے کوئی اگر ایڈز میں مبتلا ہوجائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دوسرے کو اس مرض کی اطلاع دے اور بچاؤ کی تمام تدبیروں میں اس کے ساتھ تعاون کرے۔

نیز اکیڈمی درج ذیل سفارش کرتی ہے:

اول: اسلامی ممالک کے تمام متعلقہ اداروں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ایڈز سے تحفظ کے لیے تمام ذرائع کا استعمال کریں، اور جو لوگ قصداً ایڈز کے وائرس دوسروں تک منتقل کرتے ہیں انہیں سزا دیں، اسی طرح اکیڈمی سعودی حکومت سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اللہ کے مہمانوں کی حفاظت کے لیے بھرپور کوشش مسلسل انجام

دے، اور ایڈز کے مرض کے امکانی خطرہ سے بھی ان کی حفاظت کے لیے تمام مناسب اقدامات کرے۔

دوم: ایڈز میں گرفتار لوگوں کی ضروری دیکھ بال کی جائے، ایڈز میں گرفتار شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ایسے طریقے سے گریز کرے جس سے ایڈز کے وائرس دوسرے تک پہنچ سکتے ہوں، جن بچوں کے اندر ایڈز کے وائرس پائے جاتے ہیں انہیں مناسب طریقے سے تعلیم فراہم کی جائے۔

سوم: جنرل سکریٹریٹ درج ذیل موضوعات پر فقہاء اور اطباء سے مقالات تیار کروائے تاکہ اس پر بحث مکمل ہو سکے اور آئندہ سیمناروں میں انہیں پیش کیا جائے:

الف۔ ایڈز کے وائرس والے شخص اور ایڈز کے مریض کا عزل کرنا۔

ب۔ ایڈز میں گرفتار لوگوں کے ساتھ متعلقہ اداروں کا رویہ۔

ج۔ ایڈز کے وائرس کی شکار خاتون کا اسقاط حمل کرانا۔

د۔ ایڈز میں گرفتار شوہر کی بیوی کو حق فسخ دینا۔

ھ۔ ایڈز کے مرض میں گرفتار ہونا کیا مریض کے تصرفات کے باب میں مرض الموت کے قبیل کی بیماری شمار ہوگی؟

و۔ ایڈز کی شکار ماں کا حق حضانت پر اثر۔

ز۔ قصداً ایڈز کے وائرس دوسروں تک منتقل کرنے والے کا حکم شرعی؟

ح۔ خون یا اس کے مشتملات یا اعضاء کی منتقلی کے نتیجہ میں ایڈز کے وائرس کا شکار ہونے والوں کے لیے معاوضہ؟

ط۔ متعدی امراض خصوصاً ایڈز سے حفاظت کے لیے شادی سے قبل میڈیکل چیک اپ کرانا۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۸۲ (۸/۱۳)

ایڈز اور اس سے متعلقہ فقہی احکام

اکیڈمی نے اپنے نویں اجلاس منعقدہ ابوظبی ، متحدہ عرب امارات مؤرخہ ۱-۶/ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/اپریل ۱۹۹۵ء میں اس موضوع پر موصول ہونے والے مقالات اور قرارداد نمبر:۸۲(۸/۲۳) کو دیکھنے اور اس سلسلہ میں ہونے والے مباحثہ کو سننے کے بعد یہ طے کرتی ہے کہ:

اول-مریض کی علاحدگی:

اس وقت جو کچھ معلومات مہیا ہیں وہ واضح کرتی ہیں کہ ایڈز کے وائرس مریض کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، چھونے، سانس لینے، اکٹھا ہونے، یا ایک ساتھ کھانے پینے، ساتھ غسل کرنے، ساتھ نشست رکھنے، غذائی سامانوں وغیرہ روزمرہ ضروریات کی چیزوں میں شرکت سے منتقل نہیں ہوتے ہیں، بلکہ یہ بنیادی طور پر درج ذیل طریقوں میں سے کسی ایک سے منتقل ہوتے ہیں:

۱- کسی بھی شکل میں جنسی تعلق پیدا کرنا۔

۲- آلودہ خون یا اس کے اجزاء کو منتقل کرنا۔

۳- آلودہ انجکشن کا استعمال، خصوصاً منشیات کا استعمال کرنے والوں کے درمیان، اسی طرح سر منڈوانے کے آلات کا استعمال۔

۴- ایڈز زدہ ماں کے وائرس دوران حمل وولادت بچے کی طرف منتقل ہونا۔

مذکورہ بالا وضاحت کے پیش نظر اگر وائرس منتقل ہونے کا خطرہ نہ ہو تو ایڈز کے مریضوں کو اس کے صحت یافتہ ساتھیوں سے علاحدہ کردینا شرعاً ضروری نہیں ہے، مریضوں

کے ساتھ صحیح و مستند طبی کارروائیوں کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

دوم- ایڈز کے وائرس قصداً دوسروں میں منتقل کرنا:

ایڈز کے وائرس قصداً کسی بھی شکل میں صحت مند شخص کے اندر منتقل کرنا حرام ہے اور یہ عمل بہت بڑا گناہ ہے، اس پر دنیاوی سزا بھی لازم آئے گی، جو اس عمل اور معاشرہ وافراد پر اس کے اثرات کے لحاظ سے مختلف ہوگی۔

اگر قصداً وائرس کو منتقل کرنے والے کی نیت معاشرہ میں اس خبیث مرض کو پھیلانا ہو تو اس کا یہ عمل زمین میں فساد اور محاربہ پھیلانے کی ایک قسم شمار ہوگا، اور قرآن کی سورہ مائدہ (آیت: ۳۳) کی اس آیت محاربہ میں منصوص سزاؤں میں سے کوئی ایک سزا اسے دی جائے گی:

إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

’’(جولوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پیر مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا وہ ملک سے نکال دیئے جائیں، یہ تو ان کی رسوائی دنیا میں ہوئی، اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے)۔‘‘

اگر وائرس منتقل کرنے والے کا ارادہ کسی ایک متعین شخص میں وائرس پھیلانا رہا ہو، اور وہ مرض اس شخص میں پیدا ہو بھی جائے، لیکن اس کی موت نہ واقع ہو تو مرض منتقل کرنے والے کو مناسب تعزیری سزا دی جائے گی، اور اگر اس کی موت ہو جائے تو سزائے قتل کے نفاذ پر غور کیا جائے گا۔

اگر مرض کو منتقل کرنے والے کا ارادہ کسی متعین فرد کے اندر وائرس کی منتقلی رہا ہو، لیکن دوسرے شخص کے اندر وہ مرض پیدا نہ ہو تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔

سوم-ایڈز زدہ ماں کا اسقاط حمل:

چوں کہ ایڈز کے مرض میں گرفتار حاملہ ماں کی مرض کے وائرس عموماً بچہ میں اسی وقت منتقل ہوتے ہیں جب جنین کے اندر روح پڑ چکی ہو، یا دوران ولادت منتقل ہوتے ہیں، اس لیے جنین کا اسقاط شرعاً درست نہیں ہے۔

چہارم-ایڈز زدہ ماں کے لیے اپنے صحت مند بچہ کی رضاعت و پرورش:

چوں کہ موجودہ طبی معلومات بتاتی ہیں کہ ایڈز کے مرض میں گرفتار ماں کا مرض دوران رضاعت و پرورش صحت مند بچہ کی طرف منتقل ہونے کا قوی خطرہ نہیں ہوتا ہے، اور رضاعت و پرورش کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسے میل جول اور ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ، اس لیے جب تک کسی طبی رپورٹ کے ذریعہ ممانعت نہ کی جائے مریض ماں کے لیے بچہ کی رضاعت و پرورش شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

پنجم-ایڈز کے مرض کو مرض الموت قرار دینا:

ایڈز کے مرض کے آثار جب مکمل ظاہر ہو جائیں، اور مریض زندگی کے عام معمولات انجام دینے کے قابل نہ رہ جائے اور اسی حالت کے ساتھ موت آئے تو اسے شرعاً مرض الموت قرار دیا جائے گا۔

نیز اکیڈمی درج ذیل سفارش کرتی ہے:

اول: ایڈز کے مریض کے ساتھ ازدواجی معاشرت کے حق کا موضوع ملتوی کیا جائے تا کہ اس پر بحث مکمل ہو چکے۔

دوم: حج کے موقعہ پر آنے والے حجاج کرام کے لیے وبائی امراض خصوصاً ایڈز کے مرض سے پاک ہونے کی تحقیق کا سلسلہ لازماً جاری رکھا جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۹۰ (۹/۷)

غصب

Usurpation

مفاد عامہ کی خاطر عوامی املاک پر قبضہ

اکیڈمی نے اپنے چوتھے سمینار منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/فروری ۱۹۸۸ء میں اس موضوع پر پیش کیے گئے مقالات کو بغور دیکھا، چوں کہ انفرادی ملکیت کا احترام شریعت میں ایک مسلمہ اصول ہے، بلکہ اسے دین کے ناقابل انکار قطعی احکام میں شمار کیا گیا ہے، مال کی حفاظت ان پانچ ضروریات میں سے ہے جن کی رعایت شریعت کے مقاصد میں داخل ہے، اور ان کی حفاظت پر قرآن وسنت کی متعدد نصوص وارد ہیں، دوسری جانب سنت نبوی، صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والوں کے عمل سے یہ بات ثابت ہے کہ مفاد عامہ کے پیش نظر عوامی املاک کو حاصل کیا جاسکتا ہے، نیز یہ مصالح کی رعایت کے سلسلہ میں شریعت کے عمومی قواعد، اجتماعی حاجت کو ضرورت کا درجہ حاصل ہونے اور اجتماعی ضرور کو دور کرنے کے لیے انفرادی ضرر کو گوارا کرنے سے متعلق اصول پر مبنی ہے، ان تفصیلات کی روشنی میں اکیڈمی طے کرتی ہے کہ :

اول: انفرادی ملکیت کی رعایت اور کسی بھی زیادتی سے اس کا تحفظ ضروری ہے، انفرادی ملکیت کے دائرہ میں تنگی پیدا کرنا یا اسے ختم کردینا جائز نہیں ہے، مالک کو اپنی املاک پر اختیار حاصل ہے، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے اسے ہر طرح کے تصرف اور انتفاع کا حق ہے۔

دوم: مفاد عامہ کی خاطر عوامی اراضی کا حصول صرف درج ذیل شرعی شرائط اور ضوابط

کی رعایت کرتے ہوئے ہی جائز ہوسکتا ہے:

۱- املاک کا فوری اور ایسا عادلانہ معاوضہ دیا جائے جس کی تعیین ماہرین وواقف کار کریں اور جو اس کی بازاری قیمت سے کم نہ ہو۔

۲- سربراہ یا اس کے نائب ہی کو املاک کے حصول کا اختیار ہوگا۔

۳- یہ حصول کسی ایسے مفاد عام کے لیے ہو جو اجتماعی ضرورت یا اجتماعی حاجت کے درجہ کی ہو، کہ یہ بھی ضرورت کے حکم میں ہوتی ہے جیسے مساجد، راستے اور پل۔

۴- مالک سے حاصل کی جانے والی املاک کو عمومی یا خصوصی سرمایہ کاری میں نہ لگایا جائے اور یہ کہ اسے وقت سے پہلے حاصل نہ کیا جائے۔

اگر یہ شرائط یا ان میں سے بعض شرائط بھی نہ پائی جائیں تو اراضی کا حصول ظلم ہوگا اور اسے غصب قرار دیا جائے گا، جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

اگر حاصل شدہ املاک کو مذکورہ مفاد عامہ میں استعمال کرنے کی رائے باقی نہ رہے تو اصل مالک یا اس کے ورثہ ہی مناسب معاوضہ پر اس کو واپس لینے کے زیادہ حق دار ہوں گے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۲۹(۴/۴)

عالم اسلام کی حالت زار

Islamic World Today

احکام شریعت کا نفاذ

اکیڈمی کے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱-۶/ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء میں مذکورہ موضوع پر ارکان و ماہرین کی تحریریں پیش کی گئیں اور ان پر بحث ومناقشہ ہوا، واضح رہے کہ اکیڈمی کا قیام تیسری اسلامی چوٹی کانفرنس منعقدہ مکہ مکرمہ میں اس نیک مقصد کے تحت ہوا تھا کہ امت کی مشکلات کا شرعی حل تلاش کیا جائے ،مسلمانوں کی زندگی کے مسائل کو شرعی ضوابط سے مربوط کیا جائے ،شریعت کے نفاذ کی راہ میں حائل ساری دشواریوں کا ازالہ کیا جائے اور اس کے نفاذ کے لیے تمام ضروری وسائل بروئے کار لائے جائیں تا کہ اللہ کی حاکمیت کا اعتراف ہو، اس کی شریعت کی بالادستی قائم ہو، مسلم حکمرانوں اور ان کی رعایا کے درمیان جو اختلاف ہے اس کو دور کیا جائے اور ان ممالک میں جو کشیدگی ،اختلافات اور کشمکش ہیں ان کے اسباب کو دور کیا جائے اور مسلم ممالک میں امن وامان کو بحال کیا جائے ۔

چناں چہ یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ:

مسلم سربراہان کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مسلمانوں پر اسلامی شریعت نافذ کریں ، یہ اجلاس تمام مسلم حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسلامی شریعت کے نفاذ میں تیزی سے کام کریں اور زندگی کے تمام میدانوں میں مکمل طور پر اسلامی شریعت کو اپنا فیصل تسلیم کریں ، نیز افراد، قبائل اور ممالک کے بشمول تمام مسلم معاشروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اللہ کے دین اور اس کی شریعت کے نفاذ کی پابندی اس خیال کے ساتھ کریں کہ یہ دین

ہی ہمارا عقیدہ و شریعت، ہمارا طریقہ اور ہمارا نظام حیات ہے۔

اجلاس یہ سفارش کرتا ہے کہ:

الف: نفاذ شریعت کے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر گہرے مطالعہ و تحقیق کا سلسلہ اکیڈمی کی جانب سے جاری رکھا جائے، نیز اسلامی ممالک میں اس سلسلہ میں ہونے والے کاموں پر بھی نظر رکھی جائے۔

ب: اکیڈمی اور دوسرے ان علمی اداروں کے درمیان ربط قائم کیا جائے جو نفاذ شریعت کے موضوع پر کام کرتے ہیں اور اسلامی ممالک کے اندر نفاذ شریعت کی راہ میں حائل دشواریوں اور شبہات کے ازالہ کے لیے تحقیق و منصوبہ بندی کرتے ہیں۔

ج: مختلف اسلامی ممالک میں تیار ہونے والے اسلامی قوانین پروجیکٹس کو جمع کیا جائے اور بغرض استفادہ ان کا مطالعہ کیا جائے۔

د: تعلیم و تربیت کے مناہج اور مختلف ذرائع ابلاغ کی اصلاح کی دعوت دی جائے اور ان کو اسلامی شریعت کے نفاذ کے کام میں لگایا جائے اور ایسی مسلم نسل تیار کی جائے جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو اپنا فیصل بنائے۔

ھ: نفاذ شریعت کے ضروری وسائل کو بروئے کار لانے کی غرض سے ریسرچ اسکالروں اور فارغین میں سے ججز اور وکلاء تیار کرنے کے کام کو وسیع کیا جائے۔

واللہ اعلم قرارداد نمبر: ۴۸ (۵/۱۰)

حادثہ فلسطین وغیرہ پر اکیڈمی کا بیان

اکیڈمی کے ارکان اور ماہرین کے پیش نظر امت مسلمہ کی صورت حال، اس کے عمومی احوال اور دور حاضر کی صورت حال ہے، اکیڈمی کے پیش نظر یہ امر بھی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی زیادتیوں اور سرکشیوں کا ہدف یہ ہے کہ:

☆ مسلمانوں کے عقیدہ پر انگشت نمائی کرکے اور ان کی شریعت کے احکام میں تشکیک پیدا کرکے اسلام کی حقیقی تصویر کو بگاڑ دیا جائے۔

☆ مسلمانوں کے تقدس کو پامال کردیا جائے، ان کی اراضی پر قبضہ کرلیا جائے، ان کا خون بہادیا جائے، ان کے علاقوں کی دولتوں پر کنٹرول کرلیا جائے اور ان کی اقتصادیات تباہ کردی جائیں۔

شرعی فریضہ ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کے فقہاء کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے احوال سے متعلق شرعی احکام کو بیان کریں، اور جس امر سے وہ آگاہ ہیں اس کی شہادت کو نہ چھپائیں جس کا اظہار واجب ہے، یہ تو اللہ تعالی نے اہل علم سے عہد وپیمان لے رکھا ہے کہ ان پر حقائق کو طشت از بام کرنا اور اس کا شرعی حکم بیان کرنا واجب ہے اور اس کو چھپانا حرام ہے، اللہ نے اس پر وعید سناتے ہوئے فرمایا:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرۃ: ۱۴۰)

اور علماء بنی اسرائیل اس کتمان علم کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے دھتکارے گئے اور لعنت کے مستحق ہوئے۔

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (بقرۃ: ۱۵۹)

اس آیت کا حکم عام ہے، اور ہر اس شخص کو شامل ہے جو کسی علم کو چھپاتا ہے جس کا اظہار واجب ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص کوئی علم رکھتا ہے اور اسے چھپاتا ہے اسے قیامت کے دن اس طرح لایا جائے گا کہ اس کو آگ کا لگام لگایا جارہا ہوگا'' (بروایت ابن ماجہ بسند صحیح)۔

اسی طرح جب بیان کرنے کا وقت آجائے تو اسے اپنے وقت سے مؤخر کرنا بھی جائز نہیں ہے، امت مسلمہ کے اہم ترین جن مسائل کو بیان کرنے کی ضرورت ہے ان میں قضیہ فلسطین اور دوسرے مسلم ممالک میں پیش آنے والے اسی طرز کے واقعات ہیں۔

فلسطین کی سرزمین بلاشبہ مسجد اقصیٰ کی زمین ہے، قبلہ اول ہے اور وہ تیسری مسجد ہے جن کے لیے رخت سفر باندھنے کی اجازت دی گئی ہے، یہی ارض معارج نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ارض فلسطین انبیاء کی سرزمین ہے جو یقیناً مسلمانوں کا حق ہے۔

اس حق کی راہ میں نصرت واجب ہے، مقدور بھر نصرت اور ہر شکل کی نصرت، خواہ افواہ پھیلانے والے کتنا ہی دست کھینچ لیں، اور سپر انداز ہونے والے کتنا ہی حق سے سپر انداز ہوتے جائیں، حجت باقی رہے گی، وہ حق کے ساتھ رہے گی اور اہل حق کے لیے رہے گی، ظلم اور ظالموں کے خلاف رہے گی۔

فقہاء امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کی زمین کے کسی بھی ٹکڑے کو جسے غاصب دشمن نے غصب کرلیا ہو، دشمن کے لیے تسلیم کرلینا حرام ہے، کیوں کہ اس میں غاصب سرکش کے غصب اور اس کے ظلم کی تائید ہے اور دشمن کی سرکشی کو قوت پہنچانا ہے، اسلام نے مظلوموں پر واجب کیا ہے کہ وہ تق بض وغاصب کا مقابلہ اور اس سے جنگ کرتے رہیں جب تک وہ ناکام ہوکر نہ نکل جائیں، پس اسلامی حکومتوں اور اقوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کی سرزمین کو مسلمانوں کو واپس دلانے کا عمل جاری رکھیں،

مسجد اقصیٰ کو ان قابض یہودیوں کی ناپاکی سے نجات دلائیں جنہوں نے آغاز اسلام کے وقت سے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور آج تک وہ اس کے لیے سازشیں کررہے ہیں، جب کہ آج انہیں قوت اور شوکت حاصل ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی تمام مسلمانوں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ اپنی اپنی استطاعت کے بقدر فلسطینی مسلمانوں کی مدد اپنی جان اور مال سے کریں، تاکہ فلسطین کی سرزمین اور اس کے مقدسات کا تحفظ کیا جائے، اور صہیونی ظلم وجبر کا مقابلہ کیا جائے جس نے خون کی ہولی کھیل رکھی ہے، بے گناہ بچوں اور عورتوں کا قتل اپنا شعار بنا رکھا ہے، اور جو گھروں کو منہدم کرنے کے لیے راکٹ، ٹینک، ہیلی کاپٹر اور بمبار جہازوں جیسے خطرناک جنگی اسلحوں کا استعمال کررہا ہے، نیز اقتصادی جنگ تھوپتے ہوئے زراعتی اراضی کو برباد کررہا ہے، درختوں کو اکھاڑ پھینک رہا ہے اور محاصرہ شدہ فلسطینی اراضی میں غذائی کمک پہنچنے پر بندش لگا رہا ہے۔

یہ مدد پوری امت مسلمہ کا فریضہ ہے، خواہ اقوام ہوں یا حکومتیں، مسلمان سب کے سب ایک ہاتھ کی طرح ہیں، ان کے ادنیٰ فرد کے تحفظ کے لیے بھی اعلیٰ شخص کو کوشاں ہونا ہے، اور اسلام مخالف طاقتوں کے خلافت تمام مسلمان ایک ہاتھ ہیں، مومن دوسرے مومن کے لیے ایسی دیوار ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔

اکیڈمی اسلامی ممالک کی حکومتوں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ بین الاقوامی تنظیموں اور سیاسی واقتصادی تعلقات وغیرہ کے ذریعہ ہر کوشش کو صرف کریں کہ دشمن کو بیرونی سیاسی یا عسکری مدد ملنی بند ہو۔

فلسطینی قوم کا حق ہے کہ اس کی مکمل سرزمین پر اس کی آزاد حکومت قائم ہو، اور اس کا پایہ تخت القدس ہو، وہ اپنی جان کا تحفظ کرے اور تمام جائز وسائل کے ذریعہ دشمن کا مقابلہ کرے، اور اللہ کے راستہ میں شہید ہو جانا مسلمان کے لیے شرف اور بہترین غنیمت ہے

اکیڈمی امت مسلمہ کے تمام افراد اور حکومتوں سے سفارش کرتی ہے کہ:

اول: اسلام کو عقیدہ وشریعت کے بطور اختیار کریں:

امت مسلمہ کو داخلی اور خارجی سطح پر جو پریشانیاں ،مشکلات اور جنگوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ اس عقیدہ اور شریعت سے دور ہو چکی ہے جو اللہ کی ہدایت اور اس کا ذکر ہے ، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طہ:۱۲۴)

اسلامی شریعت سے طویل عرصہ تک دوری کے نتیجہ میں حکومتوں اور ان کی اقوام کے درمیان خلیج مزید وسیع ہوگی ، مزید غلط اجتہادات ہوں گے اور فکر وعمل میں انفرادی اور اجتماعی بے راہ روی مزید بڑھے گی۔

اکیڈمی ساتویں سمینار میں کی گئی ان سفارشات کی مزید تائید کرتے ہوئے مسلم ممالک کی حکومتوں کو اس بات کی پر زور دعوت دیتی ہے کہ وہ اسلامی عقیدہ کے تحفظ کے لیے آگے آئیں، اس کو ہر طرح کی غلط آمیزش سے پاک وصاف کریں ، ہر اس عمل سے چوکنا رہیں جو اسلامی عقیدہ کو تباہ کرے، اس کے اصولوں میں شکوک وشبہات ڈالے، مسلمانوں کے اتحاد کو منتشر کرے اور ان کو باہم برسرپیکار بنائے۔

اکیڈمی اس سفارش کی بھی پرزور تائید کرتے ہوئے مسلم ممالک کی حکومتوں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ اسلامی شریعت کو نافذ کریں اور اپنے علاقائی وعالمی دونوں سطح پر سیاسی تعلقات کی نقشہ سازی میں سلامی شریعت ہی کو راہ نما بنائیں۔

دوم: مسلمانوں کی مدد:

مسلمان خواہ جہاں بھی رہتے ہوں وہ ایک امت ہیں ،عقیدہ توحید پر وہ اکٹھے ہیں، اسلامی شریعت اور ایک قبلہ نے ان کو جوڑ رکھا ہے ، وہ ایک جسم کی طرح ہیں جس کے ایک حصہ میں تکلیف ہتی ہے تو پورے جسم کو تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ،اسی لیے مسلمانوں پر دنیا کے جس حصہ میں بھی ظلم کیا جائے ، یا ان کی زمین چھینی جائے یا ان پر کوئی مصیبت نازل ہو ان مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہے ، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ:۷۱)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے، اور جو کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے مصیبت اس سے دور کرے گا'' (مسلم: حدیث نمبر ۱۸۳۰)

نصرت و مدد جان سے ہوگی، مال سے ہوگی اور خلاقی و سیاسی تائید سے ہوگی یعنی بدلتے احوال وظروف اور امکانات کے پیش نظر جیسی ضرورت ہو ویسی ہوگی۔

اکیڈمی ساتویں سمینار کی اس سفارش کی بھی تائید کرتی ہے کہ اسلامی اور عرب ممالک سے یہ اپیل کی جاتی ہے کہ زمین کے کسی بھی حصہ پر جو مسلمان ظلم و جبر کا نشانہ بن رہے ہیں وہ ان کی مدد کریں ان کے مسائل کو تعاون دیں، اور یہ تمام میسر وسائل کا استعمال کرکے ان پر ہونے والے ظلم کو بند کرائیں۔

سوم: اسلام میں ظلم کی حرمت:

اسلام ناحق کسی پر زیادتی کو حرام قرار دیتا ہے، ایسے امن پسند بے گناہوں کو خوف میں مبتلا کر دینا جن کے خون معصوم ہیں، ایسی ہی زیادتی ہے، پس اس قسم کی زیادتی حرام دہشت گردی ہے۔

دشمن کو مرعوب رکھنے کے لیے طاقت اور سامان کی تیاری رکھنا شرعاً مطلوب ہے، اسی سلسلہ میں قرآن کریم کا یہ حکم وارد ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (الانفال:۶۰)

بلاشبہ جو لوگ اپنے وطن کی زمین کے غاصبین کے ساتھ ہر ممکنہ وسائل اور قوت

وسامان کی تیاری کے ساتھ مقابلہ کررہے ہیں، ان کا عمل جائز ہے اور ضروری ہے، فلسطینی قوم اپنے حقوق کو ہڑپنے والے غاصب یہودیوں کے ساتھ یہی مقابلہ کررہی ہے۔

یہ کس قدر ظلم وناانصافی ہے کہ بعض بڑے ممالک فلسطینی مسئلہ میں دوہرا معیار اپنائے ہوئے ہیں جو اپنے حق کے لیے اپنی جان، اپنی آبرو وعزت اور اپنی زمین کا دفاع کررہا ہے اسے وہ دہشت گرد کہتے ہیں، اور ظالم وسرکش جو انسانیت کے تمام قدروں کو تباہ کن اسلحوں سے پامال کررہا ہے، خون کو ارزانی سے بہارہا ہے اور تمام بین الاقوامی روایات کی دھجیاں اڑارہا ہے ہے، اسے وہ اپنا دفاع کرنے والا اور مظلوم قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح یہ سب سے بڑا ظلم اور گھناؤنی دہشت گردی ہے کہ اسلام پر دہشت گردی کا لیبل چسپاں کیا جارہا ہے، جو اعتدال اور میانہ روی کا دین ہے، یہ بھی ظلم ہے کہ متعدد دعوتی وفلاحی جمعیات اور اسلامی مالیاتی اداروں کو دہشت گردی کے نام پر بغیر کسی دلیل کے جنگ کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

چہارم: اسلامی اخلاق

دنیا آج جنگ وصلح دونوں مواقع پر اسلامی اخلاق کی سخت ترین محتاج ہے، تاکہ وہ میزان عدل قائم ہوسکے جس پر آسمان وزمین قائم ہیں، اور دنیا میں پھیلے ہوئے ظلم واستکبار اور فساد وبگاڑ کو ختم کیا جاسکے، انقلابوں اور فتنوں کا سبب ہی یہ ہے کہ دنیا کو مختلف طبقوں میں تقسیم کردیا گیا ہے، اور مال دار ملوں نے قوت، وسائل اور علم پر اجارہ داری قائم کرلی ہے، جس علم کو اللہ نے نازل کیا، رسولوں کو اس کے ساتھ بھیجا اور کتابیں نازل فرمائیں تاکہ حق وعدل کا قیام عمل میں آسکے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید: ۲۵)

ان کے ساتھ ساتھ اکیڈمی آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس کے سکریٹری جنرل کا شکریہ بجالاتی ہے جن کا بھرپور مقالہ ان کی جانب سے معاون سکریٹری جنرل

برائے سیاسی امور واسلامی اقلیات نے پیش کیا، اور جس میں کہا گیا ہے کہ: اکیڈمی کا یہ اجلاس انتہائی نازک وحساس حالات میں منعقد ہو رہا ہے، جن میں ہمارے وجود وبقا کا چیلنج پچھلے کسی بھی وقت سے بڑھا ہوا ہے، کیوں کہ ہم پر روا رکھا جانے والا ظلم ہمارے انجام کی بنیادوں پر تیشہ چلا رہا ہے، اور ہمیں بدترین صورت حال میں ڈال چکا ہے، ایسے حالات میں ہم پر واجب ہے کہ ہم سب ایک مضبوط صف بن جائیں اور پختہ عزم کے ساتھ اپنی مقدسات اور اپنے حکومتی وقومی سرمایہ کے تحفظ کے لیے اٹھیں۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ صہیونی دشمن کا غرور وگھمنڈ کہاں پہنچ چکا ہے اور اس کی جنونی تمنائیں کتنی بڑھ چکی ہیں، جس دشمن نے پورے علاقہ کو ایک تباہ کن آتش فشاں کے کگار پر کھڑا کر دیا ہے کہ وہ بہادر فلسطینی قوم پر مسلسل ظلم وجبر کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور بیرونی غیر مشروط فوجی، سیاسی اور اقتصادی تعاون کی طاقت کے نشہ میں اتراتا پھر رہا ہے۔

فلسطین کے ساتھ ساتھ ایک خوف ناک تباہ کن اور غیر واضح الہدف جنگ افغانستان پر تھوپ دی گئی ہے، وہ افغانستان جس کے بوڑھے، بچے اور عورتیں نان جویں تک کے محتاج ہیں۔

پس ان عالمی سیاسی تبدیلیوں کے پیدا کردہ خارجی عوامل کے سامنے اپنی اسلامی شخصیت کا تحفظ آپ کے مخصوص علمی عمل کا مقصود اصلی ہے، اس لیے کہ رائے عامہ کی تشکیل میں اس کی زبردست اہمیت ہے، فکری گہرائی اور اسلامی تہذیب کے ساتھ ساتھ مضبوط تعلق پیدا کرنے میں اس کا اہم رول ہے، وہ تہذیب جس کی جڑیں زمین میں پیوست رہیں گی خواہ اس پر کتنی ہی سخت ضربیں لگائی جاتی رہیں، انسان کی علمی اور عقائدی راہ نمائی وہ بنیادی مسئلہ ہے جو اس کو امت کے ساتھ گہرا رابطہ مضبوط رکھنے میں تمام دیگر مسائل پر فوقیت رکھتا ہے، اور اس لحاظ سے یہ مسئلہ واقعی اس بات کا مستحق ہے کہ اسے پوری توجہ واہتمام کے ساتھ انتہائی سنجیدہ اور نتیجہ خیز صورت میں سامنے لایا جائے، جو ایک اہم تہذیبی کارنامہ بن کر ان بنیادوں میں شامل ہو جائے جن پر مسلمانوں کی ترقی کا مدار ہے۔

آخر میں اکیڈمی کے علماء اللہ رب العزت کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ مسلم

حکمرانوں کو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے، ان کے لیے شریعت کے نفاذ کی راہ آسان کردے کہ وہی اللہ کی مضبوط رسی ہے، اس کا روشن نور ہے، اس کی سیدھی راہ ہے اور اسی کو تھامنے میں کامیابی اور عزت وسربلندی ہے۔ واللہ اعلم

قدس شریف سے متعلق اپیل

اکیڈمی کے بارھویں اجلاس منعقدہ ریاض، سعودی عرب (مورخہ ۲۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۲۱ھ تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۳ تا ۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء) کے شرکاء بیت المقدس کے سلسلہ میں یہودی حکام کے ظالمانہ بیانات اور تجاویز کو سن کر سخت مضطرب ہیں، اور اجلاس میں شریک علماء، فقہاء اور دانشور درج ذیل مسلمہ چیزوں کو پھر سے مؤکد کرتے ہیں:

۱- بیت المقدس تمام دنیا کے مسلمانوں کے عقیدہ کا ایک جز ہے، کیوں کہ وہ اسراء ومعراج کا معجزہ ہے، جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔

۲- اس شہر اور اس کی مبارک مسجد کا اسلامی ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے اور کسی حذف اور تبدیلی اور ترمیم وتنسیخ کے قابل نہیں، اور اس کے سلسلہ میں کسی ثالثی کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳- اجلاس کے شرکاء عرب اور اسلامی دنیا کے حکمرانوں اور قوموں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس مقدس، مقبوض اور مقید شہر اور اس کی مبارک مسجد کی حفاظت کریں، اور اس کے مجاہد باشندوں کی مدد کریں، اور بیت المقدس کو یہودیائے جانے یا عالمیانے کی کوششوں کے درمیان حائل ہوں، کیوں کہ اسے یہودیانا یا عالمیانا دونوں کسی بھی حال میں قابل قبول نہیں ہیں۔

۴- مسجد اقصیٰ صرف مسلمانوں کی ہے، اس کا یہودیوں سے کوئی تعلق نہیں، ہم اس مسجد کی حرمت اور تقدس کو ہاتھ لگانے کے خطرات سے خبردار کرتے ہیں، اور

مسجد اقصی پر کسی بھی زیادتی کی پوری ذمہ داری قابض یہودی قوتوں پر ڈالتے ہیں، اسی طرح مسجد قصی کے سلسلہ میں کوئی مذاکرات وگفتگو نہیں ہونی چاہئے کیوں کہ مسجد اقصی اس سب سے بہت بلند ہے۔

۵- اس خطہ میں امن وامان قائم نہیں ہوسکتا اور نہ پائداری آسکتی ہے جب تک بیت المقدس اور مسجد اقصی سے یہودی قبضہ وتسلط کو ختم نہیں کیا جاتا، اور فلسطین اس کے اصل باشندوں کو واپس نہیں ملتا۔ واللہ اعلم

فلسطین اور عراق کے مسئلہ پر اکیڈمی کا بیان

عالم اسلام اور عالم عربی اور بطور خاص فلسطین وعراق جن سنگین حالات سے گزر رہے ہیں ان کا اکیڈمی نے جائزہ لیا، کہ اسرائیل مقبوضہ فلسطین میں بوڑھوں، بچوں، عورتوں، مردوں، اور نہتے شہریوں کا قتل کرکے، اندھادھند گرفتاریوں سے، دھوکہ سے قتل اور مکانوں کو مکینوں سمیت بلدوزر کرکے، کاشت کی زمینوں کو کھود ڈال کر، شہروں، گاؤں اور کیمپوں کی مستقل فوجی ناکہ بندی کرکے بھینک ریاستی تشدد کا ارتکاب کررہا ہے۔ مسجد اقصی میں فلسطینی مسلمانوں کو نمازوں کی ادائی سے روکا جارہا ہے۔

طرفہ تماشا یہ کہ اس تمام تر دہشت گردی کے باوجود اسرائیل امن کا دعوی دار ہے، وہ مجرم شیروں کو امن کا حامل کہتا ہے، اور یہ کہ جو لوگ اپنے دین وایمان، جان ومال اور عزت وآبرو کا دفاع کررہے ہیں، اور جانیں دے رہے ہیں وہ دہشت گرد ہیں۔ بلاشبہ اسرائیلی تسلط کی ظلم وجارحیت پر مبنی کاروائیاں پورے طور پر عین دہشت گردی ہے، وہ حقوق انسانی اور عالمی قوانین ومعاہدوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہیں، اور یہ سب پوری دنیا کی دیکھتی آنکھوں کے سامنے اور بالخصوص ان ملکوں کے سامنے ہورہا ہے جو دنیا میں آزادی، جمہوریت، مساوات اور حقوق انسان کے دعوے دار بنے ہوئے ہیں۔

برادر ملک عراق کو جس صاف امریکی اور برطانوی جارحیت کا سامنا ہے، جس کا نشانہ عراقی مسلمان، اس کی سرزمین اور زمین کی ثروتیں ہیں، اس جارحیت نے اس سے باز آنے کی مسلمانان عالم، عرب اور مسلم تنظیموں اور اداروں، سرکاری نیم سرکاری سطح کی درخواستوں اور اپیلوں پر کوئی توجہ نہیں دی، اور تمام امن پسند ملکوں اور قوموں کی اپیل ٹھکرادی گئی، اور اس طرح تمام عالمی قوانین اور اقدار، جن کی رو سے تمام آزاد قوموں کی علاقائی سالمیت اور قومی حرمت کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔

اس کے پیش نظر اکیڈمی امت مسلمہ کی قوموں اور حکومتوں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد اور نصرت کریں جو ان پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کی ہے، تاکہ ان جانوں کی حفاظت کی جائے جن کو اللہ نے محترم قرار دیا ہے، اور فرمایا:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (الحجرات: ۱۰)

''مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں''

اور ارشاد ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (التوبہ: ۷۱)

''مومن مرد مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست و مددگار ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں)''

اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''مسلمان مسلمان کے لیے دیوار کی طرح ہے جو ایک دوسرے کا سہارا بنتا ہے'' (متفق علیہ) اور ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرے، نہ بے یارو مددگار چھوڑے، نہ دشمن کے حوالہ کرے'' (متفق علیہ)۔

ان آیات واحادیث کی روشنی میں اکیڈمی سابقہ باتوں کے ساتھ پرزور انداز میں یہ اپیل کرتی ہے کہ:

اول: شرعی طور پر ظالموں کی مدد، ان کے ظالمانہ مقاصد کی تکمیل اور معصوموں کے خون

بہانے کی مہم میں اعانت جائز نہیں۔

دوم: مسلم ممالک میں سے کسی ملک پر جارحیت تمام امت مسلمہ پر جارحیت ہے۔

سوم: سارے مسلمان حکم رانوں سے شریعت کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنے دین، اپنی امت اور اپنے ملکوں کے دفاع اور ان کی مدد کا فرض پورا کرنے کی اپنی ذمہ داری انجام دیں۔ واللہ اعلم

اعلامیہ

برائے مسئلہ فلسطین

بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الإسلامی'' جوکہ مقبوضہ سرزمین فلسطین پر غاصب صہیونی طاقتوں کے ہاتھوں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تجزیہ کررہی ہے، پوری دنیا کو اس دہشت گردی کو بند کرنے کی دعوت دیتی ہے جو قابض حکومتوں کی جانب سے روزانہ سامنے آرہی ہے، کبھی معصوموں کو قتل کر کے جن میں بچے اور مرد وزن سب داخل ہیں اور کبھی منظم نسل کشی کے ذریعہ، گھروں کا انہدام، مظلوموں کو جلا وطن کرنا، ان کی زمینوں پر ناجائز قبضہ، ان کی کھیتوں کو تباہ وبرباد کرنا اور ان کے پھل دار درختوں کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنا جو ہر وقت ایک خدائے واحد کی تسبیح میں زمزمہ سنج ہیں، اور ان جیسی بے شمار زیادتیاں ان کے علاوہ ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ صہیونی حکومت نے ایک ایسی دیوار قائم کردی ہے جو سرزمین فلسطین کو چاروں طرف سے کاٹ دے، اور اس طرح اس کی مساحت کے کل رقبہ کا ۲۵٪ حصہ ہڑپ بھی کرلیا گیا، اور تمام آسمانی مذاہب کے احکام انسانی اقدار اور بین الاقوامی قوانین کو ٹھکرا کر ایک ایسی فصیل قائم کردی گئی جو کہ فلسطین کے باشندوں کے لیے ایک طرح کی موت بن گئی۔

مزید برآں قابض حکومت ڈاکوؤں اور راہزنوں کے ایسے گروہوں کا استعمال بھی

کررہی ہے جو اسلحہ بند طریقہ سے بینکوں پر حملہ کرتے ہیں تاکہ اہل فلسطین کے جمع شدہ مالی اندوختے کو چرا کرلے جائیں۔

بے شک یہ سارے جرائم ایسے ہیں کہ ان سے پہلے تاریخ انسانی میں ان کی کوئی نظیر نہیں ملتی ہے حتی کہ ظلم اور ظلمتوں میں ان سے زیادہ تاریک ترین ادوار میں بھی ایسا ظلم و ستم نہیں دیکھا، اسرائیلی حکومت دفاع کے درپردہ یہ سب کچھ کررہی ہے اور اس کا الزام یہ ہے کہ فلسطینی تنظیمیں ہی دہشت گرد ہیں! آخر وہ دہشت گرد کیسے ہوسکتی ہے، کیا کسی ایسی غاصب، قابض قوم کے سامنے اپنی عزت وآبرو، مال ومتاع، اور وطن کا دفاع کرنا جس کے نزدیک انسانیت کی کوئی قیمت نہیں دہشت گردی ہے؟ اگر یہ دعوی صحیح ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ دنیا میں جہاں جہاں آزادی کی تحریکیں چل رہی ہوں وہ سب دہشت گرد ہیں!

بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کے علماء دنیا کے اس موقف پر اپنی سخت حیرت واستعجاب کا اظہار کرتے ہیں کہ پوری دنیا پوری اس دہشت گردی کے سامنے جسے وہ روزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے فقط ایک تماشا بین بنے ہوئے ہیں؟ اس لیے اکیڈمی تمام عالمی اداروں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس ظلم وستم کے خاتمہ، حریت ارو عدل ومساوات کے قیام کی ذمہ داریوں کو اٹھائیں جس کا اعلان کیا جارہا ہے۔

ایسے ہی حالیہ مہینہ کے اواخر میں تیونس میں منعقد ہونے والی عرب کی چوتھی کانفرنس کی مناسبت سے بین الاقوامی مجمع الفقہ الاسلامی عرب حکومتوں سے مسجد اقصی کے تہہ خانہ اور اس کے اردگرد اسرائیل کی طرف سے جاری مسلسل کھدائی کے مسئلہ پر بحث کرنے کی اپیل کرتی ہے، اور بالعموم تمام اسلامی ممالک کو یہ احساس دلاتی ہے کہ اللہ کے سامنے ایک دن ان کو جواب دہ ہوتا ہے اور خود قوموں اور تاریخ کے سامنے اس فرض سے غفلت کا جواب دینا ہے چناں چہ صرف مذمت اور احتجاج کافی نہیں ہے، بلکہ ان حکومتوں پر وہ سب کچھ کرنا ضروری ہے جو یہ کرسکتی ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ فلسطین کی مبارک سرزمین اور اس کے محاذ آرا باشندوں کے لیے یہ حکومتیں بہت کچھ کرسکتی ہیں، مالی امداد بھیج سکتے ہیں اور اسرائیلی قبضہ کے خاتمہ کے لیے یہ حکومتیں بہت کچھ کرسکتی ہیں، مالی

امداد بھیج سکتے ہیں اور اسرائیلی قبضہ کے خاتمہ کے لیے سنجیدہ کوششیں کرسکتی ہیں، مسجد اقصی اور دیگر مقدس مقامات کی آزادی کے لیے تحریک چلاسکتی ہے۔

عالم اسلام کی حکومتیں اور عوام پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان دردانگیز مظالم کے سامنے صف آراء ہوجائیں اور اس خطرناک المیہ کے مقابلہ کے لیے فلسطین عوام کا ہر قدم پر ساتھ دے،

"وليس ذلك على الله بعزيز والله غالب على أمره ولكن أكثر الناس لايعلمون ، والله الموفق

بیان بابت شہر قدس و مسجد اقصی

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على سيدنا محمد الأمين وعلى آله الطاهرين ، وصحابته الغر الميامين ومن تبعهم واقتفى أثرهم بإحسان إلى يوم الدين ، وبعد !

سرزمین فلسطین میں سرگرم انتہاپسند صہیونی جماعتوں نے - جن کی تعداد تیس سے متجاوز ہے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بڑی قوت وشوکت کی مالک ہیں، ان کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ وہ اس بابرکت مسجد کے سلسلہ میں اپنے بنائے ہوئے ظالمانہ منصوبوں کی تنفیذ میں کامیاب ہوجائیں گے جو کہ قبلۂ اول ہے اور وہ ان تین مسجدوں میں ایک ہے جہاں کے لیے باضابطہ رخت سفر باندھا جاسکتا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ اس کو منہدم کرکے اس کے ملبوں پر نام نہاد ہیکل سلیمانی تعمیر کی جائے، یہ جماعتیں اس مبارک مسجد کو ڈھانے کے لیے طرح طرح کے بہانوں کی تلاش میں لگی ہیں، اور بارہا مسجد اقصی کے صحن میں گھسنے اور اپنے ناپاک ارادوں کو بروئے کار لانے کیلئے وہاں اپنے دینی شعائر ادا کرنے کی بھی گستاخی کرچکی ہے۔

بین الاقوامی فقہ اکیڈمی نے متحدہ عرب امارات میں ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول

۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/اپریل ۲۰۰۵ء کو اپنے منعقد ہونے والے سیمینار میں بالعموم شہر قدس اور خصوصاً مسجد اقصی کے سلسلہ میں انتہا پسند یہودی ارباب حل وعقد کی جانب سے صادر ہونے والے ظالمانہ منصوبوں کی وضاحتوں کے بعد درج ذیل قراردادیں پاس کیں:

۱- شہر قدس اور مسجد اقصی دنیا بھر کے مسلمانوں کے نزدیک مقدسات میں سے ہیں، چوں کہ ان دونوں کا تعلق اسراء ومعراج کے معجزہ سے ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں صراحۃً آیا ہے۔

۲- اس شہر اور اس مبارک مسجد کی اسلامیت قرآن کریم اور سنت نبویہ کی واضح نصوص سے ثابت ہے، یہ موضوع موقف میں کسی بھی قسم کی تبدیلی یا سودے بازی سے بالاتر ہے، اور اس سلسلہ میں درمیانی حل کی کوئی گنجائش نہیں، اور پوری امت کے فقہاء کا اس پر اجماع (شرعی اتفاق) ہے کہ غاصب دشمن کا مسلمانوں کی کسی بھی ہڑپ کی ہوئی زمین پر اور بطور خاص مقدس مقامات پر قبضہ کو برقرار رکھنا حرام ہے۔

۳- مبارک مسجد اقصی صرف مسلمانوں کی ہے، یہودیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں، اس مسجد کی حرمت کو پامال کرنے پر غیبی خطرات سے ڈرنا چاہیے، مسجد اقصی کے خلاف کسی بھی ظالمانہ کارروائی کی ذمہ داری یہودی قبضہ والی حکومتوں اور اس کے معاون ملکوں پر ہوگی، یہ ہرگز جائز نہیں کہ مسجد اقصی کا مسئلہ مذاکرات یا کسی بھی قسم کی دستبرداری کے تابع ہوجائے، کسی کے لیے اس قسم کا اقدام درست نہیں، چوں کہ مسجد اقصی ان سب سے بہت بلند وبالا اور عظمت وشان والی ہے

۴- سرزمین فلسطین اور اس کے قرب وجوار میں سلامتی اور استحکام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ شہر قدس اور اس کی مبارک مسجد سے یہودیوں کا ناجائز قبضہ ختم نہ کیا جائے، اور سرزمین فلسطین اہل فلسطین کے حوالہ نہ کردی جائے۔

۵- فلسطینی عوام کا بنیادی حق ہے کہ پوری سرزمین فلسطین پر ان کی خودمختار حکومت قائم رہے، جس کا دارالسلطنت شہر قدس ہو، ان کا یہ بھی حق ہے کہ وہ اپنی جانوں

کا دفاع کریں اور دشمن سے مقابلہ کے لیے ہر ممکنہ مشروع وسیلہ کو استعمال کریں، ان کا یہ مطالبہ بالکل درست ہے کہ فلسطین پناہ گزینوں کو اپنے وطن کی جانب واپسی کا حق دیا جائے۔

اکیڈمی عالم عرب اور عالم اسلام کے تمام حکام اور عوام کو دعوت دیتی ہے کہ وہ اس مقبوضہ شہر اور مبارک مسجد کے دفع کے لیے دینی، قومی اور تاریخی ذمہ داری نبھائیں، اور اس کے ان باشندوں کے کاندھوں سے کاندھا ملا کر آگے بڑھیں جو اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ ہیں، تا آنکہ وہاں ان کے قدم جم جائیں، صحت وتعلیم کے ادارے اور دوسرے سماجی ادارائے از سر نو اپنا کام شروع کردیں، شہر قدس کو یہودیت کی گود میں جانے سے بچایا جائے، یا اس کے بین الاقوامی بنانے پر لگام لگائی جائے، چوں کہ اس کی یہودیت کاری یا عالم کاری ایک ناقابل قبول بات ہے جسے کسی بھی حال میں سند جواز نہیں دی جاسکتی، خلاصہ یہ کہ اسراء ومعراج کی سرزمین سے (یعنی بین الاقوامی حیثیت دینا) ناجائز اسرائیلی قبضہ کے خاتمہ کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔

واللہ اعلم

بیان
بابت فلسطین، مسجد اقصیٰ، عراق وصومالیہ

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کاسترھواں فقہی سیمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا،'' بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' تمام اسلامی ممالک اور وہاں کے عوام کی نمائندگی میں اور مسلمانوں کے مسائل سے دل چسپی لیتے ہوئے ''فلسطین، مسجد اقصی، عراق وصومالیہ'' سے متعلق یہ اعلامیہ جاری کرتی ہے:

فلسطین اور مسجد اقصیٰ:

بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' مقبوضہ فلسطین کے باشندوں کو درپیش اندوہ ناک حادثات، یعنی غاصبانہ قبضہ اور ایسی سخت ناکہ بندی کہ جس نے فلسطینیوں کے لیے حکومت سازی وقانون سازی کے فطری حق کو حاصل کرنے کی کوششوں اور سرگرمیوں کو مزید دشوارکن بنادیا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے عالم اسلام، بلکہ دنیا کے تمام ممالک کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ مقبوضہ فلسطین کے باشندوں پر ہونے والے مظالم اور تشدد کو روکنے کے لیے اپنے ثقافتی وانسانی فرائض کو انجام دیں۔

اکیڈمی مقبوضہ فلسطین میں رونما ہونے والے واقعات پر گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے پوری دنیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ سامراجی قوتوں کی طرف سے ہونے والی دہشت گردی کو ختم کرنے میں نمایاں کردار ادا کریں، جو ہر روز بے گناہ

مرد وعورت اور بچوں کی خون ریزی کا ڈرامہ اسٹیج کررہی ہیں، نسل کشی کو اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے، لوگوں کے گھروں کو مسمار کر کے انہیں بے گھر کرنے میں رات دن مشغول ہیں، زمینوں کو غصب کررہی ہیں، ان کے کھیتوں اور پھل دار باغات کو ویران کررہی ہیں، اسی پر بس نہیں بلکہ آگے بڑھ کر ایک ایسی دیوار قائم کردی ہے جو فلسطینیوں کے گھروں کو مسمار کرنے کے بعد ان کی زمینوں کو کاٹتی ہوئی ۲۵٪ زمینوں کو ہڑپ کررہی ہے، جبکہ یہ نسلی دیوار آسمانی مذاہب، انسانی اقدار، بین الاقوامی قوانین، اور بین الاقوامی عدالت کے احکامات کے بالکل خلاف ہے۔

اکیڈمی اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ ایسی ناکہ بندی اور ایسے جرائم ماضی میں کبھی پیش نہیں آئے، نہ ہی انسانیت کی تاریخ میں بلکہ سیاہ ترین اور بدترین حالات، اور ظلم وستم کے ماحول میں بھی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، اسرائیلی حکومت نے دفاع اور دہشت گردی سے جنگ کے نام پر یہ سب کچھ جائز کر رکھا ہے۔

اکیڈمی شہر اقدس کے متعلق اپنے سابقہ بیان پر زور دیتے ہوئے اس سمینار میں بھی یہودی انتہاپسند ذمہ داروں کی طرف سے شہر قدس بالخصوص مسجد اقصی کے متعلق شائع ہونے والے معاندانہ بیانات اور ظالمانہ منصوبہ بندیوں کو دیکھتے ہوئے درج ذیل امور پر زور دیتی ہے:

۱- پوری دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک شہر قدس اور مسجد اقصیٰ مقامات مقدسہ میں سے ہیں؛ کیوں کہ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ بیان کردہ اسراء ومعراج کا معجزہ اس سے جڑا ہوا ہے، اور اس لیے بھی کہ مسجد اقصیٰ ہی مسلمانوں کا قبلۂ اول بھی ہے۔

۲- مسجد اقصیٰ پر صرف اور صرف مسلمانوں کا حق ہے، یہودیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں؛ لہذا اس کی حرمت وتقدس پر آنچ نہ آنے دیا جائے، اور مسجد اقصیٰ پر ہونے والی ہر قسم کی زیادتی کا یہودی سامراجی قوتوں اور اس سے مربوط حکومتوں کو ذمہ دار قرار دیا جائے، مسجد اقصیٰ کسی قسم کی بات چیت اور رعایت کے لیے

نہیں جھک سکتی، اور نہ ہی کسی کو اس پر اقدام کا حق پہنچتا ہے؛ کیوں کہ مسجد اقصیٰ ان سب چیزوں سے اعلیٰ وارفع ہے۔

۳- شہر قدس اور مسجد اقصیٰ سے یہودی قبضہ کو ختم کیے بغیر اور فلسطین کی مقبوضہ اراضی کو ان کے مالکوں کو لوٹائے بغیر اس خطہ میں امن وامان، چین وسکون اور عدل وانصاف کو قائم کرنا ناممکن ہے۔

۴- فلسطینی شہریوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مستقل حکومت قائم کریں، جس کی راج دھانی شہر قدس ہو، نیز ان کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اپنی جان کا دفاع کریں، ہر ممکن وسائل اور منصوبوں کے ذریعہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کریں، اور کیمپوں میں پناہ گزیں لوگ اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ سکیں۔

۵- ان عظیم ترین کوششوں کو سراہنا ضروری ہے جو حکومت اردن مسجد اقصیٰ کی حفاظت اور بیت المقدس میں عربی اور اسلامی شناخت کی بقاء کے لیے صرف کررہی ہے، بالخصوص ''وزارت اوقاف برائے مقدسات اسلامی'' (اردن) کا ذیلی ادارہ ''محکمۂ اوقاف برائے فلسطین ومقامات مقدسہ'' کی کارکردگی بھی قابل صدستائش ہے، اسی طرح تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کررہی قدس کمیٹی کے بیت المال نے بھی اس سلسلہ میں اہم کردار نبھایا ہے، اور دیگر اسلامی ممالک اور تنظیموں کی بھی جو متنوع کوششیں ہورہی ہیں سب ہی قابل قدر ہیں۔

اکیڈمی عالم عرب اور عالم اسلام کی تمام حکومتوں اور عوام کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ اپنی اپنی وطنی اور تاریخی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور فلسطینی بھائیوں کو مستحکم کرنے کے لیے مقبوضہ فلسطین اور مسجد اقصیٰ کے دفاع، وہاں قیام پذیر لوگوں کا ساتھ دینے، وہاں ان کے وجود کو یقینی بنانے اور وہاں کے شفاخانوں، تعلیمی وتربیتی اداروں، نیز سماجی اداروں کو مستحکم بنانے کے لیے کمربستہ ہوجائیں، اور اس کا مقصد فلسطین کو یہودیت کاری یا بین الاقوامی سرزمین قرار دینے سے اس کی حفاظت، چوں کہ یہ دونوں ہی باتیں کسی صورت میں قبول نہیں کی جاسکتیں۔

عراق:

زخموں سے چور عراق آج ایک ایسے خطرناک بحران سے دوچار ہے، جس نے اس کے ڈھانچہ اور وجود، اتحاد اور قیادت کو ہلا کر رکھ دیا ہے، جس کا انجام ناجائز قبضہ اور اس کے نتیجے میں پیش آنے والی دشواریاں ہیں؛ کیوں کہ تشدد پسند اور دہشت گرد جماعتیں، معصوم بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے قتل، مساجد، عبادت گاہوں اور بازاروں کو دھماکوں سے ویران کرنے اور زمین میں فساد مچانے کے درپے ہو چکی ہے۔

اس مصیبت کے ساتھ ساتھ اوپر سے ایک ایسی جماعت وجود میں آ چکی ہے، جو ذات پات کی بنیاد پر قتل وغارت گری کر رہی ہے، اور اہل عراق کے درمیان دہشت پھیلا رہی ہے، چنانچہ بغداد جو کبھی تہذیب وثقافت کا مرکز تھا، جو ہارون وامین کا بغداد تھا دارالسلام تھا؛ آج فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری کا میدان بنا ہوا ہے، جیلوں کی ہولناکیوں، بمباریوں اور گھروں کو مسمار کرنے کے علاوہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کی جگہوں میں جیسے مساجد، مزارات، بازاروں، بسوں، اور محکموں میں اندھا دھند دھماکے کیے جا رہے ہیں، دریائے دجلہ اب ہر روز دسیوں بغیر جسم کے سروں اور بغیر سروں کے جسموں کو سطح آب پر لہراتا رہتا ہے۔

ان اندوہ ناک واقعات کے باوجود اکیڈمی حالیہ انتخابات کے اندرون سے جن سے حکومتی ادارے جیسے پارلیمنٹ، حکومت اور ملک کی صدارات وغیرہ وجود میں آئے ہیں ایک امید کی کرن محسوس کر رہی ہے۔

اسی امید پر بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی''، تشدد، دہشت گردی، فرقہ وارانہ فسادات اور مذہبی کشیدگی کو روکنے کی دعوت دیتی ہے، اور شیعہ سنی جماعتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ متحد ہو کر اس خطرناک خونی سلسلہ کو روکنے کی کوشش کریں، جس سے کوئی جماعت بھی محفوظ نہیں رہ سکتی، اگر یہ نہیں کیا گیا تو یہ فتنہ پھیلتا چلا جائے گا اور ہر خشک وتر کو اپنی لپیٹ میں لیتا چلا جائے گا، لہذا مسلکی جھگڑوں اور خانہ جنگی کو ختم کرنا ہی سیاسی کامیابی،

سیاسی استقلال اور پیش قدمی کی بنیاد ہے۔

اس مناسبت سے اکیڈمی سارے اہل عراق کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ سیاسی امور اور سیاسی عمل میں باہم شریک کار ہوں، حکومت کے عہدوں خصوصاً وزارت دفاع اور وزارت داخلہ میں شامل ہوں تاکہ عراقی گروہوں اور جماعتوں کے مابین توازن قائم کرسکیں، اور دہشت گرد جماعتوں کے تعلق سے حکومت کے منصوبے کو کامیاب بنانے، نیز تمام شہریوں کے لیے رواداری اور عدل وانصاف کی بنیاد پر وطنی مصالحت کو بحال کر سکیں، یہ ساری کوششیں اس وقت تک جاری رکھیں، جب تک کہ عراق کا اپنا کھویا ہوا مکمل اقتدار انھیں حاصل نہ ہوجائے، اور جب تک کہ آپسی اتحاد مضبوط نہ ہوجائے، تاکہ سامراجیت کو اپنے بقا ودوام کے لیے وجہ جواز نہ مل سکے، اور عراق عرب اور اسلامی قوموں کی صف میں کھڑا ہوکر اپنا کردار از سر نو ادا کر سکے، نیز اکیڈمی تمام اسلامی ملکوں اور دوست ممالک سے بطور خاص اپیل کرتی ہے کہ وہ عراق کی بحران سے نکلنے اور دوبارہ مطلوبہ کردار کی طرف لوٹنے میں مدد کریں، اور عراق کے مصیبت زدہ علاقوں تک جلد از جلد امداد پہنچانے کی کوشش کریں، اسی طرح اکیڈمی ان ممالک کے صلح کی ان کوششوں کو بھی سراہتی ہے جو عراقی عوام کے دشوارترین حالات کو ختم کرنے کے لیے کی جارہی ہیں، بالخصوص ان کوششوں کا خیر مقدم کرتی ہے جو حکومت اردن کی طرف سے عراق کی دینی قیادتوں کو ایک ہمہ گیر دینی طریقۂ کار پر جمع کرنے کے لیے کی جارہی ہے جو سیاسی حالات کو سنوارنے میں کلیدی رول ادا کرسکتا ہے۔

صومالیہ:

اکیڈمی صومالیہ کے موجودہ حالات کے پیش نظر دانشورانِ صومالیہ کو خواہ ان کا تعلق صدارت سے ہو یا حکومت یا اسلامی محکموں اور شعبہ جات سے ہو عمدہ اور موثر باہمی مصالحت کی دعوت دیتی ہے، نیز ان سے یہ اپیل کرتی ہے کہ وہ تشدد اور قتل وغارت گری کو ختم کریں، صومالی عوام کی عمومی مصلحتوں کو شخصی مصلحتوں پر ترجیح دیں، امن وامان قائم کرنے

اور ملک کی پوزیشن کو مستحکم بنانے، نیز اس وطن کو از سرنو آباد کرنے کے لیے- جس کو جنگ نے تباہ وبرباد کردیا ہے- باہمی مصالحت اور قوتوں کو یکجا کرنے کے اس اہم موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

نیز اکیڈمی کا یہ سمینار صومالیہ کے لیے عرب لیگ کی طرف سے کی جانی والی مبارک کوششوں کی تائید کرتی ہے، اور اس تعلق سے تنظیم اسلامی کانفرنس کے اس کردار کو بہت ہی اہم قرار دیتی ہے، عرب لیگ کے جنرل سکریٹری، تنظیم اسلامی کانفرنس کے جنرل سکریٹری، اور صومالی امور کی جائزہ کمیٹی کے درمیان تعلقات کے استحکام کے سلسلہ میں ہوا ہے اور ہمیں بڑی امید ہے کہ ان کوششوں میں مزید اضافہ اور مداومت ہوگی تا کہ یہ کوششیں صومالیہ کے اقتصادی، سیاسی اور سلامتی تمام شعبہ جات کو شامل ہوجائیں، تاکہ صومالیہ متحد ہو کر بین الاقوامی خاندان سے پھر وابستہ ہوجائے اور عربی واسلامی اور بین الاقوامی اداروں میں اپنا حقیقی مقام بنا سکے۔

سردست اکیڈمی کا یہ سمینار اسلامی حکومتوں اور عوام کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ صومالیہ کی مدد کریں، اور وہاں کے تمام شعبہ جات کے لیے امداد فراہم کریں، بالخصوص جنگ کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کی تلافی کے لیے فوری امداد بہم پہنچائیں، نیز قحط کی وجہ سے آفت زدہ لوگوں تک ریلیف پہنچانے میں تعاون کریں؛ کیوں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے بے یار ومددگار نہیں چھوڑتا، اور نہ ہی وہ اسے دوسروں کے رحم وکرم پر چھوڑتا ہے، اور اللہ تعالی اس وقت تک برابر اس بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے۔ واللہ اعلم

بیان بابت عراق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ ’’جس نے مسلمانوں کے امور میں دل چسپی نہیں دکھائی وہ ان میں سے نہیں‘‘ پر عمل کرتے ہوئے بین الاقوامی فقہ اکیڈمی نے (دبئی) متحدہ عرب امارات میں ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/جون ۲۰۰۵ء کو منعقد ہونے والے اپنے سیمینار میں یہ اعلان کیا تھا کہ مقبوضہ عراق میں عراقی عام جس المیہ سے دوچار ہیں وہ یقیناً ایک المناک سانحہ ہے، یہی عوام ظلم وستم اور ڈکٹیٹرشپ کے دور سے گذر کر یہاں تک پہنچے، اور اب ایک بار پھر وہ ظلم وستم کے پہاڑ تلے دبے ہوئے ہیں، یہ بات بالکل واضح ہوچکی کہ عراق پر جنگ کی جو وجوہات بیان کی گئیں تھیں وہ یکے بعد دیگرے غلط ثابت ہوتی گئیں اور آج تک یہ اعلان حقیقت سے آشنا نہ ہوسکا کہ اس جنگ کا مقصد عراقی عوام کو نجات دلانا ہے۔

عراق پر مسلط کی گئی جنگ کو دو سال ہوگئے، اس درمیان عراقی عوام نے ہلاکت خیزی، طاقت کے ناروا استعمال، علماء کے قتل وخون اور ایک ہی قوم کے افراد کے درمیان مسلکی اور نسلی اختلافات کو ہوا دینے کے لیے سازشوں کو بروئے کار لانے کی کوششوں کے علاوہ کیا دیکھا؟ عراقی عوام کو یک گونہ اتحاد سے دشمن کے اندر اپنی سازشوں کو بروئے کار لانے کا جذبہ اور پنپ رہا ہے، چوں کہ اتحاد کی وجہ سے ان کے وہ مقاصد پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتے جو اس اتحاد کا شیرازہ بکھیر کر حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

بین الاقوامی اسلامی اکیڈمی کے سیمینار میں شرکت کے لیے دبئی میں موجود ہم تمام علماء زخموں سے نڈھال مملکت عراق کے تمام بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی

رسی کو مضبوطی سے تھامے رہیں، سازشوں اور منصوبوں کے خلاف پوری قوت کے ساتھ صف بستہ رہیں، اور ہر وہ طریقہ اختیار کریں جو اس ناجائز قبضہ کو ختم کرسکے، اور عراق پر عراق والوں کی سیادت کو غالب کرے، اور ایک خودمختار متحدہ عراق کی تشکیل کا راستہ آسان کرے، جہاں امن وقوت بھی ہو، اور ظلم واستبداد کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ جائے، جہاں اسلام کی میانہ روی اور اعتدال کے شجر سایہ دار کے سایہ، اور امن وامان کی فضا میں نہایت ناپسندیدہ اور نفرت انگیز جماعتی اختلافات سے دور رہ کر زندگی گذاری جاسکے۔

ہم اس وقت جہاں زمین میں فساد وبربریت کی مذمت کرتے ہیں، اور اللہ کے سامنے ہر ظلم وفساد اور باغیانہ کاروائیوں سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، ملکی تنظیموں واقوام متحدہ اور اس عالم میں امن وآزادی اور عدل کے شیدائیوں سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ بلاکسی خوف وتردد کے ان تمام مشکلات کو ختم کرنے کے لیے آگے آئیں جن سے عراقی عوام دوچار ہیں، اور جس سے پورے ملک میں بدامنی اور عدم استحکام کا ماحول پایا جاتا ہے

ساتھ ہی اپنے محبوب ملک عراق مین جاری ہر طرح کی تبدیلیوں پر ہماری نگاہ ہے، جہاں آئینی اداروں کے قیام کے لیے لوگ پرعزم ہیں، ہمارا اعتماد ہے کہ ہر عراقی عراق کی آزادی اور وحدت کے لیے بے چین ہے، ہم اللہ تعالی سے امید کرتے ہیں کہ وہ عراقی عوام کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائے گا تاکہ وہ ناجائز قبضہ کے اثرات سے نجات حاصل کرسکیں، ظلم وفساد کے ان دھندلکوں میں اپنا راستہ تلاش کرسکیں، اپنا مستقل آئین اور آئینی ادارہ تشکیل دے سکیں، اپنی گرتی ہوئی معیشت کو سنبھالا دے سکیں، اور پڑوسی ملکوں کے ساتھ تعلقات کو مستحکم کریں، اور پوری دنیا کے امن وامان کے لیے امت مسلمہ کے وسیع تر مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اسلامی اور بین الاقوامی اتحاد کے میدان میں اپنا اہم اور زریں کردار پیش کریں۔ واللہ اعلم

اپنوں اور دوسروں کے سلسلہ میں

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سولھواں فقہی سمینار جواز ۳۰/صفرتا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات دبئی میں منعقد ہوا، جس میں ''اپنے اور دوسرے'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- ایسے ذرائع اپنائے جائیں جو حکومتی اور عوامی سطح پر مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کرسکیں، تا کہ اس زمانہ میں امت واحدہ کی بات کی جا سکے، اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس راستہ میں مسلسل جدوجہد کی جائے، اختلافات ختم کیے جائیں، اور مختلف اسلامی ممالک کے مابین اقتصادی، ثقافتی، علمی اور سیاسی تعاون کو فروغ دیا جائے، اور اس سلسلہ میں تنظیم اسلامی کانفرنس کے متعدد فیصلوں کو بروئے کار لایا جائے۔

۲- اسلامی ممالک اور تنظیموں کے مابین تعاون واشتراک کی ضرورت ہے، اور مذہب اسلام کے بارے میں ایسے مشترکہ صحافتی پیغام کو عام کرنے کی ضرورت ہے جو دوسروں سے مذاکرات میں اساس اور بنیاد بن سکے، ساتھ ہی ایسے مسلم

صحافیوں کو تیار کرنا وقت کا تقاضہ ہے جو اس پیغام کو بحسن وخوبی سمجھ سکیں اور مختلف زندہ زبانوں میں اس کو بیان کرنے پر قدرت رکھتے ہوں، اس طریقۂ کار سے موجودہ دور میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی تیز تر صحافتی کوششوں اور منصوبوں کا مقابلہ ممکن ہوگا۔

۳- اور ضروری ہے کہ اس کی بنیاد مشترکہ مالی منصوبوں کی تشکیل پر ہو، دوسروں کی امداد اور عطیہ پر نہ ہو، اسی طرح اس کی بنیاد تمام ممالک کے درمیان مشترک مفادات کے حصول اور مساوات پر ہو، تاکہ اسلامی ممالک اور دوسرے ممالک کے درمیان معاشی، سماجی، ثقافتی اور سیاسی مختلف میدانوں میں تعاون باہمی کے جذبہ کو فروغ دیا جائے۔

سفارشیں:

۱- اکیڈمی تمام ممبر ممالک، دیگر تنظیموں، جامعات اور خاص اسلامی مراکز کو مختلف زندہ زبانوں میں مقالات، اور کتب ورسائل کی اشاعت کے لیے ایک جامع لائحۂ عمل تیار کرنے کی جانب متوجہ کرتی ہے، ان مطبوعات میں متنوع موضوعات کو زیر بحث لایا جائے جو مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان مذاکرات سے متعلق ہوں، جن سے اسلام کے حقائق کو سمجھنے میں مدد ملتی ہو، جن سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہو کہ اسلام کائنات اور زندگی کا مذہب ہے، اور دوسروں کی تحقیر وتذلیل کو قطعا روا نہیں رکھتا، اور یہ دکھایا جائے کہ غربت، بھوک، امراض اور جہالت کو ختم کرنے کے لیے اسلام کے پاس کیسے روشن اور کارآمد اصول ہیں، اسلام کس طرح دولت اور سرمایہ کاری کے ذرائع اور ایسے منصوبوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جن کا نفع پوری انسانیت کو پہنچ سکتا ہے، اکیڈمی ان مطبوعات کی نشر واشاعت میں تعاون واشتراک کے لیے تیار ہے۔

۲- حکومتی اور عوامی سطح پر بین الاقوامی تعلقات رکھنے والے اداروں کو ترغیب دی

جائی کہ وہ بین الاقوامی سوسائٹیوں کو اسلام کے انسانی جذبات اور اخلاقی اقدار سے واقف کرائیں، اور مختلف عالمی تنظیموں میں سرگرم حصہ لے کر دنیا میں امن وسلامتی کی فضا ہموار کرنے کی کوشش کی جائے، مثلاً اقوام متحدہ، یونسکو اور دیگر بین الاقوامی اقتصادی اور صنعتی تنظیموں اور ادرے، یہاں بطور خاص دو باتیں پیش نظر رکھنی چاہیے:

الف۔ اسلامی یونیورسٹیز ار اداروں کے ماہرین کو ان وفود میں شرکت کا موقع دیا جائے جو ان تنظیموں میں ملکوں کی نمائندگی کرتے ہیں، ساتھ ہی ایسی نسلوں کو تیار کرنے پر توجہ دی جائے جو اسلام اور اس کے اصول واقدار سے بخوبی واقف ہوں اور ان کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دے سکیں۔

ب۔ بین الاقوامی تنظیموں کے واسطہ سے منصفانہ طور پر عالمی مشکلات کا حل ڈھونڈا جائے، اور اس دائرہ سے ان مشکلات کو خارج نہ کرنے کی آواز اٹھائی جائے، اسی طرح مختلف عالمی برادریوں کے ساتھ امداد وتعاون کے کاموں کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے تیز تر کیا جائے، یہی عدالت کے اصول ہیں، اور یہی فطری قانون ہے، جس کا بار بار مغرب صرف اعلان کرتا ہے۔

قرارداد نمبر: ۱۵۰ (۱۶/۸)

فلسطین کے حالات اور بالخصوص مسجد اقصی پر کی گئی زیادتیوں اور عراق، صومالیہ اور سوڈان کی صورت حال کے متعلق صادر شدہ بیان

بتاریخ ۱ تا ۵ جمادی الأولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰ /اپریل ۲۰۰۹ء میں متحدہ امارات شارجہ کے اندر منعقد تنظیم برائے اسلامی کانفرنس کے ۱۹ ویں راونڈ میں ہونے والی بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی ملت اسلامیہ کے لیے اپنے فقہی مرجع ہونے اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے نیز امت کو پیش آنے والے چیلنجوں اور خطرات کے مقابلہ کو اپنا فریضہ سمجھتے ہوئے اور بالخصوص فلسطین، عراق، صومالیہ اور سوڈان سے متعلقہ مسائل میں مندرجہ ذیل امور کی تاکید کرتی ہے:

ا: فلسطین اور مسجد اقصی:

یقیناً بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی ان تمام شور وشغب اور مذمتوں پر نگاہ رکھے ہوئے ہے جن سے غیرت مند فلسطینی عوام دو چار ہے۔ اور جو متکبر، ظالم، صیہونی دشمن سے نبرد آزما بھی ہے۔ جو دشمن انسانی حقوق کا معمولی احترام بھی نہیں کرتا اور بالخصوص ان ظالمانہ کارروائیوں پر نظر بھی رکھے ہوئے ہے جو غزہ پٹی میں ہورہا ہے، جہاں جلاوطنی، بھوک مری، بے چینی، محاصرہ، قتل وغارت گری، مستقل ہورہی ہے۔ اس کے لیے بوڑھے، بچے عورت اور اپاہج کی تفریق نہیں ہے۔ مزید برآں انہیں ان کی بنیادی ضروریات اور وسائل زندگی سے بھی محروم کردیا ہے۔ جو انسان کے ادنی ضروریات کے تحت آتی ہے جیسے

غذا، دوا، پانی وغیرہ۔ اکیڈمی ان گھناؤنے جرائم کے پیش نظر پوری دنیا کو بالعموم اور عالم اسلام کو بالخصوص اپنے انسانی اور شرعی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی دعوت دیتی ہے تاکہ پریشانیوں سے دوچار اور بنیادی ضروریات سے محروم فلسطینی عوام کا تعاون ہو اور ان کی مصیبتیں دور ہوں۔

ایسے ہی بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی فلسطینی عوام کی تمام جماعتوں اور ان کے سماج کے ہر عناصر کی اتحاد و اتفاق کی دعوت دیتی ہے کیوں کہ اسی بناء پر خطرات سے تحفظ، حقوق کی بحالی اور ہر ممکن وسائل کے ذریعے فلسطین کی زمین پر قبضہ کرنے سے روکا جا سکتا ہے نیز عالمی برادری سے یہ اپیل کرتی ہے کہ اس کے لیے پوری دانش مندی اور قوت کے ساتھ ظالمانہ قبضوں اور دہشت گردانہ کارروائیوں کو روکنے کے لیے ضروری اقدام کرے۔

قدس شریف کے اندر جاری یہودی کارروائیاں اور اس کی عربی اور اسلامی تشخص کو مٹانے کی ناپاک کوششیں نیز مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنے اور قدس کے اصلی باشندوں کا بشمول مسلمانوں اور مسیحیوں کو پریشان کرنے کے تئیں اکیڈمی انتہائی تشویش اور بے اطمینانی کا اظہار کرتی ہے اور اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ شہر قدس اور مسجد اقصیٰ پوری دنیا میں مسلمانوں کے اہم مقدس مقامات میں سے ہیں، اس لیے کہ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا پہلا قبلہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے معراج ہے۔ نیز مسجد اقصیٰ صرف مسلمانوں کی ہے۔ اس کا یہودیوں سے کوئی تعلق نہیں اور اس مسجد کے تقدس کو پامال کرنے کے خطرات سے بچنے کی ضرورت ہے۔ بہ صورت دیگر قبضہ جمانے والی برسر اقتدار حکومتیں اور اس کو سپورٹ کرنے والے ممالک مسجد اقصیٰ اور قدس شریف پر کیے گئے کسی بھی زیادتی کے ذمہ دار ہوں گے، اس کیلئے کسی طرح کی بات چیت یا تنازل برتنے کا موقع نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی کوئی اس کیلئے جرأت کرے گا کیوں کہ یہ بات چیت وغیرہ سے بہت ہی اعلیٰ وارفع ہے۔

اکیڈمی عالم عرب اور اسلام دونوں کے برسر اقتدار حکمرانوں اور عوام کو فلسطینی مظلوم عوام کا تعاون کرنے کی دعوت دیتی ہے اور انہیں دینی، قومی اور تاریخی تمام باغیوں سے مقبوضہ شہر قدس اور مسجد اقصیٰ کی طرف سے دفاع کرنے اور وہاں کے مجاہد باشندوں

کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے ، اور ان کے قدم جمانے کی ذمہ دار ٹھہراتی ہے تا کہ شہر کو یہودیت سازی یا اقتدار چھننے سے روکا جاسکے۔ کیوں کہ یہ دونوں چیزیں کسی بھی حالت میں برداشت نہیں کی جاسکتی۔

۲: عراق

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے تمام عراقیوں کو اپنے ملک کی بقاء ، اتحاد، اقتدار اور عراقی عوام کی تمام جماعتوں اور عناصر کے مابین حقیقی اعتدال قائم کرنے کی سنجیدہ اور مخلصانہ کوشش کی دعوت دیتی ہے اور رواداری ہر ایک کے لیے منصفانہ حقوق کی بنیاد پر قومی صلح وآشتی کے تحقق ، اور غیر ملکی فوجوں کے وجود کو ختم کرنے ، اور عراق کا دوبارہ ملت عربیہ واسلامیہ کے میدان میں موثر وفعال طریقے سے اپنے رول ادا کرنے کی طرف لوٹنے کی دعوت دیتی ہے۔

۳: صومالیہ

صومالیہ میں موجودہ صورت حال کے تعلق سے اکیڈمی صومال میں حکم ران طبقہ اور عوام دونوں پیمانے پر بھائی چارگی برقرار رکھنے کی اپیل کرتی ہے۔ صومالیوں کو حقیقی صلح اور جھگڑا لڑائی سے بچنے ، اور ذاتی مصلحتوں سے اوپر اٹھ کر صومالیوں کے لیے بڑی اور بنیادی مصلحتوں کے تحقق کی دعوت دیتی ہے اور یہ بھی اپیل کرتی ہے کہ شرعی حکومت کے سائے میں صلح کا یہ سنہرا موقع ضائع نہ ہونے دیں۔ اور ان آوازوں کے پیچھے ہرگز نہ بھاگیں جو صومالیہ کی اس فیصلہ کن تاریخ میں اس کے لیے ضروری مخلصانہ کوششوں کو رائگاں کرنے اور نااتفاقی پیدا کرنے کا باعث بن رہی ہے۔ اور صومالیہ کے باشندوں کو تخریب کے بجائے تعمیر، تفریق کے بجائے اجتماعیت اور تخلف کے بجائے ترقی کے لیے ایک جھنڈے تلے اکٹھا ہونے کی دعوت دیتی ہے تا کہ ملک میں امن وسکون پھر سے بحال ہو سکے۔ اور جنگوں کی وجہ سے ہونے والی تباہ کاریوں کا تدارک ہو سکے۔

اس سلسلے میں اکیڈمی صومالیہ کے ساحل پر قراصنہ کی جانب سے کی جانے والی

نامناسب حرکتوں اور بحریہ (SHipping) کی سلامتی کوخطرہ میں ڈالنے نیز بحر احمر (Red sea) کی سلامتی کو خطرہ سے دوچار کرنے والی تما کارروائیوں کی شدید مذمت کرتی ہے اور اکیڈمی اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ قراصنہ کی یہ حرکتیں فقہی نقطۂ نظر سے مجرمانہ جنگی محاذ قائم کرنے کے مترادف ہے۔

۴: سوڈان

اکیڈمی سوڈان کے صدر عمر بشیر پر انٹرنیشنل کرائم کورٹ کی طرف سے لگائے گئے تمام الزامات کی شدید مذمت کرتی ہے۔ بطور خاص ایسے وقت میں کہ عمر بشیر ملک میں امن وسلامتی پیدا کرنے کی سعی مسلسل کررہے ہیں۔ جب کہ دوسری طرف پوری دنیا غزہ پٹی، ضفۃ غربیۃ اور دنیا کے مختلف علاقوں میں ہونے والے انسانیت سوز جرائم سے چشم پوشی کررہی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ عالمی برادری میں دوہری پالیسیاں بکثرت اپنائی جارہی ہیں، اس لیے اکیڈمی اس طرح کی دوہری پالیسیوں کو ختم کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔

اکیڈمی دارفور کے مسئلے کو سوڈان کی وحدت اور اس کے اپنی زمین پر مکمل اقتدار کی بنیاد پر حل کرنے کی تاکید کرتی ہے۔

اکیڈمی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس کی جانب سے ہونے والی قابل ستائش کوششوں کی تائید کا اعلان اس تنظیم کے جنرل سیکرٹری پروفیسر ڈاکٹر اکمل الدین احسان اوغلی کے تمام اقتصادی، سیاسی اور فوجی مسائل میں سپورٹ کے ساتھ کرتی ہے۔ نیز عالم اسلام کی جانب سے ان تمام میدانوں میں کی جانے والی کوششوں کو سراہتی ہے۔ اور اس میں مزید توسیع کی توقع رکھتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ امت کو تمام آفتوں اور فتنوں سے محفوظ رکھے اور خیر کی توفیق دے۔ وہو ولی التوفیق

قرارداد نمبر: ۱۸۶ (۱۹/۱۲)

☆☆☆

اسلامی اتحاد

آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس کے ماتحت تشکیل یافتہ ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کے گیارھویں اجلاس منعقدہ منامہ، بحرین مؤرخہ ۲۵-۳۰/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴-۱۹/نومبر ۱۹۹۸ء میں ''اتحاد اسلامی'' کے موضوع پر مقالات پیش ہوئے اور بحث ومناقشے ہوئے جن میں اس جانب توجہ دلائی گئی کہ یہ موضوع ان اہم موضوعات میں سے ایک ہے جن پر آج امت مسلمہ کونظریاتی وعملی دونوں پہلوؤں سے غور کرنے کی ضرورت ہے، امت مسلمہ کے اندر فکری، قانونی اور سیاسی اتحاد پیدا کرنے کی کوشش اور توحید خالص کے عقیدہ سے اسے مربوط کرنا اس عالمی اکیڈمی کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

چناں چہ اس پس منظر میں مجمع الفقہ الاسلامی درج ذیل فیصلے کرتی ہے:

اول: اسلامی اتحاد ایک فریضہ ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اسے امت کا لازمی وصف قرار دیا ہے، ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران: ۱۰۲)

''اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط پکڑو اور پھوٹ مت ڈالو''

اور ارشاد ہے:

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (الانبیاء: ۹۲)

''اور یہی تمہارا طریقہ ہے کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے''

اور سنت نبوی میں قولاً وعملاً اس کی سخت تاکید کی گئی ہے، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المسلمون تتكافؤ دماؤهم و هم يد على من سواهم و يسعى بذمتهم أدناهم"

''مسلمانوں کے خون ایک دوسرے کے برابر ہیں اور وہ اپنے غیروں کے
خلاف ایک ہاتھ کی مانند ہیں، اوران میں سے ادنی شخص بھی ان کی طرف
سے ضمان لے سکتا ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اتحاد کو عملاً بروئے کار لاتے ہوئے مہاجرین وانصار کے درمیان مواخاۃ (بھائی چارگی) قائم فرمائی، اور مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کے قیام کے اولین دستور میں اسی حقیقت کو اجاگر کرتے ہوئے مسلمانوں کا یہ وصف بتایا گیا کہ ''وہ دیگر لوگوں کے بالمقابل امت واحدہ (ایک امت) ہیں''۔

قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ کی ان نصوص اور اسی مفہوم کی دیگر نصوص کا تقاضا ہے کہ مؤمنین اسلام کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو جائیں، کتاب وسنت کو تھام لیں، تاریخی نفرتوں، قبائلی نزاعات، شخصی مفادات اور نسلی پرچموں کو پس پشت ڈال دیں، مسلمانوں نے اس عمل کو جب انجام دیا تو پھر عہد نبوت اور صدر اسلام میں اسلامی حکومت کی قوت اجاگر ہوئی، اسلام کا مذہب اور اس کی حکومت مشرق ومغرب میں پھیل گئی، امت نے تہذیب انسانی کی قیادت اس اسلامی تہذیب سے کی جو خدائے وحدہ کی عبودیت پر قائم سب سے عظیم تہذیب تھی، پھر اس نے عدل، آزادی اور مساوات کو قائم کر دکھایا۔

دوم: اسلامی وحدت اس بات میں پوشیدہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی رہنمائی میں عقیدۃً، قولاً اور عملاً اللہ سبحانہ وتعالی کی بندگی بجالائی جائے، اس دین کی حفاظت کی جائے جو مسلمانوں کو زندگی کے فکری، اقتصادی، سماجی اور سیاسی تمام گوشوں میں ایک کلمہ پر جمع کرتا ہے، امت اسلامیہ جب بھی اپنی وحدت کے عناصر سے دور ہوئی، اختلاف وتفرقہ کے اسباب پیدا ہو گئے جو آگے چل کر دیگر متعدد وجوہات کی بنا پر مزید گہرے ہو گئے، جن میں استعماری کوششیں بھی تھیں جنہوں نے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی سیاست اپنا کر امت اسلامیہ کو مختلف ٹکریوں میں منقسم کر دیا اور انہیں قومی ونسلی بنیاد سے وابستہ کر دیا اور عرب اور دوسرے مسلمانوں میں دوری پیدا کر دی، دوسری جانب مستشرقین نے

اپنی تحقیقات میں اپنی بیش تر کوششیں اختلاف کی بنیادوں کو پختہ کرنے میں جھونک دیں اوران تحقیقات کومسلمانوں میں رائج کردیا۔

سوم: فقہی ومسلکی اختلافات جن کی بنیادنصوص شریعت اوران کی دلالتوں کے فہم میں اجتہاد پر ہے، بذات خودایک فطری امر ہے،اس نے اسلام کے تشریعی سرمایہ کو مالا مال کیاہے جس سے شریعت کے مقاصد اورخصوصیات جیسے تیسیر ورفع حرج کی تکمیل ہوئی ہے۔

چہارم: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام واحترام کالازماً تحفظ کیاجائے،علماء سے گذارش کی جائے کہ وہ صحابہؓ کے مقام اورامت کی جانب شریعت کے منتقل کرنے میں ان کے فضل وخدمات اورامت پران کے حق کوواشگاف کریں اور تعارف کرائیں،حکومتوں سے اپیل کی جائے کہ وہ ایسے نظام وقانون بنائیں جن کی رو سے صحابہؓ کی شان میں کسی بھی طرح کی گستاخی کرنے والے کوسزا دی جایے،اسی میں صحابہ کرامؓ کے مقام واحترام کی نگہداشت اوراختلاف کے ایک سبب کی بیخ کنی ہے۔

پنجم: کتاب وسنت کی پابندی کی جائے،اسلاف امت،صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کی پیروی کی جائے،گم راہیوں کواٹھا پھینکا جائے،مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف پیدکرنے اورفتنوں کوہوادینے والی ہرچیز سے گریز کیاجائے اورغیرمسلموں میں اسلام کی دعوت اوراس کے مبادی کوعام کرنے کی کوششوں کوروبہ عمل لایاجائے

سفارشات:

یہ مخفی نہیں کہ ہمارا دور جماعت بندیوں کادور ہے، ہرایک کے اپنے فکری،سماجی اور اقتصادی نظریات ہیں،جوگلوبلائزیشن،سیکولرزم اور موڈرنیٹی کے ناموں پر اور ہر قیدوضابطہ سے آزادابلاغی کھلاپن کے نتیجہ میں سامنے آئے ہیں،یہ صورتحال عالم اسلام کی خصوصیات،اس کی امتیازات اوراس کی روحانی وفکری تہذیب کے خدوخال کوخاتمہ کانشانہ

بنائے ہوئی ہے، ان خطرات سے ہماری امت کا تحفظ اسی شکل میں ہوسکتا ہے کہ اس کے اندر اتحاد ہو اور اختلاف کے اسباب کا ازالہ کیا جائے، بالخصوص جبکہ امت کے پاس باہمی اتحاد کے متعدد عوامل ہیں جو عقائدی، سماجی، اقتصادی، تشریعی اور ثقافتی اتحاد کو شامل ہیں۔

اس روشنی میں اکیڈمی درج ذیل سفارش کرتی ہے:

الف۔ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۸ (۵/۱۰) بابت احکام شریعت کا نفاذ، اس موضوع سے متعلق سفارشات نیز مجمع کی قرارداد نمبر ۶۹ (۷/۷) بابت فکری یلغار (سفارش اول) کی عمل آوری پر زور دیا جاتا ہے۔

ب۔ اسلامی ممالک کی حکومتوں سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس اور "مجمع الفقہ الاسلامی الدولی" کی کوششوں کو تقویت وتعاون فراہم کیا جائے کہ یہ دونوں مسلمانوں کے مابین سیاسی وفکری اتحاد کا ایک حصہ ہیں۔

ج۔ تاریخی نزاعات سے درگذر کیا جائے، ان کے ابھارنے سے امت کے اندر نفرت وکینہ جنم لے گا اور اختلاف وانتشار کی خلیج مزید گہری ہوگی۔

د۔ مسلمانوں میں حکومتی اور عوامی دونوں سطح پر باہمی اعتماد اور حسن ظن کی فضا قائم رکھی جائے ، ذرائع ابلاغ کو استعمال کرکے یگانگت کی روح فروغ دی جائے، تبادلہ خیالات کے اخلاقی آداب کو رواج دینے اور اجتہادی آراء کو انگیز کرنے کی تعلیم دی جائے۔

ھ۔ ان بڑے اور نازک مسائل سے استفادہ کیا جائے جو امت اسلامیہ کو یک جا کرلیں، ان میں سرفہرست قدس اور مسجد اقصی، قبلہ اول ومعراج گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ ہے، اس کی اسلامی شناخت کو درپیش خطرات دور کیے جائیں اور اس بات پر زور دیا جائے کہ یہ تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔

کانفرنس کے شرکاء اسلامی ممالک کی حکومتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ اور ان جیسے مسائل کو مزید اہمیت دیں اور اس بابت مناسب کارروائیوں کے لیے پہل کریں، مثلاً:

☆ سرزمین فلسطین اور فلسطینیوں کو ترک وطن کرانے، یہودیوں کی بستیاں بسانے، یہودی کلچر تھوپنے کی پالیسی اور فلسطینی انسان کو جس غاصبانہ قبضہ، ظلم، جبر، تشدد

ومحرومی، قتل وغارت، انسانی احترام اور بنیادی انسانی حقوق کی پامالی کے مسائل سے گذرنا پڑ رہا ہے، ان سب کی مذمت کی جائے۔

☆ برسر جہاد فلسطین، اس کی مبارک سرزمین اور قبلہ اول مسجد اقصی کا اس کی جنگ آزادی میں بھرپور تعاون کیا جائے، اس کا اور فلسطینی عوام کا ان کے استقلال میں ساتھ دیا جائے۔

☆ صہیونی تحریک اور اسرائیلی تسلط اپنی آزادی اور اپنی مقدسات کی آزادی کی راہ میں برسرپیکار فلسطینی عوام پر جن قسم ہا قسم کے ظلم وجبر اور بھیانک تشدد کے پہاڑ توڑ رہا ہے، اس کی سخت مذمت کی جائے۔

و۔ درج ذیل وسائل اختیار کئے جائیں جن کے ذریعہ ترجیحی بنیادوں پر مرحلہ وار اسلامی اتحاد پیدا ہو، مثلاً:

۱- اسلامی بنیادوں پر تعلیمی مناہج تیار کئے جائیں۔

۲- اسلامی ذرائع ابلاغ کی مشترکہ حکمت عملی وضع کی جائے۔

۳- مشترک اسلامی منڈی قائم کی جائے۔

۴- اسلامی عدالت قائم کی جائے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کی امانت عامہ، مجمع کے ارکان اور ماہرین کی ایک کمیٹی بنائے جو امت اسلامیہ کے حقیقی حالات کی رعایت کرتے ہوئے قابل نفاذ عملی مطالعات تیار کرے، جو ثقافتی اور اقتصادی پہلوؤں کو شامل ہوں، اور ان میدانوں میں اتحاد کو بروئے کار لانے کے ذرائع متعین کرے، ساتھ ہی عرب اور اسلامی تنظیموں کی سطح پر جاری کوششوں سے استفادہ اور مختلف میدانوں کے ماہرین سے تعاون بھی حاصل کرے۔

اس کمیٹی کی سرگرمیوں کو زیادہ باوزن اور سنجیدہ بنانے اور اس کے نتائج مطالعہ وتحقیق کو نافذ کرنے کے مقصد سے ہم سفارش کرتے ہیں کہ کمیٹی اور اس کی ذمہ داریوں کی باضابطہ توثیق آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس سے کرائی جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۹۸(۱۱/۱)

عالم اسلام میں انسانی وسائل کا فروغ

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارھواں سمینار از۲۴ تا۲۹/ جمادی الأخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کو بوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا،'' عالم اسلام میں انسانی وسائل کا فروغ'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- ''انسانی وسائل'' سے انسان کی صلاحیتیں اور تجربات مراد ہیں، چوں کہ انسان کو اسی کے اعتبار سے ارتقاء اور فروغ کا محور، اُس کے وسائل کا حامل اور زمین پر خلافت الٰہی کو قائم کرنے کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا (ھود: ٦١)

''وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور یہاں تم کو بسایا ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرۃ: ٣٠)

''پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں''۔

۲- فروغ انسانی وسائل کا اسلامی مفہوم ایک مسلمہ اصول کا تابع ہے، جس کا خلاصہ

یہ ہے کہ زمین کو بسانا اور اس میں خلافت الٰہی قائم کرنے کی ذمہ داریوں کو لے کر کھڑا ہونا بغیر اس کے ممکن نہیں کہ ایسے انسان کو تیار کیا جائے جو پوری صلاحیت اور اہلیت کے ساتھ ان فرائض کی ادائی پر قادر ہو، نیز جسمانی ، ذہنی ، نفسیاتی اور روحانی مختلف گوشوں سے اس کے قدرتی استعداد وقابلیت اور صلاحیتوں کو پروان چڑھا کر اسے ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنایا جائے۔

۳- اسلامی مفہوم کے مطابق ہمہ گیر ترقی کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے نسل انسانی کا فروغ، تعلیم وتربیت اور صلاحیتوں کو مہمیز کئے بغیر ممکن نہیں، اس سلسلہ میں اکیڈمی اپنے فیصلہ نمبر: ۱۳۸ (۱۵/۴) کو نافذ کرنے پر زور دیتی ہے ، جو طریقۂ تعلیم کی اسلام کاری سے متعلق تھا، جس میں چند امور کے سلسلہ میں سفارشیں منظور ہوئی تھیں ،جن میں چند اہم امور درج ذیل ہیں:

☆ نصاب تعلیم کو اسلامی فکر کے مطابق ترتیب دیا جائے ،جس میں اسلامی نقطۂ نظر (عقیدہ وشریعت اور اسلامی دستور حیات) کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جائے۔

☆ عالم اسلام میں رائج نظام تعلیم وتربیت میں ایسی اصلاحات کی جائیں جس میں اسلامی مسلمات اور عصری تقاضے دونوں جمع ہو جائیں ، اور یہ کام کسی خارجی مداخلت کے بغیر نجی طور پر ہو۔

☆ مختلف علوم وفنون میں اسلامی اصول وروایات میں دخیل افکار وخیالات کو الگ کیا جائے۔

☆ ناخواندگی پر قابو پانے اور نئی نسل کو اسلامی مبادیات اور عصری تقاضوں سے روشناس کرانے کے لیے تمام اسلامی ممالک میں بنیادی تعلیم کو لازمی اور مفت بنایا جائے۔

☆ موجودہ نظامہائے تعلیم کی دوئی کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے اور اس کے لیے ہر اس طریقہ کو اختیار کیا جائے ،جس میں تعلیم وتربیت کی بنیاد اسلامی ترجیحات

ہوں، زمانہ کے تقاضوں اور اختصاص کی ضرورتوں کو اس کے بیچ اس طرح حائل نہ کیا جائے کہ اسلامیت متأثر ہوتی ہو، نیز طلبہ کو حال و مستقبل کے مختلف چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کیا جائے۔

☆ بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کی سکریٹریٹ جنرل سے سفارش کی جاتی ہے کہ وہ تنظیم اسلامی برائے تربیت وثقافت (ایسسکو) اور اس قسم کے دیگر تعلیمی اداروں کے تعاون واشتراک سے ''نصاب تعلیم کے اسلامائزیشن'' کے موضوع پر ایک خصوصی سیمینار کرے، جس میں اس نوعیت کی سابقہ کوششوں سے استفادہ کرتے ہوئے عالم اسلام میں ''نصاب تعلیم کے اسلامائزیشن'' کو فروغ دینے ک لیے ایک جامع لائحہ عمل تیار کیا جائے اور اسے تنظیم اسلامی کانفرنس کے سامنے پیش کیا جائے؛ تاکہ اسلامی ممالک کے وزراء تعلیم آگے کے لائحہ عمل کو تیار کرنے میں اس کو مدنظر رکھیں۔

۴- مفید علوم کا مفہوم صرف دینی علوم نہیں؛ بلکہ امت اور عام انسان کے حق میں جو علوم بھی مفید ہوں، خواہ دینی ہوں یا دنیوی، وہ اس میں داخل ہیں، اور وہ اتنی مقدار میں فرض کفایہ ہیں، جن سے امت کے بنیادی منافع حاصل ہوتے ہوں۔

۵- طریقۂ تعلیم جوانسانی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا ذریعہ ہے، ایسے تہذیبی اقدار اور اصولوں پر مشتمل ہو، جوامت کے عقیدہ اور اس کے مسلّمات سے متعلق ہوں، اور جو ایک مرد مؤمن کے اندر عمل صالح کا شوق پیدا کریں اور نیک تمناؤں کو فروغ دیں، اور اہم ترین اسلامی اقدار یہ ہیں: عالی حوصلگی، احساس ذمہ درای، کار خیر میں سبقت، باہمی مشورہ کی تربیت، اجتماعی طور پر کام کرنے کی عادت، وقت کا احترام، خوداعتمادی، تعمیری مذاکرات، دوسروں کی آراء کا احترام اور بامقصد تنقید، دوسروں کے اختصاص کا احترام، کسی کی معلومات کی قدر، اجتہادی صلاحیتوں کی ہمت افزائی، ذمہ دارانہ آزادی، عدل وامانت،

زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگی، مستقبل کی امنگیں اور کام کی قدر و قیمت کا احترام۔

۶- تعلیم کے نگراں اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیم کے لیے جامع منصوبہ بندی کریں، اور نصاب تعلیم کو اسلامی معاشروں کے تقاضوں اور ضرورتوں سے ہم آہنگ کریں، اور کوشش کریں کہ اس نصاب میں روشن مستقبل کے تلاش کا جذبہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہو، اور اس کے ذریعہ اسلامی تصور کے اعتبار سے ایک ہمہ گیر ترقی کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے نسل انسانی کے ایک کامل اور معتدل ارتقاء کا حصول ممکن ہو۔

۷- ایسی موثر اور کارگر قیادت کی صلاحیت طلبہ میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے، جس کے اندر مختلف میدانوں میں امت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے تعلیم وتربیت کے اداروں کو چلانے کا سلیقہ ہو، اور اس قیادت کی بنیاد اس کے دوستونوں ''قوت وامانت'' پر ہو، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے:

إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (القصص: ۲٦)

''بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہوسکتا ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو''

اور یہ فرمان:

اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ (یوسف: ۵۵)

''ملک کے خزانے میرے سپرد کیجیے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوذرؓ سے یہ فرمانا کہ

إنك ضعيف، وإنها أمانة، وإنها يوم القيامة خزي وندامة إلا من أخذها بحقها وأدى الذي عليه فيها (صحيح مسلم)

''تم کمزور ہو، جبکہ یہ ایک امانت ہے، اور درحقیقت یہ قیامت کے دن رسوائی وندامت ہے، سوائے اس کے کہ حق وصداقت کے ساتھ اسے سنبھالے، اور

اس سلسلہ میں اس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو ادا کرے۔''

۸- علمی تحقیق پر توجہ دی جائے، اور نسل انسانی کے حق میں اس ضروری کام کی امداد کے لیے خرچ کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے؛ تاکہ یہ امت کے لیے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہو سکے، اور امت کے تمام تقاضوں کو پورا کر سکے، اور اس میدان میں کام کے نئے افقوں کو تلاش کر سکے۔

۹- عالم اسلام کے ایک بڑے حصے میں خواتین میں ناخواندگی کے پیش نظر اکیڈمی اس بات پر بطور خاص زور دیتی ہے کہ مسلم معاشرہ کے فروغ میں خواتین کے اندر اپنے کردار کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ان کی تعلیم و تربیت اور ذہن سازی پر خصوصی توجہ دی جائے، اس سلسلہ میں اکیڈمی '' اسلامی معاشرہ کے فروغ میں عورتوں کا کردار- ایک اسلامی اعلامیہ'' کے موضوع سے متعلق اپنے فیصلہ نمبر:۱۱۴(۱۲/۸) اور اس موضوع سے متعلق تمام تجاویز کے مطالعہ کی تلقین کرتی ہے۔

۱۰- تعلیمی پروگرام کے مقاصد اور ایک ہمہ گیر ترقی کے حصول کو آسان بنانے کے لیے نسل انسانی کی اٹھان کا سب سے کامیاب ذریعہ دوسرے اہم ابنیادی عناصر کے ساتھ ساتھ درج ذیل دو عناصر پر خصوصی توجہ مبذول کی جائے:

الف- تمام میدانوں میں شریعت اسلامی کو قابل عمل بنانے کی کوشش کی جائے، اس سلسنہ میں شریعت اسلامی کے احکام کی تطبیق سے متعلق اکیڈمی اپنے فیصلہ نمبر:۴۸(۵/۱۰) کے مطالعہ کی تاکید کرتی ہے۔

ب- ذمہ دارانہ آزادی، عدل اور امن وسلامتی کو اس کے وسیع ترین معنی میں عام کیا جائے، ظلم واستبداد کی حوصلہ شکنی کی جائے، شریعت کے کلی اصول اور مقاصد شریعت کی رو سے انسانی حقوق کے اصول وضوابط کو بروئے کار لایا جائے، چوں کہ انسانی حقوق کا اسلامی لائحۂ عمل انہیں مقاصد کی روشنی میں مرتب ہوا ہے، اکیڈمی نے بھی اپنے فیصلہ میں اس کو باقی رکھا ہے۔

۱۱- تہذیبی ترقی اور فروغ انسانی وسائل کے معیار میں اضافہ کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، اور دوسرے ممالک میں بھی ملیشیا اور چند دیگر اسلامی ممالک کے طرز پر اس کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

سفارشیں:

۱- اسلامی ممالک سے باصلاحیت افراد کا دوسرے ملکوں کی جانب ہجرت کرنا باعث تشویش ہے، اس صورتحال کے اسباب کے جائزہ، اس کے علاج اور اس کے اثرات کو کم کرنے کے لیے خصوصی تحقیق کرانا اور سیمینار منعقد کرنا وقت کا تقاضہ ہے۔

۲- تربیت وتعلیم، ثقافت، ٹریننگ اور مفید تجربات حاصل کرنے کے لیے مختلف میدانوں میں تمام اسلامی ممالک کے درمیان تعاون باہمی اور اتفاق ازبس ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (المائدۃ: ۲)

''جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو، اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو، اللہ سے ڈرو، اس کی سزا بہت سخت ہے''

یہ سیمینار اسلامی اتحاد سے متعلق اکیڈمی کے فیصلہ نمبر: ۱۹۸(۱۱/۱) کو بروئے کار لانے کی سفارش کرتا ہے۔

۳- اختصاص کے ایسے اداروں اور علمی تحقیقاتی مراکز کے قیام کی ہمت افزائی کی جائے، جو نسل انسانی کی ترقی، اور اختراعی ذہن کے حامل افراد اور ذہنی صلاحیتوں کے مالک فائق ترین لوگوں پر خصوصی توجہ دے سکے۔

۴- ٹیکنالوجی کو برآمد کرنے اور اسلامی ممالک میں اس کی افزائش کے موضوع پر

ایک خصوصی سمینار منعقد کیا جائے ،اور تکنیکی تعلیم پر بھی توجہ دی جائے۔

۵- ناخواندگی، تکنیکی اور صنعتی تعلیم کے میدان میں بعض اسلامی اور دیگر ممالک کے تجربات سے استفادہ کیا جائے۔

۶- عالم اسلام اور عالم اسلام کے باہر مقیم مسلم علماء کے درمیان تعاون اور باہم جوڑنے کی راہ فراہم کی جائے۔

قرارداد نمبر:۱۶۴(۱۸/۲)

اسلام اور مغرب

Islam & the West

انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ (IIIT) واشنگٹن کے سوالات

اکیڈمی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مورخہ ۸-۱۳/ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں IIIT کے سوالات اور بعض ارکان و ماہرین اکیڈمی کی جانب سے تیار کئے گئے جوابات کو بغور دیکھنے کے بعد فیصلہ کیا کہ:

امانت عامہ کو ذمہ داری دی جائے کہ اجلاس کے طے کردہ مندرجہ ذیل جوابات IIIT کو بھیج دیے جائیں۔

اجلاس کے طے کردہ جوابات

(سوالات نمبر ۱، ۲، ۶، ۷، ۱۵ اور ۲۲ کے جوابات نہیں دیئے گئے ہیں)۔

تیسرا سوال:

کسی غیر مسلم مرد کے ساتھ مسلم خاتون کی شادی کا کیا حکم ہے؟ خصوصاً جب کہ بیوی کو شادی کے بعد شوہر کے اسلام لانے کی امید ہو، بہت ساری مسلم خواتین محسوس کرتی ہیں کہ بیش تر حالات میں ان کے ہم رتبہ مسلم شوہر انہیں میسر نہیں ہو پاتے ہیں، اور انہیں بے راہ روی کا خطرہ رہتا ہے یا شدید تنگی کے حالات میں زندگی گذارتی ہیں۔

جواب:

غیر مسلم مرد کے ساتھ مسلم خاتون کی شادی قرآن وسنت اور اجماع کی رو سے شرعاً ممنوع ہے، اگر ایسی شادی کر ہی لی جائے، تب بھی وہ باطل ہوگی، اور نکاح سے مرتب ہونے والے شرعی احکام اس پر مرتب نہیں ہوں گے، نیز ایسی شادی سے ہونے والی اولاد

ناجائز ہوگی، شوہر کے اسلام قبول کرلینے کی امید سے اس حکم پر کچھ بھی اثر نہیں پڑے گا۔

چوتھا سوال :

بیوی نے اسلام قبول کرلیا، لیکن شوہر کفر پر قائم ہے، اس شوہر سے بیوی کے بچے بھی ہیں، جن کے متعلق بیوی کو بے راہ روی اور ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے، رشتۂ زوجیت باقی رہنے کی صورت میں بیوی کو امید ہے کہ شوہر اسلام لے آئے گا، ایسی صورت میں کیا دونوں کی باہمی معاشرت اور ازدواجی تعلق باقی رہ سکتا ہے؟

اور اگر بیوی کو شوہر کے قبولِ اسلام کی امید نہ ہو، لیکن شوہر بیوی کیساتھ بہتر سلوک کرتا ہو اور اس سے علاحدگی میں بیوی کو دوسرا مسلم شوہر نہ ملنے کا اندیشہ ہو تو کیا حکم ہوگا؟

جواب :

صرف عورت اسلام قبول کرتی ہے، اور شوہر اسلام لانے سے انکار کرتا ہے تو دونوں کا باہمی نکاح ختم ہوجائے گا، اور دونوں کا ایک ساتھ رہنا جائز نہیں ہوگا، البتہ بیوی عدت کی مدت تک انتظار کرے گی، اس دوران اگر شوہر اسلام لے آتا ہے تو سابق عقد ہی سے عورت اس کی زوجیت میں آجائے گی۔ اگر عدت ختم ہوگئی اور شوہر نے اسلام قبول نہیں کیا تو دونوں کے مابین رشتہ بالکل ختم ہوجائے گا، پھر اگر شوہر اس کے بعد اسلام قبول کرلیتا ہے اور دونوں اپنے رشتہ ازدواج کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں تو از سرنو نکاح کرکے لوٹ سکتے ہیں، نام نہاد حسن معاشرت اور حسن سلوک جیسی چیزوں کی وجہ سے رشتۂ زوجیت برقرار نہیں رہ سکتا۔

پانچواں سوال:

غیر مسلموں کے قبرستان میں مسلمانوں کی تدفین کا کیا حکم ہے، جب کہ مقبرہ و قبرستانوں سے باہر تدفین کی اجازت نہیں ہے، اور بیش تر امریکی اور یوروپی ممالک میں مسلمانوں کے اپنے مخصوص قبرستان نہیں ہیں؟

جواب:

غیر اسلامی ممالک میں ضرورتاً غیر مسلم قبرستانوں میں مسلمانوں کی تدفین جائز ہے۔

آٹھواں سوال:

بعض مسلم خواتین یا نوجوان لڑکیاں نوکری یا تعلیم کی وجہ سے تنہا قیام کرنے پر یا دوسری غیر مسلم خواتین کے ساتھ قیام کرنے پر مجبور ہوتی ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:

دیار غیر میں کسی مسلم خاتون کے لیے تنہا قیام شرعاً جائز نہیں ہے۔

نواں سوال:

مغربی ممالک میں قیام پذیر بہت ساری خواتین بتاتی ہیں کہ جسم کے جن حصوں کا پردہ زیادہ سے زیادہ ان کے امکان میں ہے، وہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ پورا جسم ہے، بعض خواتین کو اپنی نوکری میں سرڈھانپنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے، تو نوکری کی جگہوں یا تعلیم گاہوں میں اجنبی مردوں کے درمیان جسم کے کن اعضاء کو کھولنے کی اجازت ہوسکتی ہے؟

جواب:

جمہور علماء کے نزدیک مسلم خاتون کا حجاب چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ پورا جسم ہے، بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، اور فتنہ کے اندیشہ کی صورت میں چہرہ اور ہتھیلیوں کا پردہ بھی ضروری ہے۔

دسواں اور گیارھواں سوال:

مغربی ممالک میں پڑھنے والے بہت سے مسلم طلباء اپنے تعلیمی اور معاشی اخراجات کی تکمیل کے لیے نوکری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، کیوں کہ بیش تر طلبہ کے گھر

سے آنے والی رقم کافی نہیں ہوتی اور اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے نوکری ضروری ہو جاتی ہے اور عموماً نوکری ایسے ہوٹلوں میں ملتی ہے جہاں شراب فروخت کی جاتی ہے اور ایسے کھانے پیش کیے جاتے ہیں جن میں خنزیر کا گوشت وغیرہ حرام اشیاء بھی ہوتی ہیں، ایسی جگہوں پر نوکری کرنے کا کیا حکم ہے؟

کسی مسلمان کے لیے شراب اور خنزیر فروخت کرنے یا شراب تیار کرنے اور غیر مسلموں کے ہاتھ فروخت کرنے کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ ان ممالک میں بعض مسلمانوں نے اسی کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔

جواب:

اگر کسی مسلمان کو کوئی جائز کام نہ ملے تو کافروں کے ہوٹلوں میں اس شرط کے ساتھ نوکری کی گنجائش ہے کہ وہ بذاتِ خود شراب نہ پلائے نہ اسے پیش کرے، اور نہ اس کے بنانے اور اس کی تجارت میں ملوث ہو، خنزیر کے گوشت اور دوسری حرام اشیاء پیش کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

بارھواں سوال:

بہت ساری دوائیں ایسی ہیں جن میں ایک فیصد سے لے کر ۲۵ فیصد تک مختلف مقدار میں الکحل شامل ہوتا ہے، ایسی بیش تر دوائیں زکام، کھانسی اور گلے کی خراش وغیرہ عام بیماریوں کی دوائیں ہوتی ہیں، ان امراض کی دواؤں میں سے تقریبا ۹۵٪ دواؤں میں الکحل شامل ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ الکحل سے خالی دواؤں کا حصول دشوار یا ناممکن ہو جاتا ہے، ایسی دواؤں کے استعمال کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب:

اگر الکحل سے خالی دوائیں میسر نہ ہوں اور قابل اعتماد اور اپنے پیشہ میں امانت دار ڈاکٹر ایسی دوا تجویز کریں تو مسلمان مریض کے لیے الکحل ملی ہوئی دوا استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

تیرھواں سوال:

مغربی مما لک میں ایسے خمیر اور جلاٹین ملتے ہیں جن میں بہت تھوڑی مقدار میں خنزیر سے تیار کردہ اجزاء پائے جاتے ہیں تو ایسے خمیر اور جلاٹین کا استعمال کیا شرعاً جائز ہے؟

جواب:

غذاؤں میں خنزیر سے تیار کردہ جلاٹین اور خمیر کا استعمال مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے، البتہ شرعی طور پر ذبح کیے گئے جانور یا نباتات سے تیار کردہ خمیر اور جلاٹین جائز ہیں اور ان سے یہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

چودھواں سوال:

بہت سارے مسلمان اپنی بچیوں کی شادی کی تقریبات اپنی مساجد میں منعقد کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، اور عموماً ان تقریبات کے دوران رقص ونغمہ وغیرہ بھی ہوتے ہیں، ان تقریبات کے لیے دوسری جگہیں انہیں میسر نہیں ہوتی ہیں، مسجد میں ایسی تقریبات منعقد کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:

مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے، لیکن ایسی تقاریب جن میں مردوعورت کا اختلاط، بے پردگی اور رقص ونغمہ جیسی شرعی ممنوعات بھی ہوں، مسجد میں منعقد کرنا جائز نہیں ہے۔

سولھواں سوال:

مسلمان طالب علم یا طالبہ اس طرح نکاح کریں کہ ان کو برقرار رکھنا مقصود نہ ہو، بلکہ ابتداء ہی سے یہ نیت ہو کہ تعلیم کی تکمیل اور اپنے اصل وطن واپسی کے وقت یہ رشتہ ختم کر دیا جائے گا لیکن نکاح انہیں الفاظ میں کیا جارہا ہو جو دائمی شادی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں تو ایسی شادی کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب:

اصل یہ ہے کہ شادی میں پائے داری اور ہمیشگی پائی جائے، اور ایک پائے دار خاندان وجود میں آجائے، جب تک کہ کوئی مانع نہ پیش آجائے (اس لیے یہ نکاح ایک دائمی نکاح کی نیت سے منعقد ہوگا)۔

سترھواں سوال:

عورتوں کا اَبرو کے بال کاٹ کر اور سرمہ لگا کر تعلیم گاہوں یا نوکری کے مقامات پر جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:

مرد وعورت دونوں کے لیے سرمہ لگانا شرعاً جائز ہے، لیکن ابرو کے بال اگر عورت کے لیے بدنما نہ ہوں تو کاٹنا جائز نہیں ہے۔

اٹھارھواں سوال:

کچھ مسلم خواتین ایسی جگہ کام کرتی ہیں جہاں آنے والے اجنبی مردوں سے مصافحہ نہ کرنے میں دشواری پیش آجاتی ہے، چناں چہ دشواری سے بچنے کے لیے وہ اجنبی مردوں سے مصافحہ کرتی ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

اسی طرح بہت سارے مسلمان مرد ایسے ہیں جہاں اجنبی عورتیں آتی ہیں اور مصافحہ کرتی ہیں، اور مصافحہ سے گریز کی صورت میں ان کے بقول تنگی ہوتی ہے۔

جواب:

مرد کے لیے اجنبی بالغ عورت سے مصافحہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح اس کے برعکس صورت کا حکم ہے۔

انیسواں سوال:

پنج وقتہ نمازوں، یا جمعہ یا عیدین کے لیے ایسے کلیساؤں کو اجرت پر لینا کیسا ہے

جن میں مجسمے اور دیگر وہ چیزیں ہوں جو کلیساؤں میں عموماً ہوا کرتی ہیں، واضح رہے کہ عام طور پر سب سے کم نرخ پر عیسائیوں سے کلیسا حاصل ہو جاتے ہیں، خیراتی ادارے اور یونیورسٹیز بھی ایسے کاموں کے لیے بعض کلیسا مفت فراہم کرتے ہیں۔

جواب:

بوقت ضرورت کلیسا کو نماز کے لیے اجرت پر لینے میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے، البتہ مجسموں اور تصاویر کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھی جائے اور اگر وہ قبلہ کے رخ پر ہوں تو ان کو کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے۔

بیسواں سوال:

اہل کتاب یہود ونصاری کے ذبائح اور ان کے ہوٹلوں میں پیش کئے جانے والے کھانوں کا کیا حکم ہے، جب کہ ان پر اللہ کے نام لئے جانے کا علم نہ ہو۔

جواب:

اہل کتاب کے ذبائح جو شرعاً قابل قبول طریقہ پر ذبح کئے گئے ہوں، خواہ ان پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہو، جائز ہیں (۱) ساتھ ہی اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ آئندہ سمینار میں اس موضوع کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے۔

اکیسواں سوال:

متعدد ایسی تقریبات میں مسلمانوں کو مدعو کیا جاتا ہے، جہاں شراب پیش کی جاتی ہے، اور مرد وعورت کا اختلاط ہوتا ہے، ایسی تقریبات سے اگر مسلمان گریز کریں تو معاشرہ کے بقیہ لوگوں سے کٹ جائیں گے، اور انہیں بعض فوائد سے محروم بھی ہونا پڑے گا۔

تو شراب نوشی، رقص اور خنزیر خوری سے گریز کرتے ہوئے ایسی تقریبات میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

جواب:

جن تقریبات میں شراب پیش کی جاتی ہے، کسی مسلم مرد اور مسلم خاتون کے لیے معاصی ومنکرات کی ان تقریبات میں شرکت جائز نہیں ہے۔

تیئسواں سوال:

بیشتر امریکی اور یوروپین ممالک میں رمضان یا شوال کے چاند کی رؤیت دشوار یا ناممکن ہوتی ہے، لیکن ان میں سے بیش تر علاقوں میں موجودہ سائنسی ترقی کے ذریعہ دقیق ترین حسابی طریقہ پر چاند کی پیدائش معلوم کی جاسکتی ہے، تو کیا ان ممالک میں حساب پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

کیا آلات رصد سے مدد لی جاسکتی ہے اور ان کے غیر مسلم ذمہ داران کی بات قبول کی جاسکتی ہے، واضح رہے کہ ان امور میں ان کی بات درست ہونے کا ظن غالب رہتا ہے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ روزہ افطار کے اندر بعض اسلامی مشرقی ممالک کے مطابق عمل کرنے کے نتیجہ میں امریکہ ویورپ کے مسلمانوں میں باہم کافی اختلافات ہوتے ہیں، اور عید کے اہم فوائد ختم ہوجاتے ہیں، ایسی مشکلات تقریبا ہمیشہ پیدا ہوتی رہتی ہیں، حسابی طریقہ اپنانے سے بعض حضرات کے خیال میں یہ مشکل ختم ہوسکتی ہے۔

جواب:

رؤیت پر اعتماد ضروری ہے، البتہ احادیث نبوی اور سائنسی حقائق کی رعایت کرتے ہوئے فلکیاتی حساب اور آلات رصد سے مدد لی جاسکتی ہے۔

اگر ایک شہر میں رؤیت ثابت ہوجائے تو مسلمانوں پر اس کی پابندی ضروری ہے، اور اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوگا کیوں کہ روزہ وافطار کے احکام میں خطاب مسلمانوں کو عام ہے۔

چوبیسواں سوال:

امریکہ اور دیگر مسلم ممالک کی وزارتوں اور شعبوں خصوصا ایٹمی صنعت اور اسٹریٹجک ریسرچ کے میدانوں میں مسلمانوں کے کام کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:

غیر اسلامی حکومتوں کے شعبوں اور اداروں میں شرعا مباح کام کرنا مسلمانوں کے لیے جائز ہے، بشرطیکہ ان کے کام کے نتیجہ میں مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو۔

پچیسواں اور چھبیسواں سوال:

کیا کوئی مسلمان انجینئر کلیسا وغیرہ کے نقشے بنا سکتا ہے، جب کہ یہ چیز اس کمپنی کے کام کا حصہ ہو جس میں وہ نوکری کرتا ہے، اور اس سے انکار کی صورت میں نوکری سے برطرفی کا اندیشہ ہو۔

(۱) علماء ہند و پاک کی رائے عام طور پر اس کے ناجائز ہونے کی ہے۔(مترجم)

کیا کسی تعلیمی یا مشنری عیسائی ادارے یا کلیسا کو کوئی مسلمان فرد یا ادارہ چندہ دے سکتا ہے؟

جواب:

کسی مسلمان کے لیے کفار کی عبادت گاہوں کی تعمیر کرنا یا ان کے نقشے بنانا یا ان میں مالی یا عملی تعاون دینا جائز نہیں ہے۔

ستائیسواں سوال:

بہت سارے مسلم گھرانوں کے مرد شراب اور خنزیر وغیرہ کی فروختگی کا کام کرتے ہیں، ان کی بیوی اور بچے جوان کی آمدنی سے پرورش پاتے ہیں، اسے پسند نہیں کرتے ہیں، تو کیا اس پر انہیں گناہ ہوگا؟

جواب:

حلال کمائی پر قدرت نہ رکھنے والے بچوں اور بیویوں کے لیے شراب وخنزیر کی فروختگی وغیرہ سے حاصل ہونے والی شوہر کی حرام آمدنی میں سے ضرورتاً کھانا جائز ہے، بشرطیکہ انہوں نے اس کو حلال آمدنی حاصل کرنے اور دوسرے کام کی تلاش پر آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کرلی ہو۔

اٹھائیسواں سوال:

رہائشی مکان، ذاتی استعمال کی گاڑی اور گھریلو فرنیچر کو ایسے بنکوں اور اداروں سے قرض لے کر خریدنے کا کیا حکم ہے جو سامانوں کو رہن میں رکھ کر مذکورہ قرض پر ایک مقررہ سود وصول کرتے ہیں، مکان، گاڑی اور فرنیچر میں عموماً خریداری کا متبادل ماہانہ قسط وار کرایہ ہوتا ہے جو اس خریداری کی قسط سے عموماً زیادہ ہوتا ہے جو بنک وصول کرتا ہے۔

جواب: یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۲۳(۱۱/۳)

مسلم اقلیتوں کے معاملات سے متعلق

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سولھواں فقہی سمینار جواز ۳۰/صفرتا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات میں منعقد ہوا، اس میں ''مسلم اقلیتیں'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز پاس کیں:

تجاویز:

۱- عالم اسلام کے باہر رہائش اختیار کرنے والوں کو ''اقلیات'' یا ''جالیات'' (غیر ملکی افراد کی کالونی) کا نام نہیں دینا چاہیے، چوں کہ یہ نام تو قانونی اصطلاحات کے درجہ میں ہیں، جن کا اسلامی وجود کی حقیقت سے کوئی متعلق نہیں، چوں کہ اسلام میں ہمہ گیریت، اصلیت، ٹھہراؤ اور دوسری سوسائٹی کے ساتھ بقائے باہم پر زور دیا جاتا ہے، ایسے لوگوں کے لیے مناسب تعبیر ''مسلمانان مغرب'' یا ''عالم اسلام کے باہر بسنے والے مسلمان'' ہے۔

۲- اسلامی ممالک سے باہر مسلمانوں کے اسلامی وجود کی بقا اور تحفظ کیلئے ہر قسم کے ممکنہ وسائل کو کام میں لانا چاہیے، نیز ان کی دینی تہذیبی اور ثقافتی خصوصیات کا دفاع کرنا چاہیے۔

۳- مغربی ممالک کی شہریت کے تقاضے اسلامی شناخت اور اقدار کی حفاظت کے منافی نہیں ہیں۔

سفارشات:

۱- ایک علمی وتحقیقی مرکز کا قیام عمل میں لایا جائے جو بیرون عالم اسلام بسنے والے مسلمانوں کے احوال پر نظر رکھے، اور غیر مسلموں کے درمیان اسلام کا صحیح تصور پیش کرے۔

۲- اکیڈمی کے زیر نگرانی ایک شرعی کمیٹی کی تشکیل ہو جو عالم اسلام کے باہر رہائش پذیر مسلمانوں کے پیش آمدہ فقہی مسائل کا صحیح اور بروقت حل پیش کرے۔

۳- اکیڈمی اسلامی ممالک اور دیگر ممالک میں سرگرم مسلم اداروں کے تعاون سے غیر مسلم ممالک کے ائمہ ودعاۃ، اور اسلامی مراکز کے ذمہ داروں کے لیے مخصوص تربیتی ورکشاپ منعقد کرے۔

۴- غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کو اسلام کے غیر متبدل اصولوں پر کاربند رہنے، مسلکی اختلافات کو نظر انداز کرنے اور دینی شعائر میں وحدت اختیار کرنے کی دعوت دی جائے۔

۵- مسلمان غیر مسلم ممالک میں تہذیبی نمونے بن جائیں جو اپنے طور طریق اور کردار وافکار اور دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں اسلام کی نمائندگی کرتے ہوں۔

۶- تنظیم اسلامی کانفرنس کو تنظیم کے ممبر ممالک کے علاوہ دوسرے ملکوں میں مسلم مسائل سے دلچسپی رکھنے والے اداروں کا بھی تعاون کرنے کی درخواست کی جائے، نیز اس سلسلہ میں تنظیم اسلامی کانفرنس کی جانب سے مرتب ہونے والی تجاویز کو روبہ عمل لایا جائے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۵۱(۱۶/۹)

غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی قومیت کے تقاضے اور مسلّماتِ شریعت کی پابندی تطبیق کی صورت

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترھواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، ''غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی قومیت کے تقاضے اور مسلّماتِ شریعت کی پابندی کے درمیان تطبیق کی صورت'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- قومیت سے مراد کسی متعین حکومت سے انتساب ہے، اس انتساب کا تعلق ارض ووطن، اور وہاں کی شہریت سے ہے، شرعی مسلّمات سے مراد وہ شرعی، اعتقادی، عملی اور اخلاقی احکام ہیں جن کے بارے میں شرعی نصوص قطعی موجود ہیں یا جن پر امت مسلمہ کا اجماع ہے، اور یہ سب کے سب ضروریات پنج گانہ (دین، نفس، عقل، نسل اور مال) کی حفاظت سے متعلق ہیں۔

۲- غیر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے لیے ان سماجی، سیاسی اور معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے شرعاً کوئی مانع نہیں جو مذکورہ مسلّمات اور ضروریات دین سے متصادم نہ ہوں بطور خاص ایسی صورت حال میں جب یہ قومیت کے تقاضوں

میں شامل ہو، شرط یہ ہے کہ ان کا اسلامی تشخص وامتیاز خطرہ میں نہ پڑے۔

۳- مغربی ممالک میں رہائش پذیر مسلمانوں کے لیے جب بعض حقوق کی بازیافت اور مظالم کے دفاع کا راستہ یہی رہ جائے تو اس غرض سے ملکی عدالتوں میں مقدمات لے جانا ممنوع نہیں۔

۴- غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کے لیے فتووں میں استثناء کے اصول پر صرف اسی وقت عمل کیا جائے گا جب ''ضرورت'' یا ایسی ''عمومی حاجت'' متحقق ہو جائے جو شرعی مشقت اور حرج تک پہنچا دینے والی ہو، ضرورت یا حاجت کے تحقق میں شرعی اصول وضوابط کا لحاظ کیا جائے گا، اور ضرورت وحاجت کے بقدر ہی اس استثنائی حکم کو محدود رکھا جائے گا۔

سفارشیں:

۱- اکیڈمی غیر مسلم ممالک میں رہائش پذیر مسلمانوں کے اور اسلامی ممالک اور سوسائٹیوں کے درمیان ربط باہم اور قومی تر تعلقات کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔

۲- اکیڈمی اسلامی ممالک کو اس جانب متوجہ کرتی ہے کہ غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کی امداد وتعاون میں فیاضی سے کام لیں تاکہ جن علاقوں میں وہ زندگی گذارتے ہیں، وہاں اپنے وجود وبقا کو مستحکم کر سکیں، اس امداد وتعاون اور کار خیر میں ایسے مدارس اور اسکول وکالجز کا قیام بھی شامل ہے جہاں دین اسلام اور عربی زبان کی تدریس کا خصوصی اہتمام ہو، اور جن کالجز سے فارغ ہو کر اسلام کے مبلغین اور ائمہ ان ممالک کے مسلمانوں کا اسلامی تشخص برقرار رکھنے میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

۳- ایک ایسے مرکز کا قیام عمل میں لایا جائے جو تنظیم اسلامی کانفرنس کے ممبر ممالک کے علاوہ دیگر ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کی صورت حال سے وسیع پیمانہ پر آگاہ کرتا رہے، یہ مرکز مسلمانوں کے تہذیبی ڈھانچہ، ان کی تاریخ، ان کے

ممالک میں ان کی قدر ومنزلت کا جائزہ لے، اور وہاں سرگرم عمل اسلامی تحریکات اور تنظیموں کی سرگرمیوں کا بھی سروے کرے، اور یہ سروے غیر مسلم ممالک میں رہائش پذیر مسلمانوں کے ایک ہمہ گیر جائزہ کی شکل میں ہو۔

۴- ایسے باصلاحیت اور لائق مبلغین تیار کئے جائیں جو غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کی لسانی، روایتی، سیاسی، فکری، معاشی اور سماجی صورت حال کا لحاظ کرتے ہوئے ان کو مخاطب کرنے پر قادر ہوں۔

۵- غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے مسائل سے دل چسپی رکھنے والے اسلامی مراکز کو اس طرف متوجہ کیا جائے کہ وہ اپنے علاقوں کے فقہی اداروں سے رابطہ میں رہیں، اور ان کے لیے معاون بنائیں، چوں کہ فقہی اداروں کے ممبران بالعموم ایسے حضرات ہوتے ہیں، جو اپنے معاشرہ کے مسائل سے وابستہ ہوتے ہیں یا ان مسائل ہی کے درمیان جیتے ہیں، اس طریقہ سے مسلمانوں کے دینی حقوق کے حصول اور ان کے مطابق حال مسائل کا شرعی حل دریافت کرنے میں کوششیں تیز تر کی جاسکیں گی۔

۶- غیر مسلم ممالک کے فقہی اداروں اور اکیڈمیوں سے اس بات کی توقع کی جاتی ہے کہ وہ بین الاقوامی مجمع الفقه الاسلامی کو امت مسلمہ کا علمی وفقہی مرجع مان کر اس کے ساتھ ربط وتعاون کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

قرارداد نمبر: ۱۵۵(۱۷/۴)

نیا عالمی نظام، گلوبلائزیشن اور علاقائی بلاکس اور ان کے اثرات

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چودھویں سمینار منعقدہ دوحہ، قطر مؤرخہ ۸-۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶/ جنوری ۲۰۰۲ء میں موصول مقالات کو دیکھنے اور ان پر ہوئی بحثوں کو سننے کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

اول: گلوبلائزیشن اور نئے عالمی نظام سے مراد:

گلوبلائزیشن اپنی شکل اور مظاہر میں یہ مفہوم رکھتی ہے کہ سامانوں اور افکار و خیالات کا تبادلہ آسان ہوگیا ہے اور اقوام وممالک کے بیچ پردے ہٹ گئے ہیں، بایں طور کہ دنیا ایک چھوٹے عالمی گاؤں کی مانند ہوگئی ہے، یہ نئی ٹیکنالوجی کی ترقی اور عالمی ربط وتعامل کے وسائل کی ایجاد ہونے کی وجہ سے ہوا ہے، ان میں عالمی علاقائی بلاک، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن، ملٹی نیشنل کمپنیاں وغیرہ ہیں، اس کے جلو میں بڑی طاقتوں اور معاصر مغربی تہذیبی عوامل نے اس کے امکانات کا استحصال اپنے مفاد کے لیے کیا، جس کے نتیجہ میں انسانی زندگی کے بیشتر میدانوں پر انھوں نے اپنے گرفت اور کنٹرول قائم کرلیا ہے، بلکہ ان قوتوں نے جدید ٹیکنالوجی کی مزید ترقی کے سربراہی وقیادت بھی اپنے ہاتھ میں لے لی تاکہ مزید ایسے وسائل وآلات اور ٹیکنالوجی تیار کریں جوایک جانب ان کی قوتوں اور صلاحیتوں میں مزید اضافہ کریں اور دوسری طرف انسانی زندگی کے تمام آفاق پر اس کے غلبہ اور کنٹرول کو بھی مزید مستحکم کردیں۔

اس کے ساتھ وہ تصور بھی وابستہ کیا گیا جسے نیا عالمی نظام (New Wold Order)

کہا جاتا ہے، جو در اصل عالمی اداروں کے قیام اور عالمی کانفرنسوں کے انعقاد پر قائم ہے جن میں مختلف تربیتی، اقتصادی، اجتماعی، ماحولیاتی اور آبادی کے مسائل پر اس انداز سے بحث وتحقیق کی جاتی ہے جس سے بڑی طاقتوں کے مفادات پورے ہوں اور معاصر مادی مغربی تہذیب کا تصور عام کیا جائے۔

اپنی اس صورت میں گلوبلائزیشن امت مسلمہ کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے جو ایک الٰہی پیغام رکھتی ہے، اور جس نے ایک ہدایت یافتہ انسانی تہذیب کو وجود بخشا ہے، جس تہذیب نے انسان کو ہر میدان میں فلاح وبہبود سے ہمکنار کیا، یہ صورت حال زندگی کے سیاسی، ثقافتی وتربیتی اور اقتصادی واعلامی تمام میدانوں میں امت کے علماء، حکمرانوں، مفکرین اور قائدین کے سر بڑی بھاری ذمہ داری ڈالتی ہے کہ وہ ایک عام اسلامی بیداری کے لیے کام کریں جو امت کو ترقی کی شاہ راہ پر ڈال سکے۔

اس کے لیے دو میدانوں کی اہمیت زیادہ ہے:

اول۔ امت کی نسلوں اور اس کے مختلف افراد کی حفاظت ان چیلنجوں سے کی جائے جو معاصر گلوبلائزیشن کے مظاہر مغربی اثرات کے تحت پیدا کر رہے ہیں۔ اس کا تقاضا ہے کہ ایسی معاصر اسلامی شخصیت کی تشکیل کے لیے زبردست کوششیں کی جائیں جو جدید چیلنجوں کا مقابلہ شعور وبصیرت کے ساتھ اور اسلام کے عمیق فہم کی بنیاد پر کر سکے، جس میں اعتدال وتوازن ہو، جو ایمان اور عمل کا جامع ہو، جو اسلامی اصولوں اور معاصر تقاضوں کا جامع ہو اور جو اسلام کی ٹھوس بنیادوں پر ثابت قدم اور زمانہ کی ایجادات کے تئیں کشادہ قلب ہو اس کے لیے تعلیم و تربیت کے نظام پر خاص توجہ دینی ہوگی، بالخصوص دینی نصاب کو مضبوط بنانا ہو گا، اور اس میں بیرونی قوتوں کی کسی بھی مداخلت کا انکار کرنا ہوگا۔

دوم۔ گلوبلائزیشن کے میکنزم اور وسائل کے ساتھ رویہ میں اقدامی پہلو اختیار کیا جائے، جو شعوری اور جامع اسکیم کے تحت ہو اور اس میں تمام معاصر انسانی سماجوں کو مخاطب کیا جائے، اسلوب افہام وتفہیم کا ہو، زبان قابل فہم وادراک

اور جلد بازی وسطحیت سے دور ہو، محدود نظریہ سازی نہ ہو، اور فکر، تعلیم وذرائع ابلاغ سب کو شامل ہو اور مقصد یہ ہو کہ ایسی نئی ایجادات اور علمی وترقیاتی معاشی تحقیقات انجام دی جائیں جو تاج کے ہر فرد کے لیے ایک اچھی اور باعزت زندگی کی ضمانت دیں۔

اکیڈمی ان مذکورہ بالا جامع منصوبہ کے دائرہ میں، اور اس اساس پر کہ اسلام ایک عالمی دین ہے جو انسانوں کی دنیوی واخروی بہبود کے لیے آیا ہے، اور وہ آخری دین ہے جس کے علاوہ کچھ بھی عنداللہ مقبول نہیں، درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

۱- اسلام کے عالمی اور آفاقی دین ہونے، اور انسانی مشکلات کا حل پیش کرنے کی اس کی صلاحیت کی اشاعت خالص علمی اور معروضی انداز واسلوب میں کی جائے اور اس کے لیے تمام ممکنہ وسائل کا استعمال کیا جائے۔

۲- تنظیم اسلامی کانفرنس، اس کے ذیلی ادارے اور دوسرے عالمی اداروں کو مضبوط بنایا جائے، اور ایک حقیقی عالمی اسلامی بلاک، خاص طور پر معیشت کے میدان میں، تشکیل دینے کے لیے اس کے کردار کو مستحکم کیا جائے۔

۳- مشترکہ اسلامی منڈیوں کے قیام کی سنجیدہ کوشش کی جائے اور عرب واسلامی حکومتوں کے مابین مشترکہ اقتصادی سرمایہ کاری کے پروجیکٹوں کی ہمت افزائی کی جائے۔

۴- عالم اسلامی اور نئے عالمی نظام کے بیچ رشتہ کی تشکیل کا از سرنو خاکہ تیار کیا جائے جس میں اسلامی حکومتوں کی سالمیت اور ان کی خصوصیات وآزادی کا احترام ہو اور ان اقوام کی اسلامی شناخت کی حفاظت ہو۔

۵- اسلامی ملکوں میں سائنٹفک اور ٹیکنالوجیکل صلاحیتوں کو بڑھانے اور معاصر ٹیکنالوجی سے کافی استفادہ کی سنجیدہ کوشش کی جائے۔

۶- مسلم قوموں کے مابین مضبوط رشتوں اور تمام چیلنجوں کے مقابلہ میں متحدہ اسلامی صف تیار کرنے کی کوشش کی جائے۔

۷- اسلامی خطاب میں اسلامی اصولوں اور معاصر تقاضوں دونوں عناصر کا لحاظ رکھنے پر زور دیا جائے، اور اس کے وسائل کو ایسی مزید ترقی دی جائے کہ مسلم بچوں میں صحیح شعور پیدا ہو اور انسانی سماج کے لیے اسلام کا موقف سامنے آئے، اس بنیاد پر کہ اسلام انسانیت کی فلاح اور ترقی کو وجود بخشتا ہے، اس میں غلو وتشدد بھی نہ ہو اور دوسری طرف بے قیدی وکوتاہی بھی نہ ہو۔

۸- یونیورسٹیوں، کالجوں اور اداروں کے شرعی تعلیم کے شعبوں میں اجتہاد کے مفاہیم کو راسخ کیا جائے تاکہ امت نئے نئے مسائل ومعاملات اور مشکلات کا سامنا کرنے پر قادر ہو سکے، اور ان کا مقابلہ گہری فقہی نظر اور مسائل کے جامع اور بہترین حل پیش کر کے کر سکے۔

۹- نئے ذرائع ابلاغ اور مواصلات کا استعمال کر کے، اسلام کی روشن تعلیمات عام کی جائیں اور اس کی تابناک تصویر اجاگر کی جائے، اس کے لیے بالخصوص فضائی چینلوں اور انٹرنیٹ سے استفادہ کیا جائے۔

۱۰- اسلامی حکومتوں، وہاں کی رضاکارانہ تنظیموں (NGOs) میں ارتباط قائم کر کے عالمی اداروں اور سیمیناروں میں شرکت کے ذریعہ اسلام کے ممتاز موقف کو پیش کیا جائے تاکہ انسانیت کو جو خطرات اور فتنے درپیش ہیں ان سے اسے بچایا جا سکے۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۱۳۴ (۱۴/۸)

اسلام، امت واحدہ، اور مختلف کلامی فقہی اور تربیتی مسالک

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترھواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، ''اسلام، امت واحدہ، اور مختلف کلامی، فقہی اور تربیتی مسالک'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کی تجاویز کے مطالعہ، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں، واضح رہے کہ بین الاقوامی اسلامی کانفرنس میں ''پیام عمان'' کے مشمولات کے جائزہ اور تطبیق پر زور دیا گیا تھا جو تیسری ایمرجنسی اسلامی چوٹی کانفرنس کی تمہید کے طور پر مکہ مکرمہ میں علماء ومفکرین کے اجتماع میں تیار کیا گیا تھا:

تجاویز:

۱- اس موضوع پر پیش کی گئی تحقیقات سب کی سب اسلام کے بنیادی عمومی قواعد پر متفق ہیں، اور ان سب میں یہی وضاحت کی گئی ہے کہ عقائد، فقہ اور تربیت وسلوک سے متعلق تمام ہی مسالک دراصل احکام اسلام پر عمل کو آسان بنانے کے لیے علماء اسلام کے اجتہادات ہیں، ان سب کا مقصد یہی ہے کہ امت کی وحدت کو مستحکم بنایا جائے اور پوری امت کو اسلام کے ابدی پیغام سے فکری و تحقیقی

دونوں لحاظ سے واقف کرایا جائے ، اس موضوع سے متعلق تمام مضامین ان مشمولات سے ہم آہنگ ہیں جو اسلام کی حقیقت اور موجودہ سماج میں اس کے کردار کی وضاحت پر مشتمل '' پیام عمان'' میں مذکور ہیں ، یقیناً اس پیغام کی بنیاد اور وسیع پیمانہ پر اس کی توسیع واشاعت میں شاہ عبداللہ ثانی بن حسین (شاہ مملکت اردن ہاشمی) کی کوششیں لائق قدر وامتنان ہیں۔

۲- بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقدہ عمان (مملکت اردن ہاشمی) بہ عنوان : ''اسلام کی حقیقت اور موجودہ سماج میں اس کا کردار'' میں طے شدہ تجاویز کی پرزور تائید کی جائے تاکہ ان تجاویز اور اس موضوع سے متعلق مقالات ومناقشات کے درمیان موافقت رہے اور ان تجاویز کے مقدمہ میں متعدد دارالافتاء اور مختلف مذاہب کے اکابر علماء کی طرف سے ان تجاویز کی تائید میں صادر ہونے والے فتاویٰ اور قراردادوں کی طرف اشارہ بھی ہے ، اس بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کی وہ تجاویز حسب ذیل ہیں :

(۱) جو شخص بھی اہل سنت والجماعت کے چاروں مذاہب (حنفی ، مالکی ،شافعی اور حنبلی) نیز فقہ جعفری ، فقہ زیدی ، فقہ اباضی اور فقہ ظاہری میں سے کسی بھی مسلک کا پیروکار ہو وہ مسلمان ہے ، اس کی تکفیر جائز نہیں ، اس کی جان ومال اور عزت آبرو کی پاس داری ضروری ہے ، نیز شیخ ازہر کے فتوی کے مطابق عقائد میں اشعری مسلک کو ماننے والوں اور حقیقی تصوف کو برتنے والوں کی تکفیر درست نہیں ہے ، اسی طرح صحیح سلفی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والوں کی تکفیر بھی درست نہیں ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کی کوئی بھی جماعت جو خدا ، رسول ،ارکان ایمان اور ارکان اسلام پر ایمان رکھتی ہو اور بدیہیات دین میں سے کسی کا انکار نہ کرتی ہو اس کی تکفیر جائز نہیں ہے۔

(۲) تمام مسالک وفرق کے درمیان متفق علیہ مسائل ان کے مختلف فیہ مسائل سے

کہیں زیادہ بڑھ کر ہیں ؛ چناں چہ آٹھوں مسالک کے لوگ اسلام کے بنیادی مبادیات پر متفق ہیں ، ہر ایک خدا کی وحدانیت ، قرآن کریم کے منزل من اللہ ہونے اور ہر قسم کی تحریفات سے محفوظ اور اس کے خدا کی حفاظت میں ہونے پر ایمان رکھتے ہیں ، نیز اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں ، اسی طرح تمام ہی مسالک اسلام کے ارکان خمسہ : (شہادتین ، نماز ، زکوۃ ، روزہ اور حج) اور ایمان کے ارکان (اللہ ، اس کے فرشتوں ، اس کی کتابوں ، اس کے رسولوں ، آخرت کے دن ، اور بھلی بری تقدیر پر ایمان) پر بھی متفق ہیں ۔ ان مذاہب کے متبعین کے درمیان درحقیقت فروعات اور چند اصولوں میں اختلاف جو کہ رحمت ہے ، چناں چہ قدیم مقولہ ہے : آراء میں علماء کا اختلاف بڑی رحمت ہے ۔

(۳) فقہی مسالک میں سے کسی کی پیروی کرنا یعنی فتوی میں کسی ایک خاص منہج کا التزام ضروری ہے ، لہٰذا بلا مطلوبہ علمی استعداد کے کسی کے لیے فتوی دینے کی کوشش کرنا جائز نہیں ، اور نہ ہی ان مسالک میں سے کسی مسلک کے منہج کی پابندی کئے بغیر فتوی دینا درست ہے ، اسی طرح کسی شخص کا دعوائے اجتہاد ، کوئی نئی رائے قائم کرنا ، یا کسی غیر مقبول فتوی کو پیش کرنا جو مسلمانوں کو شریعت کے قواعد وضوابط اور مسالک وفرق کے مسلمات سے نکال دے ، درست نہیں ہے ۔

(۴) ’’ پیام عمان ‘‘ جو ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ کی ستائیسویں شب کو شائع ہوا ، اور مسجد الہاشمیین میں پڑھا گیا ، اس کا خلاصہ یہ تھا کہ مسالک اور ان کے مناہج کی پابندی ضروری ہے ، لہٰذا ان مسالک کو تسلیم کرنا اور ان کے درمیان باہمی گفت وشنید ہی اعتدال ، میانہ روی ، اور رواداری کے ضامن ہیں ۔

(۵) امت مسلمہ کو ہم اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ آپسی اختلافات کو پس پشت ڈال کر متحد ہو جائیں ، ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں ، اور پر زور انداز میں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ باہمی عزت واحترام کو ملحوظ رکھیں ، اپنی جماعتوں اور

ملکوں کے مابین تعلقات کو مستحکم بنائیں، دینی رشتہ، اور اس اخوت کے بندھن کو مضبوط بنائیں جو سب کو حب فی اللہ پر جمع کردے اور اپنے درمیان فتنہ وخلفشار کے لیے کوئی گوشہ نہ چھوڑیں؛ کیوں کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الحجرات: ۱۰)

''مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا تم اپنے بھائیوں کے مابین صلح کراؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر خدا کی رحمت رہے''

(۶) مسجد اقصی اور فلسطین کی مقبوضہ اراضی کے جوار میں بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے ہم تمام شرکاء مملکت اردن کی دارالحکومت عمان میں جمع ہوکر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ قبلۂ اول اور حرم ثالث مسجد اقصی کو درپیش مشکلات ومظالم کے خلاف پوری کوشش صرف کی جائے، اور یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب وہاں سے سامراجیت کو ختم کیا جائے اور اراضی مقدس مقامات کو استعماری طاقتوں کے پنجوں سے آزاد کیا جائے، نیز تمام مشارکین اس بات کی پرزور انداز میں تائید کرتے ہیں کہ عراق وغیرہ میں واقع مقدس مقامات کی حفاظت کی جائے۔

(۷) الحمد للہ تمام مشارکین اس پر متفق ہیں کہ حریت کے مفہوم پر گہرائی سے غور وفکر کیا جائے اور عالم اسلام کے اندر ایک دوسرے کی آراء کا احترام ملحوظ رکھا جائے۔

۳- اکیڈمی کے اسلامی اتحاد سے متعلق کیے گئے فیصلہ ۸۹(۱/۱۱) اور اس سے متعلق قراردادوں کی تائید، نیز اس میں اسلامی اتحاد کو بروئے کار لانے کے لیے پیش کیے گئے طریقۂ کار کو روبہ عمل لانے کی کوشش کی جائے، اکیڈمی کے جنرل سکریٹری سے مطالبہ ہوا کہ اس مقصد کے لیے اکیڈمی کے باخبر ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، اور اس پر سیمینار کا اختتام عمل میں آیا تھا، اسی طرح قابل تطبیق عملی خطوط واور ثقافتی، اجتماعی اور معاشی میدانوں میں اسلامی اتحاد کو فروغ دینے کے لیے کچھ ضروری ضوابط مرتب کرنے کیلئے ایک کمیٹی کی تشکیل

اور اس کی ذمہ داریوں کی تعیین تنظیم اسلامی کانفرنس کی جانب سے کی جائے۔

۴- متفق علیہ مسائل کی تشہیر کے لیے عمومی قواعد مرتب کئے جائیں، مختلف فیہ مسائل کا شریعت اسلامی کے ان اصولوں سے موازنہ کیا جائے جن سے وہ مستنبط ہیں، متفق علیہ مسائل کی عظمت اور مختلف فیہ مسائل کا احترام کرتے ہوئے پوری دیانت داری کے ساتھ بلا تعصب وامتیاز مسالک کو پیش کیا جائے، اور ان کے درمیان ترجیح میں اس بات کی رعایت کی جائے کہ جو دلیل کے اعتبار سے زیادہ قومی اور مقاصد شریعت کو ثابت کرنے میں زیادہ مؤثر ہو اس رائے کو ترجیح دی جائے، محقق اس مسلک کی رائے کو غالب کرنے کی کوشش نہ کرے جس کی طرف اس کا انتساب ہو یا جو بعض ملکوں یا معاشروں میں رائج ہو۔

۵- ثانوی اور عالی درجات کے طلبہ کو وحدت اسلامی کے مفہوم، اختلاف کے آداب اور بامقصد علمی مناقشوں کی تعلیم دی جائے جس میں سب سے اہم پہلو یہ ہو کہ کسی رائے کو اختیار کرنے کی صورت میں دوسری آراء کی تنقیص وتحقیر سے اجتناب کیا جائے۔

۶- عصر حاضر کے مادی رجحانات کو کم کرنے اور مذہب ناآشنا تصوف سے لوگوں کی حفاظت کے لیے قرآن وحدیث کے تقاضوں پر کاربند تصوف وسلوک کو زندہ کیا جائے۔

۷- مختلف علمی وسائل، جیسے: کانفرنسوں، خصوصی علمی مجالس، عمومی اجتماعات نیز تقریب بین المذاہب کے خصوصی اداروں سے استفادہ کے ذریعہ مسالک وفرق کے سلسلہ میں معتدل اور غیر جانبدار موقف اختیار کرنے کے لیے ذہن سازی کی جائے، نیز تمام مسالک کے علماء عقائد، فقہ اور تزکیہ سے متعلق مختلف مسالک کو اسلام کے بنیادی احکام کے نفاذ کی مختلف جہتوں سے تعبیر کریں، اور اسی موقف کو عام کریں، چوں کہ یہ اختلاف تضاد پر نہیں بلکہ تنوع پر مبنی ہے، اسی طرح ان سب کی مابہ الامتیاز خصوصیتوں سے بھی لوگوں کو واقف کرایا جائے۔

۸- مسالک کا احترام غیر جارحانہ اور بامقصد تنقید کے لیے مانع نہیں ہوتا ہے جس کا مقصد اتفاقی نقطۂ نظر کی توسیع اور اختلافی نقطۂ نظر کو تنگ کرنا ہوتا ہے نیز یہ بھی ضروری ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں وحدت اسلامی کو مستحکم کرنے کے لیے اسلامی مسالک کے مابین مذاکرات کے مواقع فراہم کئے جائیں۔

۹- عصر حاضر کے ان مذاہب اور فکری انحرافات کے درپے ہونا ضروری ہے جو کتاب وسنت کے تقاضوں سے متصادم ہوں، جہاں اس سلسلہ میں افراط درست نہیں وہیں تفریط بھی نہیں ہونی چاہئے کہ ہر دعوت کو قبول کرلیا جائے خواہ وہ مشکوک ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا اس کے لیے اصول وضوابط مرتب کرنے کی ضرورت ہے کہ ان میں کون سے رجحانات وخیالات اسلامی کہلانے کے مستحق ہیں اور کون سے نہیں۔

۱۰- اس بات پر زور دیا جائے کہ عقائد، اور فقہ وتزکیہ سے متعلق تمام مسالک وفرق کا ان غلط سرگرمیوں سے کوئی تعلق نہیں جن میں مذہب کے نام پر معصوموں کا خون بہایا جاتا ہے، عزت وآبرو کو پامال کیا جاتا ہے اور مال وجائیداد کو برباد کیا جاتا ہے۔

سفارشات:

(۱) مجلس قرارداد اکیڈمی کے سکریٹریٹ جنرل سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ایسے اجتماعات منعقد کرے جن کا مقصد ان محرکات کا تدارک ہو جن کی وجہ سے مختلف مسالک کے پیروکار آپسی تنافر کے شکار ہیں؛ کیوں کہ اس سے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں یہ تنافر امت میں تفریق کا سبب نہ بن جائے، اور یہ کام اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب ان مباحث اور مستدلات پر دوبارہ بحث ہو جن کو سمجھنے، تطبیق دینے، اور جس کی دعوت دینے میں غلط فہمی ہوئی ہے، اور وہ حسب ذیل ہیں:

الف- ولایت اور براءت کا مسئلہ۔

ب- فرقہ ناجیہ والی روایت اور اس کے نتائج۔

ج- بلا افراط وتفریط کسی کی تکفیر، اور کسی کو فاسق اور بدعتی قرار دینے کے ضوابط۔

د- ارتداد کا حکم اور اس کے نفاذ حد کی شرطیں۔

ہ- کبیرہ گناہ میں توسع اور ان کے ارتکاب پر مرتکب کے وصف عدالت پر مرتب ہونے والے اثرات۔

و- حالات کے فرق کو ملحوظ رکھے بغیر مکمل شرعی احکام کی پابندی نہ کرنے پر تکفیر۔

(۲) مجلس قرارداد اسلامی ممالک سے متعلق اداروں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ایسی کتابوں کی نشرواشاعت اور رواج پر پابندی عائد کریں جو تفریق وانتشار پر مبنی ہوں، اور بلا کسی متفق علیہ شرعی دلیل کے مسلمانوں کی کسی جماعت کو کافر یا گم راہ قرار دیتی ہوں۔

(۳) اکیڈمی دیگر فکرمند اداروں سے بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ تمام قوانین وسرگرمیوں کے تعلق سے شریعت اسلامیہ کی ہمہ گیر مرجعیت کے سلسلہ میں برابر تحقیق کرتے رہیں، جیسا کہ تنظیم نے اپنے سابقہ کانفرنسوں کے تجاویز اور سفارشوں میں اس کی وضاحت کی ہے۔

قرارداد نمبر: ۱۵۴(۱/۱۷)

اسلاموفوبیا-چیلنجز اور تیاریاں

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارواں سمینار از ۲۴ تا ۲۹/ جمادی الآخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کو بوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا، ''اسلاموفوبیا-چیلنجز اور تیاریاں'' کے موضوع سے متعلق اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اس موضوع پر ہونے والے بحث ومباحثہ اور اسلاموفوبیا کے ان برے اثرات ک ذہنوں میں تازہ کرتے ہوئے جن کی وجہ سے اسلام بیزاری اور مختلف ممالک میں مسلمانوں پر دباؤ بڑھ رہا ہے، اس کا سبب سے بڑا سبب یہ ہے کہ تاریخی حقائق کو غلط طریقہ سے پیش کیا جارہا ہے، میڈیا گم راہ کن خبریں پیش کررہا ہے اور عالمی حلقوں میں اسلام کے تعارف کے سلسلہ میں مسلمانوں کی جانب سے کوتاہیاں ہورہی ہیں، اس صورتحال کے بدترین اثرات کو دیکھتے ہوئے اکیڈمی درج ذیل تجاویز منظور کرتی ہے:

تجاویز:

۱- اس صورتحال پر قابو پانے کے لیے وسیع تر منصوبہ بندی اور حکمت عملی کی ضرورت ہے، جو اسلامی ممالک، مسلم تنظیموں اور غیر مسلم ممالک میں اسلام کی نمائندگی کرنے والے اداروں کی جانب سے طے کی جائے، اور اس میں میڈیا، سیاست، معاشیات اور معاشرت اور اس قسم کے دوسرے ضروری گوشوں کو غیر معمولی اہمیت دی جائے، دین اسلام کے تعارف سے متعلق ایک واضح پیغام

جاری کیا جائے، جس میں اس کے حقائق، اصولوں اور بلند اخلاقی قدروں کو ذکر کیا جائے، اور مختلف مؤثر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس کو عام کیا جائے۔

۲- مختلف اسلامی ممالک اور مسلم تنظیموں کے درمیان تعاون ار اشتراک کا معاملہ ہو؛ تا کہ یکساں تجاویز پاس کی جائیں اور امت اسلامیہ اور اس کے شعار کے خلاف کسی بھی اہانت آمیز کوشش یا اسلامی تعلیمات پر کئے جانے والے اعتراض کا جواب دینے کے لیے ایک پلیٹ فارم سے کام کیا جائے۔

۳- بین الاقوامی پیمانہ پر مسلم معاشروں مین یہ شعور بیدار کیا جائے کہ وہ اسلامی ممالک، مسلم تنظیموں اور عوام کے دفاع میں اسلام اور مسلمانوں پر کئے جانے والے گھناؤنے حملوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر طرح کا تعاون پیش کرنے کو تیار ہوں، اور مختلف مذاہب کے درمیان محبت وتعاون کی فضا ہموار کی جائے، مزید برآں نفرت اور تشدد کی سیاست کی پرزور مخالفت اور ہمت شکنی کی جائے؛ تا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

۴- غیر اسلامی ممالک میں مقیم مسلمانوں کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ مختلف ممالک اور معاشروں میں امن وسلامتی اور اسلام کے پاکیزہ پیغامات کے سفیر بن جائیں، اور ان ملکوں میں ایسی سرگرمیوں اور اجتماعی عادات وروایات سے خود کو دور رکھیں، جو اسلام کی بدنامی کا سبب ہوں، ساتھ ہی اسلامی اصولوں اور اقدار پر قائم رہنا اپنے لیے باعث فخر سمجھیں۔

اکیڈمی اسلامی ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ غیر مسلم ممالک میں موجود مسلم آبادیوں کو دین اور اس کے اصول وتعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے ہر قسم کے ممکنہ وسائل کو روبہ عمل لائیں، اور عالم اسلام میں ہر لحہ ہونے والی سیاسی اور تعلیمی تبدیلیوں سے انہیں آگاہ کرتے رہیں، نیز امت مسلمہ کے ساتھ تعلقات کو مستحکم کرنے کے لیے مخصوص ادارے قائم کئے جائیں۔

۵- اس موضوع سے متعلق ضبط تحریر میں آنے والی کتابیں یک جا کی جائیں، اور

ایسے مسلم مفکرین جو دوسری زبانوں میں مہارت رکھتے ہوں ان کو دوسرے مذاہب سے ربط میں رہنے اور ان سے مذاکرات کرنے پر آمادہ کیا جائے، اور ملک کے باہر اور خود اندرون ملک اسلام اور مسلمانوں کی صحیح تصویر پیش کرنے کی کوشش کی جائے۔

۶- ایسے داعی اور مبلغ تیار کئے جائیں، جو غیر مسلم ممالک کی زبانوں میں مہارت حاصل کرنے کے بعد ان ملکوں میں دعوتی کام کرسکیں، اور دعوت اور داعیوں کی تربیت کے لیے قائم اداروں کی ہمت افزائی کی جائے اور اگر ایسے ادارے نہ ہوں تو قائم کئے جائیں؛ تاکہ وہ حضرات اسلام کو اخلاق وعلم اور معاملات ہر میدان میں پیش کرنے کی قیادت کرسکیں۔

۷- باہمی احترام کی بنیاد پر دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کیے جائیں اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی اشاعت کے درمیان ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کی جائے، مزید برآں نصاب تعلیم میں ایسے مضامین شامل کئے جائیں، جن کو پڑھ کر اس موضوع کے تعلق سے طلبہ کا شعور بیدار ہو۔

سفارشیں:

۱- اکیڈمی کے نظام اساسی کی دفعہ چار، فقرہ چھ کی صراحت جو اس موضوع سے متعلق ہے عالم اسلام کے باہر مرکزی مقامات پر اسلامی تحقیقات کے مراکز قائم کئے جائیں، اور اکیڈمی کے مقاصد کو تقویت دینے کے لیے وہاں موجود دوسرے مراکز کا تعاون کیا جائے، اور اس دائرۂ کار میں اسلام کے تعلق سے جو پروپیگنڈہ ہورہا ہو، اس پر نظر رکھی جائے اور اسلام کے بارے مین جو غلط فہمیاں ہوں، ان کو دور کیا جائے، ان مراکز کے لیے اس سلسلہ میں یہ ضروری ہوگا کہ وہ مغرب کے بارے میں ایک گہرے مطالعہ کا نچوڑ پیش کریں اور ایک مناسب لائحہ عمل طے کریں، جن کی روشنی میں ہمارے ممالک اور عوام مختلف مغربی ممالک کے

ساتھ برتاؤ کریں، یہی طرز عمل ان دوسری طاقتوں کے ساتھ بھی اختیار کیا جائے ، جو مغربی ممالک اور عوام پر اپنا اثر ورسوخ رکھتی ہیں۔

۲- مغربی میڈیا میں اسلامی مسائل پر نظر رکھنے کے لیے تنظیم اسلامی کانفرنس کی جانب سے قائم کردہ رصدگاہ سے اشتراک وتعاون کی ضرورت ہے، نیز مغربی نصاب تعلیم میں حقیقی اسلام کی صحیح تصویر کو اور شبہات کا جواب پیش کرنا بھی ازبس ضروری ہے۔

۳- مسلم علماء ومفکرین اور غیر مسلم قائدین اور دانشوروں کے درمیان علمی وفکری سیمینار منعقد کیے جائیں ؛ تاکہ مختلف مذہبی موضوعات پر کھل کر بات ہو سکے اور باہمی ربط وتعاون اور ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔

قرارداد نمبر: ۱۶۶(۱۸/۴)

اسلام اور ہمہ گیر جدیدیت
(موڈرنیٹی)

اکیڈمی کے گیارھویں اجلاس منعقدہ منامہ، بحرین مورخہ ۲۵-۳۰/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴-۱۹/نومبر ۱۹۹۸ء میں اس موضوع پر پیش کردہ مقالات اور مناقشات نے موضوع کی سنگینی کی جانب توجہ دلائی اور واضح کیا کہ جدیدیت (موڈرنیٹی) کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک جدید فکری مذہب ہے جو عقل کو خدا کا مقام دینے، غیب کو ٹھکرانے، وحی کے انکار اور عقائد و اخلاق اور اقدار سے تعلق رکھنے والے ہر موروثی روایت کو منہدم کردینے کی بنیاد پر قائم ہے۔

جدیدیت کے علم برداروں کے نزدیک اس کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ عقل پر مطلق اعتماد کیا جائے، اور صحیح اسلامی عقیدہ سے دور رہ کر محض تجرباتی سائنس کے نتائج پر اکتفاء کیا جائے۔

☆ دین اور تمام ثقافتی، سماجی، اقتصادی، سیاسی وفلاحی اداروں کے درمیان مکمل جدائی رکھی جائے، اس طرح موڈرنیٹی سیکولرزم سے مل جاتی ہے۔

اس لیے اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: جدیدیت (موڈرنیٹی) مذکورہ مفہوم کی رو سے الحادی مذہب ہے، اپنے اصول اور مبادی میں ہی اسلام سے ٹکرانے کی وجہ سے اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، خواہ یہ اسلام کے لیے غیرت اور اس کی تجدید کے

دعوی کے جس لباس وروپ میں سامنے آئے۔

دوم: اسلام کے قواعد اوراس کی خصوصیات میں وہ تمام کچھ موجود ہے جو ہر زمانہ اور ہر مقام میں انسانیت کی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے، اس کی بنیاد میں ایسے پائے دار، یقینی اور نا قابل تبدیل اصول ہیں جن کے دائمی وجود کے بغیر انسانی زندگی میں درستگی نہیں آسکتی، اور ایسے لچک دار، بدلنے والے احکام بھی ہیں جو ترقی وتبدیلی کا ساتھ دے سکتے ہیں، اور متنوع مصادر تشریع پر مبنی منضبط اجتہاد کے ذریعہ ہر جدید صالح کو اپنے دامن میں لے سکتے ہیں۔

سفارشات:

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

الف۔ آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس مسلم مفکرین کی ایک کمیٹی تشکیل دے جو جدیدیت (موڈرنیٹی) اور اس کے نتائج پر کڑی نظر رکھے اور اس کا غیر جانب دارانہ ہمہ گیر علمی جائزہ لے کر اس کے اندرون کی کجروی کو واشگاف کرے تاکہ امت اسلامیہ کی نئی نسل کو اس کے خطرناک نتائج سے بچایا جاسکے۔

ب۔ مسلم سربراہان کی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں اور ان کے ممالک میں جدیدیت کے اسالیب پر بندش لگادیں اور اس سے مسلمانوں کے تحفظ کے لیے ضروری تدابیر اختیار کریں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۰۰ (۱۱/۳)

خطاب اسلامی، اس کی خصوصیات وامتیازات اور اس کو درپیش چیلنجز

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی مجمع الفقہ الإسلامی کا پندرھواں فقہی سمینار ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/ مارچ ۲۰۰۴ء کومسقط (عمان) میں منعقد ہوا۔

''خطاب اسلامی، اس کی خصوصیات وامتیازات اور اس کو درپیش چیلنجز'' کے موضوع پر حاصل ہونے والے علمی مقالات، اس موضوع پر ہونے والے بحث ومذاکرات کی روشنی میں نیز قرآن کریم میں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں حکمت اور عمدہ نصیحت کا التزام کرنے کی جوتاکید آئی ہے، اور حدیث وسیرت نبوی میں مخاطب کے مختلف احوال وکیفیات کی رعایت اور موقع ومحل کے اعتبار سے مناسب اسلوب اختیار کرنے کے سلسلہ میں جو قولی نصوص اور عملی نمونے جابجا پیش کئے گئے ہیں، اور خطاب اسلامی جس توازن واعتدال وتنوع کے لیے مشہور ہے، ان تمام پہلوؤں کے سامنے رکھتے ہوئے اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل قرارداد پاس کیں:

الف- خطاب اسلامی سے مراد تعبیر کا وہ اسلوب ہے جو زندگی کے مختلف عمومی وخصوصی شعبوں میں اسلامی حقائق واحکام کی ترجمانی کرتا ہے۔

ب- موجودہ دور میں اس موضوع سے متعلق جو سوالات اٹھائے جارہے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ اسلام پر ہونے والے فکری حملوں کے سدباب، اور اسلامی حقائق کو

مسخ کر کے پیش کرنے والے ذرائع ابلاغ کی کوششوں پر لگام کسنے کے لیے اسلامی خطاب کی خصوصیات کو واضح کیا جائے اور اس کے سلسلہ میں پائے جانے والے شکوک وشبہات کو دور کیا جائے۔

ج- اس دعوی کی بنیاد پر کہ اسلام دور جدید اور اس کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور اس کے شانہ بشانہ چلنے کی صلاحیت رکھتا ہے، خطاب اسلامی کی ایسی جدت کاری جائز نہیں ہے، جو اسلام کے ثابت شدہ اصولوں میں تبدیلی پیدا کرنے کا باعث ہو یا جس کی وجہ سے اسلام کے کسی اصول یا مقررہ شرعی احکام سے دست برداری کی نوبت آتی ہو۔

ساتھ ہی اکیڈمی اس سلسلہ میں چند ہدایات بھی جاری کرتی ہے، جو اس طرح ہے:

الف- خطاب اسلامی کے اصولوں پر کاربند اصحاب فکر ودعوت کی متفرق کوششوں کو یک جا کرنے اور ان کو کامیاب بنانے کے لیے جہد مسلسل کی ضرورت ہے، خواہ یہ کوششیں اسلامی معاشرہ میں ہو رہی ہوں یا غیر مسلمہ حلقوں میں، اور اس بات پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ دعوت کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کے تقاضوں یعنی حکمت اور موعظۂ حسنہ (عمدہ نصیحت) کی رعایت کی جائے اور ہر اس طریقہ سے اجتناب کیا جائے جو دعوت حق کو قبول کرنے سے متنفر کرتا ہو۔

ب- خطاب اسلامی کو لوگوں تک ان کے مختلف معیار کے اعتبار سے پہنچانے کی سہولت کے لیے جدید ذرائع مواصلات ٹیکنالوجی اور دیگر تمام وسائل سے استفادہ کو یقینی بنایا جائے۔

ج- اسلامی حکومتوں اور خوش حال مسلم افراد کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ ذرائع ابلاغ اور بالخصوص ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے ذریعہ خطاب اسلامی کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں اپنے مال ودولت اور محنت کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے آگے آئیں، تاکہ اسلامی حقائق کو واضح کیا جا سکے، اور ان شکوک وشبہات اور تہمتوں کا ازالہ ہو سکے جسے پھیلایا جاتا ہے، ساتھ ہی ان وسائل کو ہر اس

طریقہ سے پاک کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو۔

د- خطاب کے اسلوب میں ایسی جدت کاری اور مثبت تبدیلی کی ضرورت ہے جو ''اصالت ومعاصرت'' کی جامع ہو، یعنی اصول شریعت سے غیر متصادم عرف وعادت اور وقتی مصالح کی رعایت اس طرح کی جائے کہ اسلام کے مقررہ اصول اور تغیر پذیر تعلیمات دونوں کا لحاظ رہے اور شریعت کے لازمی تقاضوں سے ٹکراؤ کی نوبت بھی نہ آئے۔

قرارداد نمبر: ۱۳۵(۱/۱۵)

غلو، انتہا پسندی، اور دہشت گردی کے بارے میں اسلام کا موقف

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی "مجمع الفقہ الاسلامی" کا سترھواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، ''غلو، انتہا پسندی، اور دہشت گردی کے بارے میں اسلام کا موقف'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ، اور '' حقوق انسانی اور بین الاقوامی تشدد'' کے موضوع پر اکیڈمی کی جانب سے ہونے والے سیمینار کے فیصلہ نمبر ۱۲۸(۱۴/۲) کے مطالعہ، جس میں دہشت گردی کی تعریف اس طرح کی گئی تھی:

''دہشت گردی نام ہے انسان کے دین، اس کی جان، عزت وآبرو، عقل اور مال کے سلسلہ میں مادی یا معنوی طور پر ظلم وزیادتی اور فساد فی الارض کی مختلف صورتوں کے ذریعہ اسے ناحق ڈرانے، دھمکانے، اور خوف زدہ کرنے کا خواہ یہ عمل حکومتوں کی طرف سے ہو یا

جماعتوں کی طرف سے یا افراد کی طرف سے'' کے مطالعہ، اور دہشت گردی مخالفت کے میدان میں عربی اسلامی سرکاری غیر سرکاری کانفرنسوں کی ان تجاویز کی روشنی میں جو دہشت گردی کے اسباب کے تدارک اور دہشت گردی سے متعلق ضروری طریقہ کار اختیار کرنے سے متعلق تھیں، اور اسی سلسلے میں ۱۴۲۵/۹/۲۶ھ مطابق ۲۰۰۴/۱۱/۹ء کو صادر ہوئے پیام عمان کو مدنظر رکھتے ہوئے اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجویزیں منظور کی:

تجاویز:

۱- دہشت گردی کے تعلق سے ہر قسم کے اعمال اور سرگرمیاں حرام ہیں، دہشت گردی جہاں کہیں ہو اور اس کے ارتکاب کرنے والے جو لوگ بھی ہوں مجرمانہ حرکت سمجھی جائے گی جو جنگی جرائم کے ضمن میں آتی ہے، دہشت گردانہ کارروائیوں میں جو بھی براہ راست، بالواسطہ یا امداد و معاونت کے طور پر حصہ لے گا، خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی اور ملکی پیمانہ پر ہو دہشت گرد سمجھا جائے گا؛ کیوں کہ بسا اوقات دہشت گردی کسی ایک ملک یا کئی ملکوں کی طرف سے دوسرے ملکوں پر بھی ہوتی ہے۔

۲- دہشت گردی کے جرم اور شرعی طور پر مقبول وسائل کے ذریعہ سامراج کے مقابل کے درمیان فرق کیا جانا چاہئے؛ کیوں کہ یہ مقابلہ ظلم کو ختم کرنے اور اپنے حقوق کی بازیافت کے لیے ہے؛ اور یہ ان کا ایسا حق ہے، جس کا عقل وشریعت کے علاوہ بین الاقوامی قوانین کو بھی اعتراف ہے۔

۳- دہشت گردی کے اسباب ومحرکات کو ختم کرنا ضروری ہے، جن میں سرفہرست غلو، انتہاپسندی، تعصب، اسلام کے شرعی احکام سے ناواقفیت، انسانی حقوق کی پامالی، فکری وسیاسی آزادی سے محرومی اور اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی حالات میں عدم توازن کو شمار کیا جا سکتا ہے۔

۴- اکیڈمی اس فیصلے میں مذکور قرارداد کو ضروری سمجھتی ہے جس کی طرف اوپر اشارہ

کیا ہے کہ عقائد اسلام کے دفاع، اپنے وطن کی حفاظت اور غیر ملکی قبضہ سے اپنے وطن کی آزادی کے لیے جہاد کرنا دہشت گردی نہیں ہے، جب تک کہ اس میں اسلامی احکام کی پابندی کی جائے۔

اور اکیڈمی درج ذیل سفارش بھی کرتی ہے:

۱- دہشت گردی کے مقابلہ اور اس کے اسباب کا حل تلاش کرنے کے سلسلہ میں لوگوں میں شعور بیدار کرنے کے لیے علماء، فقہاء، مبلغین اور عام وخاص علمی اداروں کے کردار کو مستحکم بنایا جائے۔

۲- تمام ذرائع ابلاغ کو یہ تلقین کی جائے کہ وہ اپنے بیانات، بالخصوص دہشت گردی کے تعلق سے الیکٹرانک میڈیا میں کوئی واقعہ یا بیان نشر کرنے، اور پرنٹ میڈیا میں اس کو شائع کرنے سے قبل باریکی کے ساتھ غور وفکر کرلیں، نیز دہشت گردی کو اسلام سے جوڑنے سے اجتناب کریں کیوں کہ ہمیشہ دگر مذہب اور تہذیبوں کی جانب ہی سے دہشت گردی ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔

۳- تمام علمی وتعلیمی اداروں کو اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اسلام کی روشن تصویر کو نمایاں کریں جس میں اسلامی رواداری، الفت ومحبت اور باہمی ارتباط و تعاون کی تعلیمات شامل ہیں۔

۴- اکیڈمی کے سکریٹری جنرل سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ دہشت گردی کی مخالفت، اور اس کی بیخ کنی کے سلسلہ میں احکام شرعیہ کے حدود کی وضاحت کے تعلق سے خصوصی کانفرنسوں، تحقیقی محاضرات اور تفصیلی علمی اجتماعات کے ذریعہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث کے لیے کوششیں جاری رکھے اور جتنی جلد ہو سکے ایک ایسا جامع شرعی فریم بنائے جو اس موضوع کے تمام پہلوؤں کو شامل ہو۔

۵- اقوام متحدہ سے اپیل کی جاتی ہے کہ دہشت گردی کو روکنے کی پوری کوشش کرے اور اس کے مقابلہ کے لیے بین الاقوامی تعاون کو مستحکم بنائے و نیز د دہشت گردی کی مختلف صورتوں پر ایک معیار کے ذریعہ فیصلہ کرنے کے لیے بین الاقوامی طور

پر ایک پیمانہ قائم کرے۔

۶- تمام ممالک اور ان کی حکومتوں سے یہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ بقائے باہم کو اپنی ترجیحات میں شامل کریں، کسی ہدف کو پانے کے لیے دیگر ممالک پر قبضہ کرنے، اور عام کے حقوق کو پامال کرنے سے گریز کریں، نیز مساوات، امن اور عدل وانصاف کی بنیاد پر تمام مالک کے درمیان تعلقات کو مستحکم بنائیں۔

۷- مغربی ممالک کو دعت دی جائے کہ وہ اپنے طریقۂ تعلیم پر- جو دین اسلام کے تیئں بدگمانی پر مشتمل ہے-نظر ثانی کریں، نیز پر امن زندگی اور باہمی تعلقات کو بحال رکھنے اور نفرت وعداوت کے ماحول کو ختم کرنے کے لیے ان اشتہارات پر پابندی عائد کریں جو مختلف ذرائع ابلاغ میں اسلام کی شبیہ کو مسخ کر کے پیش کرنے والے اداروں کی طرف سے شائع ہوتے رہتے ہیں۔

قرارداد نمبر: ۱۵۴(۴/۱۷)

دیگر ممالک اور بین الاقوامی معاہدات سے ایک اسلامی مملکت کا ربط وتعلق

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی "مجمع الفقه الاسلامی" کا سترھواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، "دیگر ممالک اور بین الاقوامی معاہدات سے ایک اسلامی مملکت کا ربط وتعلق" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- اسلامی ممالک اور دیگر ممالک کے درمیان عالمی معاشرہ کے لیے تشکیل شدہ تعلقات امن وسلامتی، جنگ بندی، باہمی احترام اور ایسے تعاون پر مبنی ہوں گے جس کے ذریعہ شرعی اصول واحکام کے دائرہ میں مشترک انسانی مفادات کا حصول ممکن ہو۔

۲- بلا شبہ اسلامی مملکت صرف دین ومذہب میں اختلاف کی بنیاد پر کسی دوسری مملکت سے کوئی دشمنی نہیں رکھے گی، اسلامی مملکت کی دشمنی صرف ان لوگوں سے ہوگی جو اس کی طرف ظلم کا ہاتھ بڑھائیں، یا اس کے شعائر ومقدسات کی بے

حرمتی کریں، چوں کہ اسلام میں جنگ ایک آخری وسیلہ ہے جسے نفس انسانی کے دفاع اور کسی ظلم کے جواب میں اختیار کرنا پڑتا ہے۔

۳- تمام میدانوں میں اسلامی ممالک کے درمیان تعاون کو فروغ دینے کی ضرورت ہے، مثلاً مشترک اسلامی مارکیٹ اور آزاد معاشی سیکٹرز کی تعمیر، نیز مختلف بین الاقوامی میدانوں میں تعاونی معاہدات کا اہتمام۔

۴- ایسے بین الاقوامی معاہدات کے اہتمام میں کوئی شرعی مانع نہیں جو اسلام کے اصول واحکام سے متصادم نہ ہوں، اور اس معاہدہ کے نتیجہ میں حلیف ممالک یا دوسرے اور ممالک پر کسی عالمی طاقت کی برتری نہ قائم ہو، اور یہ معاہدت ان تمام میدانوں سے متعلق ہو سکتے ہیں جن سے مسلمانوں کے مشترک مفادات وابستہ ہیں۔

سفارشیں:

۱- اکیڈمی عالم عرب اور عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں قائم یونیورسٹیز اور تحقیقی اداروں سے یہ خواہش کرتی ہے کہ وہ بین الاقوامی تعلقات اور اسلامی معاشروں میں غیر مسلموں کے حقوق کے احترام سے متعلق ایسی تحقیقات کا اہتمام کریں جو اس سلسلہ میں اسلامی اصول وضوابط کو واضح کر سکیں۔

۲- اکیڈمی اسلامی ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ بین الاقوامی فکری اور تہذیبی کانفرنسوں میں شرکت کے لیے اپنی جانب سے بھیجے جانے والے وفود میں ان کانفرنسوں کے موضوعات سے متعلق ثقافت اسلامی کے ماہرین کو شامل کیا جائے۔

قرارداد نمبر: ۱۶۰(۹/۱۷)

شاہ راہ تہذیب اسلامی کی طرف واپسی کے نقوش راہ

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی "مجمع الفقہ الاسلامی" کا اٹھارہواں سمینار از ۲۴ تا ۲۹/ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کو پوتراجایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا۔

اور "شاہراہ تہذیب اسلامی کی طرف واپسی کے نقوش راہ" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات کا جائزہ لینے، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کو سننے کے بعد، نیز خلافت راشدہ کی بنیاد رکھنے کی طرف اسلام کی سبقت، اور جناب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے طے کردہ اس میثاق مدینہ کو جو اولین اسلامی معاشرہ میں باہمی تعلقات کی تحدید وتعیین پر مشتمل تھا، اور حجۃ الوداع کے خطبہ میں دیئے گئے حقوق انسانی کے عالمی منشور کو مستحضر رکھتے ہوئے اور اس سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو اسلامی دستور ہے اور کتاب اللہ کے ان جیسے نصوص مثلاً: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ (النحل: ۹۰) یعنی بلاشبہ اللہ تعالی عدل واحسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے، اور يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ۵۹) یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہوں، کی روشنی میں اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز طے کئے:

تجاویز:

۱- بلاشبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تہذیب اسلامی کی شاہراہ کی اتباع ہی مسلمانوں کو یہ موقع فراہم کرسکتا ہے کہ وہ اپنے صحیح کردار کو بازیاب کرسکیں، اور سارے عالم کو حد سے بڑھی ہوئی مادی تاریکیوں سے نکالنے میں سہیم وشریک ہونے کے لیے اپنے انسانی پیغام کو پیش کرسکیں۔

۲- آج پوری امت مسلمہ جس ذلیل کن پستی سے دوچار ہے، اس کا علاج وتدارک دین مستقیم کی طرف سچے دل سے لوٹنے ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے؛ کیوں کہ مسلمان آج جس اندوہ ناک حالات سے دوچار ہورہے ہیں اس کا اصل سبب مسلمانوں کا اسلامی تعلیمات سے ناآشنائی اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے طریقۂ کار کی پیروی ہی ہے۔

۳- اسلام کا تہذیبی ومعاشرتی نظام جو مستحکم اور واضح خطوط پر قائم ہے، یقیناً وہ اسلامی معاشروں اور ممالک کو دوسروں کی ماتحتی، غلامی اور پستی سے آزاد کرتا ہے۔

۴- اسلام کو صحیح طور پر سمجھنا، اسلامی احکام کا سنجیدگی کے ساتھ التزام کرنا، اور پوری ہم آہنگی وتوازن کے ساتھ احکام کی تطبیق کرنا اسلام کے ترقیاتی منصوبوں کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

۵- اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ اسلامی حکومت کے قیام کے لیے شوریٰ ایک مستحکم بنیاد ہے، اور فرمان الٰہی: وشاورهم في الأمر (آل عمران:۱۹۵) ''اور آپ معاملات میں ان سے مشورہ کیا کریں'' اور وأمرهم شورى بينهم (الشوری:۳۸) ''مسلمانوں کا معاملہ باہمی مشورہ سے ہوتا ہے'' کی اتباع کرتے ہوئے شورائی نظام کی بنیادوں کو فکری وعملی دونوں اعتبار سے مستحکم کرنا ضروری ہے۔

۶- قانون سازی، اس کے مطابق فیصلہ کرنے اور فیصلہ وقانون کو نافذ کرنے کی ذمہ داریوں کی تقسیم وسپردگی زمانہ نبوت کے بعد جس انداز پر موجود ہو چکی تھی اسی کے مطابق کی جائے، اور اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رسانی امامت اور قضاء کے مختلف تصرفات کے مابین آپ کی عملی زندگی کے نمونہ سے مدد کی جائے۔

۷- بہ شمول غیر مسلم ہر شخص کے لیے شرعی ضابطہ کے مطابق حق شہریت کو تسلیم کرنا ہے اور ہر شہری کے لیے جہاں کچھ حقوق ہوں گے وہیں اس پر کچھ واجبات بھی ہوں گے۔

۸- ایسے عمومی سرگرمیوں میں جو عورتوں کے مخصوص شرعی احکام میں مخل نہ ہوں، عورتوں کو شریک کیا جائے: والمؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر (التوبة:۷۱) ''مسلمان مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے معاون ہیں، بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں''۔

۹- ان سلبی امور وعادات سے جن میں آج مسلمان جی رہے ہیں گلوخلاصی کی جلد از جلد کوشش ضروری ہے تاکہ وہ ان چیلنجوں پر قابو پا سکیں جو انہیں درپیش ہیں، مثلاً:

الف- اس مذہبی تعصب سے بچیں جو منظم تجدیدی کارروائیوں کے لیے رکاوٹ بنا ہوا ہے۔

ب- ان فکری وعملی انتہاپسندی سے بچا جائے جو معاشرے میں دشواریاں پیدا کرتی ہیں، اور جن کی وجہ سے انتہاپسند تحریکیں جنم لیتی ہیں۔

ج- اس الحاد یالادینیت سے بچا جائے جس کی بنیاد ہی زندگی سے دین ومذہب کے تعلق کو ختم کرنے پر ہے۔

د- صرف مسائل کے ایک ہی پہلو سے واقفیت پر اکتفا نہ ہو جو اس کو مسائل

کے دیگر حقیقی گوشوں کی واقفیت سے محروم کردے۔

ھ- وقت کی قیمت واہمیت سے، اور مسلمانوں کی ناکامی وپس ماندگی میں اس کے اثر سے تغافل نہ ہو۔

ساتھ ہی درج ذیل سفارشیں کی جاتی ہیں:

الف- ایمان وعمل صالح کی مضبوطی واستحکام کو ان تربیتی کوششوں کی بنیاد اور پہلا قدم سمجھا جائے، جن کا مقصد اسلامی شخصیت کی بازیافت ہوتی ہے تا کہ اسلامی تہذیب کا کردار اور انسانی تہذیب وثقافت میں اس کے حصہ لینے کا دور پلٹ آئے۔

ب- اس بات پر زور دیا جائے کہ اسلام کے نظام معاشرت کی بنیاد معاشرہ میں اسلامی اخلاقی قدروں کے استحکام پر ہے۔

ج- حکومت ملیشیا نے - اسلامی تہذیب کی بنیاد رکھنے کے لیے - اسلامی تہذیب کی حقیقت اور اسلام کے نہ مٹنے والے پیغام کے تعلق سے جو بین الاقوامی علمی کانفرنس منعقد کی ہے، اس کی تائید اور ہمت افزائی کی جائے؛ تا کہ اس علمی کانفرنس کے نتائج اسلامی ممالک کے مفکرین اور قائدین کے سامنے آسکیں۔

قرارداد نمبر: ۱۶۳(۱/۱۸)

انسانی حقوق اور اسلام

Human Rights & Islam

حقوق انسانی اور عالمی تشدد

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چودھویں سمینار منعقدہ دوحہ،قطر مؤرخہ ۸-۱۳/ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶/جنوری ۲۰۰۲ء میں '' حقوق انسانی اور عالمی تشدد'' سے متعلق اکیڈمی کے سامنے پیش کیے جانے والے مقالات اور مباحثوں کے سننے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلے کیے گئے:

۱- اسلام انسان کے انسان ہونے کی وجہ سے اسے بڑی عزت دیتا ہے، اس کے حقوق تسلیم کرتا ہے اور اس کی حرمت کا لحاظ رکھتا ہے، دنیا میں اسلامی فقہ ہی وہ اولین فقہ ہے جو داخلی اور بین الاقوامی طور پر حالت جنگ وامن میں انسانی تعلقات کے قوانین کو پیش کرتی ہے۔

۲- دہشت گردی نام ہے ہر قسم کی زیادتی کرنے،خوف زدہ کرنے یا دھمکی دینے کا اور زمین میں فساد پھیلانے کا،خواہ یہ مادی ہو یا معنوی، جو حکومتیں،جماعتیں یا افراد انجام دیں اور جو انسان، اس کے مذہب، اس کی جان، اس کی آبرو، اس کی عقل یا اس کے مال پر ناحق کیا جائے۔

۳- اکیڈمی سمجھتی ہے کہ عقیدہ اسلامی کی اشاعت کے لیے جہاد اور اس راہ میں شہید ہو جانا، وطن کی عزت وآبرو کی حفاظت اور اس کا دفاع دہشت گردی نہیں ہے، یہ بنیادی حقوق کا دفاع ہے، اس لیے مجبور ومقہوم اور مقبوضہ اقوام کا حق ہے کہ اپنی آزادی کے لیے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لائیں۔

۴- جہاد، دہشت گردی اور تشدد جیسی خاص اصطلاحوں کے مفہوم کی تعیین جن کا

استعمال آج کے مختلف ذرائع ابلاغ میں ہورہا ہے ایک علمی ضرورت ہے، ان میں سے کسی اصطلاح کا غلط استعمال ایسے مفہوم میں کرنا جائز نہیں ہے جو ان کا مفہوم ومراد نہیں ہے۔

۵- جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ دشمن کے اندر گھس جانے 'فدائی حملے' کا کیا حکم ہے؟ تو اکیڈمی کے خیال میں ان پر مستقل طور سے غور کرنے کے لیے اسے آئندہ کسی اجلاس تک ملتوی کیا جائے۔

سفارشات:

اکیڈمی اپیل کرتی ہے کہ دیگر معروف قانونی مجموعوں کے انداز پر بین الاقوامی انسانی قوانین کا ایک اسلامی مجموعہ لازماً مرتب کیا جائے، پھر مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے کرائے جائیں اور دانش گاہوں کی لائبریریوں اور اقوام متحدہ کے مختلف اداروں میں انہیں رکھوایا جائے، اس طرح ہمیں بار بار یہ صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے، پھر غیر مسلم حضرات بھی اس موضوع پر اسلام کے صحیح موقف کو سمجھ لیں گے۔

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ غیر مسلموں سے تعلقات کی بابت اسلامی تصور کی توضیح کے لیے ایک اسلامی چارٹر تشکیل دینے کے لیے علماء کی ایک کمیٹی بنائی جائے، اس چارٹر کا ترجمہ مختلف عالمی زبانوں میں کیا جائے اور ساتھ ہی موجودہ مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس کی اشاعت کی جائے۔ یہ اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب اور غیر مسلموں کے سامنے اسلامی حقائق کی وضاحت کے لیے ضروری طریقہ ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۲۸(۱۴/۲)

مسلم گھرانوں میں تشدد

بتاریخ ایک تا پانچ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/ اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سمینار میں ''مسلم گھرانوں میں تشدد'' کے تحت موصول ہونے والے مقالات اور موضوع سے متعلق بحث ومباحثہ کرنے کے بعد، نیز بدیہی طور پر معلوم ان دینی احکامات کی روشنی میں کہ الفت ومحبت کی بنیادوں پر فیملی کو استحکام عطا کرنے والے ضابطے بنائے جائیں اور ایسے احکامات وضع کئے جائیں جو مسلم گھرانوں میں سکون واطمینان پیدا کرنے کا ضامن ہو اور جن سے اعراض اور روگردانی خاندان میں تشدد کا سبب بن جائے، مجلس نے درج ذیل تجاویز اور فیصلے منظور کئے:

مسلم گھرانوں میں تشدد کا مفہوم:

تشدد کا مفہوم فیملی کے کسی فرد کے جانب سے ایسی سخت باتیں یا اعمال کا صادر ہونا ہے جس سے اس فیملی یا فیملی کے کسی بھی فرد کو مادی یا معنوی نقصان اور تکلیف ہو جائے، اس طرح کا سلوک شرعاً ممنوع ہے کیوں کہ یہ انسانی جان ومال کی حفاظت سے متعلق مقاصد شریعت کو دور کردیتا ہے اور اس الٰہی قانون کے بھی خلاف ہے جو خوش اخلاقی اور بھلائی پر قائم ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے درج ذیل امور تشدد یا امتیاز کے دائرے میں نہیں آتے:

الف: ازدواجی زندگی کو منظم اور منضبط کرنے والے دینی احکامات کا پابند بنانا اور غیر شرعی میل ملاپ کی شکلوں سے منع کرنا۔

ب: غیر شرعی شادی کرنے والوں کو اسقاط حمل کے ذرائع اختیار کرنے کا موقع فراہم نہ کرنا۔

ج: اسقاط حمل سے روکنا باستثناء بعض ان طبی اعذار کے جن کی تعیین شریعت نے کردی ہے۔

د: جنسی علیحدگی کو قابل سزا حرکت دینا۔

ہ: شوہر کی اجازت اور شرعی ضوابط کے بغیر بیوی کو تنہا سفر کرنے سے شوہر کا روکنا۔

و: زوجین میں سے کسی کے اندر دوسرے کے لیے رغبت نہ ہونے کی صورت میں بھی عفت وعصمت کے معاملے میں شرعی حق کا مطالبہ۔

ز: عورت کا ایک ماں کی حیثیت سے اپنا فرض نبھانا اور گھریلو کاموں کی انجام دہی، اور ایسے ہی شوہر کا حاکمیت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا۔

ح: ولی کی باکرہ کی شادی کرتے وقت سرپرستی۔

ط: وراثت اور وصیت کے سلسلے میں شریعت کے مقرر کردہ حصوں کی تنفیذ۔

ی: شرعی اصول وضوابط کے دائرے میں طلاق دینا۔

ک: عدل وانصاف کی بنیاد پر ایک سے زائد شادی کرنا۔

ازدواجی اختلاف کو ختم کرنے کے لیے اسلام کا طریقۂ کار:

ازدواجی اختلافات کو ختم کرتے وقت بالخصوص بیوی کی نافرمانی اور عدم اطاعت کے تعلق سے درج ذیل شرعی اصول وضوابط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) گالی گلوج اور توہین سے اجتناب۔

(۲) بیوی کو سدھارنے کے وقت شریعت کے افضل ترین طریقۂ کار کا اختیار، جس کی ابتدا سمجھانے بجھانے پھر بستر الگ کرنے اور اخیر میں ایسی ہلکی مار مارنے سے ہے جو برائے نام ہو جسے مار نہیں مار کا اشارہ کہا جاسکے، اور یہ آخری عمل بھی خلاف اولی ہے کیوں کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کو نہیں

مارا اور آپ کا ارشاد بھی ہے کہ ''تم سے افضل شخص وہ ہے جو اپنی بیوی پر ہرگز ہاتھ نہیں اٹھاتا''۔

(۳) اختلافات سنگین ہو جانے کی صورت میں مشیر کاروں کی طرف رجوع کرنا۔

(۴) شریعت کے مقرر کردہ ضوابط کے مطابق نظام طلاق اور اس کی درجہ بندیوں مثلاً طلاق رجعی، طلاق بائن صغری یا کبری، اور طلاق دینے کے اوقات کا لحاظ رکھتے ہوئے طلاق دینا، ساتھ ہی ساتھ یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ طلاق شریعت کی حلال کردہ اشیاء میں سب سے مبغوض شے ہے۔

اکیڈمی درج ذیل امور کی تاکید کرتی ہے:

(۱) گھریلو پیمانے پر:

الف معاشرتی نشونما کے تحقق کے لیے ایمانی تربیت سازی پر توجہ دینا ہوگا۔

ب: زوجین کے مابین باہمی میل جول، احسان، بھلائی وسکون، اطمینان، شفقت ومحبت اور تعاون جیسے امور پر جس کا تعلق فیملی کی تعمیر وترقی میں شریعت کے ثابت شدہ اصول وضوابط سے ہے، مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ج: باہمی بات چیت کے ذریعہ فیملی کے اندرونی مسائل کو حل کرنے کی کوشش۔

(۲) اداراتی حلقے اور تنظیمی پیمانے پر:

الف: مسلم گھرانوں کو تشدد کی تباہ کاریوں سے واقف کرانے اور بات چیت کو بنیادی طریقۂ کار کی حیثیت دینے کے لیے مختلف ورکشاپ اور تربیتی پروگراموں کا انعقاد۔

ب: تربیتی تنظیمیں ایسے مضامین پڑھانے کا مطالبہ کریں جن سے گھروں کے اندر تشدد کے تمام انواع واقسام کا خاتمہ ہو سکے۔

ج: وزارتوں اور پرائیوٹ اداروں کے درمیان باہمی تعاون اور تعلقات مضبوط بنائے جائیں تاکہ ایک مضبوط اور غیر متعارض پالیسی پر اعتماد کیا جا سکے اور فیملی

کے تعلق سے مغربی رجحانات کا مقابلہ ملت کے ثابت شدہ اصول وضوابط کی حفاظت کی خاطر کیا جاسکے۔

د: ایک مثالی معاشرتی نسل کے وجود کے تعلق سے ذرائع ابلاغ کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے۔

(۳) مسلم ممالک کی سطح پر:

ا: عورت اور بچوں کے تعلق سے مخصوص بین الاقوامی معاہدوں کو نیز قانونی تجاویز کو پاس کرنے اور سامنے لانے سے پہلے اسلامی قوانین کے ماہرین اور علماء وفقہاء کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اسے شریعت کے معیار پر لانے اور شریعت اسلامیہ کے احکام ومقاصد سے ٹکرانے والی چیزوں کو ختم کیا جاسکے، نیز اسلامی ریاستوں کو ان متفق علیہ معاہدوں کی نظر ثانی کی دعوت دی جائے جن پر دستخط ہو چکے ہیں تاکہ ان دفعات سے وہ ریاستیں واقف ہوں جو شرعی احکام کے مخالف ہیں اور ان دفعات کو چھوڑتے ہوئے اس کے اندر موجود شرعی احکام کے موافق ایجابی پہلوؤں میں کمی نہ کیا جائے۔

ب: ایسے بین الاقوامی معاہدوں اور دستاویزوں کو رد کیا جائے جو شریعت اسلامی کے نصوص کے مخالف ہوں اور جو معاشرے میں مردوزن کے مابین فطری فروق کو ختم کرنے اور ان کے مابین میراث وغیرہ کے معاملے میں مکمل مساوات کی دعوت دیتے ہوں، اسی طرح اسلام کے نظام طلاق پر ضرب کرنے اور فیملی کے اندر مرد کی قوامیت اور اس کے علاوہ شریعت اسلامیہ میں ثابت شدہ دیگر امور کو ختم اور لغو کرنے پر اکساتے ہوں۔

ج: یہ مجلس معاہدوں کے اندر مشتمل ان تمام دفعات کا رد کرتی ہے جو شریعت اور فطرت کے قوانین کے مخالف چیزوں کو جائز قرار دیتی ہیں، جیسے ہم جنسی والی شادی کی اجازت، اور شرعی شادی کے دائرے سے باہر جنسی تعلقات کا قائم

کرنا، اور شریعت کے ممنوع شکلوں کے ساتھ باہم اختلاط اور ان جیسے تمام دفعات کی بھی تردید کرتی ہے جو احکام شریعت سے متصادم ہوتے ہیں۔

د: یہ مجلس قانون ساز اداروں سے ایسے قوانین وضع کرنے کا مطالبہ کرتی ہے جو فیملی کے اندر تشدد کی تمام شکلوں کو قابل سزا جرم قرار دیتی ہے، اس لیے کہ شریعت نے بھی اس کو حرام کہا ہے۔

ہ: قانون کو نافذ کرنے والی انتظامیہ کو مخصوص عدالتوں اور محکموں کا پابند بنایا جائے۔

و: اسلامی ثقافت کی خصوصیات، احکامات شریعت اور ان تحفظات کے احترام اور پابندی کرنے پر زور دیا جائے جن کا اظہار مسلم ریاستیں اور ان کے نمائندے فیملی وخاندان سے متعلق بین الاقوامی دستاویزوں اور معاہدوں میں اسلامی شریعت سے متعارض بعض دفعات کے تئیں ظاہر کرتی ہیں۔

ز: فیملی وخاندان کے افراد کے حقوق اور ذمہ داریوں کو منضبط کرنے والا ایک ایسا مجموعہ تیار کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس سے فیملی کے قوانین کی ایسی مشروع صورت نمایاں ہوجائے جو اسلامی شریعت کے موافق بھی ہوں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۸۰(۱۹/۶)

اعلامیہ برائے
اسلام میں انسانی حقوق

اکیڈمی اس بات پر ایمان رکھتی ہے کہ اللہ رب العزت ہی نے انسان کو شرف وکرامت عطا فرمائی ہے جو حقوق اور واجبات کی بنیاد ہے، اس نے انسان پر رب کے کچھ حقوق رکھے ہیں، کچھ حقوق خود اس کی ذات کے ہیں، کچھ حقوق اس پر دوسرے اولاد آدم کے ہیں، اور کچھ حقوق اس کے گردوپیش میں ماحول تشکیل دینے والے عناصر کے ہیں، اسلامی قانون سازی پر ایک گہری، وسیع اور غیر جانب دار نظر انسان کو اس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ انسانی سماج کے لیے اپنی صلاحیت اور انسان وکائنات کے ساتھ اپنی ہم آہنگی پر یقین رکھنے لگتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام دین فطرت کہلاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کے اس ارشاد میں واضح ہے:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (روم:۳۰)

''سوتو ایک طرف کا ہوکر دین پر سیدھا منہ کئے چلا جا اللہ کی دی ہوئی قابلیت پر جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے''

اسلام میں انسانی حقوق سے مراد وہ خصوصیات ہیں جو اللہ کی جانب سے انسان کو عطا کردہ شرف وکرامت سے پیدا ہوتی ہیں، اور اللہ نے شرعی شرائط وضوابط کے مطابق ان کا احترام تمام لوگوں پر لازم قرار دیا ہے۔

امت مسلمہ کے اس اجماع پر یقین کے ساتھ کہ اسلامی شریعت ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لیے قابل عمل ہے، اور اس یقین کے ساتھ کے ہر قوم کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی ثقافتی

اور دینی خصوصیات و امتیازات کی حفاظت کرے، اور ہر قوم و سماج کا یہ حق ہے کہ اس پر وہی نظام و قانون نافذ ہو جسے وہ اپنے لیے پسند کرے، ان تمام حقائق کے پیش نظر اکیڈمی ان امور کی تائید کرتی ہے جو قاہرہ اعلامیہ برائے اسلام میں انسانی حقوق میں بیان ہوئے ہیں، جسے اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ نے مورخہ ۱۴/محرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۵/ اگست ۱۹۹۰ء کو جاری کیا اور خود اکیڈمی کے حقوق انسانی سمینار منعقدہ جدہ مورخہ ۹-۱۰/محرم ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۵-۲۷/مئی ۱۹۹۶ء سے جاری بیان کی بھی تائید کرتی ہے۔

چوں کہ اسلامی اقدام نے پوری وضاحت کے ساتھ اپنی ذاتی پسند کی بنیاد پر اسلامی نظام و شریعت کو عائلی قوانین، عورتوں کے امور اور دیگر خاندانی روابط وغیرہ سے تعلق رکھنے والے سماجی واقتصادی میدانوں میں اختیار کیا ہے اور بیش تر مسائل میں وہ اس عالمی حقوق انسانی چارٹر کے مقاصد و مشتملات سے ہم آہنگ ہے جسے اقوام متحدہ کی جانب سے ۱۹۴۸ء میں جاری کیا گیا، البتہ بعض ایسے امور میں اس سے اختلاف کیا گیا ہے جو اسلام پر مبنی نظام سماج واخلاق سے ٹکراتے ہیں، چناں چہ اکیڈمی اس سلسلہ میں طے کرتی ہے:

اول: اسلامی شریعت نے وہ احکام ثابت کیے ہیں جو مخلوقات میں ان کے مقاصد کی حفاظت کی ضمانت فراہم کرتے ہیں، اور جن میں سب سے اہم پانچ بنیادی اصولوں سے متعلق احکام ہیں، اس وجہ سے انسان کی جان، مذہب، مال، آبرو اور اس کی عقل سے متعلق بنیادی احکام کی ضمانت حاصل ہو جاتی ہے۔

اسلامی شریعت نے انحراف کی مختلف قسموں کے علاج کے لئے احتیاطی اور تعزیری اقدامات طے کیے ہیں، جن کا مقصد سماج کا تحفظ اور انحراف کی اصلاح ہے، اس واقفیت کے ساتھ کہ ہر زمانہ اور ہر جگہ میں ہر قانون سازی کے اندر ایسی تعزیری کارروائیاں موجود اور معمول بہ رہی ہیں۔

دوم: اقوام متحدہ کا میثاق اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ ہر ملک کو اپنے جغرافیائی حدود کے اندر اندر سیادت و برتری نافذ کرنے کا حق ہے اور اس کے داخلی معاملات میں دخل اندازی نہیں ہوسکتی ہے۔

سوم: (الف) حقوق انسانی سے دلچسپی رکھنے والی عالمی تنظیموں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف میثاق ونظام کے باوجود مسلمانوں کی زندگی میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے میدانوں میں دخل اندازی سے باز رہیں، انہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ مسلمانوں پر اپنا ایسا نظام اور قانون تھوپیں جو ان کی شریعت اور ان کی اقدار کے مخالف ہو، اور نہ یہ درست ہوگا کہ مسلمان جن قوانین کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ان قوانین کے تحت ہیں ان کی خلاف ورزی پر ان کا محاسبہ کیا جائے۔

(ب) اکیڈمی اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ آزاد ممالک کی اپنی مخصوص قانون سازیاں بیرونی نظام اور میثاق کی پابند نہیں ہوں گی۔

چہارم: بے شمار عالمی اداروں اور کانفرنسوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اسلامی شریعت کے اندر انسانی مشکلات کے حل کی صلاحیت ہے، لہذا انسانیت کے عاقلوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس شریعت کو اعتبار کی نظر سے دیکھیں اور اپنی مشکلات میں اس سے استفادہ کریں۔

پنجم: اکیڈمی عالمی اور انسانی اداروں وممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ دنیا کے مختلف ممالک میں مسلم اقلیات کے حقوق کا احترام کریں اور اس نازک وقت میں بالخصوص ان کے ساتھ انصاف سے کام لے کر عدل کے اصول کو نافذ کریں اور ہر صاحب حق کو اس کا حق دلائیں۔

ششم: اکیڈمی طے کرتی ہے کہ حقوق انسانی کا ایک مرکز اکیڈمی کے ماتحت قائم کیا جائے اور اس کے قیام اور اس کے مخصوص نظام کے لیے ضروری انتظامی اقدامات کئے جائیں۔

ہفتم: اکیڈمی اس بات پر اپنی آمادگی کا اظہار کرتی ہے کہ وہ ہر جگہ عوامی اور حکومتی دونوں سطح پر علمی اور عالمی اداروں اور ماہرین قانون کے ساتھ بیٹھ کر حقوق انسانی کے موضوع پر باہمی تعاون وتفاہم کے طریقوں کا مطالعہ کرے گی، جس سے امن، عدل، راحت اور عزت کی زندگی کی ضمانت ملے، فساد دور ہو، اور لوگوں

کے درمیان اوپر مذکورہ بنیادوں کے مطابق بقائے باہم پیدا ہو۔

اور اس سلسلہ میں ہمارا شعار اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہوگا:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل:۹۰)

''بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع کے موقع پر یہ ارشاد ہوگا:

''بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا یہ دن، اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے''۔

واللہ اعلم

اظہار خیال کی آزادی

اصول وضوابط اور احکامات

بتاریخ ۱ تا ۵ جمادی الأولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/ اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سمینار میں ''اظہار خیال کی آزادی: اصول وضوابط اور احکامات'' کے تحت اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات کی روشنی میں نیز اس موضوع پر بحث ومباحثہ کے سننے کے بعد درج ذیل فیصلے اور قراردادیں پاس کی:

۱- اظہار خیال کی آزادی کا مطلب: انسان کو ایسے امور کے متعلق اظہار رائے کی آزدی حاصل ہے جسے وہ صحیح اور اپنے اور معاشرہ کے لیے مفید سمجھتا ہو چاہے اس کا تعلق ذاتی معاملات سے ہو یا عمومی مسائل سے۔

۲- اظہار خیال کی آزادی کی حیثیت اسلام میں ایک محفوظ حق کی ہے بشرطیکہ اسے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے برتا جائے۔

۳- اظہار خیال کی آزادی کے استعمال کے لیے اہم شرعی ضابطے مندرجہ ذیل ہیں:

الف- کسی کی زندگی یا عزت یا شہرت یا وقار سے کھلواڑ مثلاً حقارت کا اظہار یا مذاق وغیرہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کسی بھی ذرائع سے اس کی ترویج کی جائے گی۔

ب- حقیقت پسندی، سچائی اور شفافیت کو لازم پکڑنا اور ہوائے نفس سے مکمل اجتناب۔

ج- احساس ذمہ داری اور معاشرہ کی مصلحتوں اور اقدار پر پابند رہنا۔

د- اظہار خیال کا طریقہ، جائز اور مشروع ہو، لہذا خیال درست ہونے کے باوجود

ضروری ہے کہ اس کے اظہار کا ذریعہ اور وسیلہ مفاسد سے خالی ہو یا شرم وحیا کو مخدوش کرنے والا یا قدروں کی پامالی کرنے والا نہ ہو کیوں کہ جائز مقاصد کا حصول ناجائز وسائل کے ذریعے نہیں ہوسکتا۔

ہ۔ ''اظہار خیال کا مقصد اللہ کی خوش نودی اور مسلمانوں کی خاص وعام مصلحتوں کو پورا کرنا ہو۔

و۔ اظہار خیال سے برآمد ہونے والے ان نتائج اور انجام کا بھی اعتبار کیا جائے جو اظہار رائے سے پیدا ہوتا ہے اور یہ خوبیوں اور برائیوں کے درمیان توازن کے قاعدہ اور ان چیزوں کی رعایت ولحاظ رکھنے سے ہوسکتا ہے جس سے خوبیاں خامیاں ایک دوسرے پر غالب ہو جاتی ہیں۔

ز۔ اظہار شدہ رائے کا کوئی معتبر اور مقبول مصدر ہونا چاہیے، نیز قرآنی تعلیمات کے پیش نظر افواہ پھیلانے سے اجتناب کیا جائے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
''اے مؤمنو! اگر تمہارے پاس فاسق آدمی کوئی خبر لائے تو اس کی چھان بین کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لوگ نادانی میں لوگوں کو نقصان پہنچادو پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے'' (سورہ حجرات: ۶/۱)

ح۔ اظہار خیال کی آزادی میں دین اسلامی یا اس کے کسی شعائر یا احکامات یا مقدسات پر حملہ نہ ہنا چاہیے۔

ط۔ اظہار خیال کی آزادی سے امت کے عمومی نظام میں خلل واقع نہ ہو اور نہ ہی مسلمانوں کے درمیان اختلاف وفرقہ بندی پیدا ہو جائے۔

سفارشات:

الف۔ ذمہ دارانہ اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے اظہار خیال کے تحفظ کی گارنٹی اور سیکورٹی کا حصول ہو بایں طور کہ اس کے لیے تحفظ کی ضمانت لینے والے قوانین اور اصول وضع کیے جائیں اور منصف عدالتیں اس کو نافذ کریں۔

ب- اظہار خیال کی آزادی کی آڑ میں مسلمانوں کے درمیان پھیلائے جانے والے فتنہ وفساد اور اسلامی تقدس اور جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے تمام ذرائع کا حتی الامکان سد باب ہو۔

ج- بین الاقوامی معاہدوں کے بموجب مذاہب اوران کے شعائر کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی پابندیوں کی تنفیذ کی جائے، نیز عالمی برادری میں اسلامی وغیر اسلامی مسائل کے درمیان تفریق وامتیاز یا دوہری پالیسی سے اجتناب کیا جائے۔

د- اسلامی ممالک ایک ایسا بین الاقوامی قانون وضع کریں جو بالعموم تمادینی جذبات وتقدس پر دست درازی تذلیل واہانت یا آرٹ اورآزادیٔ خیال کے نام پر اس کو مسخ کرنے کی کوششوں سے محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۷۶(۱۹/۲)

بچوں اور بوڑھوں کے حقوق

انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے بارھویں اجلاس منعقدہ ریاض ،سعودی عرب مؤرخہ ۲۵/ جمادی الثانی -۱/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء میں بچوں اور بوڑھوں کے حقوق کے موضوع پر موصول مقالات پر مطلع ہونے کے بعد اور اس موضوع پر ۹-۱۲/ رجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸-۲۱/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو کویت میں اسلامی تنظیم برائے طبی علوم اور عالمی اسلامی فقہ اکیڈمی کے تعاون سے منعقد فقہی اور طبی مذاکرہ کی سفارشات اور موضوع سے متعلق مناقشات اور اس میں شریک اکیڈمی کے ممبران ، ماہرین اور فقہاء کے مابین ہوئے مناقشوں کو سننے کے بعد درج ذیل فیصلہ کرتی ہے:

اول: اسلام میں بچوں کے حقوق:

اچھا بچپنا ایک اچھے معاشرہ کی بنیاد ہے، اسے اسلام نے بڑی اہمیت دی ہے، اور اسی لیے اس نے شادی پر زور دیا ہے اور زوجین میں سے ہر ایک پر حسن معاشرت اور بچوں کی اچھی تربیت کو ضروری قرار دیا ہے، اس لیے اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

۱- جنین کو اپنی ماں کے رحم میں ان تمام اسباب سے بچانا جن سے جنین کو یا اس کی ماں کو کوئی ضرر لاحق ہوتا ہو، جیسے منشیات اشیاء سے بچانا اسلامی شریعت میں واجب ہے۔

۲- جنین کو اس کے بننے کی ابتدا ہی سے زندگی کا حق ہے، اس لیے اسقاط حمل یا کسی بھی ایسے طریقہ سے جنین پر زیادتی کرنا جائز نہیں ہے جس سے اس کی جسمانی شناخت میں بگاڑ آجائے یا اسے مرض وآفت لاحق ہوجائے۔

۳- پیدائش کے بعد ہر بچہ کو مادی اور معنوی حقوق حاصل ہوجاتے ہیں، مادی حقوق میں ملکیت، میراث ، وصیت ، ہبہ اور وقف ہے ، اور معنوی میں اچھا نام ونسب،

دین اور اپنے وطن سے نسبت ہے۔

۴- یتیم بچے، ایسے بچے جنہیں کہیں پڑا پایا گیا ہو، جلا وطن بچے اور جنگوں کے شکار وغیرہ وہ بچے جن کا کوئی سرپرست اور پرسان حال نہ رہ گیا ہو ان کو بھی طفولیت کے تمام حقوق حاصل ہیں، اور ان کی ذمہ داری سماج اور حکومت پر ہوگی۔

۵- مکمل دو سال تک طبعی دودھ پینے کے حق کا تیقن۔

۶- ایک صاف ستھری اور بہتر فضا میں پرورش اور پرداخت بھی بچہ کا حق ہے، اور اہلیت رکھنے والی ماں اس حق کو پورا کرنے کی سب سے پہلے ذمہ دار ہوگی، پھر ترتیب شرعی کے مطابق دوسرے اقرباء۔

۷- بچہ کی سرپرستی اور ولایت (اس کے گھر والوں کی طرف سے یا عدالت کی جانب سے) بچہ کی جان اور مال کی حفاظت کے لیے بھی اس کا حق ہے، اس میں کوتاہی جائز نہیں ہوگی، سن رشد کو پہنچنے کے بعد بچہ خود اپنا ولی ہوگا۔

۸- اچھی تربیت، اور اچھے اخلاق سے اسے آراستہ کرنا، اچھی تعلیم و تربیت اور اچھے پیشوں، خصوصی صلاحیتوں اور شرعاً جائز پیشوں کی ٹریننگ لینا، جن سے وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے اور بلوغ کے بعد اپنی روزی کما سکے اس کے اہم ترین حقوق میں سے ہیں، جن پر توجہ دینا ضروری ہے، اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل طلبہ کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ان کی خصوصی نگہداشت بھی ضروری ہے، اور یہ سب کام اسلامی شریعت کے دائرہ میں رہ کر ہوں گے۔

۹- اسلام والدین وغیرہ پر یہ حرام قرار دیتا ہے کہ وہ بچوں کی نگہداشت سے بے پرواہی برتیں، تاکہ وہ ضائع نہ ہوں اور بے راہ روی کا شکار نہ ہوں، اسی طرح وہ اس کی بھی ممانعت کرتا ہے کہ بچوں کا استعمال ایسے کاموں میں کیا جائے جو ان کی جسمانی، عقلی اور نفسیاتی قوتوں پر اثر انداز ہوں۔

۱۰- بچوں کے عقیدہ، جان، آبرو، مال اور ان کی عقل و ذہن پر زیادتی ایک بڑا جرم ہے۔

دوم: بوڑھوں کے حقوق:

آدم کی اولاد کی حیثیت سے اسلام نے ہر انسان کے لیے عزت وتکریم کا جو اصول طے کیا ہے اس کی رو سے اسلام نے انسان کی زندگی کے تمام مراحل کو اہمیت دی ہے، اور اس سلسلہ میں آیت اور احادیث اسلام کی بنیاد ہیں، جیسے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اور وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور نبی اکرم کا قول ہے: ما أكرم شباب شيخا لسنه إلا قيض الله لهم من يكرمه عند سنه (جب بھی کوئی نوجوان کسی بوڑھے کا اکرام اس کی درازی عمر کی وجہ سے کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لیے ایسے لوگ تیار کردیتا ہے جو خود اس کے بوڑھاپے کے وقت اس کی عزت واکرام کریں گے (ترمذی)، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويعرف شرف كبيرنا (وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑے کے مقام عزت کو نہیں پہچانا) (ترمذی واحمد)

اس کی روشنی میں اکیڈمی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ:

۱- بوڑھوں کو جسمانی، روحانی اور اجتماعی صحت کی حفاظت کرنے والی چیزوں سے واقف کرایا جائے، انہیں مسلسل وہ دینی احکام بتائے جائیں جن کی ان کو اپنی عبادات، معاملات اور دوسرے احوال میں ضرورت پیش آتی ہے، اور اپنے رب سے تعلق اور اس کی بخشش ومغفرت کے ساتھ حسن ظن کو مضبوط بنایا جائے۔

۲- ان کو سوسائٹی کا ایک حصہ بنانے اور ان کے تمام انسانی حقوق کا پاس ولحاظ رکھنے پر زور دیا جائے۔

۳- ان کے خاندان ہی ان کے لیے بنیادی جگہ ہوں تاکہ وہ عائلی زندگی کا لطف اٹھا سکیں، ان کے بیٹے اور پوتے ان کے ساتھ حسن سلوک کریں، وہ اپنے اقرباء و احباب اور پڑوسیوں کے حسن سلوک سے لطف اندوز ہوں، اگر ان کے اپنے خاندان نہ ہوں تو مناسب ہے کہ ان کے لیے اولڈ ہاؤسز میں گھریلو ماحول فراہم کیا جائے۔

۴- سوسائٹی کو بوڑھوں کے مقام ومرتبہ اور ان کے حقوق سے تعلیم وتربیت کے کورسز اور ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ آگاہ کیا جائے، ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیا جائے۔

۵- ان بوڑھوں کی خبر گیری کے لیے سنٹر بنائے جائیں جن کا کوئی خاندان نہ ہو یا جن کے گھرانے ان کی خبر گیری نہ کر سکتے ہوں۔

۶- طبی کالجوں اور صحت کے مراکز میں بوڑھاپے کے مرض کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے، اور کچھ ڈاکٹروں کو بوڑھوں کے امراض کی تحقیق اور علاج کے لیے تربیت دی جائے اور اسپتالوں میں بڑھاپے کے امراض کے خاص شعبے قائم کئے جائیں۔

۷- ٹرانسپورٹ کے ذرائع میں اور عام مقامات، اور ٹیکسی اسٹینڈ وغیرہ میں بوڑھوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی مخصوص سیٹیں بنائی جائیں۔

سفارش:

اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ بوڑھوں کے حقوق کی بابت کویت اعلامیہ کو اختیار کیا جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۹۷ (۱۰/۵)

’’شریعت اسلامی میں آزادئ دین کا مطلب اس کے اصول وضوابط اور نتائج‘‘

ایک تا پانچ جمادی الأولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سمینار میں ’’شریعت اسلامی میں آزادی دین، اس کے اصول وضوابط اور نتائج‘‘ کے تحت موصول ہونے والے مقالات کی روشنی میں نیز اکیڈمی کی آزادی دین کے موضوع کی اہمیت کو سمجھنے، اور اس موضوع کے متعلق بحیثیت ایک اسلامی اور عمومی فقہی مرجعیت حاصل ہونے کے اعتبار سے عالم اسلام کے اندر اور باہر کے لوگوں کی ضرورت پورا کرنے کے لیے اپنا موقف واضح کرنے کی غرض سے اس موضوع کے متعلق تیارشدہ مقالات اور اس پر بحث ومباحثہ کو سننے کے بعد اکیڈمی نے مندرجہ ذیل فیصلے صادر کیے:

۱- آزادئ دین شریعت اسلامی کا ایک طے شدہ بنیادی اور فطری اصول ہے، اس میں آزادی کے ساتھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی ہیں، شریعت نے اس کے ضوابط مقرر کیے ہیں، اور اس کا مقصد احترام انسانیت ہے۔

۲- آزادی مذہب سماج کی ایک ذمہ داری ہے جسے ہر طرح کے ان مذہبی یا غیر مذہبی حملے اور افکار وخیالات سے تحفظ ملنا ضروری ہے جو امت کے اسلامی تشخص کو مٹانے کے درپے ہے۔

۳- مسلمان قرآن کے اس بنیادی اصول ’’لا إكراه في الدين‘‘ یعنی ’’دین کے

سلسلے میں کوئی زور وزبردستی نہیں ہے" کے پابند ہیں، انھوں نے اپنی پوری تاریخ میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ رواداری اور اپنائیت کا ثبوت دیا ہے۔ اسی لیے غیر مسلموں کو بھی اسلامی خصائص کا احترام کرنا اور پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخانہ رویہ اور اسلامی تقدس سے کھلواڑ بند کرنا ہوگا

۴- مسلکی اور فقہی اختلاف وتنوع کا ظہور فطری بات ہے، مسلک کے اختلاف کے باوجود مسلمانوں کا ایک دوسرے کو تعاون دینا دینی فریضہ ہے جس کی صراحت اور دلیل قرآن وسنت میں موجود ہے، اسلام عقیدہ توحید اور اتحاد کلمہ کی دعوت شریعت کے متفق علیہ احکام واصول میں تعاون کی بنیاد پر دیتا ہے اور مختلف فیہ مسائل میں ایک دوسرے کو معذور قرار دینے کی دعوت دیتا ہے۔

۵- اسلام کے مسلمہ اور ثابت شدہ احکامات واصول کے خلاف ہنگامہ آرائیوں کو روکا جائے اور مسلم معاشرے کے اندر دین کے معروف اور مسلم حقائق کے تئیں شکوک وشبہات پیدا کرنے سے منع کیا جائے، کیوں کہ یہ چیز مذہب اور معاشرے کے لیے نہایت خطرناک ہے، اور ایسے ناقابل برداشت طریقوں سے باز رکھا جائے جنہیں آزادئ مذہب کے نام پر استعمال کیا جارہا ہے، تاکہ معاشرے کو مذہبی اور فکری تحفظ حاصل ہو اور اس کی وجہ سے غیر مسلموں کو استحصال کا موقع نہ مل سکے۔

۶- ارتداد یا کفر کا فتوی معتبر علماء امت ہی دے سکتے ہیں، یہ بھی اس صورت میں جب عدالت فقہاء کے ذکر کردہ شرائط یعنی مہلت کی مناسب مدت کے درمیان توبہ کرانے اور شبہات کے ازالے کی ذمہ داری نبھالے، تاکہ شریعت کے معتبر مقاصد کا تحقق ہو۔

۷- اعلانیہ طور پر ارتداد کا اظہار مسلم معاشرے کے اتحاد اور مسلمانوں کے عقائد کے لیے خطرناک شے ہے، نیز اس سے غیر مسلموں یا منافقوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اس سے عام لوگوں کے دلوں میں اسلام کے تئیں شکوک پیدا

کرنے کا کام لے، اس لیے اس کا مرتکب عدالت کی جانب سے سزا کا مستحق ہوگا، تا کہ اس کے خطرات سے معاشرہ کو مامون ومحفوظ رکھا جاسکے، اور یہ حکم آزادیٔ مذہب کے منافی نہیں ہے جس کی اسلام نے دینی جذبات، معاشرہ کے اقدار اور اس کے عمومی نظام کا احترام کرنے والوں کے لیے ضمانت لی ہے۔

سفارشات:

مسلم حکمرانوں سے یہ مجلس معاشرے کے افراد کے لیے بنیادی ضروریات بشمول منضبط آزادی فراہم کرنے کا مطالبہ کرتی ہے، نیز غذا، رہائش، علاج، تعلیم، کام کے مواقع جیسی تمام ضروریات فراہم کرے جس سے نئی نسل کو مادیت پرستی کے رجحانات یا ایسے افکار سے بچایا جاسکے جسے اسلامی قدروں پر ضرب کاری کرنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۷۵(۱۹/۱)

ماحول (Enviorment)
اور اسلامی نقطۂ نظر سے اس کا تحفظ

بتاریخ ایک تا پانچ جمادی الاُولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶ تا ۳۰/اپریل ۲۰۰۹ء کو متحدہ عرب امارات شارجہ میں منعقد ہونے والی تنظیم برائے اسلامی کانفرنس سے منسلک بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے انیسویں سمینار میں'' اکیڈمی کو موصول ہوئے مقالات کو دیکھنے اور موضوع سے متعلق بحث ومباحثہ سننے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلے کیے:

۱- دنیا میں کسی بھی جگہ کسی بھی مضرت آمیز، کوڑا کرکٹ وغیرہ کا ڈالنا حرام ہے۔ اور اس قسم کے ضرر رساں کوڑے کرکٹ کے پیدکرنے والے ممالک کو مجبور کیا جائے کہ ان کوڑوں کے ساتھ وہ اپنے ہی ممالک میں تصرف کریں اور اس طریقے سے کریں کہ ماحولیات پر اثرانداز نہ ہوسکے۔ ساتھ ساتھ اسلامی ممالک کو پابند بنایا جائے کہ اپنے ملکوں کو کوڑا خانہ یا اس کے دفن کرنے کی جگہ نہ بنائیں۔

۲- وہ سارے اعمال وتصرفات جو ماحول کے لیے نقصان دہ یا اسے خراب کرنے کا باعث بن رہے ہیں حرام ہیں، مثلاً وہ اعمال وتصرفات جو ماحول کے توازن کو بگاڑتے ہیں یا آمدنی کے وسائل کو نقصان پہنچاتی ہے۔ یا اس کا غلط استعمال ہوتا ہو اس طور پر کہ آنے والی نسل کی مصلحتوں کی کوئی رعایت نہ کی جائے اور ساری مصلحتیں متاثر ہورہی ہوں، ان کو شرعاً حرام کہنا ان شرعی قواعد کی تعمیل ہے جو خاص طور پر ازالہ ضرر کے لازم ہونے کے متعلق معروف ہیں۔

۳- یہ مجلس بین الاقوامی پیمانے پر تباہ کن اسلحوں کو واپس لینے پر زور دیتی ہے اور

ہران چیزوں کو ممنوع قرار دیتی ہے جن سے ایسی گیس پیدا ہوتی ہے جو اوزوون کے سوراخ کو مزید وسیع کررہی ہے، اور ماحول کو مزید گندا کررہی ہے، کیوں کہ ثابت شدہ شرعی قواعد ضرر پہنچانے کو منع کرتے ہیں۔

سفارشات:

۱- ماحول کے مختلف عناصر واقسام چاہے وہ زمین کے تعلق سے ہوں یا پانی کے تعلق سے یا فضا کے تعلق سے، اس کے تحفظ اور بچاؤ کے لیے واقفین کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے۔

۲- بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کو چاہیے کہ ماحولیات پر اسلامی نقطہ نظر سے ریسرچ کے لیے ایک ایسی کمیٹی بنائے جو موضوع کے متعلق تمام مطالعوں، معاہدوں اور ایشوز پر بھی نظر ثانی کے لیے مخصوص ہو۔

۳- ماحول کے تحفظ اور اس کو خراب ہونے سے بچانے کے راستے میں عالمی برادری کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ماحول کو نقصان پہنچانے اور پالوشن کو روکنے کے لیے بین الاقوامی معاہدوں اور دستاویزوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس شرط پر کہ وہ معاہدے احکامات شریعت سے متعارض نہ ہوں یا اسلامی ممالک کو نقصان نہ پہنچانے والے ہوں۔

۴- اسلامی ممالک کو ماحولیات کے متعلق ان تنظیموں کو مزید فعال بنانے کی ضرورت ہے جن کو تنظیم برائے اسلامی کانفرنس ارو اس کے تابع دیگر اداروں نے موجود کیا ہے، ساتھ ہی ساتھ ماحولیات کی مخصوص ''مجلس التعاون العربی'' نیز ''مجلس التعاون الخلیجی'' کے ساتھ مضبوط تعاون کرنی کی ضرورت ہے۔

۵- ماحولیات کا سپورٹ کرنے والی انڈسٹریز زیادہ سے زیادہ قائم کرنے اور اس کے لیے ہر ممکن وسائل وذرائع فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

۶- تنظیم برائے اسلامی کانفرنس کے ممبر ممالک کو ایسے قوانین وضوابط جاری کرنے

کی ترغیب دی جائے جو ماحول کو منظّم اور پالوشن کو روکتے ہوں، ساتھ ہی ساتھ ماحول کو نقصان پہنچانے پر سزائیں متعین کی جائیں جو قابل جرم قوانین کی بالادستی کے سپورٹ سے نافذ کی جائے، اور ماحول کے مختلف عناصر پانی، ہوا مٹی وغیرہ میں سے کسی بھی ایک عنصر کو نقصان پہونچانے والے تمام اعمال وتصرفات پر نگرانی سخت کی جائے۔

۷- اسلامی ممالک میں اہم دینی تنظیموں سے یہ مجلس مطالبہ کرتی ہے کہ ائمہ اور مبلغین کو ماحولیات سے متعلق معلومات سے واقف کرائیں اور ماحول اور اس کے تحفظ کے متعلق مضامین اور ریسرچ کی ترویج کریں۔

۸- ماحول کی صفائی اور اس کو ہر طرح کے خطرات سے بچانے وال مختلف وسائل کے ذریعے ماحولیات کے متعلق معلومات کی اشاعت مندرجہ ذیل طریقوں سے کی جائے:

الف- ذرائع ابلاغ کے ذریعے منظّم طور پر ماحول کے خطرات کی اشاعت کی جائے۔

ب- صحیح تربیت اور ذہن سازی کے ذریعہ چاہے وہ گھر کے اندر ہو یا دورانِ تعلیم اس کے مختلف مرحلوں میں ہو۔

ج- اسلامی تحقیقات اور شرعی اصول وکلیات کے مطابق اسلامی فقہ کے مطالعہ سے منسلک فقہ ماحولیات پر خاص توجہ دی جائے۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۱۸۵(۱۹/۱۱)

بین الاقوامی حقوق اسلام کی نظر میں

اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۷-۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹-۱۴/ مئی ۱۹۹۲ء میں اس موضوع پر پیش ہونے والے مقالات اور اس پر ہونے والے بحث ومباحثہ پر اکیڈمی ان بیش قیمت کاوشوں کے لیے شکر گذار ہے، اکیڈمی کا خیال ہے کہ یہ موضوع اس قدر اہم اور وسیع ہے کہ اس کے تشنہ پہلوؤں پر مزید غور وفکر کی ضرورت ہے، چناں چہ اکیڈمی درج ذیل نتیجہ پر پہنچی:

اول: اکیڈمی کی تجویز ہے کہ اس سلسلہ میں ایک ایکشن کمیٹی بنادی جائے جو اس موضوع پر مخصوص ایک نشست کے انعقاد کے لیے ورکنگ پیپر تیار کرے، تاکہ اس نشست میں موضوع کی تمام تفصیلات پر غور وخوض کے بعد اسلام میں بین الاقوامی حقوق کا مسودہ تیار کیا جائے جسے اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔

دوم: اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اس ورکنگ پیپر کے درج ذیل محور ہوں:

۱- اسلامی بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی تعلقات کے مصادر، جو درج ذیل ہیں: قرآن کریم، حدیث شریف، خلفائے راشدین کا عمل، نیز اس سلسلہ میں فقہاء کے اجتہادات سے مستفاد ہونے والے امور۔

۲- اسلامی شریعت کے عمومی خصائص اور مقاصد، جن کے عملی اثرات تمام اقدامات پر رہے ہیں:

(الف) شرعی مقاصد

(ب) عمومی خصائص

۳- اسلام میں امت اور اتحاد امت کا مفہوم۔

۴- ممالک کی تقسیم میں فقہاء کے مسالک۔

۵- عالم اسلام کی موجودہ صورت حال کی تاریخی جڑیں۔

۶- اسلامی مملکت کے داخلی تعلقات (قومیں اور اقلیتیں)

۷- دوسرے ممالک کے ساتھ اسلامی مملکت کے تعلقات۔

۸- انٹرنیشنل معاہدوں، تنظیموں اور چارٹروں کے تئیں اسلامی مملکت کا موقف۔

سوم: ایکشن کمیٹی کے سامنے یہ اجلاس تجویز رکھتا ہے کہ ایسے تفصیلی نوٹس بھی ساتھ میں دیے جائیں جن سے ان محاور کی تفصیل میں محققین کو راہ نمائی ملے اور یہ کام آئندہ چند ماہ میں انجام پا جائیں۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۶۸ (۷/۶)

عورت اور اسلام

Women & Islam

اسلامی اعلامیہ بابت
مسلم معاشرہ کی ترقی میں عورت کا کردار

اکیڈمی کے بارھویں اجلاس منعقدہ ریاض، سعودی عرب مؤرخہ ۲۵/ جمادی الثانی -۱/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء میں گذشتہ ۱۷-۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۷-۱۹/ اپریل ۱۹۹۵ء کو تہران اسلامی جمہوری ایران میں ''مسلم سوسائٹی کے ارتقاء میں عورت کا کردار'' پر ماہرین کے مذاکرہ کی سفارشات کو جاننے کے بعد (یہ مذاکرہ چھٹی اسلامی کانفرنس کی قرارداد کے مطابق ہوا تھا، اور ان سفارشات میں اکیڈمی کے نویں اور دسویں سمیناروں میں شعبہ افتاء کی جانب سے تبدیلی کی گئی تھی) اور اسلام نے عورت کے تعلق سے جو اقدار وضع کی ہیں اور جن کی خلاف ورزی عالمی ویمن کانفرنسوں میں اور خاص طور پر اجلاس قاہرہ اور بیجنگ اور بعد کے اجلاسوں میں ہوتی رہی ہے، اور ان مخالفانہ یلغاروں کے مقابلے کے لیے جو بھی اسلامی اعلانات ہوتے ہیں ان کی روشنی میں درج ذیل فیصلے کیے:

اول: اسلام کے مقاصد میں سے یہ ہے کہ ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جس میں عورت و مرد دونوں کا معاشرہ کی تشکیل و ترقی میں ایک بھرپور و مکمل رول ہو، اس ضمن میں اسلام عورت کو اس کے تمام حقوق ایسے اساس پر دیتا ہے جو اس کی شخصیت، اس کی صلاحیتوں، امنگوں، آرزوؤں اور زندگی میں اس کے بنیادی رول سے مطابقت رکھتے ہیں، اسلامی نظریہ حیات میں معاشرہ ایک ایسی مکمل یونٹ ہے

جس میں عورت ومرد دونوں کے درمیان تقابل ہمہ گیر طریقہ پر انجام پاتا ہے، قرآن کریم اور سنت نبویہ بھی اسی پر زور دیتے ہیں کہ امت کے اندر اس کے تمام زندہ عناصر میں ایک وحدت ہو، اس لحاظ سے اسلامی معاشرہ میں عورت اور مرد دونوں کی اپنی شخصیت اور اپنا مرتبہ ہے۔

دوم: شرعی نکاح پر مبنی خاندان ایک صالح اجتماعی وجود کے لیے بنیادی پتھر ہے، اسی لیے اسلام خاندان کی ہر دوسری خودساختہ شکل اور شرعی دائرہ سے باہر ہر دوسرے تعلق کو مسترد کرتا ہے، اس خاندانی نظام کی مضبوطی اور بہبود میں اپنی مامتا اور دوسرے خصائص کے تقاضوں کی رو سے عورت کا کردار بنیادی ہے۔

سوم: ماں بننا عورت کے فطری وظائف حیات میں سے ایک ہے، اور اس عظیم ذمہ داری کو بہترین طریقہ پر وہ اسی وقت ادا کرسکتی ہے اور نئی نسلوں کو پروان چڑھاسکتی ہے جب اسے اپنی زندگی سے تعلق رکھنے والے میدانوں میں اپنے بنیادی فریضہ کی ادائی کے لیے سارے اسلامی حقوق دیئے جائیں۔

چہارم: انسانی تکریم کے لحاظ سے مردوعورت دونوں برابر ہیں، عورت کے کچھ حقوق بھی ہیں اور اس پر کچھ واجبات بھی جو اس کی فطرت، صلاحیت اور ساخت سے میل کھاتے ہیں، اور جہاں مردوعورت دونوں الگ فطری خصوصیات رکھتے ہیں وہیں شریعت کی جانب سے ان پر آنے والی ذمہ داریوں میں وہ ایک دوسرے کی تکمیل بھی کرتے ہیں۔

پنجم: سارے میدانوں میں عورت کے احترام کی دعوت دی جائے، اور اس تشدد کو مسترد کیا جائے جو اسے آج بھی بعض معاشروں میں جھیلنا پڑ رہا ہے، مثلاً گھریلو سختیاں، جنسی استحصال فحش واباحیت پر مبنی تصویریں، عورت کے ذریعہ تجارت، اور مختلف انداز سے جنسی طور پر ہراساں کیا جانا وغیرہ چیزیں جوان معاشروں میں عام ہیں جو عورت کو حقیر سمجھتے ہیں، اور اس کے شرعی حقوق کے منکر ہیں، یہ ایسے نازیبا امور ہیں جو باہر سے آئے ہیں، اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ششم: ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عورت کے مثبت کردار کوتقویت پہنچائی جائے ، اور اشتہارات اور ذرائع ابلاغ میں اس کے استحصال کی تمام شکلوں کوختم کیا جائے ، اورتہذیبی اخلاقیات کوبدنما اوربھونڈا بنا کر پیش کرنے کومسترد کیاجائے ، کیوں کہ اس سےعورت کی شخصیت کی تحقیراورتذلیل ہوتی ہے۔

ہفتم: کم زورطبقوں اورعورتوں اور بالخصوص ان مسلمان عورتوں کی مشکلات کوکم کرنے کی ہرطرح کوشش کی جائے جومسلح کش مکش ، غیروں کے قبضہ ،فقروفاقہ اور بیرونی معاشی دباؤ سے دوچار ہیں۔

ہشتم: مسلسل اور ہمہ جہت ارتقاء دینی اور اخلاقی بنیادوں کے بغیرممکن نہیں، اوراس کا تقاضایہ ہے کہ تمام بیرونی کلچراوراجتماعی تصورات کوتھوپنے کی کوششوں کومسترد کیاجائے اورعورت سے متعلق اسلامی تصورات اور احکام کے خلاف بعض اطراف سے جاری مستقل حملوں کی مذمت کی جائے۔

نہم: بعض حکومتوں کے ان اقدامات کی شدید مذمت کی جائے جوعورت کو التزام دین اور اقامت شعایر پرعمل سے روکتی ہیں اور اللہ کی طرف سے اس پرفرض کردہ اوراس کے وقارکومجروح کرتی ہیں۔

دہم: تعلیم نسواں کے تمام اداروں کوتمام مراحل میں مردوں کی تعلیم سے علاحدہ کیاجائے تاکہ عورت کے شرعی حقوق کی پاس داری اوراقتضائے شریعت پرعمل درآمد ہو۔

یازدہم: اس اعلامیہ کی دفعات میں سے ہر دفعہ کی تفسیر وتوضیح کے لیے شریعت اسلامیہ کے اساسی مصادر ہی واحد مرجع ہیں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۱۱۴(۱۲/۸)

شوہر اور اس کی ملازمت کرنے والی بیوی کے درمیان اختلافات کے سلسلہ میں

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سولھواں فقہی سمینار جواز ۳۰/صفر تا ۵/ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ اپریل ۲۰۰۵ء کو متحدہ عرب امارات میں منعقد ہوا، اس میں ''شوہر اور اس کی ملازم کرنے والی بیوی کے درمیان اختلافات'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز پاس کیں:

تجاویز:

۱- میاں بیوی کے درمیان مالی ذمہ داری الگ الگ ہوتی ہیں:

بیوی کو مکمل اہلیت اور مستقل مالی اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور احکام شرع کے دائرہ میں اس کو اپنی کمائی کی آمدنی اور اپنی مخصوص جائداد میں تصرف کا پورا پورا حق حاصل ہوتا ہے، اپنی مملوکہ جائیداد میں اسے مالکانہ حقوق ملیں گے، اس کے مال پر اس کے شوہر کو کوئی اختیار نہ ہوگا، اور وہ کسی مال کے مالک بننے اور اپنے مال میں تصرف کے لیے اپنے شوہر کی اجازت کی پابند نہ ہوگی۔

۲- بیوی کا نان ونفقہ:

جو نفقہ بھلے طریقہ سے طے ہوا ہو بیوی بے کم وکاست اس کی مستحق ہوگی، نفقہ

کا تعین شوہر کی مالی استطاعت، صحیح عرف وعادات اور شریعت میں تسلیم کی گئی معاشرتی روایتوں کے مطابق ہوگا، اور یہ نفقہ نشوز (سرکشی) کے بغیر ساقط نہ ہوگا۔

۳- بیوی کا گھر کے باہر کام کرنا:

۱- بیوی کی بنیادی ذمہ داری تو یہی ہے کہ اہل وعیال کی دیکھ ریکھ، بچوں کی پرورش وپرواخت، اور آنے والی نسلوں کی تربیت پر توجہ دے، اور ساتھ ہی وہ ضرورت پڑنے پر گھر کے باہر ایسے کام بھی کرسکتی ہے جو اس کی فطرت اور مزاج سے میل کھاتے ہوں، شرط یہی کہ وہ دینی احکام، شرعی آداب اور بنیادی ذمہ داریوں کی رعایت کو ملحوظ رکھے۔

۲- بیوی کا کسی کام یا ملازمت کے لیے گھر سے نکلنا؛ شرعی ضابطوں کے مطابق شوہر کے ذمہ اس کے واجب الاداء نفقہ کو ساقط نہیں کرتا، جب تک کہ اس نکلنے میں نشوز (سرکشی) کی صورت نہ پائی جاتی ہو۔

۴- اہل وعیال کے نان ونفقہ میں بیوی کی شراکت:

۱- شرعاً بیوی پر اس نان ونفقہ میں ساتھ دینا واجب نہیں جو دراصل شوہر کے اوپر واجب ہوئے ہوں، اور شوہر کے لیے بیوی پر اس کو لازم کرنا جائز نہیں۔

۲- بیوی کا اپنے طور پر اہل وعیال کے نان ونفقہ میں شوہر کا ساتھ دینا شرعاً مستحب اور ایک محبوب عمل ہے، چوں کہ اس کے ذریعہ سے زوجین کے درمیان انس ومحبت اور باہمی تعاون کو فروغ ملے گا۔

۳- یہ درست ہے کہ بیوی کی آمدنی (اجرت یا تنخواہ) کے مصرف کا تعین میاں بیوی کے درمیان اتفاق رائے سے کرلیا جائے۔

۴- اگر کام کے لیے بیوی کے گھر سے باہر نکلنے میں کچھ مخصوص مصارف آتے ہوں، تو ان کی ذمہ داری خود اسی پر ہوگی۔

۵- کام کرنے کی شرط لگانا:

۱- بیوی کے لیے عقد نکاح میں یہ شرط رکھنا جائز ہے کہ وہ گھر کے باہر کام کرے گی، اگر شوہر اس پر رضامندی کا اظہار کردے تو وہ اس کا پابند ہوگا، دراں حالیکہ عقد نکاح کے وقت یہ شرط صراحتاً لگائی جائے گی۔

۲- اگر کام کا بند کرنا خاندان اور بچوں کے مفادات میں ہو تو شوہر کے لیے بیوی سے ایک بار اجازت دے دینے کے بعد بھی کام بند کرنے کا مطالبہ کرنا جائز ہے

۳- شرعاً یہ جائز نہیں کہ شوہر بیوی سے گھر کے باہر کام کرنے کی جازت کے بدلہ اپنے اوپر واجب ہونے والے نان ونفقہ مین شراکت کی شرط لگائے، یا یہ شرط رکھے کہ بیوی اپنی تنخواہ یا آمدنی میں سے ایک متعینہ رقم اس کو دے گی۔

۴- شوہر کے لیے بیوی کو گھر کے باہر کام کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں۔

۶- ملکیت میں بیوی کی شراکت:

اگر بیوی نے عملی طور پر اپنے مال یا اپنی آمدنی سے کسی گھر یا زمین یا تجارتی اسکیم کی ملکیت حاصل کرنے میں حصہ لیا، تو اس کو اپنے انوسٹ کیے ہوئے مال کے بقدر اس گھر یا اسکیم کی ملکیت میں شریک کیا جائے گا۔

۷- کام کے میدان میں حاصل شدہ حقوق کا ناروا استعمال:

۱- زوجین کے درمیان رشتۂ ازدواج کے نتیجہ میں کچھ حقوق وواجبات شرعاً طے ہوتے ہیں، زوجین کے درمیان عدل وانصاف، باہمی تعاون اور جذبۂ ہمدردی کی بنیادوں پر تعلق ہونا چاہئے واور اس کے خلاف عمل کرنا زیادتی ہے؛ جو شرعاً حرام ہے۔

۲- شوہر کے لیے یہ جائز نہیں کہ ایذا رسانی کے ارادہ سے بیوی کو کام سے روکنے یا کم بند کرنے کے مطالبہ کا جو حق اسے حاصل ہے اس کا غلط استعمال کرے، سوائے اس کے کہ اس کی وجہ سے کسی خاندانی مفاد کو نقصان پہنچتا ہو، یا اس

کا نقصان اس فائدہ سے بڑھ جائے جس کی اس عمل سے امید تھی۔

۴- بعینہ یہی بات بیوی پر اس وقت منطبق ہوگی جب وہ کام کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے شوہر یا خاندان کو نقصان پہنچانا چاہتی ہو، یا اس کے کام کا نقصان ان فوائد سے بڑھ جائے جو اس عمل سے مطلوب تھے۔

سفارشیں:

الف- اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ بیوی کے گھر سے باہر کام کرنے کا معاشرتی، اقتصادی، اور طبی جائزہ لیا جائے کہ اس سے خاندان اور خود بیوی پر کیا اثرات مرتب ہوں گے، کیوں کہ اس قسم کے جائزہ سے موضوع کے حقائق کو واضح کرنے میں مدد ملے گی، اور یہ جائزہ مختلف معاشروں سے متعلق ہو۔

ب- اکیڈمی میاں بیوی کے درمیان اس احساس کو فروغ دینے پر زور دیتی ہے کہ ان کے باہمی ارتباط سے ایک خاندان بنتا ہے، اور یہ کہ اسلام یہ پسند کرتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان محبت والفت کا رشتہ قائم رہے۔

ج- مسلم خواتین کے عمومی مسائل اور بطور خاص اسلامی معاشرہ کو ترقی دینے میں عورت کے اس کردار سے متعلق مخصوص سمینار منعقد کیا جائے جو کردار ثقافتی ترقیات کا ساتھ دے سکے، اور شرعی معیار کے مطابق بھی ہو، تا کہ عورت اور آبادی سے متعلق منعقد ہونے والے عالمی کانفرنسوں میں اسلامی حکومتوں اور تنظیموں کو اکیڈمی کے فیصلوں اور سفارشوں پر اعتماد ہو جایا کرے۔

قرارداد نمبر: ۱۴۴ (۱۶/۲)

خواتین کی صورت حال اور اسلامی نقطۂ نظر سے ان کا سماجی کردار

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیر نگرانی کام کرنے والی اکیڈمی بین الاقوامی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا سترھواں فقہی سمینار ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۲۸/ جون ۲۰۰۶ء کو عمان (مملکت اردن ہاشمی) میں منعقد ہوا، اکیڈمی کو ''خواتین کے حالات اور اسلامی نقطۂ نظر سے ان کے سماجی کردار'' کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات، اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ اور اکیڈمی کے اس فیصلہ نمبر:۱۱۴ (۱۲/۸) جو ''مسلم معاشرہ کی ترقی میں خواتین کے کردار کا اسلامی منہج'' کے موضوع پر تھا، جس میں ایک معتدل اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں مرد وعورت ہر ایک کے مکمل کردار کی وضاحت کی گئی تھی ، اور یہ بھی وضاحت ہے کہ اسلامی معاشرہ کی عمارت میں خاندان ہی زاویہ کا پتھر ہے، اور خاندان کی کسی بھی دوسری نام نہاد صورت قابل رد ہے، جیسے کہ اس میں اس کی بھی صراحت ہے کہ عورت کی زندگی میں اس کی فطری ذمہ داریوں میں سب سے اہم کا ماں بننا ہے اور انسانی شرافت واحترام میں مرد وزن مساوی ہیں، اور عورتوں کے جو کچھ حقوق اور ان پر جو ذمہ داریاں ہیں وہ ان کی فطری صلاحیتوں اور جسمانی ساخت کے مطابق ہیں، نیز اس فیصلہ میں تمام میدانوں میں عورتوں کے احترام کی تاکید کی گئی ہے، اور ان کی شخصیت کی تحقیر وتذلیل کی جو آواز اٹھائی جاتی ہے اس کی سختی سے مذمت کی گئی ہے، اسی طرح اس فیصلہ میں بعض حکومتوں کی جانب سے مسلم خواتین کو اپنے دین پر پابندی کرنے سے روکنے کی بھی سخت مذمت کی گئی ہے ، انہیں امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اکیڈمی درج ذیل تجاویز منظور کرتی ہے:

تجاویز:

۱- بین الاقوامی کانفرنسیں جو عورتوں کی سیاسی، معاشی، معاشرتی، شہری اور تہذیبی حقوق کے سلسلہ میں منعقد ہوتی ہیں (ترقی اور آبادی کی کانفرنسیں) ان کی بنیاد زندگی کے مختلف شعبوں کو دین سے علیحدہ کردینے پر ہے، بلکہ وہ اسلام کے بعض اصولوں اور احکام کو عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک پر محمول کرتی ہیں۔

۲- اسلام مخالف سرگرمیوں سے اظہار براءت کے لیے مساوات مرد وزن کے نعروں سے مکمل احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

۳- عورتوں کو ایسی سرگرمیوں، اور عادات واطوار کے اختیار کرنے سے بچانے کی ضرورت ہے جو انہیں ظلم وستم سے دوچار کرسکتے ہوں، اور جن کی وجہ سے اپنے دین وشریعت، عزت وناموس، شرف وکرامت اور مال ومتاع کی حفاظت کے حق کے علاوہ ان جیسے دوسرے وہ بھی حقوق ان سے سلب کیے جاسکتے ہوں، جو حقوق نہ صرف یہ کہ شریعت اسلامی کے اصولوں کے عین مطابق ہیں بلکہ بین الاقوامی حقوق انسانی کے ضوابط بھی انہیں معتبر مانتے ہیں۔

۴- ترقی وآبادی کی کانفرنسوں اور ان میں منظور ہونے والی تجاویز اور قراردادوں میں ہمیشہ مادی گوشوں کو اہمیت دی گئی ہے، روحانی مقاصد کی رعایت نہیں کی گئی ہے، اور عورتوں کی فطری اور بنیادی ذمہ داری سے تغافل اختیار کیا گیا ہے، اس کی فطری اور بنیادی ذمہ درای تو یہ تھی کہ وہ خاندان کی نگراں اور بچوں کی اسلامی نشوونما کی ذمہ دار ہو، ان کانفرنسوں نے اس کے بجائے ان میں آرام طلبی کا مزاج پیدکیا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان معاہدات کے مثبت پہلوؤں کی اہمیت کو بھی کم کرنا مقصود ہے۔

۵- ان کانفرنسوں نے سماج کی تعمیر میں عورت کے کردار کو نظر انداز کیا ہے، اور اس کو حاشیہ پر لا کھڑا کیا ہے، نیز ان کے حق میں مختلف طرح کے ناجائز تعلقات کی

ہمت افزائی کی ہے۔

۶- بدلتے ہوئے عالمی حالات کے پیش نظر اکیڈمی یہ خیال کرتی ہے کہ رفتار زمانہ کے شانہ بشانہ چلا جائے ، اور جدید طرز خیال کو اسلامی احکام کی روشنی میں پرکھا جائے ،عورتوں کے مسایل سے متعلق کانفرنسوں کی تجاویز پر نظر رکھی جائے ، اسلامی ممالک اور تنظیموں کی جدوجہد میں یک سانیت پیدا کی جائے تا کہ ایسی تجاویز سامنے آئیں جو شریعت اسلامی کے اصول واحکام سے متصادم نہ ہوں۔

اکیڈمی درج ذیل سفارشیں بھی کرتی ہے:

۱- خواتین کے مسائل سے متعلق منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں سرگرم شرکت کی جائے ،اور معاشرتی مسائل میں اسلامی متبادل پیش کیا جائے ۔

۲- ضرورت ہے کہ خواتین کے مسائل کے سلسلہ میں اسلامی موقف کا تعارف کرایا جائے ،خصوصاً ان کے حقوق وذمہ داریوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا جائے اور دنیا کی تمام زندہ زبانوں میں ان کی اشاعت عمل میں لائی جائے۔

۳- اکیڈمی کے سکریٹری جنرل کی جانب سے درج ذیل دو اہم امور کے جائزہ کے لیے ورکنگ کمیٹی تشکیل دی جائے ،یا سمینار کرائے جائیں:

الف- ترقی ،آبادی اور خواتین کے امور سے متعلق بین الاقوامی میثاق اور معاہدوں کا جائزہ تا کہ ان کے تمام مشمولات کے سلسلہ میں یک ساں اسلامی موقف اختیار کیا جاسکے۔

ب- شرعی اصول واحکام کی روشنی میں خواتین کی سیاسی سرگرمیوں اور ان کے حدود وضوابط پر غور کیا جائے ۔

قرارداد نمبر: ۱۵۹ (۱۷/۸)

مسلم خواتین کے حقوق وواجبات

تنظیم اسلامی کانفرنس کے زیرنگرانی کام کرنے والے بین الاقوامی اکیڈمی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اٹھارھواں سمینار از ۲۴ تا ۲۹/ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹ تا ۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء کو بوترا جایا (ملیشیا) میں منعقد ہوا، ''مسلم خواتین کے حقوق وواجبات'' کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات، اور اس موضوع پر ہونے والے بحث ومناقشہ کے بعد، نیز اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اسلام نے عورتوں کو ان کا صحیح مقام ومرتبہ دیا ہے، انہیں خاندانی نظام کی بنیاد قرار دیا ہے، ان کو کام کرنے کے وسیع مواقع فراہم کیے ہیں، اور ان کو انسانیت کیلئے کچھ کرنے کا حوصلہ دیا ہے، انہیں ہر مفید کام میں شرکت اور اختراعی کاموں کی بھی اجازت دی ہے، ان پر اسلام کی خصوصی توجہ ہے، ترقی وسہولت کی رعایت کرتے ہوئے اسلام کی خدمات میں اسے شریک کیا گیا اور اس کے سارے حقوق کو پورا کیا گیا ہے اور ان کیلئے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے بھلائی کا حکم دیا ہے، اورخدا کی نظر میں مقبولیت، عقائد، فرائض وواجبات، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اعمال صالحہ، ذمہ داریاں اور جزاء وسزا، نیز حق تعلیم اور مالی تصرفات میں مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات رکھا ہے اور اس کے لیے معتبر شرعی قوانین مرتب کیا ہے، عام اصول یہ ہے کہ شریعت کا تکلیفی امور میں عمومی خطاب سوائے ان احکام کے جنہیں شریعت نے دونوں صنفوں میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص کیا ہو، مرد وعورت دونوں کو شامل ہے، اکیڈمی نے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کیں:

تجاویز:

۱- شریعت کی نگاہ میں کسی چیز کی ملکیت کے لیے جو ضابطہ ہے، اسی بنیاد پر عورت منقولہ وغیرمنقولہ جائیداد کی مالک بن سکتی ہے۔

۲- عورتوں کا کام کرنا شرعی قوانین کے تابع ہے؛ لہذا ان میدانوں میں عورتوں کے کاموں کی ہمت افزائی کی جائے، جن میں عورتیں اپنی خاص فطری صلاحیتوں کی بنا پر فائق ہوتی ہیں اور ان میدانوں میں وہ نمایاں خدمات پیش کرسکتی ہیں، مثلاً تعلیم وتربیت، عورتوں اور بچوں کے علاج اور معاشرتی خدمات کے میدان۔

۳- مسلمان عورتوں کے لیے درست ہے کہ وہ اپنے لیے مقررہ اصول کے مطابق معاشرتی، ثقافتی امور اور ان تربیتی سرگرمیوں میں حصہ لیں جو شریعت کے احکام اور اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔

۴- اکیڈمی زور دیتی ہے کہ عورتوں سے متعلق اس کے سابقہ فیصلوں ۱۱۴ (۱۲/۸)، ۱۵۹ (۸/۱۷) کو بروئے کار لایا جائے۔

اکیڈمی درج ذیل سفارشیں بھی کرتی ہے:

۱- خواتین کے مسائل سے متعلق بین الاقوامی اسلامی اکیڈمی قائم کی جائے، جس کا بنیادی کام خواتین کے مسائل کو حل کرنا، خواتین کے مسائل کے تعلق سے منعقد ہونے والی کانفرنسوں پر نظر رکھنا، اور ان میں شرکت کرنا ہو۔

۲- خاندان، عورتوں اور بچوں کو درپیش خطرات اور ان کو ہوا دینے والے حادثات سے حفاظت کے لیے قائم بین الاقوامی اداروں کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

۳- تمام ممبر ممالک کو اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ بین الاقوامی متفقہ قراردادوں کی ان دفعات کے تعلق سے تحفظات کا موقف اختیار کریں، جو شریعت کی مخالفت پر مشتمل ہیں۔

۴- یہ سمینار سفارش کرتا ہے کہ عورتوں کی ولایت عامہ، عدالتی اور سیاسی حقوق کی بابت اکیڈمی مزید مقالات اور تحقیقات کا اہتمام کرے۔

قرارداد نمبر: ۱۶۹ (۱۸/۷)

انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ

ایک تعارف

اکیڈمی کا قیام:

اسلامک فقہ اکیڈمی کا قیام دراصل تیسری اسلامی چوٹی کانفرنس کی اس قرارداد کا عملی جامہ تھا جو مؤرخہ ۱۹ تا ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۵ تا ۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء مکہ مکرمہ میں اس کے فلسطین اور بیت المقدس والے اجلاس میں ان الفاظ میں پاس ہوئی تھی کہ:

''ایسی ایک اکیڈمی کی تشکیل کی جائے، جس کا نام ''مجمع الفقہ الاسلامی'' ہو، جس کے ممبران عالم اسلام کے فقہاء وعلماء اور فقہی، ثقافتی اور اقتصادی علوم کے مختلف میدانوں کے ماہرین ومفکرین ہوں تاکہ وہ عصر حاضر کے مسائل ومشکلات کا مطالعہ کریں اور گہرے غور واجتہاد کے ذریعہ ان مشکلات کا ایسا حل پیش کریں جو اسلامی سرمایہ پر مبنی اور اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہو''۔

مکہ مکرمہ کے پیغام کی روح کو نقطہ آغاز بناتے ہوئے آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس (منظمۃ المؤتمر الاسلامی) (جس کا تبدیل شدہ نام اب منظمۃ التعاون الاسلامی ہے) نے اسلامک فقہ اکیڈمی کی تشکیل کے سلسلہ میں مسلمان قائدین کی خواہش کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے قانونی اور انتظامی ڈھانچہ کی تعیین کی غرض سے تمام قانونی اور عملی کارروائیاں انجام دیں، تاکہ اسلامک فقہ اکیڈمی کے پلیٹ فارم سے امت مسلمہ کے علماء، فقہاء اور دانشوران اجتماعی اجتہاد کا فریضہ انجام دیں اور عصر حاضر کے پیدا کردہ ہر سوال کا اسلامی جواب امت کے سامنے پیش کریں۔

مقام شکر ہے کہ توفیق خداوندی سے مؤرخہ ۲۶ تا ۲۸ شعبان ۱۴۰۳ھ مطابق ۷ تا ۹ جون ۱۹۸۳ء کو خادم حرمین ملک فہد بن عبدالعزیز کی زیر سرپرستی اسلامک فقہ اکیڈمی کی تاسیسی کانفرنس منعقد ہوئی، پھر اکیڈمی کے نظم ونسق پر غور وخوض کی غرض سے اکیڈمی کا پہلا خصوصی اجلاس ۲۶ تا ۲۹، صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۲ نومبر ۱۹۸۴ء مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا، جس میں اکیڈمی کے منصوبوں کے نفاذ کا عملی خاکہ طے کیا گیا، اور اکیڈمی کی مجلس کی تشکیل کے ساتھ اکیڈمی کی آفس اور اس کے تین شعبہ جات: شعبہ منصوبہ بندی، شعبہ بحث وتحقیق

اور شعبۂ فتوی قائم کئے گئے۔

اس طرح اسلامک فقہ اکیڈمی کا خواب ایک حقیقت بن کر سامنے آ گیا جو تنظیم مؤتمر اسلامی کے ایک ذیلی ادارہ کے بطور اپنا معنوی وجود رکھتا ہے۔

اکیڈمی نے اپنے طے شدہ طریقہ کے مطابق کام شروع کرتے ہوئے تمام مسلم ممالک سے یہ دریافت کیا کہ وہ ان اہم مسائل ومشکلات کی نشان دہی کریں جن سے آج کا مسلم معاشرہ دوچار ہے۔

۲۲ تا ۲۵ شعبان ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۲ تا ۱۵ مئی ۱۹۸۵ء کے درمیانی عرصہ میں شعبۂ منصوبہ بندی نے اسلامی ممالک سے آنے والی تجاویز اور آراء کی چھان بین کی، ان میں ترجیحات کی ترتیب بنائی، پھر ان پر غور وخوض اور شرعی رائے کے اظہار کا عمل شروع ہوا

اکیڈمی کا پیغام اور اس کا بنیادی کردار:

اکیڈمی کا بنیادی مقصد اور اس کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ اسلامی شریعت کو صحیح طریقہ سے پیش کیا جائے، اس کی خصوصیات کو نمایاں کیا جائے، موجودہ انسانی مسائل کے حل کرنے اور دنیا وآخرت میں انسان کو سعادت سے ہم کنار کرنے کی شریعت اسلامیہ کی بے مثال قدرت کو اجاگر کیا جائے، یہ انسانی سعادت اسلام کے وسیع تصور کے مطابق ہے جو اس کے اصول ومآخذ اور قواعد واحکام کی روشنی میں طے ہوتی ہے، کیوں کہ فقہ اسلامی در اصل انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر اسلامی شریعت کی تطبیق کا نتیجہ ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ اسلام کے اصول و مآخذ اور اس کے قواعد واحکام کے ہمہ گیر تصور کے مطابق ہو۔

اکیڈمی کے کام:

اکیڈمی نے تمام مسلم ممالک میں موجود اپنے ممبران اور ماہرین سے خط وکتابت کرکے اکیڈمی کی سرگرمیوں کے بارے میں ان کی آراء اور تجاویز معلوم کرنی چاہی، اس پر بہت سارے جوابات آئے جنہیں ہم ذیل میں مختصراً درج کررہے ہیں:

اول - عام موضوعات:

یہ دو قسم کے تھے: اسلام اور زمانہ کا چیلنج، اسلام اور مسلمانوں کے مسائل۔

۱- پہلی قسم: ''اسلام اور زمانہ کا چیلنج'' میں درج ذیل موضوعات تھے:

- اسلام اور امن عالم/ اسلام بمقابلہ جنگ جو اقوام و افراد
- اسلام اور نیا عالمی اقتصادی نظام/ اسلام بمقابلہ استحصال
- اسلام اور متعارض قومیت کا معاملہ/ اسلام بمقابلہ نسل پرستی
- اسلام اور اطلاعاتی سچائی / اسلام بمقابلہ غلط پروپیگنڈہ

۲- دوسری قسم: ''اسلام اور مسلمانوں کے مسائل'' کے ذیل میں درج ذیل موضوعات بیان کئے گئے:

- جہاد اور جنگ آزادی
- خودکفیلی، انصاف اور خودکفیل اقتصادی تعاون
- بقائے باہم اور نسلی کشت وخون
- مذاکرات ومشاورت

۳- اکیڈمی کے علمی موضوعات جو مندرجہ ذیل امور کا احاطہ کرتے ہیں:

- فقہی اختلافات کی تحقیق وتقابل اور مذاہب کے اختیار میں ترجیح کا مسئلہ
- اسلامی شریعت اور فقہ اسلامی
- قیاس، قول صحابی، مصالح مرسلہ اور استحسان کے موضوعات پر بحث کر کے اصولی قواعد کی تحقیق اور اجتہاد اور احکام کی توجیہ پر ان کے اثرات کا بیان۔

۴- مختلف اقتصادی موضوعات۔

۵- تجارتی اور مالی موضوعات۔

۶- کمپنیوں کے مسائل۔

۷- نوپیش آمدہ مسائل، جیسے:

-حق علو اور فضا (Space) کے مسائل اور اس سے متعلق جدید قوانین کا موازنہ۔

-ملکی فضاؤں میں پرواز سے متعلق بین الاقوامی قوانین کے بارے میں شرعی نقطہ نظر اور مقامی ذخائر آب کے استعمال کا موضوع۔

-فضائے بسیط، مصنوعی چاند اور خلائی گاڑیوں کے بارے میں شرعی نقطہ نظر اور فضا کے استعمال کے بارے میں شرعی موقف کی تعیین۔

۸- طبی مسائل۔

۹- زکوۃ کے احکام۔

۱۰- سزائیں۔

۱۱- سیاست شرعیہ کے مسائل۔

۱۲- دینی اور معاشرتی مسائل۔

دوم-علمی منصوبے

۱-فقہی انسائیکلوپیڈیا:

اکیڈمی نے ایک ایسے فقہی انسائیکلوپیڈیا کی تیاری پر بھی غور کیا جو قدیم وجدید معاملات کے اہم مسائل اور ان سے متعلق احکام کو زیر بحث لائے تاکہ اکیڈمی کے دستور اساسی میں اس کے لیے جو کچھ کہا گیا ہے اسے اور فقہ اسلامی کو اس انداز میں ضبط تحریر میں لانے کی خواہش کو حقیقت کا روپ دیا جاسکے کہ بوقت ضرورت ڈھونڈنے والے کو مطلوبہ مسئلہ کا جواب آسانی سے مل جائے۔

۲-فقہی اصطلاحات کی لغت:

اسی طرح اکیڈمی نے فقہی اصطلاحات کے لیے ایک ایسی عام لغت کی تدوین پر بھی غور کیا جس میں مختلف مذاہب فقہ کی اصطلاحات کی نشاندہی فقہاء کے نام اور فقہ کے مشہور مجموعوں کی جانب اشارہ کے ساتھ کی گئی ہو، اور ان مآخذ ومراجع کے نام دیئے گئے

ہوں جن کا حوالہ دیا جارہا ہے، نیز اس سے قبل ایسی کتابوں اور فہارس پر بھی کام کیا جائے جو اس عام لغت کی تیاری میں معاون ثابت ہوں، اس قابل قدر کام کے سلسلہ میں جن اہم مصادر سے استفادہ کیا جاسکتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

کلیات ابو البقاء

المغرب للمطرزی

المشرف المعلم للمحب العکبری

دستور العلماء لعبد رب النبی

الزاھر للازھری

التعریفات للجرجانی

الحدود للباجی

کشاف مصطلحات الفنون للتھانوی

المصباح المنیر للفیومی

طلبۃ الطلبہ للنسفی

القاموس الفقھی لسعدی ابو حبیب

الفاظ التنبیہ للنووی

الفاظ المھذب للمرکبی

المصطلح علی ابواب المقنع للبعلی

الفاظ المدونہ للحبی

معجم المغنی

معجم المحلی

فھرس ابن عابدین

فهرس شرح المنهاج

فهرس جواهر الاكليل

فهرس مسلم الثبوت

فهرس جمع الجوامع

اور ان کے علاوہ دیگر کتابیں اور مخطوطات جن کی ضرورت جمع وضبط کے کام کو مکمل کرنے میں پیش آئے۔

۳-بعض فقہی کتابوں کی فہرست سازی:

جامعہ قرویین کی مجلس علمی (اکیڈمک کونسل) کی طرف سے کچھ کتابوں کی فہرست سازی کی تجویز آئی ہے جن میں سے اہم کتابیں یہ ہیں:

-شرح الحطاب علی مختصر خلیل

-حاشیۃ الرہونی علی الزرقانی

۴-ممبر ممالک میں اسلامی قانون سازی:

اکیڈمی کی جنرل سکریٹری نے آرگنائزیشن آف اسلام کانفرنس کے ممبر ممالک سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ان ممالک میں جن اسلامی قوانین پر عمل درآمد ہورہا ہے ان کو سکریٹریٹ کو بھیجیں تاکہ اکیڈمی ان قوانین کا موازنہ کرکے کتاب وسنت نیز فقہ کے احکام، اصول اور قواعد ونظریات کی بنیاد پر ان قوانین میں یکسانیت لاسکے۔

۵-اسلام کے بارے میں نشر کی جانے والی چیزوں کی فہرست:

اسلام کے بارے میں عربی اور غیر عربی زبانوں میں جو کچھ نشر ہوتا ہے اس کی فہرست تیار کرنا تاکہ اسلام مخالف رجحانات کا احاطہ کیا جاسکے۔

۶-دوسرے مجوزہ کام اور منصوبے:

- موجودہ تفاسیر کو سامنے رکھتے ہوئے ان میں سے ایک سادہ اور آسان تفسیر کی

تیاری جس پر سب کا اتفاق ہو۔

- سیرت نبوی کے موضوع پر ایک کتاب کی تیاری۔
- صحاح ستہ کو پیش نظر رکھ کر ایک ایسی فہرست تیاری کی جائے جو سیرت اور فقہ کے پہلوؤں کے ساتھ خاص ہو۔
- احادیث کا ایک ایسا منتخب تیار کرنا جو صحاح ستہ سے متعلق ہو، فہرست میں جن چیزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہو یہ منتخب مجموعہ مختصر تشریح کے ساتھ ان کا احاطہ کرے۔
- سنی فقہی مذاہب پر ایک معقول کتاب کی تیاری جس کا ترجمہ دیگر زبانوں میں بھی کیا جائے۔
- امت اسلامیہ کے لیے ایک ایسے دستوری ڈھانچے کی تیاری جو قانونی وحدت کی حصول یابی میں بنیاد ثابت ہو سکے۔
- فقہی مذاہب کا تعارف تیار کرنا۔
- فقہی کانفرنس، جلسے اور سمینار منعقد کرانا۔
- مذاہب اربعہ میں راجح اقوال کے اعتبار سے شرعی احکام کی تدوین اور مرافعات کے اصول کی تدوین کے ذریعہ فقہ کو آسان بنانا۔
- فقہ اسلامی کے ایک مجلہ کی اشاعت جو عصری مسائل سے متعلق ہو۔
- ایک خصوصی کلیہ شرعیہ کا قیام جس میں نئے مسائل میں اجتہاد، قوت فیصلہ اور غور وفکر کی مشق بہم پہنچائی جائے۔

تحقیق وفتوی سے متعلق مجوزہ موضوعات:

-تحقیق ومطالعہ کے میدان میں:

الف: اصول فقہ کے میدان میں:

- استحسان

- مصالح مرسلہ
- عرف

ب: فقہ کے میدان میں :

- قمری مہینوں کے آغاز میں وحدت
- حج وعمرہ کیلئے دخانی کشتی اور ہوائی جہاز سے آنے والوں کے لیے احرام
- موجودہ سودی بنکاری کے بارے میں حکم
- اسلامی بینکوں میں لین دین کے احکام
- انشورنس اور ری انشورنس
- کاغذی نوٹ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے احکام
- اسٹاک ایکسچینج کے احکام
- سونے چاندی کے ذریعہ تجارت کے احکام
- مقارضہ بانڈز، ڈیولپمنٹ اور انویسٹمنٹ کے کاغذات
- کریڈٹ کارڈ
- کمپنیاں اور خاص طور سے جوائنٹ اسٹاک کمپنی
- اختراع کے حقوق (تالیف کا کام ،کمپیوٹر پروگرام بنانا)
- موجودہ زمانہ میں خون بہا کی مقدار
- فیملی پلاننگ
- اسقاط
- مقام منی میں ہدی (قربانی) کے گوشت کا مسئلہ
- رہائشی مکانات کی تعمیر اور خریداری کے لیے سرمایہ کی فراہمی
- ملکیت پر ختم ہونے والی کرایہ داری

- ایک آدمی کے جسم میں دوسرے مردہ یا زندہ آدمی کے جسم کے اعضاء سے انتفاع
- بیرونی فضا کے احکام
- علو اور منزلوں (Floor) کی ملکیت فقہ اسلامی میں
- تاجروں کے منافع کی تحدید
- قومیت اور شہریت کے اصول
- لازمی وصیت

ج- فتوی کے میدان میں:

- ٹیسٹ ٹیوب بے بی
- دودھ بینک
- مصنوعی آلہ تنفس (Ventilator)
- اجرت پر دی گئی زرعی زمینوں کی زکاۃ
- کمپنیوں کے حصص کی زکاۃ
- رائج الوقت سکوں کی زکاۃ کا نصاب
- قرضوں کی زکاۃ
- جائیداد اور زراعت کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے اجرت پر دی گئی زمینوں کی زکاۃ
- غیر منقولہ املاک (جیسے مشین وغیرہ) کی زکاۃ
- اجرت پر دی جانے والی چیزوں کی زکاۃ
- تنخواہوں اور اجرتوں کی زکاۃ
- زکاۃ کے مال کی سرمایہ کاری
- زکاۃ کو انفرادی مستحق کی ملکیت میں دیے بغیر نفع بخش منصوبوں میں لگانا

- خارج از اسلام فرقوں کی خواتین سے مسلمان مرد کی شادی۔
- غیر مسلم مرد سے مسلمان عورت کی شادی۔
- مسلم خاتون ڈاکٹروں کے ہوتے ہوئے بلاضرورت مرد ڈاکٹر سے زچگی کرانا۔
- ایسے مقامات جہاں رات دن کے اوقات کا توازن نہ ہو وہاں روزہ نماز کے اوقات کی کیفیت۔
- مقامات مقدسہ کی گنجائش کے مطابق حجاج کی تعداد متعین کرنے کا حکم۔
- ہوائی جہاز میں نماز کا حکم جبکہ وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

سیمینار اور میٹنگوں میں بحث کے مجوزہ موضوعات:

۱- جدید طبی مسائل

- ''المنظمة الاسلامية للعلوم الطبية'' کویت وغیرہ کے ساتھ تعاون کے ساتھ۔

۲-شرعی قانون سازی

- وزارت عدل اور دیگر متعلقہ اسلامی اداروں کے تعاون سے۔

۳- بینکاری کے جدید مسائل

- اسلامی بینک اور اسلامی معیشت کے مراکز تحقیق کے ساتھ تعاون سے۔

فقہ اسلامی کے تراث کا احیاء:

ان مجوزہ مستند مخطوطات اور نادر مطبوعات کا انتخاب جن کو تحقیق کے ساتھ دوبارہ شائع کرنے کی ضرورت ہے، یہ فہرست درج ذیل ہے:

اول: اختلاف کی کتابیں (فقہ مقارن)

فقہ مقارن پر طبع ہونے والی کتابیں بہت ہی کم تعداد میں اور کم ضخامت والی ہیں، جب کہ یہ موضوع ایسا ہے کہ اس کی تصنیفات پورے فقہ اسلامی اور اس کے تمام

مسالک کی ایک جامع تصویر سامنے لاتی ہیں، اسی طرح ان کتابوں میں فطری طور پر دلیل، موازنہ، ترجیح اور بحث وتمحیص پر خاص توجہ دی گئی ہے جس کی وجہ سے فقہی بحث وتحقیق کا وہ کام مکمل ہو جاتا ہے جس کی ضرورت اکیڈمی اور اصحاب اختصاص کو پیش آتی ہے۔

تقابلی فقہ کی جن (مخطوطہ یا مطبوعہ) کتابوں کی تحقیق اور دوبارہ طباعت کی ضرورت ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

- تقویم النظر لابن الدھان
- شرح المنظومة النسفية في الفقه المقارن
- الاشراف على مسائل الخلاف للقاضي عبدالوهاب
- البحر الزخار لابن المرتضى
- الخلافيات للبيهقي
- طريقة الخلاف بين الحنفية والشافعية للقاضي حسن
- الجمع والفرق لإمام الحرمين الجويني۔

دوم: آیات احکام اور احادیث احکام پر مشتمل کتابیں:

احکام کے مطالعہ وتحقیق، ان کو ضبط تحریر لانے اور کتاب وسنت سے استدلال کے وقت اس موضوع کی کتابوں کی سخت ضرورت پیش آتی ہے۔

سوم: فقہی قواعد، اشباہ ونظایر اور فروق کی کتابیں (مخطوطہ اور مطبوعہ):

- الفروق للقرافي
- القواعد للونشريسي
- القواعد للمقري
- شرح القواعد لابن رجب
- الاشباه والنظائر للسبكي
- الاشباه والنظائر للسبكي
- الاشباه والنظائر للسيوطي
- الاشباه والنظائر لابن الوكيل
- القواعد والفوائد الأصولية لابن اللحام البعلي

چہارم: کسی ایک ہی موضوع یا مسئلہ پر تیار کئے گئے کتابچے اور رسالے:

کتب خانہ مصر کی فہرست کی آخری دو جلدوں میں ''الجامع'' کے نام سے مذکور کتابیں، ان میں ایک مخصوص موضوع پر لکھے گئے کتابچے اور رسالے ہیں، زیادہ تعداد مخطوطہ کی صورت میں ہے، اسی طرح مکتبہ ازہریہ کی فہرست، مکتبہ ظاہریہ کی فہرست (مطبوعہ اور مخطوطہ)، اور قرویین کے کتب خانہ کی فہرست میں مذکور کتابیں، اور تیونس کے مکتبہ احمدیہ کی فہرست کی کتابیں۔

مخطوطات سے متعلق اہتمام کرنے والے اداروں کے ساتھ تعاون بھی ضروری ہے جیسے ''معہد المخطوطات العربیہ'' (جس کا موجودہ مرکز کویت میں اور سابقہ مرکز قاہرہ میں ہے)۔

پنجم: ہر مسلک کی بنیادی کتابیں:

تمام فقہی مذاہب کے بڑی مجموعوں کی اشاعت، ہر مسلک کی مشہور معتمد کتابیں جو اب تک طبع ہو کر منظر عام پر نہیں آئی ہیں یا اشاعت کے نئے اصولوں کے مطابق طبع نہیں کی گئی ہیں اور متن کے خصوصی اہتمام کے ساتھ ان کی دوبارہ طباعت کی ضرورت ہے

مذہب حنفی:

مخطوطات برائے تحقیق واشاعت	تحقیق کے بعد از سر نو اشاعت کی محتاج مطبوعات
الاصل للامام محمد بن الحسن الشیبانی	مجمع الأبحر، شرح ملتقی الأنہر
المحیط للبرهانی	حاشیة ابن عابدین (مصنف کے نسخہ پر)
رسائل الشرنبلالی	بدائع الصنائع للکاسانی
رسائل النابلسی	المبسوط
شرح الوهبانیة لابن الشحنة	فتح القدیر لابن الهمام
فتح باب العنایة،شرح النقایة لعلی القاری	شرح الهدایة للکنوی

التعليق الممجدشرح موطأ محمد للكنوى　الفتاوى الهندية

الحاوى القدسى للغزناوى　الفتاوى البزازية

المحيط لرضى الدين السرخسى　فتاوى قاضى خان

رسائل العلامة قاسم ابن قطلوبغا　مجمع الحقائق فى الأصول والقواعد

أصول الفقه للبزدوى

مجموعة رسائل ابن عابدين

مذہبِ مالکی:

الواضحة لابن حبيب

الموازية لابن المواز　شرح المواق لمختصر خليل

التبصرة للخمى　شرح الحطاب لمختصر خليل

الجامع لابن مونس　(مواهب الجليل)

الجواهر الثمينة لابن شاس　المنتقى للباجى

الطراز لسند

الشامل لبهرام　المدونة

التوضيح لخليل　تحفة ابن عاصم وشروحها

مختصر ابن عرفة　تبصرة الحكام لابن فرحون

شرح مختصر ابن الحاجب　التنقيح للقرافى

النوادر لابن أبى زيد　الجوهر المنظم لابن سلمون

لامية الزقاق وشرح ميازه

شرح الزرقاني وحواشيه للباني و

التنبيهات للقاضي عياض الرهوني وكنون

والتاودي (اکٹھے ایک الذخیرة للقرافی ترتیب

پر چھاپی جائیں اور فہرست بھی بنادی جائے)

التنبيهات للقاضي عياض

الذخيره للقرافي

شرح القلشاني للرسالة

شرح زروق للإرشاد بابن عسكر — القوانين الفقهية لابن جزى

شرح التلقين للقاضي عبدالوهاب البغدادي

المعونة للقاضي عبدالوهاب البغدادي

شفاء الغليل في لغات خليل لأبي الحسن الشاذلي المالكي

تنبيه الطالب لألفاظ ابن الحاجب التونسي

غرر المقالة في شرح غريب الرسالة للصفراوي

الاستذكار لابن عبدالبر

مذہب شافعی:

الحاوي للماوردي — أسنى المطالب شرح روض الطالب للقاضي زكريا الانصاري

الكوكب الساطع وشرحه للسيوطي في أصول الفقه — تحفة المحتاج شرح المنهاج لابن حجر الهيثمي

شرح المنهاج للمحلي (قلیوبی اور عمیرہ دونوں کے حاشیوں کے ساتھ)

مذہب حنبلی:

مخطوطات برائے تحقیق واشاعت	تحقیق کے بعد ازسرنو اشاعت کی محتاج مطبوعات
الجامع الكبير للخلال	المغني لابن قدامة
	الطرق الحكمية
	القواعد النورانية لابن تيمية

کانفرنسوں اور سمیناروں میں اکیڈمی کا طریقہ کار

اکیڈمی کی مجلس مختلف اسلامی علوم کے ماہرین ومفکرین اور علماء وفقہاء پر مشتمل ہوتی ہے، آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس کا ہر ملک اپنا ایک ممبر مقرر کرتا ہے، جو اکیڈمی کی مجلس میں اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔

اکیڈمی نے پیش کئے گئے مسائل وموضوعات پر تحقیق اور غور وفکر کے لیے جو طریقہ اختیار کیا وہ یہ ہے کہ اکیڈمی کی جانب سے چند علماء کو یہ ذمہ داری دی جاتی ہے کہ وہ متعلقہ موضوعات کے تمام فقہی پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے مقالہ لکھ کر شرعی رائے ظاہر کریں، پھر ایسے تمام مقالات کا عرض اکیڈمی کے اجلاس میں ممبران، ماہرین اور موضوع کے ایکسپرٹس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس پر ہمہ جہت بحث ومباحثہ کیا جائے، پھر اکیڈمی اس سے متعلق تجویز طے کرتی ہے جو یا تو اس شرعی حکم کا اعلان ہوتا ہے جس پر اتفاق ہوسکا ہو، یا موضوع کے بعض پہلوؤں پر مزید مطالعہ وتحقیق کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے فیصلہ کو آئندہ اجلاس تک مؤخر کیا جاتا ہے۔

اسی علمی منہج کو بنیاد بناکر اکیڈمی نے اپنے گذشتہ سمیناروں میں جن مسائل ومشکلات پر غور وفکر کیا ہے، ان مسائل کی فہرست ذیل کے نقشہ میں دی جارہی ہے:

اکیڈمی کے اجلاس

دوسرا اجلاس (جدہ، سعودی عرب)

۱۰-۱۶/ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲-۲۸/دسمبر ۱۹۸۵ء

موضوعات	پیش کیے گئے مقالات کی تعداد
قرضوں کی زکاۃ	۲
غیر منقولہ جائیداد اور کاشت کے علاوہ مقصد کے لیے اجرت پر دی گئی اراضی کی زکاۃ	۲
	۱
قادیانیت	۲
دودھ بینک	۵
انشورنس اور ری انشورنس	۲
بینکوں سے سودی لین دین کا حکم اور اسلامی بنکوں سے لین دین کا حکم	۲
کریڈٹ کارڈ	۷
کل تعداد:	۲۴

تیسرا اجلاس (عمان، اردن)

۸-۱۳/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء

موضوعات	پیش کیے گئے مقالات کی تعداد
اسلامی ترقیاتی بینک سے متعلق استفسارات کے جواب	۲
زکاۃ کو انفرادی مستحق کی ملکیت میں لائے بغیر نفع آور منصوبوں میں لگانا	۵
ٹسٹ ٹیوب بے بی	۴
مصنوعی آلہ تنفس	۳

قمری مہینوں کے آغاز میں وحدت	۴
حج وعمرہ کے لیے بحری اور ہوائی جہازوں سے آنے والے کے لیے احرام	۷
''المعہد العالمی للفکر الاسلامی'' واشنگٹن کے استفسارات کے جوابات	۲
کل تعداد: ۷	۳۵

چوتھا اجلاس (جدہ، سعودی عرب)

۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/فروری ۱۹۸۸ء

موضوعات	پیش کئے گئے مقالات کی تعداد
کسی زندہ یا مردہ انسان کے اعضائے جسمانی سے کسی دوسرے انسان کا فائدہ اٹھانا	۹
اتحاد اسلامی فنڈ میں زکاۃ کا سرمایہ استعمال کرنا	۷
کمپنیوں کے حصص کی زکاۃ	۱۰
مفاد عامہ کے لیے ملکیت سلب کرلینا	۷
مقارضہ بانڈز، ڈیولپمنٹ اور انویسٹمنٹ کے سرٹیفکٹ	۱۰
پگڑی	۵
بہائیت	۱
مخرب اخلاق چیزوں کا مقابلہ کرنا	۹
اتحاد اسلامی کا دائرہ عمل	۲
تعلیم کو اسلامی رنگ دینا	۱
کل تعداد: ۱۰	۶۵

پانچواں اجلاس (کویت)

۱-۶/ جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰-۱۵/ ۱۹۸۸ء

موضوعات	پیش کیے گئے مقالات کی تعداد
مکانوں کی تعمیر اور خریداری کے لیے سرمایہ کی فراہمی	۳
قسطوں پر خرید وفروخت	۷
جدید وسائل مواصلات کے ذریعہ عقود کا حکم	۹
قبضہ: اس کی مختلف صورتیں بالخصوص اس کی نت نئی شکلیں اور ان کے احکام	۸
مقتول کے متعدد ہونے کی صورت میں کفارۂ قتل کے متعدد ہونے کا حکم	۷
مجسمہ سازی	۴
اعضاء کی پیوندکاری	۱۷
کسی ایسے عضو کی پیوندکاری جو کسی شرعی حد میں الگ کیا گیا ہو مثلاً حد سرقہ میں ہاتھ کاٹنے کے بعد دوبارہ اس کو لگانا یا قصاص میں الگ کیے گئے کسی عضو کو دوبارہ لگانا	۷
اسٹاک ایکسچینج	۱۰
کل تعداد: ۹	۷۲

ساتواں اجلاس (جدہ، سعودی عرب)

۷-۱۲/ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹-۱۴/ مئی ۱۹۹۲ء

موضوعات	پیش کیے گئے مقالات کی تعداد
بیع الوفا	۹
عقد استصناع	۱۰

بیع بالتقسیط		۴
اسٹاک ایکسچینج		۹
طبی علاج		۳
بین الاقوامی حقوق اسلام کی نظر میں		۸
فکری یلغار		۹
کل تعداد:	۷	۵۲

آٹھواں اجلاس (برونائی)

۱-۷/محرم ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۱-۲۷/ جون ۱۹۹۳ء

موضوعات	پیش کئے گئے مقالات کی تعداد	
رخصت پر عمل اور اس کا حکم		۲۰
ٹریفک حادثات		۲
بیعانہ کی رقم		۴
نیلامی کا عقد		۳
اسلامی مارکٹ کے قیام کی شرعی تطبیق		۲
کریڈٹ کارڈ		۳
اقتصادی فقہی کانفرنس کی سفارشات		۳۰
طبی اخلاقیات- ذمہ داری اور ضمان		۱۰
کل تعداد:	۸	۶۸

نواں اجلاس (ابوظہبی، متحدہ عرب امارات)

۱-/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱-۶/ اپریل ۱۹۹۵ء

موضوعات   پیش کئے گئے مقالات کی تعداد

سونے کی تجارت، اکسچینج اور ڈرافٹس کے اجتماع کا شرعی حل	۳
بیع سلم اور اس کی جدید شکلیں	۸
بینک ڈپوزٹس	۷
شیئرز اور سرمایہ داری یونٹس میں سرمایہ کاری	۳
ٹینڈرس	۲
کرنسی کے مسائل	۷
ایڈز اور اس سے متعلقہ مسائل	۵
فقہ اسلامی میں تحکیم کا اصول	۱۰
سد ذرائع	۱۵
علاج میں روزہ توڑنے والی چیزیں	۴
کل تعداد: ۱۰	۶۴

دسواں سمینار (جدہ)

۲۳-۲۸/ صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸/ جون-۳/ جولائی ۱۹۹۷ء

موضوعات	پیش کئے گئے مقالات کی تعداد
علاج کے میدان میں روزہ توڑنے والی چیزیں	۶
انسانی کلوننگ	۵
ذبیحہ	۹
کریڈٹ کارڈ	۴
ترقی میں مسلم خاتون کا رول	
کل تعداد: ۵	۲۴

گیارھواں سمینار (بحرین)

۲۵-۳۰/ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۴-۱۹/ نومبر ۱۹۹۸ء

موضوعات	پیش کیے گئے مقالات کی تعداد
اسلامی اتحاد	۷
سیکولرزم	۱۰
اسلام اور ہمہ گیر جدیدیت	۴
دین اور قرض سرٹیفکٹ کی بیع اور پرائیوٹ و پبلک سیکٹر میں اس کے شرعی متبادل	۷
سروسنگ اگریمنٹ	۵
نوازل سے استفادہ کی راہیں	۷
کرنسی میں مضاربت اور اس کے اقتصادی نقصان سے بچنے کے لیے جائز وسائل	۲
مخصوص سمیناروں کے نتائج اور خلاصۂ بحث	۱۰
کل تعداد: ۹	۵۲

بارھواں سمینار (ریاض، سعودی عرب)

۲۵/ جمادی الثانی - ۱/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳-۲۸/ ستمبر ۲۰۰۰ء

موضوعات	پیش کیے گئے مقالات کی تعداد
ایکسپورٹ اور ٹینڈر کے معاملات	۷
غیر اداشدہ کریڈٹ کارڈ	۲
جرمانہ کی شرط	۴
ہائر پرچیزنگ اور کرایہ پر لینے کے چیک	۱۰
اوقاف کی آمدنی کی سرمایہ کاری	۷

قرائن یا علامات کے ذریعہ ثبوت	۷
بچوں اور بوڑھوں کے حقوق	۵
مخصوص سمیناروں کے نتائج اور خلاصہ بحث	۱۰
کل تعداد: ۸	۵۲

تیرھواں سمینار (کویت)

۷-۱۲/شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ - ۲۷/دسمبر ۲۰۰۱ء

موضوعات	پیش کئے گئے مقالات کی تعداد
اوقاف اور ان کی آمدنی کی سرمایہ کاری	۶
کاشت کی زکاۃ	۳
نئے عقود میں شرکت متناقصہ	۵
مالیاتی اداروں میں مشترک مضاربہ	۶
ہیلتھ انشورنس اور ہیلتھ کارڈ کا استعمال	۶
حادثۂ فلسطین وغیرہ	۳
انسانی حقوق	۷
کل تعداد: ۷	۳۶

چودھواں سمینار (دوحہ، قطر)

منعقدہ ۸-۱۳/ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱-۱۶/جنوری ۲۰۰۲ء

موضوعات	پیش کئے گئے مقالات کی تعداد
مقابلہ جاتی انعامی کوپن	۴
حقوق انسانی اور عالمی دہشت گردی	۷
ٹھیکے وتعمیر - ان کی کیفیت اور شکلیں	۵

نئی کمپنیوں، قابض کمپنیوں اور ان کے شرعی احکام	۲
قتل خطاء اور تعدد کفارہ میں اجتماعی ذرائع حمل ونقل کے ڈرائیور کی ذمہ داری	۳
عقود والاذعان کے معاملات	۸
اسلامی مالیاتی اداروں میں بقایہ جات کا مسئلہ	۷
نیا عالمی نظام، گلوبلائزیشن اور علاقائی بلاکس اور ان کے اثرات	۱۰
کل تعداد: ۸	۵۰

پندرھواں سمینار (مسقط، عمان)

منعقدہ ۱۴-۱۹/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۶-۱۱/مارچ ۲۰۰۴ء

موضوعات — پیش کئے گئے مقالات کی تعداد

خطاب اسلامی، اس کی خصوصیات وامتیازات اور اس کو درپیش چیلنجز

شرکت متناقصہ اور اس کے شرعی اصول وضوابط

اجارہ کی دستاویزات

نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کی اسلامیت

کریڈٹ کارڈ

وقف، اس کی پیداوار اور آمدنی میں سرمایہ کاری

مصالح مرسلہ اور ان کی معاصر تطبیق

طبیب کی ضمانت

کل تعداد: ۸

سولھواں سمینار (متحدہ عرب امارات)

منعقدہ ۳۰/صفر تا ۵/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹-۱۴/اپریل ۲۰۰۵ء

موضوعات — پیش کئے گئے مقالات کی تعداد

فکسڈ ڈپوزٹ، نقدی انشورنس، پنشن اور اسلامی انشورنس کمپنیوں کے حصوں کی زکوۃ کے متعلق

شوہر اور اس کی ملازمت کرنے والی بیوی کے درمیان اختلافات کے سلسلہ میں

عاقلہ اور دیت کی ادائی کے سلسلہ میں موجودہ دور میں

عاقلہ کے مصداق کے متعلق

قرآن کریم اور دینی نصوص کی جدید تفسیر وتشریح کے متعلق

بین الاقوامی سامان تجارت اور ان میں لین دین کے اصول کے سلسلہ میں

تجارتی کفالت کے متعلق

میڈیکل انشورنس کے سلسلے میں

اپنوں اور دوسروں کے سلسلہ میں

مسلم اقلیتوں کے معاملات سے متعلق

کل تعداد: ۹

سترھواں سمینار (عمان، اردن)

منعقدہ ۲۸/ جمادی الاولی تا ۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴-۲۸/ جون ۲۰۰۶ء

موضوعات	پیش کیے گئے مقالات کی تعداد

اسلام، امت واحدہ، اور مختلف کلامی، فقہی اور تربیتی مسالک

فتوی: شروط وآداب

غلو، انتہا پسندی، اور دہشت گردی کے بارے میں اسلام کا موقف

غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی قومیت کے تقاضے اور مسلماتِ شریعت کی پابندی تطبیق کی صورت

باؤنڈز کی مشارکہ سرٹیفکٹ: اس کے مشمولات اور عناصر

عقود میں باہمی وعدے اور اتفاق

دین کی خرید وفروخت

خواتین کی صورت حال اور اسلامی نقطۂ نظر سے ان کا سماجی کردار

دیگر ممالک اور بین الاقوامی معاہدات سے ایک اسلامی مملکت کا ربط وتعلق

انسان کی حیاتیاتی طبی تحقیقات کے شرعی اصول وضوابط

ذیابیطیس اور ماہ رمضان کے روزے

کل تعداد: ۱۱

اٹھارھواں سمینار (بوترا جایا-ملیشیا)

منعقدہ ۲۴-۲۹/ جمادی الاٴخری ۱۴۲۸ھ مطابق ۹-۱۴/ جولائی ۲۰۰۷ء

موضوعات پیش کئے گئے مقالات کی تعداد

شاہ راہ تہذیب اسلامی کی طرف واپسی کے نقوش راہ

عالم اسلام میں انسانی وسائل کا فروغ

غربت کے ازالہ کے لیے زکوۃ کا کردار اور فقہی اجتہادات سے استفادہ کرتے ہوئے

اس کے آمد وصرف کی ترتیب

اسلاموفوبیا-چیلنجز اور تیاریاں

مقاصد شریعت اور احکام کے استنباط میں ان کا کردار

سن بلوغ کی تعیین اور تکلیف شرعی پر اس کے اثرات

مسلم خواتین کے حقوق وواجبات

مشترکہ میقاتی ملکیت کا عقد (TIME SHARING)

حقوق انتفاع (ارتفاع) اور عصر حاضر کے مطابق مشترک جائیدادوں میں ان کی تطبیق

ہنگامی حالات میں کئے گئے آپریشن کی اجازت

پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام

نواقض صوم کے جدید مسائل پر نظر ثانی کی ضرورت

کل تعداد: ۱۴

انیسواں سمینار (شارجہ، متحدہ عرب امارات)

منعقدہ ۱-۵/ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶-۳۰/ اپریل ۲۰۰۹ء

موضوعات ـــ پیش کئے گئے مقالات کی تعداد

''شریعت اسلامی میں آزادی دین کا مطلب: اس کے اصول وضوابط اور نتائج''

اظہار خیال کی آزادی: اصول وضوابط اور احکامات

''اسلامی بینکوں کی تنظیم وتنسیق میں شرعی نگرانی کا کردار، اس کی اہمیت شرائط اور طریقۂ کار''

''اسلامی بونڈز (توریق) موجودہ عملی شکلیں اور اس کا چلن''

''تورق کی حقیقت اور اس کے مشہور فقہی اور بینکاری سے متعلق اقسام''

''مسلم گھرانوں میں تشدد''

''شیئرز، بونڈز، معنوی حقوق ور منافع وقف کرنا''

''اوقاف اور عوامی نفع بخش امور کی تعمیر میں معاملہ تشکیل وتشغیل اور واپسی کے نظام کی تنفیذ (B.O.T)''

ذیابیطیس (ڈائبٹیز) اور رمضان کا روزہ

''ایمرجنسی طبی سرجری (آپریشن) کی اجازت''

''ماحول اور اسلامی نقطۂ نظر سے اس کا تحفظ''

فلسطین کے حالات اور بالخصوص مسجد اقصی پر کی گئی زیادتیوں اور عراق، صومالیہ اور سوڈان کی صورت حال کے موضوع پر صادر شدہ بیان

کل تعداد: ۱۲

اکیڈمی کے مخصوص سمینار

۱- قرض سرٹیفکٹ سمینار:

یہ سمینار اکیڈمی اور اسلامک ڈولپمنٹ بنک کے باہمی تعاون سے ۲۲-۲۵ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۶-۱۹/ اگست ۱۹۸۷ء کو جدہ میں منعقد ہوا، اس کے موضوعات یہ تھے:

☆ قرض سرٹیفکٹ کی نوعیت کی تعیین، کیا یہ مخصوص رنگ کا حامل نیا عقد ہے یا شرعی عقد مضاربت ہے؟

قرض سرٹیفکٹ کا اطفاء

کل پیش کردہ مقالات: ۱۱

۲- فقہی طبی سمینار:

یہ سمینار اکیڈمی اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت کے باہمی تعاون سے ۱۰-۱۳/ اکتوبر کے درمیان کویت میں منعقد ہوا، جس میں درج ذیل محاور پر گفتگو ہوئی:

☆ دماغی خلیوں اور عصبی ڈھانچہ کی پیوندکاری

☆ تناسلی اعضاء کی پیوندکاری

☆ جنین سے پیوندکاری میں استفادہ

☆ ضرورت سے زائد بارآور انڈے

پیش کردہ مقالات: ۱۰

۳- مالیاتی منڈی کا پہلا سمینار:

یہ اکیڈمی اور اسلامک ڈولپمنٹ بینک کے باہمی تعاون سے مراکشی وزارت اوقاف کی ضیافت پر ۲۰-۲۵/نومبر ۱۹۸۹ء کو رباط میں منعقد ہوا، اس میں درج ذیل موضوعات زیر بحث آئے:

☆ روایتی مالیاتی وسائل

☆ سامانوں اور فیوچر سیل میں اختیار

☆ اسلامی مالیاتی وسائل

☆ مالیاتی منڈی کی حیثیت اور ان منڈیوں کی ترقی کی اہمیت

پیش کردہ مقالات: ۱۰

۴- اسلامک ڈولپمنٹ بنک کے سوالات پر جوابات کے لیے سمینار:

یہ سمینار اکیڈمی اور اسلامک ڈولپمنٹ بنک جدہ کے باہمی تعاون سے ۱۶-۱۷/۵/۱۴۱۱ھ مطابق ۳-۴/۱۲/۱۹۹۰ء کو جدہ میں منعقد ہوا، جس میں درج ذیل محاور پر گفتگو ہوئی۔

☆ کیا بینک رکن ممالک کی سودی تعامل کرنے والی کمپنیوں کے پیداواری مشاریع کے سرمایہ میں شرکت کرسکتا ہے؟ اور کیا بینک کے لیے جائز ہے کہ عالمی مالیاتی منڈی میں موجود کمپنیاں جو سودی معاملہ کرتی ہیں، ان میں موجودہ اقتصادی حالات کے تناظر میں حصہ لے سکے؟

کل پیش کردہ مقالات: ۱۰

۵- سمینار برائے شرعی علوم کے لیے کمپیوٹر کا استعمال:

یہ سمینار اکیڈمی اور اسلامک ڈولپمنٹ بینک کے تعاون سے ۲۴-۲۶/ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۱-۱۳/نومبر ۱۹۹۰ء کو جدہ میں منعقد ہوا، اور درج ذیل موضوع پر بات ہوئی:

☆ شرعی علوم میں کمپیوٹر کا استعمال

پیش کردہ مقالات: ۱۱

۶- مالیاتی منڈی کا دوسرا سمینار:

یہ سمینار اکیڈمی اور اسلامک ڈولپمنٹ بینک کے تعاون سے بحرین اسلامک بینک کی ضیافت پر ۱۹-۲۱ جمادی الاولی ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۵-۲۷/نومبر ۱۹۹۱ء کو منامہ میں منعقد ہوا، اور درج ذیل موضوعات زیر بحث آئے:

☆ شیئرز

☆ اختیارات

☆ اسلامی بنکاری عمل میں رکاوٹیں

☆ کریڈٹ کارڈ اور اس کی شرعی حیثیت اور اس کا اسلامی متبادل

پیش کردہ مقالات: ۸

۷- بحرین سمینار کی سفارشات پر غور کے لیے علمی حلقہ:

یہ حلقہ اکیڈمی کی سکریٹریٹ جدہ میں منعقد ہوا، اور چند ممتاز فقہاء و ماہرین اقتصادیات شریک ہوئے۔

۸- تین فقہی اقتصادی سمینار اسلامک ڈولپمنٹ بنک کے "المعہد الاسلامی للبحوث والتدریب" کے تعاون سے ۱۸-۲۲/شوال مطابق ۱۰-۱۴/اپریل ۱۹۹۳ء کے درمیان منعقد ہوئے، اس میں درج ذیل موضوعات زیر بحث آئے:

☆ کرنسی کے مسائل

☆ اسلامی بنکوں کی مشکلات

☆ سودی تعامل کرنے والی سرمایہ کارانہ کمپنیوں کے سرمایہ میں حصہ لینے کا حکم

۹- ایڈز مریض کے فقہی پہلو پر سمینار:

یہ سمینار اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت کے تعاون سے ۲۳-۲۶/جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق ۶-۹/دسمبر ۱۹۹۳ء کو منعقد کیا گیا۔

۱۰- اسلام میں بچوں کے حقوق سمینار:

یہ سمینار امانت عامہ برائے ''منظمۃ المؤتمر الاسلامی'' کے تعاون سے ۱۹-۲۱/محرم ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۸-۳۰/ جون ۱۹۹۴ء کو جدہ میں منعقد ہوا۔

۱۱- کرنسی کے مسائل پر اقتصادی فقہی سمینار:

اکیڈمی کے نویں اجلاس منعقدہ ابوظبی (متحدہ عرب امارات) کی سفارشات پر عمل آوری کرتے ہوئے طے پایا کہ یہ سمینار فیصل اسلامی بینک بحرین کے تعاون سے تین حلقوں میں منعقد کیا جائے ، پہلا جدہ میں ، دوسرا کوالالمپور ملیشیا میں اور تیسرا منامہ بحرین میں۔

الف: پہلا حلقہ:

یہ ۲۸-۲۹/ رجب ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۰-۲۱/ دسمبر ۱۹۹۵ء میں جدہ میں بتعاون ''البنک الاسلامی للتنمیۃ'' منعقد ہوا،اس کا موضوع تھا: افراط زر،حقیقت ، اسباب ،قسمیں اور نتائج - اسلامی حل ۔

ب: دوسرا حلقہ:

یہ ۲۰-۲۱/صفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۶-۷/ جولائی ۱۹۹۶ء کو کوالالمپور ملیشیا میں منعقد ہوا،اس کا تنہا موضوع افراط زر اور سماج پر اس کے اثرات۔

ج: تیسرا حلقہ:

یہ آخری حلقہ منامہ بحرین میں ۱۲-۱۳/ جمادی الثانیۃ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۲-۲۳/ ستمبر ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا۔

۱۲- حقوق انسانی سمینار:

یہ سمینار ۸-۱۰/محرم ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۵-۲۷/مئی ۱۹۹۶ء کو جدہ میں منعقد ہوا،

اس میں درج ذیل چار محور زیر بحث رہے:

۱- تاریخی پہلو- حقوق انسانی کا جامع مطالعہ

۲- تجزیاتی پہلو- برائے حقوق انسانی

۳- حقوق انسانی کے نظریہ کا ارتقاء

۴- حقوق انسانی کی بابت معاصر اور آئندہ امیدیں۔

۱۳- صحت کے مسائل سے متعلق اسلامی نقطہ نظر پر فقہی طبی سمینار:

یہ سمینار ۸-۱۱/صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴-۱۷/ جون ۱۹۹۷ء کو الدار البیضاء مراکش میں شاہ حسن ثانی کے زیر اہتمام منعقد ہوا، جس میں ''موسسۃ الحسن الثانی للابحاث العلمیۃ والطبیۃ عن رمضان'' اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کویت، اسیسکو، اکیڈمی اور ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے علاقائی آفس کے تعاون سے منعقد ہوا، اس میں تین موضوعات تھے:

۱- استحالہ اور غذا و دواء میں اضافی مواد

۲- کلوننگ

۳- روزہ توڑنے والی چیزیں۔

۱۴- جنیٹک انجنیر نگ اور اسلامی نقطہ نظر سے جنین کے علاج پر فقہی طبی سمینار:

یہ سمینار بتعاون ''المنظمہ الاسلامیہ للعلم الطبیہ'' مورخہ ۱۳-۱۵/ اکتوبر ۱۹۸۸ء کویت میں منعقد ہوا۔

۱۵- اسلامی نقطہ نظر سے بوڑھوں کے حقوق پر سمینار:

یہ سمینار بتعاون ''المنظمہ الاسلامیہ للعلوم الطبیہ'' ۱۸-۲۱/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو کویت میں منعقد ہوا۔

اکیڈمی کی سرگرمیاں

اول: اسلامک فقہ اکیڈمی کی سالانہ کانفرنس:

اکیڈمی علوم اسلامیہ کے مختلف میدانوں کے مفکرین، علماء اور فقہاء پر مشتمل ہے، اور آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس میں شامل ہر ملک کو حق ہوتا ہے کہ وہ ایک رکن عاملہ کو مقرر کرے جو اکیڈمی میں اس ملک کی نمائندگی کرے۔

دوم: اسلامی فقہ اکیڈمی کا مجلّہ:

اکیڈمی ہر سمینار کے بعد اپنا سالانہ مجلّہ شائع کرتی ہے جس کے مشمولات اس طرح ہوتے ہیں:

- مقالات جنہیں اکیڈمی کے ممبران اور سمینار کے ان علماء و ماہرین نے پیش کئے ہیں جن سے مضامین لکھنے کی فرمائش کی گئی تھی۔
- ان مقالات پر ہونے والے مباحثے۔
- قراردادیں اور سفارشات جنہیں بحث وتحقیق اور غور وفکر کے بعد اکیڈمی طے کرتی ہے۔

سوم: فقہی اقتصادی انسائیکلوپیڈیا:

- اس اہم علمی پروجیکٹ میں متعدد علماء امت اور ماہرین شامل ہیں، اور اس کے موضوعات کئی اہم لکھنے والے فقہاء اور ماہرین اقتصادیات پر تقسیم کردیے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں جامعات کے خصوصی شعبوں اور اسلامی معاشیات کے اداروں کا مکمل تعاون بھی حاصل ہے، اور جن موضوعات پر کام مکمل ہوجاتا ہے

انہیں مراجعت کرنے والی کمیٹی کو پیش کردیا جاتا ہے، پھر اس کمیٹی کے حوالہ کردیا جاتا ہے جو ان میں سے اپنی صواب دید پر اشاعت کے قابل کاموں کا انتخاب کرتی ہے۔

چہارم: فقہ کو عام فہم بنانا:

اس علمی منصوبہ کا مقصد یہ ہے کہ عبادات ومعاملات سے متعلق روزمرہ کے فقہی مسائل عام مسلمانوں کی دست رس تک لائے جائیں تاکہ وہ انہیں سمجھ سکیں اور بآسانی اور بلاتکلف ان پر عمل کرسکیں۔

پنجم: علمی میراث کی بازیافت:

اس منصوبہ سے اکیڈمی کا مقصد فقہی اصولی سرمایہ اور اختلافی کتب کو نئی زندگی دینا ہے، تاکہ مراجع ومصادر اور بنیادی کتابیں بحث وتحقیق کرنے والے فقہاء اور اصحاب شریعت کو مہیا ہوسکیں۔

ششم: مذہب مالکی کی فقہی اصطلاحی لغت:

اس کا مقصد حوالوں اور مراجع کے ذکر کے ساتھ فقہی دلالت کے مطابق فقہی اصطلاحات کی دقیق تعیین کرنا ہے۔

ہفتم: فقہی قواعد کی کلید:

اس علمی منصوبہ کا مقصد تمام فقہی قواعد کی ایسی جامع تدوین ہے جو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہو اور ساتھ ہی ساتھ ہر قاعدہ کو اس کے اصل مرجع سے ملالینے کا اہتمام کیا گیا ہو اس سے قطع نظر کہ قاعدہ بڑا ہے یا جزوی، اور اس سے قطع نظر کہ کون سا قاعدہ کس مسلک کا مستدل ہے، نیز ہر قاعدہ کے ساتھ اس کا مصدر بھی ذکر کیا گیا ہو۔

ہشتم: اکیڈمی کی لائبریری:

اس لائبریری کا قیام عمل میں آچکا ہے جس میں علوم قرآن وتفسیر، حدیث وشروح حدیث،

علم رجال وطبقات، سیرت نبوی، فقہ اور اس کے مذاہب، عام وخاص اصول، معاشیات، تاریخ وعقائد، عربی زبان کے علوم اور معاجم، اور طب اسلامی سے متعلق مراجع کی تمام کتابیں موجود ہیں، اور علماء محققین اور ریسرچ اسکالرس کی خدمت کے لیے کتب خانہ کے علمی ذخیرہ میں مستقل اضافہ کا کام جاری ہے۔

نہم: دوسری سرگرمیاں:

اکیڈمی تمام مسلم دنیا کے اسلامی تحقیقی مراکز، جامعات، اداروں، تنظیموں اور بورڈز کے ذریعہ منعقد کئے جانے والے سمیناروں اور کانفرنسوں میں شرکت کرتی ہے، اسی طرح اکیڈمی دوسرے اداروں کے ساتھ معاہدہ کرکے اور دیگر تحقیقی وتالیفی اور فقہی استفادہ کے میدانوں میں کام کرتی ہے، نیز مختلف علمی سرگرمیوں کے میدانوں میں کام کرنے کے لیے اکیڈمی نے درج ذیل اداروں کے ساتھ معاہدہ کیا ہے:

- جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، ریاض
- جامعۃ ام القری، مکہ مکرمہ
- المنظمۃ الاسلامیۃ للعلوم الطبیۃ، کویت

ان کے علاوہ مزید کچھ دوسرے مشترکہ کام بھی ہیں جن کے لیے ان متعدد اسلامی تنظیموں، اداروں اور بورڈز کے ساتھ تعاون اور ربط جاری ہے جن کے ممبران اکیڈمی میں بھی ہیں، یہ تنظیمیں اور ادارے ہیں:

- المنظمۃ الاسلامیۃ للتربیۃ والعلوم والثقافۃ (ایسیسکو)، مراکش
- رابطہ عالم اسلامی کے تابع المجمع الفقہی الاسلامی، مکہ مکرمہ
- المجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الإسلامیہ، موسسۃ آل البیت، اردن
- مجمع البحوث الاسلامیۃ ازہر، مصر
- موسوعہ فقہیہ، کویت

اسی طرح کئی اسلامی اقتصادی اداروں اور تحقیقی مراکز کے ساتھ دائمی طور پر

تعاون اور ربط جاری ہے، مثلاً:

- بیت التمویل الکویتی، کویت
- مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیہ، ریاض
- مرکز أبحاث الاقتصاد الاسلامی، جامعۃ الملک عبدالعزیز، جدہ
- المعہد الاسلامی للبحوث والتدریب بالبنک الاسلامی للتنمیہ

اکیڈمی خصوصی موضوعات پر توجہ دینے والے مختلف اداروں کے ساتھ مل کر بھی خصوصی علمی سمینار منعقد کرتی رہتی ہے جس میں فقہ، طب، معاشیات اور فلکیات کے ماہرین عام طور پر شریک ہوتے ہیں۔

اسلامی اداروں اور جامعات کے ساتھ تعاون

اکیڈمی نے مختلف اسلامی اداروں اور جامعات کے ساتھ مسلسل تعاون کے ذریعہ اپنے دائرہ عمل کو مزید پھیلایا ہے، جس کا مقصد یہ رہا ہے کہ ایک طرف ان اسلامی جامعات کے پاس موجود علمی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے، اور دوسری طرف ان اداروں کے ذمہ داروں کو جن درپیش مسائل میں شرعی احکام جاننے کی ضرورت ہوتی ہے ان میں حتی الامکان تعاون فراہم کیا جائے، یہ مسایل متعدد اسلامی ممالک سے متعلق ہیں، یا ان آبادیوں سے متعلق ہیں جو اپنے روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مختلف مسائل کے بارے میں صحیح جواب کے متلاشی ہیں، اس تعاون میں درج ذیل ادارے شامل ہیں:

- تمام اسلامی ممالک کی اوقاف کی وزارتیں
- اسلامی ترقیاتی بینک وجدہ
- رابطہ عالم اسلامی، جدہ
- المنظمۃ الاسلامیۃ للعلوم الطبیۃ
- مؤسسۃ اقرأ الخیریہ، جدہ
- مؤسسۃ آل البیت، اردن

- امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی، ریاض
- عالمی ادارہ برائے تحقیقات اقتصاد اسلامی، جامعہ ملک عبدالعزیز، جدہ
- جامعہ زیتونیہ، تیونس
- جامعہ قرویین، فاس
- المعہد العالمی للفکر الاسلامی، واشنگٹن

خدمات

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے اجلاس اول منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۲۶/تا۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹/تا۲۲/نومبر ۱۹۸۴ء میں شعبۂ منصوبہ بندی کی رپورٹ، اس کے بنیادی نکات اور سفارشات کا جائزہ لینے کے بعد درج ذیل امور طے کئے:

۱- نو پیش آمدہ مسائل اور درپیش مشکلات کا حل اس طرح تلاش کیا جائے جس میں قوت دلیل اور معتبر مقاصد شریعت کی تکمیل پیش نظر ہو اور شریعت کے قواعد عمومی ضوابط کے دائرہ میں رہتے ہوئے تنگی کا ازالہ اور آسانی مقصود ہو۔

۲- ایسی تحقیقات اور مقالات سے استفادہ کیا جائے جن میں تمام فقہی مسالک کے حوالے ہوں اور ہر مسلک کی آراء اور مسائل اس مسلک کی مستند اور اصل کتابوں سے نقل کئے گئے ہوں۔

۳- مقالات اور تحقیقات میں درج ذیل امور کی پابندی کی جائے۔

-حقائق پر توجہ۔

- شریعت کے مطلوبہ مقاصد اور مصالح سے متعلق اسلامی اصولوں کی بنیاد پر اجتہاد۔

-زیر تحقیق مسائل اور مقالات میں تقابلی فقہ کے اصول کی پابندی۔

-معروضی اور موضوعی نہج کی پابندی۔

-اختلافی مسائل میں کشادگی وتوسع، اکثریت کی رائے پر فیصلہ اور مخالف نقطۂ نظر کا ذکر۔

-تمام آراء اور مقالات میں اصل مراجع اور مآخذ سے صحیح دلائل نقل کئے جائیں، مستند قواعد کے مطابق تمام احادیث کی تخریج کی جائے، اور تمام اقتباسات نقل واقتباس کے مستند قواعد کے مطابق ہوں۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۱(۱/۱)

اکیڈمی نے اپنے اجلاس اول منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۲۶/تا۲۹صفر۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹/تا۲۲/نومبر ۱۹۸۴ء میں شعبۂ تحقیق وریسرچ کی رپورٹ، اس کے بنیادی نکات اور سفارشات کا جائزہ لے کر درج ذیل فیصلے کئے:

۱- اسلامی تشریع اور قانون سازی اور اسلامی شرعی احکام کی تدوین کے پروجیکٹ پر کسی بھی اسلامی ملک میں ہونے والے کاموں پر نظر رکھی جائے اور انہیں جمع کیا جائے تاکہ شریعت کی تشکیل وتدوین ایسے دفعات کی صورت میں کی جاسکے جن سے استفادہ آسان ہو۔

۲- درج ذیل موضوعات پر تحقیق اور ریسرچ کی ترجیحات طے کئے جائیں:

- فقہ اسلامی کی تدریس کا نظام اور اس کے مناہج
- معاصر اسلامی معاشرہ میں اجتہاد
- اسلام کے عدالتی اور قضائی نظام
- جدید تجارتی کمپنیاں اور ان کی سرگرمیاں

واللہ اعلم

قرارداد نمبر:۲(۲/۱)

اکیڈمی نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۲۶/تا۲۹/صفر۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹/تا۲۲/نومبر۱۹۸۴ء میں شعبۂ افتاء کی رپورٹ، اس کے بنیادی نکات اور سفارشات کا جائزہ لے کر درج ذیل امور طے کئے:

۱- فتوی سے ہمارا مقصود امت مسلمہ کو درپیش جدید مشکلات کی بابت آراء دینا ہے اور ان کو اکیڈمی کے سامنے پیش کرنا ہے تاکہ وہ ان کی بابت کوئی قطعی فیصلہ کرے۔

۲- درج ذیل وسائل وغیرہ کے ذریعہ فقہ سے واقفیت کو آسان بنایا جائے:

(الف) فقہی اصطلاحات:

- اصطلاحات معتبرہ سے استفادہ کیا جائے اور ان کی اشاعت میں تعاون کیا جائے۔

- موجودہ اصطلاحات پر نظر ثانی کی جائے اور اس کام کو آگے بڑھایا جائے۔

(ب) فقہی انسائیکلوپیڈیا:

- موجودہ انسائیکلوپیڈیا پر نظر ثانی کرکے تصحیح یا تکمیل طلب امور کی تصحیح اور تکمیل کی جائے۔

- اس سے متعلق پروجیکٹس پر کام کو آگے بڑھایا جائے۔

- اس کے ہر ہر مسئلہ کو مستند دلائل سے مدلل کیا جائے۔

(ج) فقہی کتابوں کی اشاعت:

- دنیا کی لائبریریوں میں موجود مخطوطات کی فہرست تیار کی جائے، ہر کتاب

کا تعارف کرایا جائے اور اس کی فوٹو کاپی حاصل کی جائے تا کہ بوقت ضرورت اس کی طباعت کرائی جاسکے۔

- جن مستند فقہی کتابوں کے نسخے ختم ہو چکے ہوں ان کی دوبارہ طباعت کرائی جائے۔

(د) فقہی کتابوں کی فہرست سازی:

- ان کے موضوعات اس طرح نمایاں کئے جائیں کہ کتاب سے استفادہ میں آسانی پیدا ہو۔

۳- فتاوی نویسی ایک اہم کام ہے، کیوں کہ مختلف عمومی مسائل سے متعلق شعبۂ افتاء کے پاس آنے والے استفتاءات میں غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ایسا حل ڈھونڈھا جائے جو صحیح نہج پر اسلامی معاشرہ کی ترقی وپیش قدمی میں معاون ہو۔

واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۳(۳/۱)

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۲۶/تا ۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹/تا ۲۲/نومبر ۱۹۸۴ء میں درج ذیل تنظیمی فیصلے کئے:

۱- اکیڈمی کے سکریٹری جنرل کو ایک سال کے لیے یہ اختیار دیا گیا کہ وہ اجلاس میں ارکان اکیڈمی کو پیش کی گئی علمی شخصیات کی فہرست کی مدد سے ریسرچ اسکالر، محققین اور ماہرین کا انتخاب کریں۔

۲- مندرجہ ذیل شخصیات، اکیڈمی کی بعض سرگرمیوں میں شریک رہنے والے علمی اداروں اور تنظیموں اور غیر مسلم ممالک کی مسلم آبادی کے نمائندگان کو اکیڈمی کے بنیادی دستور کے فقرہ دوم کے دفعہ نمبر ۷ کی بنیاد پر شامل کیا جائے:

(الف) شیخ مصطفیٰ زرقاء — شیخ ڈاکٹر الصدیق الضریر
ڈاکٹر محمد سلام مدکور — شیخ عبدالرزاق عفیفی

(ب) -رابطہ عالم اسلامی کی المجمع الفقہی الاسلامی

– مجمع البحوث الاسلامی ۔ ازہر، قاہرہ

– المجمع الملکی لبحوث الحضارة الاسلامیة (مؤسسة آل البیت) اردن

– المنظمة الاسلامیة للتربیة والعلوم والثقافة

– اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، پاکستان

(ج) المعہد العالمی للفکر الاسلامی امریکہ کے مجوزہ نمائندہ شیخ ڈاکٹر جابر العلوانی

۳- ہر تین ماہ پر تمام شعبہ جات کی یکے بعد دیگرے میٹنگ اکیڈمی کے دفتر بمقام جدہ رکھی جائے اور سہ ماہی میٹنگوں کی فائنل میٹنگ سمینار کے موقع سے اجلاس کی میٹنگ میں رکھی جائے۔

۴- بورڈ کی میٹنگ سال میں دو بار رکھی جائے، ایک میٹنگ سال کے دوران اور دوسری میٹنگ سمینار سے قبل۔ واللہ اعلم

قرارداد نمبر: ۴(۱/۴)

اکیڈمی کے علمی منصوبے

اکیڈمی نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مورخہ ۸-۱۳/ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں شعبۂ منصوبہ بندی کی میٹنگ منعقدہ ۸/۹/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۲/ اکتوبر ۱۹۸۶ء کی رپورٹ کا جائزہ لیا جس میں ایجنڈہ کے متعدد امور پر بحث کی گئی تھی، اس کے بعد درج ذیل امور طے کیے:

اول: بعض ترمیمات کے بعد درج ذیل منصوبوں کو منظوری دی جاتی ہے۔

۱- فقہی انسائیکلوپیڈیا
۲- فقہی اصطلاحات کی ڈکشنری
۳- فقہی قواعد کا مجموعہ
۴- فقہی احکام کے دلائل کا مجموعہ
۵- فقہی سرمایہ کا احیاء
۶- فقہی انسائیکلوپیڈیا کی مالیاتی رپورٹ
۷- فقہی اصطلاحات کی ڈکشنری کی مالیاتی رپورٹ
۸- فقہی سرمایہ کے احیاء کی مالیاتی رپورٹ
۹- کونسل کے اجلاس کی کاروائی، مباحثات اور منہج طے کرنے کے لیے ضوابط

دوم: ایک چار رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے جو دو منصوبوں فقہی قواعد کے مجموعہ اور فقہی احکام کے دلائل کی تدوین کے سلسلہ میں صدر کونسل اور سکریٹری جنرل کے باہمی مشورہ سے طریقہ کار طے کرے۔ واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۲۴ (۳/۱۲)

اسلامک فقہ اکیڈمی کے تیسرے اجلاس کی سفارشات

اکیڈمی کے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) مؤرخہ ۸-۱۳/صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱-۱۶/اکتوبر ۱۹۸۶ء میں اقتصادی اور سماجی ترقی کے میدانوں میں مسلمانوں کو درپیش سخت مشکلات، نیز غربت، امراض اور ناخواندگی کے مقابلہ کے لیے مسلمانوں کی شدید ضروریات کو پورا کرنے اور انسانیت کے لیے باعزت زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرنے سے متعلق مملکت اردن کے ولی عہد عزت مآب جناب حسن بن طلال کے بیان۔

اور سوڈان کی مدد کے لیے عالم عرب اور عالم اسلام سے ان کی اپیل سے واقفیت کے پس منظر میں۔

نیز مسجد اقصیٰ سے قریبی مقام پر منعقد ہورہے اس اجلاس میں قبلۂ اول اور تیسرے حرم مقدس کی بازیافت کے لیے کاوشوں کو دوچند کرنے کی ضرورت کے احساس کے تحت۔

اور اپنے اس تیقن کے ساتھ کہ مسلمانوں کی معاشی اور سماجی زندگی اور اتحاد سے تعلق رکھنے والے مسائل سے ترجیحی دل چسپی کی ضرورت ہے، نیز ان پر گہری تحقیق اور بحث ومناقشہ کے لیے علمی سمینار اور تحقیقی مواقع وغیرہ پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

اول: وسیع پیمانہ پر ایک اسلامی امدادی پروگرام بنایا جائے جس کے اخراجات کے لیے ایک مستقل فنڈ قائم کیا جائے اور اس فنڈ زکوز کاۃ، عطیات اور خیراتی اوقاف کی

رقومات فراہم کی جائیں۔

دوم: مسلم اقوام اور حکومتوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ قبلہ اول، تیسرے حرم پاک کی بازیافت کے لیے اور مقبوضہ اراضی کی آزادی کے لیے اپنی بھرپور قوت اکٹھا کریں، اپنے کردار کی تعمیر کریں، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، اپنے باہمی اختلافات سے بلند ہو کر کام کریں اور اپنی انفرادی واجتماعی زندگی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شریعت کو اپنا فیصل تسلیم کرلیں۔

سوم: اکیڈمی کے کاموں جیسے تحقیق ومطالعہ اور فتوی ومنصوبہ سازی میں ایسے امور سے دل چسپی لی جائے جو مسلمانوں کے لیے خاص اہمیت رکھتے ہیں اور جوان کی سماجی واقتصادی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے اندر اتحاد واتفاق، اور باہمی تعاون کے فروغ نیز چیلنجز کے مقابلہ کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں، نیز اللہ کی شریعت کی بنیادوں پر مسلمانوں کی زندگی کو استوار کرتے ہیں۔

چہارم: اکیڈمی کے کاموں میں تحقیق ومطالعہ کے کام اور فتوی کے موضوعات میں باہم فرق رکھا جائے، تحقیقات ومطالعات میں خاص طور علمی سیمناروں اور تحقیقی مواقع پر اس منصوبہ پر توجہ دی جائے جسے اکیڈمی کی شعبہ منصوبہ بندی، کونسل کے سامنے پیش کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۲۵ (۳/۱۴)

آسان فقہ پروجیکٹ

(منصوبے اور سفارشات)

اکیڈمی کے چوتھے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/فروری ۱۹۸۸ء میں آسان فقہ پروجیکٹ سے متعلق تیار کی گئی رپورٹ دیکھی گئی جس میں پروجیکٹ کی نگراں کمیٹی کی جانب سے پیش کئے گئے پروجیکٹ کے مجوزہ خاکہ کا بھی ذکر تھا، نیز دوران اجلاس ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دے کر اس پروجیکٹ کا جائزہ لینے کی ذمہ داری اسے سپرد کی گئی، ذیلی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں یہ سفارش کی کہ مذکورہ خاکہ کو اختیار کیا جائے اور اس کے نفاذ کی ذمہ داری اکیڈمی کی امانت عامہ کے سپرد کی جائے۔

چناں چہ اکیڈمی نے طے کیا کہ آسان فقہ پروجیکٹ کی نگراں کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کئے گئے خاکہ کو کمیٹی کی مجوزہ ترمیمات کے مطابق منظور کیا جاتا ہے اور اکیڈمی کی امانت عامہ کو اس کے نفاذ کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۳۵(۴/۱۰)

انسائیکلو پیڈیا پروجیکٹ
(منصوبے اور سفارشات)

اکیڈمی کے چوتھے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/فروری ۱۹۸۸ء میں فقہی انسائیکلو پیڈیا پروجیکٹ کے لیے ایکشن پلان کی تیاری سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ پیش کی گئی، جو نفاذ کے مجوزہ مراحل اور اس کام کی انجام دہی کے لیے تشکیل کردہ شرکاء کی ٹیم اور تفصیلات کے خاکہ پر مشتمل تھی۔

دوران اجلاس بھی اس فقہی انسائیکلو پیڈیا پروجکٹ کا جائزہ لینے کے لیے ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی، کمیٹی نے جائزہ لے کر رپورٹ پیش کی اور موضوعات کے خاکہ اور مراجع کی فہرست میں مجوزہ اضافہ اور بعض مجوزہ ترمیمات کے ساتھ پروجیکٹ کے نفاذ کے خاکہ کو اختیار کرنے کی سفارش کی۔

چناں چہ اکیڈمی طے کرتی ہے کہ منصوبہ تیار کرنے والی کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کردہ خاکے کو ذیلی کمیٹی کی مجوزہ ترمیمات کے مطابق اختیار کیا جاتا ہے اور اس کے نفاذ کی ذمہ داری امانت عامہ کو دی جاتی ہے۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۳۶ (۴/۱۱)

فقہی قواعد کی انسائیکلوپیڈیا کا منصوبہ

(منصوبے اور سفارشات)

اکیڈمی کے چوتھے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/فروری ۱۹۸۸ء میں مذکورہ موضوع سے متعلق تیار شدہ رپورٹ کا جائزہ لیا گیا، دوران اجلاس اس پرجیکٹ اور اس کے مختلف عملی مراحل کے جائزہ کے لیے جو کمیٹی تشکیل دی گئی اس نے اپنی رپورٹ میں پروجیکٹ کی فائنل شکل اور انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کے مجوزہ سات مراحل بیان کیے جن میں پہلے اور پانچویں مرحلوں کے سلسلے میں ہونے والے اختلاف رائے کا بھی ذکر کیا گیا، اس رپورٹ پر بھی نظر ڈالنے کے بعد اجلاس نے درج ذیل فیصلہ کیا۔

اول: فقہی قواعد کی انسائیکلوپیڈیا پروجیکٹ کی فائنل شکل کو اور پروجیکٹ کمیٹی کے متفقہ تجویز کردہ مراحل کو اختیار کیا جاتا ہے۔

دوم: اکیڈمی کی امانت عامہ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ تیاری کے پانچویں اور پہلے مراحل کے سلسلہ میں پروجیکٹ کمیٹی کی جانب سے آنے والے دونوں آراء میں سے کسی ایک رائے کو مناسب سمجھتے ہوئے اختیار کرے اور اس کو نافذ کرے۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۳۷ (۴/۱۲)

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی سفارشات

(منصوبے، مطالبے اور سفارشات)

اکیڈمی کے چوتھے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۱۸-۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۶-۱۱/ فروری ۱۹۸۸ء میں ''اخلاقی مفاسد کے مقابلہ کا طریقہ کار'' کے موضوع پر کئی تحریریں پیش کی گئیں جن میں بتایا گیا کہ عالم اسلام کے اندر اخلاقی بگاڑ کی ایسی صورت حال پھیل گئی ہے جو اللہ کو ہرگز پسند نہیں ہے اور امت مسلمہ کے دوش پر عقائد واخلاق اور سلوک وکردار کی پاکیزہ اشاعت کی جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے، اس قائدانہ رول سے وہ ہم آہنگ نہیں ہے۔

اسلام کے خصائص اپنی ہمہ جہت حیثیت رکھتے ہیں، اور اخلاقی پہلو دین اسلام کا ایک اہم حصہ ہے، اور اسلام سے وابستگی کے مکمل نتائج اسی وقت حاصل ہوسکتے ہیں جب اسلامی شریعت کے تمام اصول واحکام کو زندگی کے تمام میدانوں میں نافذ کیا جائے و ان امور کے پیش نظر اکیڈمی درج ذیل سفارشات طے کرتی ہے:

الف۔ ہمہ گیر بیداری پیدا کرکے عقائد کی اصلاح اور دلوں میں ان کی پختگی پر محنت کی جائے۔

ب۔ میڈیا کی تینوں اقسام دیکھی، سنی اور پڑھی جانے والی، خصوصاً تجارتی اعلانات واشتہارات کو پوری طرح پاکیزہ اور ہر ایسی شکل سے محفوظ بنایا جائے جو اللہ کی معصیت میں داخل ہے اور جس سے شہوت و بے راہ روی اور اخلاقی بگاڑ کو

برانگیختہ کیا جاتا ہے۔

ج۔ اسلامی شناخت اور اسلامی سرمایہ کے تحفظ کے لیے عملی اقدامات طے کئے جائیں ،مغرب زدگی ، اس کی نقالی اور اسلامی شناخت کے ازالہ کی ہر کوشش کو ناکام بنایا جائے ، نیز اسلامی اخلاق واصول سے ٹکرانے والی ہر فکری وثقافتی یلغار کاڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔

سیاحتی سرگرمیوں اور بیرونی اسفار پر گہری اسلامی نگرانی رکھنے کے لیے بورڈ بنایا جائے تاکہ یہ سیاحت اسلامی تشخص اور اخلاقیات کو منہدم کرنے کا سبب نہ بنے۔

د۔ تعلیم کے اندر اسلامی روح پیدا کی جائے ، اسلامی نقطۂ نظر سے تمام علوم کی تعلیم دی جائے ، اور تمام تعلیمی مراحل اور تخصصات کے اندر دینیات کو بنیادی حیثیت دی جائے تاکہ اسلامی عقیدہ کی جڑیں ذہنوں میں پیوست ہوجائیں اور اسلامی اخلاق سے کردار آراستہ ہوجائیں ، یہ بھی کوشش کی جائے کہ علم کے مختلف میدانوں میں امت مسلمہ سربراہی کا مقام حاصل کرے۔

ھ۔ خاندان کی اسلامی تربیت پر پوری توجہ دی جائے وشادی کو آسان بنایا جائے اور اس کی ترغیب دی جائے ، والدین کو اس کی ترغیب دلائی جائے کہ وہ بچوں اور بچیوں کی اچھی اور اسلامی تربیت وپرورش انجام دیں تاکہ ایسی طاقتور نسل تیار ہو جو اپنے رب کی بندگی بجالائے اور اسلام کی اشاعت ودعوت کی ذمہ داری انجام دے ،عورت کو اپنے گھر کے اندر اسلامی شریعت کے تقاضہ کے مطابق ایک ماں اور ایک گھر کی نگہبان کا رول ادا کرنے کے لیے تیار کیا جائے اور غیر ملکی خصوصاً غیر مسلم خادماؤں کا رواج بالکلیہ ختم کیا جائے۔

و۔ تمام وسائل کو اس طرح بروئے کار لایا جائے کہ نئی نسل کی بہترین اسلامی تربیت ہوسکے، جو اسلام کے ارکان اور اسلامی کردار کی پابند ہو، جسے اپنے پروردگار اور اپنی امت کی تئیں اپنی ذمہ داریوں کا بھرپور احساس ہو، اور جو روحانی خلاء کی اس بیماری سے محفوظ ہو جس نے آج کے نوجوان کو منشیات ، نشہ آور اشیاء ، اور

اخلاقی بگاڑ کی مختلف شکلوں کا سہارا لینے پر مجبور کر دیا ہے، نوجوانوں کو اہم کاموں میں مشغول رکھا جائے، اور ان کی صلاحیت وقدرت کے لحاظ سے انہیں ذمہ داریاں دی جائیں، ان کے خالی اوقات کو مفید چیزوں میں مشغول رکھا جائے، دل چسپی کے وسائل فراہم کئے جائیں، ورزش اور اچھے اور پاکیزہ کھیلوں کے مقابلے کا نظم کیا جائے اور انہیں مکمل طور پر اسلامی رخ دیا جائے۔

دوم: اکیڈمی کے اجلاس میں ''اسلامی اتحاد کے مواقع اور اس سے استفادہ کی راہیں'' کے موضوع پر بھی مقالات پیش کئے گئے، یہ حقیقت ہے کہ تمام مسلم اقوام کے درمیان اسلام کا ایسا رشتہ ہے جو اولین اور پائیدار ہے، وہ مطلوبہ اتحاد، امت کو متحد رکھنے والی ہر تہذیبی تعمیر، عزت وترقی کی بازیافت اور موجودہ چیلنجوں کے مقابلہ کے لیے صرف کی جانی والی کوششوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی اساس بھی ہے۔

اسلام کے مضبوط اور پائیدار رشتہ کی بنیاد پر مختلف اسلامی ممالک کے درمیان اقتصادی اور سماجی ترقی کے میدانوں میں باہمی ربط پیدا کیا جاسکتا ہے اور باہمی تعاون اور دوستانہ تعلقات کو فروغ دے کر موجودہ چیلنجوں کے مقابلہ اور مطلوبہ ترقی وسربلندی کی بازیافت میں بڑی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

چناں چہ اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

الف: عقیدہ اسلامی کے تحفظ اور تمام خرابیوں سے اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے، اسلامی عقیدہ کو بگاڑنے اور اس کی بنیادوں کو مشکوک بنانے کی ہر ایسی کوشش سے چوکنا رہا جائے جو مسلمانوں کے متحدہ شیرازہ بکھیرنے اور انہیں ایک دوسرے سے برسرپیکار بنانے کے مقصد سے کی جارہی ہے۔

ب۔ اسلامک فقہ اکیڈمی کی جانب سے ایسی فقہی تحقیقات ومقالات سے دل چسپی لی جائے جن میں جدید فکری چیلنجوں کا جواب دیا گیا ہو، سماج کی مشکلات اور مسائل کو فقہ اسلامی کی روشنی میں حل کیا جائے اور امت کی فکری ترقی وبیداری

میں فقہ اسلامی کو ایک بنیادی عنصر کی حیثیت سے ملحوظ رکھا جائے، نیز اسلامی ممالک میں عام سماجی مسائل کے سلسلہ میں کی جانے والی قانون سازیوں میں فقہ اسلامی کو بنیادی حیثیت سے اختیار کرنے کے دائرہ میں وسعت پیدا کی جائے۔

ج۔ اسلام کے مطلوبہ فکری تہذیب کے سانچہ میں تعلیم وتربیت کے یک ساں نصاب ونظام کی تیاری کے لیے باہمی ربط کو مضبوط بنایا جائے تاکہ ایسی مسلم نسل تیار کی جاسکے جو خدا کی بندگی کا یکساں تصور رکھتی ہو، جس کی سوچ وفکر کا رخ یک ساں ہو اور جسے اپنی تہذیبی نسبت پر فخر ہو۔

د۔ علم وفن کے مختلف میدانوں میں علمی تحقیقات کو اعلی ترجیحی مقام دیا جائے، قومی آمدنی کا ایک فیصد حصہ اسلامی یونیورسٹیز واداروں کے درمیان باہمی مضبوط تعاون کی بنیاد پر علمی لیبارٹریز کے قیام اور تحقیقی پروگراموں کے لیے مخصوص کیا جائے۔

ھ۔ مختلف اسلامی یونیورسٹیز کے تعاون سے ایسا تحقیقی پروگرام وضع کیا جائے جس میں بڑے بڑے عنوانات مقرر کرکے ان پر فقہی تحقیقات کرائی جائیں، اور مسلم مفکرین کی ایک اعلی کمیٹی ان کاموں کی نگرانی کرے اور ان کا جائزہ لے اور سب سے عمدہ تحقیق پر انعام دیا جائے۔

و۔ تمام اسلامی ممالک میں میڈیا کی پڑھی، سنی اور دیکھی جانے والی تینوں اقسام کا ہدف صرف یہ ہو کہ زمین پر اللہ کی عبودیت قائم کی جائے، خیر اور بھلائی کو فروغ دیا جائے، اور فکر واخلاق کو تباہ کرنے والی اور دین میں الحاد وانحراف پیدا کرنے والی چیزوں سے نجات حاصل کی جائے۔

ز۔ ایسی اسلامی اقتصادیات قائم کی جائیں جو نہ مشرقی ہوں نہ مغربی، بلکہ وہ خالص اسلامی اقتصادیات ہوں، جس کے ساتھ مشترکہ اسلامی منڈی قائم کی جائے، جس میں مسلمان دوسروں کے تعاون کے بغیر خود باہمی تعاون سے پیداوار اور

مارکیٹنگ کو فروغ دیں، کیوں کہ اقتصادیات معاشرہ کا ایک اہم عنصر ہے، اور اقتصادیات کی تکمیل مسلم اقوام میں باہمی اتحاد کی راہ ہے۔

سوم: اسلامی ممالک میں تعلیم کو اسلامی قالب میں ڈھالنا آج ایسا ضروری ہو گیا ہے جو یک ساں فکر وتصور اور کردار وعمل کی حامل اسلامی نسل کی تیاری کے لیے لازمی ہے۔

چناں چہ اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

تمام علوم کا رخ اور مقصد اسلامی ہو، اسلامی نظام اور ضابطہ کے چوکھٹے میں انہیں فٹ کیا جائے، اور تعلیمی وتربیتی منہاج کی تشکیل میں اسلامی عقیدہ ایک بنیاد اور اصل کی حیثیت رکھتا ہو۔ تعلیم کو اسلامیانے کے عمل میں مطلوبہ منہاج کے اہم خدوخال درج ذیل ہوں گے:

الف: اسلامی عقیدہ کو اس وسیع اسلامی تصور کی بنیاد بنایا جائے جو کائنات، انسان اور زندگی سے متعلق کلی نظریہ پیش کرتا ہے، اور انسان کو خالق حیات، کائنات کے ساتھ اس کے تعلق اور اپنے خالق اور اپنے معاشرہ کے ساتھ تعلق سے روشناس کراتا ہے۔

ب۔ تمام سماجی، انسانی، اقتصادی اور سیاسی علوم کا محور اسلام کو بنایا جائے، اسلام کے انسانی نظریات، اور کائنات اور انسان وزندگی کے ساتھ ان کے تعلق کو نمایاں کیا جائے، اور اس کام میں اس میدان میں کام کرنے والی دیگر اسلامی تنظیموں مثلاً ''اسلامی تنظیم برائے طبی علوم'' اور ''اسلامی تنظیم برائے تربیت وثقافت وعلوم'' سے رابطہ رکھا جائے۔

ج۔ اسلامی عقیدہ کو بگاڑنے والے ملحدانہ مادی علوم اور دوسرے گم راہ کن علوم جیسے کہانت، سحر اور علوم نجوم کے فساد سے لوگوں کو واقف کرایا جائے، جن علوم کی اسلام نے مذمت کی ہے اور انہیں حرام قرار دیا ہے اور اسی طرح وہ علوم جو فسق وفجور پر مبنی ہیں، ان کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔

د۔ علوم وفنون کی تاریخ از سرنو لکھی جائے، ان کے فروغ میں مسلمانوں کی خدمات کو نمایاں کیا جائے۔ تاریخ میں داخل کردیئے گئے ان استشراقی اور مغربی نظریات سے تاریخ کو پاک کیا جائے، جو صحیح تاریخی نہج کو غلط رخ دیتے ہیں، مختلف ممالک میں علمی تحقیقات کے مراکز اور اسلامی اقتصادیات کے اداروں میں علوم کی تقسیم وترتیب اور مناہج تحقیق پر اسلامی نقطہ نظر سے نظر ثانی کی جائے۔

ھ۔ کائنات، انسان اور زندگی کو زیر بحث لانے والے علوم اور خالق کائنات کے درمیان تعلق کو نمایاں کیا جائے، تاکہ ان میدانوں میں کام کرنے والے محققین ان کو اس نظر سے دیکھیں کہ یہ سب الٰہی تخلیقات اور محکم ربانی کاریگری کے جلوے ہیں۔

و۔ دین اسلام کی روشنی میں اور اسلام کے مقاصد سے ہم آہنگ ایسے ضوابط وضع کئے جائیں جو مذکورہ تمام علوم یا ان میں سے کسی ایک علم کے لیے اصول وبنیاد بنیں، نیز مغربی مناہج کے وہ عیوب واضح کئے جائیں جنہوں نے مذہب اور علم کے درمیان جھوٹی سرحد کھڑی کردی ہے، یا جنہوں نے تاریخ، معاشیات اور سماجیات وغیرہ علوم کی بنیاد ہی غلط رکھی ہے۔

یہاں یہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ ایک ایسا منصوبہ موجود ہے جو تعلیم کو اسلامیانے کے اس عمل میں نہ صرف معاون بن سکتا ہے بلکہ اس کے لیے لازمی وسیلہ کی حیثیت رکھتا ہے، وہ منصوبہ ہے اسلامائزیشن آف نولج (علوم وفنون کی اسلامی تشکیل) کا جس کے تقاضے المعہد العالمی للفکر الاسلامی تصنیفات، مقالات اور پروگراموں کے ذریعہ منصوبہ سازی اور لائحہ عمل کی تیاری کی شکل میں پورے کررہا ہے۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۳۸ (۴/۱۳)

شعبۂ منصوبہ کی جانب سے مجوزہ سمینار وموضوعات

(منصوبے، مطالبے اور سفارشات)

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مورخہ ۱۷-۲۳/شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/مارچ ۱۹۹۰ء میں اکیڈمی کی امانت عامہ کو پیش کردہ شعبۂ منصوبہ بندی کی رپورٹ دیکھی گئی جو ارکان اکیڈمی کو تقسیم کی گئی، اور جس میں ترجیحات کی رعایت کے ساتھ موضوعات تجویز کئے گیے تھے، یہ متنوع موضوعات درج ذیل زمروں سے متعلق تھے:

☆ معاصر فقہ اسلامی میں عالمی حقوق

☆ معاصر فقہ اسلامی میں نکاح ومیراث

☆ معاصر فکر اسلامی

☆ معاصر فقہ اسلامی میں عبادات

☆ معاصر فقہ اسلامی میں عبادات واقتصادیات

☆ عصر جدید کی روشنی میں اصول فقہ

☆ طب وعلوم

☆ مذکورہ کے علاوہ جدید مسائل

اس رپورٹ میں درج ذیل موضوعات پر سمیناروں کی تجویز بھی رکھی گئی:

☆ اسلام میں عورت کے حقوق اور فرائض

☆ اسلام میں عالمی حقوق
☆ انسانی حقوق بتعاون ''منظمۃ المؤتمر الاسلامی''
☆ اسلام میں بچوں کے حقوق بملاحظہ بچوں کے حقوق پر عالمی چارٹر
☆ اسلام کے سایہ میں غیر مسلموں کے حقوق وفرائض
☆ مسلمان، استقلال اور حاشیہ برداری دور حاضر میں
☆ اسلامی دستور کے نمونوں کا مطالعہ
☆ فنون جدیدہ (نقاشی ، گانا ، موسیقی اور مصوری) پر اسلام کا موقف
☆ اسلامی حکومت: بنیادی قواعد، اور موجودہ دور کے بڑے مسائل
☆ ذرائع ابلاغ اور اس کے معاصر وسائل ، اسلامی نقطۂ نظر
☆ گرتی قیمت والی کرنسی کی تبدیلی کے فقہی احکام
☆ اسلام میں تکافل اجتماعی ، جدید عملی صورتیں
☆ سندات خزانہ اور سرمایہ کاری سرٹیفکٹس
☆ مالیاتی منڈیوں میں رائج اختیارات اور فیوچرسل

اس سلسلہ میں اکیڈمی طے کرتی ہے کہ:

اول: ان تجاویز کی رعایت کرتے ہوئے امانت عامہ کو یہ اختیار دیا جائے کہ حسب مصلحت اور بالخصوص پچھلے سمینار میں آئی تجویز کی روشنی میں وہ ان میں سے اختیار کرے۔

دوم: امانت عامہ مجوزہ سمیناروں کے انعقاد کے لیے تیاری کرے اور حسب حالات ان موضوعات کو ترجیح دے جو پچھلے سمینار میں اٹھائے جاچکے ہیں۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۶۱ (۶/۱۲)

اکیڈمی کے چھٹے اجلاس کی سفارشات

(منصوبے، مطالبے اور سفارشات)

اکیڈمی نے اپنے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ، سعودی عرب مؤرخہ ۱۷-۲۳/ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴-۲۰/ مارچ ۱۹۹۰ء میں مندرجہ ذیل سفارشات کیں:

اول: سارے عالم کے مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے اندر اتحاد اور شیرازہ بندی قائم کریں، اپنی مشکلات میں اسلامی حل پر کاربند ہوں، اور دنیا کے سامنے اسلام کو اس طرح پیش کرنے کا اپنا فریضہ ادا کریں کہ آج سنگین مشکلات کا بنیادی حل اسلام ہے، نہ کہ گم راہ مادی اصول جن کا کھوکھلا پن ظاہر ہو چکا ہے، اجلاس مسلمانوں کو اس بات کی بھی دعوت دیتا ہے کہ وہ مشرقی ممالک میں رہنے والے اپنے مسلم بھائیوں کے مسائل سے دل چسپی لیں، ان کے دینی تشخص کی بقاء اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے ان کے جائز حقوق میں مدد کریں۔

دوم: اجلاس اس بات کی مذمت کرتا ہے کہ سوویت یہودی اسراء و معراج کی مقدس و مبارک سرزمین کی طرف ہجرت کر رہے ہیں، اجلاس اسے ساری دنیا کے مسلمانوں کے حق میں بہت بڑا خطرہ تصور کرتا ہے، اور تمام عرب و اسلامی ممالک سے اپیل کرتا ہے کہ اس سنگین خطرہ کے مقابلہ میں وہ متحد ہو کر سینہ سپر ہو جائیں، اور مقبوضہ اراضی کی بازیافت، اسلامی مقدسات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارض اسراء کو غاصبوں کی چنگل سے آزاد کرانے اور غاصب صہیونی دشمن سے نبرد آزما تحریک انتفاضہ کے مقاصد کی تکمیل اور جدوجہد میں

مدد کے لیے ہر ممکن ذرائع کو بروئے کار لائیں۔

سوم: اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے اور ان کا ایسا استعمال کیا جائے کہ ان سے اصلاح وفلاح، اسلام کی خدمت اور موجودہ دور کی تباہ کن چیلنجوں کا مقابلہ انجام پائے، امانت عامہ سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ ہی پر مخصوص ایک سمینار کا انعقاد کرے۔

چہارم: موجودہ دور میں رائج فنون جیسے ڈرامہ، غناء، موسیقی اور رقص وغیرہ جن میں تمام ذرائع ابلاغ آج ملوث ہیں، ان پر بھی ایک سمینار منعقد کیا جائے۔

پنجم: ''قتل کا کفارہ متعدد ہونے'' کے موضوع پر بھرپور تحقیقی مضامین فراہم کیے جائیں تاکہ اس بابت قرارداد طے پاسکے۔

ششم: شیئرز کے موضوع کو مؤخر کیا جائے تاکہ اس پر مزید تحقیقی تحریریں ومضامین تیار کیے جائیں۔

ہفتم: اسی طرح اختیارات اور مستقبلیات کے موضوع پر سمینار کا انعقاد کیا جائے۔

ہشتم: امانت عامہ کے تعاون سے فقہاء، اور ماہرین اقتصادیات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو شیئرز کمپنیوں میں شرکت کی بابت اسلامک ڈولپمنٹ بنک کے سوالات کے جوابات فراہم کرے۔

واللہ الموفق

قرارداد نمبر: ۶۲ (۱۳/۶)

اشاریہ اصطلاحات

INDEX

اصطلاح   قرارداد نمبر

الف:

پ، ت، ٹ:

ج، ح، خ:

د، ڈ:

ر، ز:

س، ش:

ط:

ع:

غ:

ف:

ک:

ق:

ل،م:

اسلام جمہوریت
اور
آئین پاکستان
سیاسی مذہبی قائدین وکارکنان کے لئے رہنما کتابچہ
ترتیب تدوین
محمد اسرار مدنی
مجلس تحقیقات اسلامی

کتاب پر مشاہیر کی تاثرات

مجیب الرحمان شامی، چیف ایڈیٹر روزنامہ پاکستان، تجزیہ کار، نیا ٹی وی

مجلس تحقیقات اسلامی کی اس کاوش کی تعریف کی جانی چاہیے کہ اس نے جمہوری نظام اور پاکستان کے دستور کا ایک سنجیدہ جائزہ لینے کا اہتمام کیا ہے۔ زیر نظر کتاب کے کسی جز سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن اس سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا کہ آج کی پاکستانی سیاست اور صحافت کے مروجہ اسلوب سے حتی الامکان گریز کرتے ہوئے دلیل کے ساتھ بات کی گئی ہے۔ پڑھنے والوں کو اس سے بڑی رہنمائی ملے گی اور وہ اجتماعی عصری مسائل کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

مولانا فضل الرحمن، امیر جمعیت علماء اسلام (ف) پاکستان

کتاب ''اسلام، جمہوریت اور آئین پاکستان'' میں پاکستان کے جمہوری نظام اور دستور کے حوالے سے چند اہم سوالات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اور روایتی جذباتی اسلوب سے ہٹ کر علمی لہجے میں مدلل بات سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض مسائل میں قرآن وسنت اور فقہی وقانونی ذخیرے سے استدلال کیا گیا ہے، جس سے فکر ونظر کے نئے دریچے کھل جاتے ہیں، گویا پاکستان اور اس کے آئین کو شریعت اسلامیہ اور عالمی تناظر میں سمجھانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ میں اس کاوش پر عزیزم محمد اسرار مدنی اور ان کے رفقاء کار مولانا تحمید جان وغیرہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ مجلس تحقیقات اسلامی کی یہ کاوش آئین پاکستان، اور جمہوری نظام کے حوالے سے بہت سارے غلط فہمیوں کا ازالہ کرے گی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حوالے سے جاری مثبت اور تعمیری مکالمے میں کردار ادا کریگا۔

حامد میر، کالم نگار روزنامہ جنگ، اینکر جیو ٹی وی

اسلام اور جمہوریت کے موضوع پر بہت لکھا جاچکا ہے لیکن محترم محمد اسرار مدنی صاحب نے اسلام اور جمہوریت کے تعلق کو پاکستان کے تناظر میں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے۔